خطباتِ ومواعظِ حنیف ملتانی

خطیب ایشیا

افادات: حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانی رحمہ اللہ

1

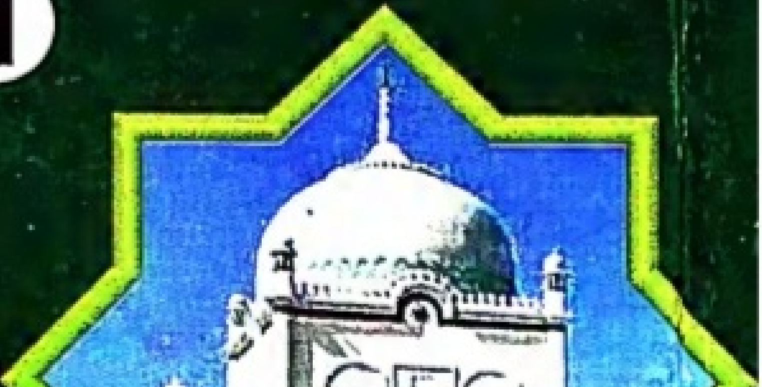

انتخاب وترتیب

مولانا مفتی محمد عتیق الرحمان مدظلہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

شعبہ تحقیق وتصنیف

دار المطالعہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

DAR-UL-MUTALIAH

JAMIAH MASJID ALLAH WALI

HASILPUR OLD (BWP)

AL KHAIR BOOKS

وتعاونوا علی البر والتقوی

1

خطباتِ مواعظِ حنیف ملتانی

افادات

خطیب ایشیا

حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانی رحمہ اللہ

انتخاب وترتیب

مولانا مفتی محمد عتیق الرحمان مدظلہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

الخیر بکس
ALKHAIR BOOKS

نزد میزان بنک حاصل پور منڈی

G.mail:alkhairbooks@gmail.com
0321-7853059

بسم اللہ الرحمن الرحیم

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

محمد عابد شریف

نے لٹل سٹار پریس لاہور سے چھپوا کر

الخیر بکس
ALKHAIR BOOKS

نزد میزان بنک حاصل پور منڈی

G.mail:alkhairbooks@gmail.com
0321-7853059

سے شائع کی

عرض ناشر: الحمد للہ اگرچہ ہم نے کتاب کی تصحیح و طباعت میں ہر ممکن احتیاط سے کام لیا ہے' لیکن کبھی کبھی کتابت' طباعت اور جلد سازی میں سہواً غلطی ہو جاتی ہے۔ اگر کسی صاحب کو ایسی کسی غلطی کا علم ہو تو براہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں

ملک بھر کے ہر چھوٹے بڑے کتب خانے سے طلب فرمائیں
062-2442059-042-37360620

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزارشِ احوال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.... اَمَّا بَعْدُ!

خلاق کائنات کا احسان عظیم ہے کہ اس ذات بابرکات نے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف عطا فرمایا پھر اُسے عقل وشعور اور نطق وگویائی کی دولت سے نواز کر تمام مخلوقات سے ممتاز کر دیا، نطق وگویائی اور قوت بیان وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جسے خود ربّ کائنات نے اپنے کلام میں بطور خاص ذکر فرمایا اور انسان کو اس نعمت سے سرفراز کرنے کا یوں تذکرہ فرمایا: خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝۳ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۝۴ ۔ (الرحمٰن) ”اسی نے انسان کو پیدا کیا، اسی نے اس کو بات واضح کرنا سکھایا۔“ (آسان ترجمہ قرآن)

معلوم ہوا تخلیق انسانی کے بعد ایک بڑی نعمت قوت بیان اور اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرنا بھی ہے، پھر جس طرح تمام انسانوں کی تمام عادات وخصال، مزاج وصفات، قدوقامت، رنگ وابدان یکساں نہیں ہیں اسی طرح قوت بیان اور اپنے مافی الضمیر کے اظہار کا ملکہ بھی یکساں نہیں ہے اسی لیے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا ۔ (یعنی بعض گفتگو جادو کا اثر رکھتی ہے) اور یہ روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہر آدمی کی بات نہ تو قابل التفات سمجھی جاتی ہے اور نہ ہی خاطر خواہ اثر رکھتی ہے البتہ اس میدان کے شہسواران اکابر سے یہ بات منقول ہے کہ اگر حق بات حق نیت اور حق طریقے سے کہی جائے تو وہ ضرور اثر رکھتی ہے جہاں کہیں بات میں اثر نہ ہو تو غور کرنا چاہیے کہ ان تین شرائط میں سے کون سی شرط مفقود ہے جو بیان وگفتگو میں عدم تاثیر کا سبب ہے ورنہ تو ایک صاحب دل نے خوب کہا ہے:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

چناں چہ اس نعمتِ عظمیٰ کے عملی خوگر جہاں بہت سے افراد وقوم وملت ہوئے ہیں وہاں سب سے نمایاں شخصیات حضرات انبیا علیہم السلام ہوئے ہیں جن کی گفتار وسخن کا ایک ایک جملہ انسانی قلوب واذہان کے لیے تسخیر وتاثیر کا موجب تھا اور بالخصوص امام الانبیا سید الاولین والآخرین ﷺ کی لسانِ نبوت سے نکلنے والا ہر گوہر حُسن ادب اور گفتار وخطابت کا زریں اصول نظر آتا ہے، حضرت شعیب علیہ السلام کا خطیب الانبیا کے لقب سے ملقّب ہونا اس بات پر دال ہے کہ خطابت اور حسنِ کلام انسانی اذہان وافہام کے لیے کس قدر کارگر اور اکسیر ہے، چناں چہ اس صفت سے بہت سے شہسوارانِ خطابت متصف ہوئے ہیں اور امت کے افراد کے قلب وجگر کو اپنی گفتار وسخن سے معطر کیا ہے، یوں تو خطابت وحسن کلام ایسا بے کنار وعمیق سمندر ہے جس کی تہہ تک بہت کم افراد ہی پہنچ سکے ہیں ایسے بحرِ عمیق کو عبور کرنا ہر شخص کا کام نہیں البتہ محنت ومشقت اور کسب وسعی سے انسان اس کے کچھ نہ کچھ گوہر ضرور پاسکتا ہے اسی لیے امت کے بہت سارے افراد محنت وسعی کر کے اس بحرِ بے کنار کو عبور کرنے میں کسی قدر کامیاب ہوئے ہیں۔

موجودہ دور کے چند نامور خطباء میں ایک نام حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانی رحمہ اللہ کا ہے جو اپنی وضع قطع اور کردار وگفتار میں اپنے اکابر کی تصویر پیش کی، جنھوں نے وطن عزیز میں اور دیارِ غیر میں توحید ورسالت، عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم، اکابرین کی پاکیزہ سیرت، دین حقہ کی ترویج واشاعت میں اکابرین کا کردار جیسے عنوانوں پر گفتگو فرمائی۔ اور نسل نو کو اسلام کی حقیقی تصویر دکھائی۔ یہ خطبات ومواعظ قاری محمد حنیف ملتانی رحمہ اللہ انہی کی تقاریر کا مجموعہ ہے جو وطن اور غیر وطن میں انھوں نے کیں۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو پسند فرمائیں تو اللہ رب العزت سے ہمارے حق میں قبولیت ومغفرت کی دعا ضرور فرمائیں۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ (آمین)

والسلام

دعاؤں کا طالب

محمد عابد شریف

الخیر بکس پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

توحید باری تعالیٰ اور شرک ظلم عظیم	۲۷
شاہ جی اور سورۃ الاخلاص کا ترجمہ:	۲۸
یہ تو کفر کی ذہنیت ہے:	۲۹
حضور ﷺ نے نصیحت کی شرک نہ کرنا:	۲۹
شرک ظلم عظیم ہے:	۳۱
کسی کے لیے دعا کرنے کی برکت:	۳۲
خانوادۂ نبوت پر آزمائش:	۳۲
بنت خطاب رضی اللہ عنہا پر آزمائش:	۳۴
ملتان کے ایک ولی کی بات:	۳۵
توحید والے کفر سے ٹکرائے:	۳۶
جہنم کا تعارف:	۳۶
دین میں خیانت کرنے والوں کا انجام:	۳۷
یہ تو غیر شرعی کام ہیں:	۳۸
مسئلہ سن:	۴۰
ایک بزرگ کا عمل:	۴۰
علمائے دیوبند کا عقیدہ:	۴۱
بزرگوں کو بدنام نہ کرو:	۴۲
اللہ بے نیاز ہے:	۴۲

توحید اور شرک کی حقیقت	۴۴
توحید باری تعالیٰ اور شرک:	۴۴
اللہ ہی خالق و مالک ہے:	۴۵
توحید کے جرم میں:	۴۷
توحید کے علمبردار:	۴۹
مشرک ناپاک ہے:	۵۰
ایمان داروں کو صبر کی نصیحت:	۵۱
صحابہ رضی اللہ عنہم نے کمال کر دیا:	۵۲
مقام شہادت:	۵۴
شرک سے نفرت:	۵۴
ظلم کی انتہا:	۵۵
کلمہ توحید کے جرم میں پتھروں کی بارش:	۵۶
جہالت:	۵۷
توحید کیا ہے	۵۹
ساری برکتیں اللہ کے پاس ہیں؟	۶۰
اللہ قادر ہے:	۶۱
کلمے کے جرم میں اذیتیں:	۶۱
سجدہ صرف اللہ کا حق ہے:	۶۲
دوبارہ آنکھیں ملیں:	۶۴
اللہ آنکھیں دینے پر قادر ہے:	۶۶
صحابی رضی اللہ عنہ تختہ دار پر:	۶۶
بہترین جماعت:	۶۷
رَبُّنَا اللّٰہُ:	۶۸

مقام صدیق رضی اللہ عنہ، فاروق رضی اللہ عنہ:	۶۹
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں:	۷۰
نبی ﷺ کے بعد پہلا جنتی:	۷۰
ایثار صدیق رضی اللہ عنہ:	۷۰
رفیق غار ومزار:	۷۱
اللہ مشکل کشاء	۷۳
عقیدہ توحید اساس ہے:	۷۴
راہ نجات نسبت نہیں:	۷۵
قرآن کا مقابلہ نہ کرو:	۷۶
دین سے دوری کی وجہ:	۷۷
حضرت آسیہ کو ایمان کیسے ملا؟	۷۹
سنت کے پھول اپناؤ:	۷۹
حضرت آسیہ آزمائشوں میں:	۸۰
سیرت النبی ﷺ	۸۵
حضور ﷺ کی ولادت اور وفات:	۸۶
حضور ﷺ کی وفات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا صدمہ:	۸۷
غداران قوم:	۸۸
دینی مدارس اور سکول کالج:	۸۹
تعارف علماء دیوبند:	۸۹
دربار رسالت میں نوجوان عورت:	۹۰
کعبہ کی مصنوعی شکل اور لوگ:	۹۱
بیت اللہ کے معمار ومزدور:	۹۲
دعائے خلیل:	۹۳

قرآن نہیں پڑھتے:	۹۳
مدارس عربیہ سے بعض لوگوں کا سلوک:	۹۴
نگاہ نبوت کا کمال:	۹۶
پیر سپاہی اور لوگ:	۹۶
حضور ﷺ امام الانبیا:	۹۷
حضور ﷺ کے والدین کی نشانیاں تورات میں:	۹۸
حضور ﷺ کا سفر شام:	۹۸
یتیم مکہ:	۹۹
حضور ﷺ کی آمد اور دن رات کی درخواست:	۱۰۰
اکابرین علما دیوبند:	۱۰۱
دعوت مباہلہ:	۱۰۲
سرکار دو عالم ﷺ کی تشریف آوری:	۱۰۳
حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی سعادت ابدی:	۱۰۴
مدینہ اور مدینہ والوں کا مقام:	۱۰۷
عشق رسول ﷺ کی حقیقت	۱۱۰
اچھی باتوں کی تلقین:	۱۱۱
اپنی حالت پر غور کریں:	۱۱۲
حقیقی عشق کا اظہار کیسے؟	۱۱۲
عشق رسول ﷺ کی حقیقت:	۱۱۳
محبت رسول ﷺ کا درس بزبان قرآن:	۱۱۳
صحابہ رضی اللہ عنہم کا ادبِ رسول ﷺ:	۱۱۴
اللہ ادب سکھاتا ہے:	۱۱۴
ادب بہت بڑی چیز ہے:	۱۱۵

حضور ﷺ کی بات پوری ہوئی:	۱۱۵
جب دین سے اعراض ہوگا:	۱۱۷
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی محبت رسول ﷺ:	۱۱۷
حضور ﷺ کے حقیقی غلام:	۱۱۸
درود شریف کی فضیلت:	۱۱۹
غازی علم الدین رحمہ اللہ کی محبت رسول ﷺ:	۱۱۹
موت کی فکر کرلو:	۱۲۰
سندھ داخلے پر پابندی:	۱۲۱
اکابرین کی محنت:	۱۲۱
صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن کے عامل تھے:	۱۲۱
حضور ﷺ نے ہر عمل سکھایا:	۱۲۲
انگریز کے باغی مسلمان:	۱۲۲
قرآن کا پیغام، اقوام عالم کے نام:	۱۲۳
ہم قرآن کے محتاج ہیں:	۱۲۴
سیرت مصطفیٰ ﷺ	۱۲۶
اشعار:	۱۲۷
دور جہالت:	۱۲۸
سید الرسل کی ولادت اور گھر کی حالت:	۱۲۹
آپ کا پہلا کلام:	۱۲۹
بچانے والا کون؟	۱۳۰
کفار کے مظالم:	۱۳۰
ظلم در ظلم:	۱۳۰
مسلم اور کافر کا مکالمہ:	۱۳۱

لطیفہ:	۱۳۳
موت کی تلخی:	۱۳۳
سمجھانے کا انداز:	۱۳۴
سیرت اپناؤ:	۱۳۴
صحابیات کی اطاعت:	۱۳۵
سنت کی ادائی میدان جہاد:	۱۳۵
سنتوں کی قدر کرو:	۱۳۶
حضرت مدنی رحمہ اللہ کا عشق رسول ﷺ:	۱۳۶
حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اور طالب علموں کی قدر:	۱۳۶
حضرت ضامن شہید رحمہ اللہ کی کرامت:	۱۳۷
دین کے لیے آزمائش:	۱۳۸
حضور ﷺ کی تابعداری کرو:	۱۳۹
امام الانبیا ﷺ	۱۴۰
عالم ارواح میں جلسہ:	۱۴۱
چار جہان:	۱۴۱
عظمت مصطفوی ﷺ کا اقرار انبیا علیہم السلام سے:	۱۴۲
حضور ﷺ آخری نبی ہیں:	۱۴۴
نبیوں کے نبی:	۱۴۵
حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق:	۱۴۶
حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت بیٹے کو:	۱۴۶
فضیلت درود پاک:	۱۴۷
عاملین قرآن:	۱۴۸
اصلی درود پاک:	۱۴۹

سنت کے پھول اپناؤ، بدعت کے کانٹے چھوڑو:	۱۵۰
پیغمبر خدا کی مرضی کے بغیر نہیں بولتا:	۱۵۱
بدعت گمراہی ہے:	۱۵۲
حضور ﷺ کے امتیوں کا اعزاز:	۱۵۳
خلوص کی برکت:	۱۵۳
ذکر حبیب ﷺ	۱۵۵
اشعار:	۱۵۶
وفادار چیز:	۱۵۶
دنیا آخرت کی کھیتی:	۱۵۶
سیرت کا سبق:	۱۵۷
مفلس کون؟	۱۵۸
ہمارا عقیدہ:	۱۵۹
ولادت سے پہلے:	۱۵۹
انبیا علیہم السلام کی مبارک باد:	۱۶۰
بڑا واقعہ اور ابرہہ کی ہلاکت:	۱۶۱
لیکن افسوس صد افسوس:	۱۶۲
کلیم اللہ کی درخواست:	۱۶۳
جیسی روح ویسے فرشتے:	۱۶۳
سفر پر جانے سے قبل توبہ کرو:	۱۶۳
حضور ﷺ کا حسن:	۱۶۵
موت کا جھٹکا:	۱۶۵
موت کی یاد سے:	۱۶۶
پتھروں کی بارش:	۱۶۶

کفار کا لسان نبوت پر یقین:	۱۶۶
اطاعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:	۱۶۸
صحابیہ رضی اللہ عنہا کی اطاعت:	۱۶۹
تیرے عشق میں:	۱۶۹
کیسی نماز:	۱۷۰
اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انعام:	۱۷۰
لباس جلا دیا:	۱۷۰
مشروط رہائی:	۱۷۱
ابو جندل رضی اللہ عنہ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:	۱۷۲
وفات کا دن نہیں بھولتا پیدائش کا بھول جاتا ہے:	۱۷۳
وفات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اصحاب کی حالت:	۱۷۴
تف ہے ایسی مسلمانی پر:	۱۷۵
یتیموں کے ملجاء:	۱۷۵
حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:	۱۷۵
سگان مدینہ:	۱۷۶
حضرت مدنی رحمہ اللہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:	۱۷۷
روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگ کا ادب:	۱۷۷
حماقت:	۱۷۷
اللہ کی جماعت:	۱۷۸
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۷۹
حضرت عبد اللہ کو شادی کی پیشکش:	۱۸۰
عبد المطلب کی منت:	۱۸۰
حضرت آمنہ فرماتی ہیں:	۱۸۲

ابرہہ کا بیت اللہ پر حملہ:	۱۸۲
ابرہہ کی تباہی:	۱۸۳
سیدہ آمنہ کے گھر کی حالت:	۱۸۴
حضور ﷺ آئے، رونق آئی:	۱۸۴
حضور ﷺ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں:	۱۸۴
یہ تو رشد وہدایت کا سویرا ہے:	۱۸۵
دودھ شریک بھائی کا حق:	۱۸۶
بیت اللہ کی تعمیر کا واقعہ:	۱۸۷
حضور ﷺ کی سخاوت:	۱۸۷
آزمائشیں ہی آزمائشیں:	۱۸۸
صحابہ رضی اللہ عنہم پر ظلم وستم:	۱۸۹
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع ضروری ہے:	۱۹۰
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبوت کے محافظ:	۱۹۱
حضور ﷺ کی ہجرت:	۱۹۲
دو امانتیں، دو امین:	۱۹۲
حضور ﷺ کی سواری:	۱۹۴
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی استقامت:	۱۹۴
نبوت وصداقت غار میں:	۱۹۵
سانپ نے جب ڈس لیا:	۱۹۵
آخری وقت میں سنت کا اہتمام:	۱۹۷
چور کا انداز دیکھ:	۱۹۹
اللہ نے بدلے کا انتظام کیا:	۲۰۰

یتیم مکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۰۲
گالی دینا ہمارا مشن نہیں:	۲۰۴
محبوب ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا:	۲۰۴
دعائے خلیل اور نوید مسیحا:	۲۰۴
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت:	۲۰۵
حکمت خداوندی:	۲۰۶
جشن آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:	۲۰۷
حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی سعادت:	۲۰۷
نبوت کی روشنی:	۲۰۸
برکت ہی برکت:	۲۰۹
حقوق کے محافظ:	۲۱۰
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں کی برکت:	۲۱۱
غار حراء میں قرآن کا نزول:	۲۱۱
قرآن سنانے کے جرم میں:	۲۱۲
مظالم کے طوفان:	۲۱۳
مظالم کی وجہ سے قرآن نہیں چھوڑا:	۲۱۳
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر:	۲۱۳
حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی کرامت:	۲۱۴
شاملی کا میدان اور حضرت ضامن شہید رحمہ اللہ:	۲۱۵
اکابرین کا درخشندہ کردار:	۲۱۵
انگریز کے باغی:	۲۱۶
حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی کرامت:	۲۱۶
علما کے سچے غلام کا کردار:	۲۱۷

نبی ﷺ کی سیرت مشعل راہ ہے:	۲۱۷
عطائے رسول ﷺ:	۲۱۷
کمالات اصحاب رسول ﷺ:	۲۱۸
سیرت اپناؤ:	۲۱۸
ذمہ داری کا احساس کرو:	۲۱۹
سیرت کا سبق:	۲۲۰
علما دیوبند کا کردار:	۲۲۰
حضرت مفتی صاحب کا اعزاز:	۲۲۱
مولانا غلام اللہ خان کی خدمات:	۲۲۱
حضرت دین پوری رحمہ اللہ کا اعزاز:	۲۲۲
حضور ﷺ کے دو معجزے	۲۲۳
حضور ﷺ کی وسیع الظرفی:	۲۲۴
بڑھیا کی خدمت:	۲۲۵
نیک بندوں کی صحبت حاصل کرو:	۲۲۶
میرے پاس تو محبت رسول ﷺ ہے:	۲۲۷
حضور ﷺ پر فاقہ کی حالت:	۲۲۸
حضور ﷺ کا معجزہ:	۲۲۹
غلط باتیں مت پھیلاؤ:	۲۳۱
حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استقامت:	۲۳۱
حضور ﷺ کا ایک اور معجزہ:	۲۳۲
حضور ﷺ نے آخر میں پیا:	۲۳۴
یہ تو حضور ﷺ کی دعا ہے:	۲۳۴
تین تسبیحات:	۲۳۶

ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	٢٣٧
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقصودِ کائنات:	٢٣٨
خدا کا اجلاس اور عہد انبیا:	٢٣٩
دورِ حاضر میں ہمارا کردار:	٢۴٠
اقرار خداوندی اور انبیا:	٢۴٠
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حسب ونسب پاک ہے:	٢۴١
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد کی عظمت:	٢۴١
راہب کی دعوت:	٢۴٢
فضائل درود شریف:	٢۴٣
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے:	٢۴٣
گستاخ صحابہ رضی اللہ عنہم کی خانہ تلاشی:	٢۴۴
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آزمائش:	٢۴۴
مظالم کی انتہا:	٢۴۵
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فقروفاقہ:	٢۴٦
قرآن وحدیث کی قدر نہیں:	٢۴٦
والدین ذریعہ جنت:	٢۴٧
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ:	٢۴٧
دعا تقدیر بدل دیتی ہے:	٢۴٨
والدہ کی دعا سے:	٢۴٨
جنت کا مشروب:	٢۴٨
دعا کے لیے حضرت ملتانی کی خدمت میں:	٢۴٩
امت کی بربادی:	٢۴٩
مقصد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:	٢۴٩

محبت رسول ﷺ:	۲۵۰
خلیفہ اول کی دین کے لیے مشقت:	۲۵۰
صدیق رضی اللہ عنہ کی کمائی:	۲۵۰
صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان سے:	۲۵۱
صدیق رضی اللہ عنہ نے غلام آزاد کرائے:	۲۵۱
صحابی رضی اللہ عنہ کی زیارت:	۲۵۳
قیامت کے دن:	۲۵۴
جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکار:	۲۵۴
ستر ہزار نہیں ستر لاکھ صدیق کے ساتھ جنت میں:	۲۵۴
معراج النبی ﷺ	۲۵۵
رجب میں قبیح فعل:	۲۵۶
نبی ﷺ کا رشتہ دار:	۲۵۷
کاتب وحی:	۲۵۷
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوم وفات:	۲۵۷
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت:	۲۵۸
احترام پیغمبر ﷺ کی وجہ سے:	۲۵۸
اللہ، رسول ﷺ کا پیارا:	۲۵۹
اسلام میں رسومات کی گنجائش نہیں:	۲۶۰
آقا ﷺ آزمائشوں میں:	۲۶۰
سادگی:	۲۶۱
نبیوں اور امام الانبیا کا معراج:	۲۶۱
سبحان کا معنی:	۲۶۲
سن تیرا قاری کہتا ہے:	۲۶۳

حضور ﷺ عبد تھے:	۲۶۴
تعارف حطیم اور کفار:	۲۶۴
دوراتیں دورفیق:	۲۶۵
شق صدر:	۲۶۷
فرشتوں کا استقبال:	۲۶۸
نبی ﷺ بلانے پر آتے ہیں مگر:	۲۶۸
اللہ نے سارانظام روک دیا:	۲۶۸
جمعہ کے روز ثواب کی تقسیم:	۲۶۹
اعلیٰ سواری:	۲۶۹
وصال رسول ﷺ	۲۷۱
بارہ وفات:	۲۷۲
قرب قیامت میں:	۲۷۲
صحابہ رضی اللہ عنہم نے ولادت کا جلوس نہیں نکالا:	۲۷۳
سنت کے مقابل بدعت:	۲۷۳
حضور ﷺ کی وفات کا صدمہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو:	۲۷۴
صحابہ رضی اللہ عنہم سے آخری کلام وخطاب:	۲۷۶
جبرائیل وعزرائیل علیہما السلام کی آمد:	۲۷۶
موت کا جھٹکا:	۲۷۸
امام الانبیا ﷺ کا امت سے پیار:	۲۷۸
حقیقی عاشق کون؟	۲۷۹
علماء دیوبند کی محبت رسول ﷺ:	۲۷۹
اگر صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ ہوتے؟	۲۸۰
یہ جلوس دین نہیں:	۲۸۰

ایک سوال:	۲۸۰
وفات پیغمبر ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ خطاب:	۲۸۱
حضور ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ کی سادگی:	۲۸۱
سورۃ نصر کا نزول:	۲۸۲
بنت صدیق رضی اللہ عنہ اہلیہ رسول ﷺ:	۲۸۲
بنت فاروق رضی اللہ عنہ اور اہلیہ رسول ﷺ:	۲۸۳
سچے ولی:	۲۸۴
دین کا مفہوم:	۲۸۵
عظمت انبیا علیہم السلام	۲۸۷
انبیا علیہم السلام کی قربانی:	۲۸۸
امام الانبیا ﷺ کا معراج:	۲۸۹
حضور ﷺ آزمائشوں میں:	۲۹۱
نگاہ نبوت کا کمال:	۲۹۳
خانوادہ نبوت کا فاقہ:	۲۹۴
عظمت ہی عظمت:	۲۹۵
کفار مکہ کا اعتماد:	۲۹۶
تذکرہ معجزات:	۲۹۸
آزمائش ہی آزمائش:	۲۹۸
غسیل الملائکہ:	۲۹۹
تذکرہ سید الشہداء:	۳۰۰
صابر پیغمبر:	۳۰۰
ایمان صحابہ:	۳۰۱
سیرت اپناؤ:	۳۰۲

حضرت نوح علیہ السلام	۳۰۴
حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت توحید:	۳۰۵
توحید کے جرم میں حضرت نوح علیہ السلام پتھروں میں:	۳۰۷
قوم نوح علیہ السلام کے پانچ پیر:	۳۰۹
حضرت نوح علیہ السلام کی قربانی:	۳۰۹
مشرک کے مقدر میں توبہ نہیں:	۳۱۰
حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے:	۳۱۱
حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے قوم کا سلوک:	۳۱۱
قوم نوح پر عذاب الٰہی:	۳۱۳
مشرک بیٹا طوفانی موجوں میں غرق:	۳۱۴
سید کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے:	۳۱۸
خلیل علیہ السلام کی قربانیاں	۳۱۹
سیدنا خلیل آتش نمرود میں:	۳۲۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری آزمائش:	۳۲۲
زم زم انعام خداوندی:	۳۲۶
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری آزمائش:	۳۲۶
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی:	۳۲۷
حضرت مدنی رحمہ اللہ کی مہمان نوازی:	۳۲۸
غازی علم دین شہید رحمہ اللہ کا عشق رسول ﷺ:	۳۳۰
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی:	۳۳۱
عید الاضحیٰ کے مسائل:	۳۳۲

حضرت اسماعیل علیہ السلام	۳۳۵
اللہ وحدہ لاشریک ہے:	۳۳۶
حضور ﷺ آخری نبی ہیں:	۳۳۷
قرب قیامت کے مناظر:	۳۳۸
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قبر کی یاد:	۳۳۸
قرآن والے بن جاؤ:	۳۳۹
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت:	۳۴۰
حضور ﷺ کا سوال اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا جواب:	۳۴۱
نبی ﷺ بھی نرالا، ساتھی بھی نرالے:	۳۴۱
عرب کا شکوہ نہ کرو:	۳۴۲
مانگنے کے لیے ایک ہی در ہے:	۳۴۳
ارکان حج کے بارے میں حضور ﷺ کے ارشادات:	۳۴۴
سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تمنائے شہادت:	۳۴۴
صداقت کے علمبردار:	۳۴۵
موت کی سختی:	۳۴۸
عشق خداوندی:	۳۴۹
بیت اللہ کی تعمیر:	۳۵۰
کمزور عقیدے:	۳۵۰
خداؤں کی فروخت:	۳۵۲
خلیل اللہ علیہ السلام کی ہجرت:	۳۵۲
اسماعیل علیہ السلام کی ولادت:	۳۵۳
ذبیح اللہ علیہ السلام بے آب وگیاہ وادی میں:	۳۵۴
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سجدہ شکر:	۳۵۵

اسماعیل علیہ السلام کی قربانی:	۳۵۶
شیطانی چالیں:	۳۵۶
عجیب سوال:	۳۵۹
لطیفہ:	۳۵۹
حضرت لوط علیہ السلام	۳۶۱
حضرت لوط علیہ السلام کی تبلیغ:	۳۶۳
سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور شرک کا خاتمہ:	۳۶۴
حضور ﷺ کی دعا:	۳۶۶
اللہ کی غیرت:	۳۶۷
حضرت لوط علیہ السلام کی تبلیغ اور خدائی آزمائش:	۳۶۸
قوم لوط پر خدائی عذاب:	۳۷۱
حضور ﷺ آزمائشوں میں:	۳۷۳
حضرت یوسف علیہ السلام	۳۷۶
غلط فہمی کا ازالہ:	۳۷۷
زیارت حرمین شریفین:	۳۷۹
کچھ باتیں خاندان نبوت کے بارے میں:	۳۷۹
والد کے منظور نظر:	۳۸۱
حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب:	۳۸۱
محمد ابن سیرین اور خواب کی تعبیر:	۳۸۲
امام اعظم رحمہ اللہ اور خواب کی تعبیر:	۳۸۲
بھائیوں کا حسد:	۳۸۳
یوسف علیہ السلام کنوئیں میں:	۳۸۳
حضرت یوسف علیہ السلام بازار میں:	۳۸۵

زلیخا کی بدنیتی:	۳۸۵
بت سے حیاء:	۳۸۵
پیغمبر علیہ السلام کی معصومیت اور زلیخا کی کذب بیانی:	۳۸۷
ملتان میں ورائٹی شو:	۳۸۸
یوسف علیہ السلام جیل میں:	۳۸۹
حسن یوسف علیہ السلام، حسن محمد ﷺ:	۳۹۰
مقام صحابیت:	۳۹۰
قیدیوں کے خواب اور حضرت یوسف کی تعبیر:	۳۹۱
بادشاہ کا خواب اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی:	۳۹۳
خدا ہے، امام اعظم کی عقلی دلیل:	۳۹۴
حضرت یوسف علیہ السلام تخت مصر پر اور بھائیوں کی آمد:	۳۹۵
حوصلے والا پیغمبر:	۳۹۷
حضرت یونس علیہ السلام	۳۹۸
سارے انبیا علیہم السلام کی دعوت کا خلاصہ:	۳۹۹
حضرت یونس علیہ السلام کی دعوت:	۴۰۰
عذاب کی بشارت اور خدائی آزمائش:	۴۰۱
یونس علیہ السلام کشتی میں سوار ہو گئے:	۴۰۶
حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں:	۴۰۷
ہر چیز اللہ کی حمد کرتی ہے:	۴۰۸
حضرت یونس علیہ السلام نے رب کو پکارا:	۴۰۹
مچھلی کے پیٹ سے رہائی:	۴۱۱
آزمائش پوری ہوگئی:	۴۱۲

حضرت ایوب علیہ السلام	۴۱۴
قرب قیامت:	۴۱۶
انبیا علیہم السلام پر تکالیف:	۴۱۶
ایشیا کا عظیم خطیب:	۴۱۶
انبیا خدا کے نمائندے:	۴۱۷
حضور ﷺ کا فاقہ:	۴۱۸
دیوبند کے ہیرے:	۴۱۹
سیدنا ایوب علیہ السلام پر آزمائش:	۴۲۰
آزمائش ہی آزمائش:	۴۲۲
شیطان کے بہکانے کے انداز:	۴۲۵
حضرت ایوب علیہ السلام شرک سے بیزار:	۴۲۶
حضرت ایوب علیہ السلام کی پکار:	۴۲۷
حضرت ایوب علیہ السلام پھر جوان ہو گئے:	۴۲۸
لطیفہ:	۴۲۹
حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم پوری کی:	۴۲۹
پیدائش حضرت موسیٰ علیہ السلام	۴۳۲
عظمت کلیم اللہ:	۴۳۳
فرعون کا ظلم واستبداد:	۴۳۴
ام موسیٰ علیہ السلام کا ایمان:	۴۳۵
کلیم اللہ علیہ السلام دریا نیل کی موجوں میں:	۴۳۹
حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں:	۴۴۰
خدائی کا وعدہ پورا ہوا:	۴۴۳
قدرت خداوندی:	۴۴۵

حضرت سلیمان علیہ السلام	۴۴۸
نبوت وحکومت اللہ دیتا ہے:	۴۴۹
ساری چیزوں پر اللہ کا اختیار ہے:	۴۵۰
انبیا غیب نہیں جانتے:	۴۵۱
علم غیب خاصہ خداوندی ہے:	۴۵۱
پرندے بھی شرک سے بیزار:	۴۵۵
مکتوب سلیمان بجانب ملک سبا:	۴۵۶
ملکہ سبا کی پارلیمنٹ میں بات چیت:	۴۵۸
ملکہ بلقیس کا تخت دربار سلیمان میں:	۴۶۱
ملکہ بلقیس کی دعوت توحید:	۴۶۲
حضرت زکریا علیہ السلام	۴۶۴
انبیا بہادر ہوتے ہیں:	۴۶۵
صاحب اولاد کرنا اللہ کے ہاتھ ہے:	۴۶۵
نذر ماننے کا طریقہ:	۴۶۶
اللہ سے مانگنے کا طریقہ:	۴۷۰
دعا قبول کرنے والا صرف اللہ:	۴۷۲
نرالے معاملات:	۴۷۵
کمزور عقائد کی ایک مثال:	۴۷۶
پیدائش عیسیٰ علیہ السلام	۴۷۹
صحابہ رضی اللہ عنہم کا سوال اور جواب رسالت:	۴۸۱
بنی اسرائیل پر انعامات خالق:	۴۸۳
تذکرہ سیدہ مریم علیہا السلام:	۴۸۵

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت:	۴۸۷
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلا خطاب:	۴۸۹
قوم کی دو حالتیں:	۴۹۱
جمعہ کی حاضری:	۴۹۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

توحید باری تعالیٰ اور شرک ظلم عظیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا كَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ یَكُنْ لَّہٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴ (الاخلاص)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمِ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰكِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کرنے والے جادوگروں کا یہ کہنا کہ ہمارا قیمہ بنا سکتے ہو مگر ایمان کی دولت سے محروم نہیں کر سکتے۔ واقعتاً یہ بات ہے کہ اللہ کا ایمان جس کے پاس آ جائے، تو اس کو نکالنے کی طاقت دنیا میں کسی کے پاس ہے ہی نہیں!

ایمان کے معنی ہیں۔ صبغۃ اللہ

اللہ کسی کو رنگ چڑھا دے، پھر اتارنے والا کون ہے؟ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو اللہ جس کو اپنا بنا لے نکھیڑ دے والا کون ہے؟ خالقِ کائنات، مالک زمین وآسمان

جس کو اپنا بنا لے

جس کو ایمان کی دولت عطا کر دے

جس کو یقین کی دولت عطا ہو جائے

اسے کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

ہزاروں واقعات ہیں، ہزاروں قسم کے حالات ہیں، بل کہ اُلٹا اثر پڑتا ہے۔

ایسے موقعوں پر۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جتنا مارو اتنا ہی ایمان بڑھتا ہے۔ ساری برادری، کنبہ، قبیلہ، خاندان ایک طرف ہو، عزیز واقارب، رشتہ دار ایک طرف ہوں، دنیا کی دولت ایک طرف ہو، اور دوسری طرف اللہ کی دی ہوئی ایمان کی دولت ہو۔ تمام قوتیں مل کر سلب نہیں کر سکتیں۔

کئی لوگ مل کر کہتے ہیں ہم نے جو جرم کیے، گناہ کیے، اللہ ان کو معاف کر دے تو بڑی بات ہے۔ پہلے گناہ، پہلے جرم جو کر بیٹھے، معاف ہو جائیں تو بڑی بات ہے۔

وہ مالک زمین وآسمان ہے۔ خالق کائنات ہے۔ اس کے سامنے تمام کی تمام کائنات محتاج ہے۔ پیغمبر ہوں، غوث و ... ہوں، تمام کی تمام کائنات اللہ کی محتاج ہے۔

شاہ جی اور سورۃ الاخلاص کا ترجمہ:

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ترجمہ لکھا عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ نے ”اَللّٰہُ الصَّمَدُ“ کا ترجمہ ”اللہ نرادھار ہے“ تو شاہ جی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہندی کا لفظ تھا۔ مجھے معنی کا پتہ نہ چلا۔ تقسیم سے پہلے کی بات تھی۔ شاہ جی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سکھ سے پوچھا، عمر رسیدہ سکھ تھا۔ پڑھا لکھا تھا کہ سردار جی! ”نرادھار“ کے کیا معنی ہیں؟ اللہ الصمد کا ترجمہ لکھا ”اللہ نرادھار ہے“

شاہ جی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سکھ یہ لفظ سن کر جھومنے لگا۔ اور کہنے لگا شاہ جی! ”نرادھار“ کے معنی یہ ہیں کہ وہ سب کو پالتا ہو اور اس کو پالنے والا کوئی نہ ہو۔ ہر آن اور ہر گھڑی اور ہر لمحہ ساری

کائنات اس کی محتاج ہو، وہ کبھی بھی، کسی حال میں بھی، کسی کا محتاج نہ ہو، یہ ہیں نرادھار کے معنی۔ ہندو کو سمجھ آگیا مطلب، مسلمان کو آج تک سمجھ نہ آیا۔

یہ تو کفر کی ذہنیت ہے:

جی ہاں! بالکل ٹھیک ہے۔ اللہ پاک کی ذات ہے۔ مگر یہ بھی تو اللہ کے بندے ہیں۔ یہ بھی تو اسی نے بنائے ہیں۔ فرمایا:

"مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ" (الزمر:۳)

"جو پیر فقیر تو بندے اس کے، مگر ہمیں یہ اللہ کے نزدیک کر دیتے ہیں۔"

مکے کا آدمی اگر یہ بات کہے کہ عزیٰ، لات، منات، یہ تمام کے تمام ہمیں رب کے نزدیک کر دیتے ہیں تو وہ تو کافر بن جائے گا۔ چودھویں، پندرھویں صدی کے لوگ اگر کہیں تو ان کے ایمان میں فرق نہیں آتا؟

حضور ﷺ نے نصیحت کی شرک نہ کرنا:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے یا معاذ رضی اللہ عنہ!

عرض کیا: لبیك وسعدیك

پھر ارشاد گرامی ہوا، یا معاذ!

عرض کیا: لبیك وسعدیك

تیسری مرتبہ محمد عربی ﷺ نے پھر فرمایا: یا معاذ!

عرض کیا: لبیك وسعدیك

اندازہ لگاؤ۔ ایک سواری پہ سوار ہیں۔ آگے مدنی کریم ﷺ سوار ہیں۔ پیچھے معاذ رضی اللہ عنہ سوار ہیں۔ یہ کتنے جلیل القدر لوگ تھے۔ حضور ﷺ کی سواری پہ جن کو سوار ہونے کا موقعہ ملا۔ آپ ﷺ نے جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ آوازیں دیں، تین مرتبہ بلایا۔ موقعہ ایک ہے، پاس ہی بیٹھے ہیں، یہ بات نہیں کہ آواز سنی ہی نہیں، وہ صحابی بھی کہتا ہے:

"لبیک وسعدیک"

کملی والے ﷺ! میں حاضر ہوں۔ ارشاد ہو، مجھے آپ حکم فرمائیں، کیا فرمانا چاہتے ہیں۔ لیکن حضور ﷺ بار بار فرمار ہے ہیں اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! بہت بڑی بات عرض کرنے لگا

ہوں۔ بہت بڑی بات تجھے بتانے لگا ہوں۔ بڑے پتے کی بات تجھے بتانے لگا ہوں۔ توجہ کرنا، دھیان کرنا، دل کی گہرائیوں سے سننا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کر دیا میرے آقا ﷺ! قریب ہوں۔ ہمہ تن میری توجہ ہے۔ میرا دھیان ہے۔

فرمایا: یا معاذ! لَا تُشْرِكْ بِاللهِ

نبی کریم ﷺ کے کلام سے اندازہ لگاؤ۔ بار بار صحابی رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔ ایک سواری پہ سوار ہیں۔ معاذ رضی اللہ عنہ اور حضور اکرم ﷺ لیکن بتانا یہ مقصد ہے کہ توجہ کر، دھیان کر، بہت بڑی بات کرنے لگا ہوں۔

"لا تشرک باللہ"

اے معاذ رضی اللہ عنہ! اللہ کی ذات میں، صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔

اب اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے میرے بندو! کھلاتا میں ہوں، پلاتا میں ہوں، زندگی میں دیتا ہوں، موت میں بھیجتا ہوں۔

مگر ہماری سوچ تو دیکھو۔ جب کوئی فائدہ ہو جائے تو ہم کہتے ہیں فلاں بزرگ نے کر دیا۔ فلاں پیر نے کر دیا۔ فلاں درویش نے کر دیا۔

اگر نقصان ہو جائے تو اللہ کی مرضی، اللہ نے کر دیا۔ منافع غیروں کا، گھاٹا اللہ کا۔ جتنا نقصان ہو، وہ اللہ کی طرف منسوب۔ اولاد دے تو پیراں دتہ، مر جائے تو اللہ نے لے لیا۔

فرمایا: یا معاذ! لَا تُشْرِكْ بِاللهِ

"اے معاذ رضی اللہ عنہ! شرک نہ کرنا۔"

اب جس کو بھی آپ کہیں گے نا! شرک نہ کر، وہ کہے گا توبہ، توبہ، توبہ، میں تو شرک کرتا ہی نہیں۔

نبی ﷺ سچا، نبی ﷺ کا فرمان سچا، نبی ﷺ پر اترا ہوا قرآن سچا، نبی ﷺ کو جس نے بھیجا وہ خدا سچا، اللہ پاک نے پہلے ہی فرما دیا مشرک کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔

چور توبہ کر لے گا، زانی توبہ کر لے گا، شرابی توبہ کر لے گا، ڈاکو توبہ کر لے گا، شرک کرنے والے کو توبہ کی توفیق نہیں۔

کیوں؟ اس لیے کہ وہ اسے گناہ سمجھتا ہی نہیں تو توبہ کس بات کی کرے۔ جس کی ساری عمر چوری میں کٹی، اس نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ جائز ہے۔ دل میں یہ خیال ہے مالک پار کر دے گا،

میں ہوں گناہ گار، کوئی زانی، کوئی شرابی ایسا نہیں جو اس کو عبادت سمجھتا ہو۔

شرک کو لوگ عبادت سمجھتے ہیں۔ یعنی جس چیز کو کوئی عبادت سمجھے گا، اس سے توبہ کیسے کرے گا؟ جس چیز کو آدمی کا مزاج، دل و دماغ اچھا جانے، نیکی جانے، نیکی سے توبہ کون کرے؟

نماز پڑھنے سے توبہ کون کرسکتا ہے؟ کہ میری توبہ! میں نہیں نماز پڑھوں گا۔

روزے سے کون توبہ کرسکتا ہے؟ کہ میری توبہ! میں روزہ نہیں رکھوں گا۔

اس کے برخلاف مشرک شرک کو عبادت کا درجہ دے کر اس کو عبادت سمجھتا ہے۔ اسی لیے وہ قبر چومنے کو، قبر چاٹنے کو، قبر کے اوپر غلاف ڈالنے کو، سجدہ کرنے کو، وہاں بیوی بچوں کے لے جانے کو، چکر لگانے کو عبادت سمجھتا ہے۔ وہ توبہ کیسے کرے گا؟

شرک ظلم عظیم ہے:

اللہ پاک نے قرآن کریم میں فرمایا:

"اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾" (القمان)

میرے محبوب ﷺ ان لوگوں کو بتاؤ شرک بڑا جرم ہے۔ بہت بڑا کفر ہے۔ بہت بڑا گناہ ہے۔ میں اس سے بڑا ناراض ہوں۔ میں غضب ناک ہوجاتا ہوں۔

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ" (النساء:۴۸)

اللہ پاک فرماتے ہیں میں جس گناہ کو چاہوں گا، بخش دوں گا۔ میں جس غلطی کو چاہوں، معاف کردوں گا۔ لیکن شرک کو معاف کرنا، میری عادت ہی نہیں۔ جو کام میرے ساتھ کرنا تھا، وہ دوسرے کے ساتھ کیا۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم ان کو حاجت روا جان کر نہیں جاتے، مشکل کشا مان کر نہیں جاتے، ہم تو برکت کے لیے جاتے ہیں، ہم تو برکت کے لیے گئے تھے۔ اللہ پاک کہتا ہے:

"تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ" (الملک:۱)

برکتیں میرے ہاتھ میں ہیں اور کسی کے پاس بھی نہیں۔ اس لیے کہ ملک میں راج میرا، تاج میرا، خلقت میری، مخلوق میری!

"وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱﴾" (الملک)

"ہر چیز پر قادر میں ہوں۔"

ہاں! اس سے انکار نہیں کہ کوئی آدمی یہ خیال کرے کہ مجھ سے زیادہ یہ نیک ہے۔ میرے لیے یہ بخشش کی دعا کرے، میں آپ کے لیے دعا کروں۔ آپ میرے لیے دعا کریں۔ اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ حدیث میں آتا ہے، اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

کسی کے لیے دعا کرنے کی برکت:

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو کسی کی عدم موجودگی میں کہ آدمی موجود نہ ہو اس کے لیے مغفرت کی دعا کرے، بخشش کی دعا کرے۔ اللہ پاک دعا کرنے والے کے گناہوں کو پہلے ہی مٹا دیتا ہے کہ تو نے میرے بندے کی رہنمائی کی، ہمدردی کی، جہنم سے بچنے کی دعا کی، آج اس دعا کے صدقے میں، پہلے تمہیں معاف کرتا ہوں۔ بعد میں اسے معاف کردوں گا، جس کے لیے دعا کی۔

خانوادۂ نبوت پر آزمائش:

ایک دوسرے کے لیے دعا کرنا نیکی کا سبب ہے۔ مگر یہ کیا ہے کہ اس درخت سے برکت ملتی ہے۔ اس مٹی کے ٹیلے سے برکت ملتی ہے۔

لوگو! اگر اس میں برکت ہوتی تو

امام الانبیا ﷺ کے دندان مبارک شہید نہ ہوتے

حضور ﷺ کے چہرے پر لہو نہ پڑتا

کئی کئی دنوں کے فاقے برداشت نہ کرنا پڑتے

کئی کئی دنوں کی مصیبتیں نہ اُٹھانی پڑتیں

میرے آقا محمد عربی ﷺ کو درختوں کے پتے نہ چبانے پڑتے

درختوں کے پتے حضور اکرم ﷺ کی بیٹیوں کو نہ چبانا پڑتے۔

لوگو! شہنشاہِ کائنات ﷺ کے کلیجے پہ کیا بیتی ہوگی۔ جب حضور ﷺ نے اپنی بیٹیوں کو خود جھاڑیوں کے پتے چباتے دیکھا ہوگا۔ ایسی حالت میں محمد عربی ﷺ کو پتہ نہ چلا کہ یہ سارا مسئلہ کیوں بن رہا ہے؟ اور یہ مصیبت ایک دو دن نہیں رہی، اڑھائی برس تک، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی، صحابیات رضی اللہ عنہن بھی، عورتیں بھی، مرد بھی، آل نبی بھی، خود نبی ﷺ بھی، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بھی۔

یہ ایسی مصیبت ہے جس میں نبی ﷺ خود شریک تھے۔ نبی ﷺ کی بیٹیاں خود شریک

تھیں۔ نبی ﷺ کی گھر والیاں خود شریک تھیں۔ ادھر تمام مسلمان تکلیف اُٹھاتے تھے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا رئیسہ ہے مکہ مکرمہ کی، تاجرہ ہے بہت بڑی۔

علما کرام نے لکھا ہے آٹھ دن گزر گئے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے روٹی کی شکل نہ دیکھی۔ ایمان اتنی آسان دولت نہیں ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا اگرچہ کافر تھا مگر جب سنا پھوپھی کا بھوک کی وجہ سے برا حال ہے، میری پھوپھی کا حال ٹھیک نہیں، روٹی لے کر چلا ہے۔ قدرت خدا کی، ابوجہل راستے میں مل پڑا، کہنے لگا کہاں جاتا ہے؟ میں اپنی پھوپھی کو کھانا دینے چلا ہوں۔ ان کا برا حال ہے۔

امام الانبیا ﷺ کی گھر والی ہو

فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا کی اماں ہو

رقیہ رضی اللہ عنہا کی اماں ہو

ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی اماں ہو

نبی ﷺ کی اہلیہ ہو

سارے جہان کے مسلمانوں کی اماں ہو،

کھانے کو پتے بھی نہیں ملے۔ آٹھ دن گزر گئے، کوئی شے حلق میں نہ گئی۔

ابوجہل کہنے لگا نہیں جانے دوں گا۔ وہ میرے مخالف ہیں۔ وہ میرے دشمن ہیں۔ ان تک آٹا پانی نہیں جا سکے گا۔ اس پر تکرار ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے نے ایک ہڈی اُٹھائی اور مکے کے سب سے بڑے کافر کے سر میں دے ماری۔ کہا میں کچھ نہیں جانتا، بس وہ میری پھوپھی۔

اگر اگلی بات کہہ دوں تو تم میں سے کئی ناراض ہو جائیں گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا تھا تو کافر، مکے کا مشرک تھا۔ مگر پہچانتے تھے کہ یہ میری پھوپھی ہے۔ تمہیں تو آج یہ بھی پہچان نہ رہی۔ تمہیں تو آج بہن کی پہچان نہیں، پھوپھی کی پہچان نہیں، خالہ کی پہچان نہیں، ایک پہچان ہے صرف اپنی اور اپنی بیگم کی بس!

تم ماں کو نہیں پہچانتے۔ اور رشتہ داروں کو تم کیا پہچانو گے؟ بوڑھے باپ کو نہیں پہچانتے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کھانا لایا گیا۔ اڑھائی برس کے بعد بھتیجا کھانا لے کر آیا۔

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ نے تمام کو اکٹھا کر لیا، جتنے موجود تھے۔ نبی ﷺ اُمت کو کھلا کر پھر کھاتے تھے۔ نبی ﷺ اُمت کو پہلے کھلاتے ہیں۔ سرکارِ دو جہاں ﷺ پہلے اُمت کو

کھلاتے ہیں اور بعد میں آپ!

آج کل ہم ایسے مقدروں والے ہیں سب کچھ پہلے پیر صاحب کھا جائے، جب ہڈیاں بچ گئیں تو مریدوں کو کہا لے جاؤ۔ یہ تبرک ہے۔

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ نے دُکھ اُٹھائے۔

حضور ﷺ کی گھر والیوں نے دُکھ اُٹھائے۔

حضور ﷺ کی بیٹیوں نے دُکھ اُٹھائے۔

شعب ابی طالب میں بھوکے مرے، پیاسے مرے، مگر ایمان کا دامن نہ چھوڑا۔

ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

"اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ"

"یہ خدا کی جماعت ہے"

خدا اگر ایسوں کے دلوں پہ ہاتھ نہ رکھے، کون رکھ سکتا ہے۔ انسانیت کے بس کی بات نہیں۔ فرمایا:

"وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ" (التوبہ:۱۰۰)

اس وقت نبی ﷺ کا ساتھ دینے والے جب زمین کے اوپر، آسمان کے نیچے کوئی حضور ﷺ کا نہ تھا۔ کوئی نبی ﷺ کے قریب آنے والا نہ تھا،

جس نے کلمہ پڑھا چکی میں پیس دیا گیا

جس نے حضور ﷺ کا ساتھ دیا اس کو آگ میں جلا دیا گیا

اس کی بوٹیاں اُڑائی گئیں

بنت خطاب رضی اللہ عنہا پر آزمائش:

اور غیروں کی، اس بات کو غور سے سننا، ایمان ایسی چیز ہے کہ اپنوں سے پٹواتا ہے اپنوں سے!

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جس وقت اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مارا، فاروق رضی اللہ عنہ کو پتہ نہ تھا؟ کہ یہ میری بہن ہے۔ میری اماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب کہتی ہیں کہ میرا بھائی جب مجھے مارتا تھا تو دوہری مار پڑتی تھی۔

ایک میری جان پر مار پڑتی تھی۔

ایک میرے دل پر مار پڑتی تھی۔

جان کی مار تو اس بے کے ہاتھ سے پڑتی تھی۔ اور دل پہ مار، یہ پڑتی تھی الہٰی! میرا بھائی مجھے مار رہا ہے۔ مگر واہ! عورت ذات ہو کر کہتی ہے تو مارتا تھک جائے گا، میں مار کھاتی نہ تھکوں گی۔

اگر تیرا یہ خیال ہو کہ تو مار کر مجھے دین سے ہٹا دے گا، میرا ایمان نکال دے گا، یہ ایمان دل کی گہرائیوں تک محدود نہیں، یہ ایمان خون کے قطرے قطرے میں بس چکا ہے۔ کوئی طاقت مل کر یہ ایمان نہیں چھین سکتی۔

کہاں ایک عورت، کہاں ایک مکے کا بہادر فاروق!

صاف کہہ ڈالا تم نے اگر مارنا ہے تو جلدی کرو، بہشت کے آٹھ دروازے کھلے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔

ملتان کے ایک ولی کی بات:

یہ تمہارا ملتان شہر اولیائے کرام کا شہر ہے۔ اس کو "مدینۃ الاولیاء" بھی کہتے ہیں لوگ کہ یہ اولیائے کرام کا شہر ہے۔ بڑے اللہ والے یہاں سوئے ہوئے ہیں۔

حضرت بہاؤ الحق ملتانی رحمہ اللہ، حضرت شاہ رکن عالم رحمہ اللہ، حضرت شاہ جمال رحمہ اللہ ودیگر باکمال بزرگ یہاں پر مدفون ہیں۔

مکہ مکرمہ میں گیا۔ مکہ مکرمہ میں ایک اللہ والے نے جس کو جہان مانتا تھا، اللہ والا ہے، خواب دیکھا، یہ خواب کی بات ہے، قرآن وحدیث کی بات نہیں۔

بیت اللہ کا طواف انبیا علیہم السلام کر رہے ہیں
کلیم اللہ علیہ السلام کر رہے ہیں
نوح نجی اللہ علیہ السلام کر رہے ہیں
یوسف علیہ السلام کر رہے ہیں
یونس علیہ السلام کر رہے ہیں
انبیا ورسل طواف فرما رہے ہیں بیت اللہ کا۔

اور پیچھے پیچھے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ طواف کر رہا ہے، کسی نے خواب دیکھا اور یہ بتاتا ہے خواب دیکھنے والا اور یہ کہتا ہے کہ میں نے پوچھا شاہ جی! یہ مقام کیسے مل گیا کہ انبیا علیہم السلام کے ساتھ طواف کی سعادت آپ کو مل گئی؟

فرمایا اللہ نے میرا یہ عمل قبول کیا کہ میں نے دس سال انگریز کی جیل کاٹی اور ساری عمر تکلیف اُٹھائی، ختم نبوت کے سلسلے میں جو میں نے محنت کی، اللہ پاک نے مجھے یہ اجازت دے دی انبیا علیہم السلام کے ساتھ طواف کرلیا کرو۔

تو ولی تو یہ لوگ ہیں۔

میں عرض کررہا تھا کہ ولی، فقیر، پیغمبر، درویش سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے دروازے کے گدا ہیں۔ سب اس کے دروازے پہ بھیک مانگنے والے ہیں۔

بات چل رہی تھی کہ "نرادھار" کے معنی سکھوں نے بتائے۔ جتنے بھی یہ معنی بتلائے کہ جس دن کسی کی نہ چلے، اور جس کی سب کے بغیر چلے، نرادھار کے معنی ہندو بھی یہ کرتا ہے۔

توحید والے کفر سے ٹکرائے:

خداوند کریم نے فرمادیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جادوگروں کو جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہوگئے۔ انہوں نے فرعون کا انکار کردیا۔

فرعون نے کہا ان کے ہاتھ کاٹو، پاؤں کاٹو، سولی پہ چڑھادو، تباہ وبرباد کردو۔ انہوں نے میری خدائی کا انکار کردیا۔ اور رب کی خدائی کا یقین کرلیا اس لیے میں ان کو بڑی سزا دوں گا۔

اللہ پاک فرماتے ہیں جب میں تجھے سزا دوں گا، تب میری خدائی کا تجھے پتہ چلے گا۔ مگر وہ جانتے تھے کہ یہ دنیا کا معاملہ ہے۔

اگر مجرم ہو کر مرو گے تو جہنم میں جانا مقدر ہوجائے گا۔ جہنم میں جانا پڑے گا۔

"لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾" (طٰہٰ)

جہنم ایسی جگہ ہے، نہ جینے کی جگہ ہے نہ مرنے کی جگہ ہے، جہنم تباہ کردینے والی جگہ ہے۔

جہنم کا تعارف:

مدنی کریم ﷺ نے فرمایا خوف ناک جگہ ہے جہنم، تباہ کن جگہ ہے۔

صبح کا وقت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجمع بیٹھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ بھی تشریف فرما ہیں۔ ایک کھڑکنے کی آواز آئی۔ ایک آہٹ کی آواز آئی۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا تم نے کھڑکا سنا؟ سب نے کہا ہاں! یارسول اللہ ﷺ! سنا ہے۔ فرمایا کس چیز کا تھا؟ عرض کیا ہم نہیں جانتے۔ اللہ کو پتہ، اس کے پیغمبر ﷺ کو پتہ۔

فرمایا ایک آدمی کو ستر برس ہوگئے جہنم میں پھینکا گیا تھا، آج جا کے نیچے والے طبقے میں پڑا ہے۔ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ۝۵ (التین: ۵) قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔ اس سے یہ طبقہ مراد ہے اتنا گہرا، اتنا اونچا کہ ستر برس ہوگئے ایک آدمی کو پھینکا گیا آج جا کے تہ میں پہنچا ہے۔ فرمایا:

"لَهُمۡ مِّنۡ فَوۡقِهِمۡ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ" (الزمر: ۱۶)

"بچھاونا بھی آگ کا، اوڑھنا بھی آگ کا، چاروں طرف سے آگ"

"اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِیۡنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمۡ سُرَادِقُهَا ؕ" (الکہف: ۲۹)

گناہ گار کے چاروں طرف کا گھیراؤ، تمام کی تمام چیزیں آگ کی ہوں گی اور آگ کی ہیں۔

قرآن کریم للکار کر کہتا ہے:

"بِمَآءٍ كَالۡمُهۡلِ یَشۡوِی الۡوُجُوۡهَ ؕ" (الکہف: ۲۹)

پانی مانگیں گے، جہنم میں پانی مانگیں گے، لوگ پانی طلب کریں گے۔ یا اللہ! ہزاروں برس گزر گئے پانی نہیں۔ آواز آئے گی کہ ان کو اتنا گرما گرم کھولتا ہوا پانی پلاؤ جس کو پینے سے انتڑیاں منہ کے بل باہر نکل آئیں گی۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے، میرا تیرا نہیں، فرمایا یہ دونوں ہونٹ اتنے سوج جائیں گے کہ یہ نیچے کا ہونٹ پیروں پہ آگرے گا۔ اور یہ اوپر کا لب کمر پہ جا پڑے گا۔ پھر بھی آواز آئے گی کہ ابھی اور تمہیں پلاؤں گا۔ ابھی اور تمہیں پلاؤں گا۔

کبھی پانی مانگیں گے، لہو ملے گا۔ کبھی پانی مانگیں گے، راگ اور پیپ ملے گی۔ میں عرض کر رہا تھا کہ آج ہمارا مزاج بگڑ گیا، طبیعتیں بگڑ گئیں، ماحول بگڑ گیا، معاشرہ بگڑ گیا۔

گناہ کو گناہ نہیں کہتے، ظلم کو ظلم تو کہو، شرک کو شرک تو کہو۔ اسے عبادت کہتے ہیں اور اللہ بیڑا غرق کرے اس عالم دین کا جو جان بوجھ کر دین میں تبدیلی کرتا ہے۔

دین میں خیانت کرنے والوں کا انجام:

ایک حدیث ہے۔ میرے نبی ﷺ، تیرے نبی ﷺ، ساری کائنات کے نبی ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگوں کو اللہ کی عدالت میں گھسیٹ کر لایا جائے گا۔ ان کے منہ میں آگ کی لگام پہلے سے چڑھائی ہوئی ہوگی۔ گھسیٹ کر لایا گیا۔ منہ میں آگ کی لگام لگائی گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، یہ کون لوگ تھے؟

فرمایا عالم ہوں گے۔ جو دین جان بوجھ کر بدل کر لوگوں کو بتایا کرتے تھے۔ کورٹ کا فیصلہ آنے سے پہلے، عدالت میں آنے سے پہلے آگ کی لگام منہ میں لگی ہوگی۔ یہ پہچان ہوگی۔

یہ وہ پیر ہے، یہ وہ عالم ہے، یہ وہ مولوی ہے، جو جان بوجھ کر پیٹ کی خاطر لوگوں کو غلط مسئلے بتایا کرتا تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

"العلماء امنا الدین او کماقال النبی علیہ السلام"

میرے آقا، ساری کائنات کے آقا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا لوگو! مولویو! علما کی جماعت! میرا دین امانت ہے۔

خیانت نہ کرو، ردوبدل نہ کرو، تبدیلی نہ کرو، ہیرا پھیری نہ کرو۔

اب یہ ہیرا پھیرا نہیں کہ غلط کام کے آگے جو لفظ لگا دیتے ہیں "شریف" کا، کام غلط ہوتا ہے، اس کے آگے ایک لفظ لگا دیتے ہیں، بس وہ سارا کام نیک بن گیا۔

ڈھولک ہے، طبلہ ہے، ہارمونیم ہے، باجا ہے، تماشا ہے، بدمعاشی ہے، گانا ہے، شریف کا لفظ آگے لگا کر کسی کو کہہ ڈالا اجی! ساڈے کول آجانا قوالی شریف ہوگی۔ ایسے ہی کہہ بیٹھتے ہیں او چوری شریف کرنے چلے گئے رات کو!

اَن پڑھ لوگ تم قرآن سیکھتے نہیں، تم نبی ﷺ کی حدیث سیکھتے ہیں، دین سیکھتے نہیں، پھر تم فٹ بال بنو گے، لوگ تمہیں ٹھکرائیں گے۔ دو یار مل کر کہیں آؤ یار شراب شریف پینے چلتے ہیں۔ 'یا وہ نیکی ہو جائے گی؟

میرے آقا حضرت محمد ﷺ نے جس چیز کو حرام کر دیا۔ پوری دنیا کے پیر، پوری دنیا کے ولوی، پوری دنیا کے قطب، پوری دنیا کے ابدال، سارے ولی مل کر اسے حلال نہیں کر سکتے۔

سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا: نشہ حرام ہے، ڈھول حرام ہے، تالی بجانا حرام ہے، اور پھر بے وضو اور شراب پی کر قوالی بجانا یہ تو عام طریقہ ہے۔ کمال ہے!

یہ تو غیر شرعی کام ہیں:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سرکار ﷺ کا عاشق نہ دنیا میں آسکتا ہے نہ آیا۔ انہوں نے اڑھائی برس حضور ﷺ کے بعد بھی گزارے ہیں۔ انہوں نے تو ڈھول منگوا کر کسی کو

نہیں سنایا کہ یہاں بیٹھو قوالی شریف سنو۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بارہ برس تک حکومت فرمائی مدینے پاک میں، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہ جن کو اللہ پاک سے جھولی پھیلا کر مانگ کرلیا۔ انہوں نے تو کبھی نہیں فرمایا کہ یہاں بیٹھو قوالی شریف سنو۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے کبھی نہیں فرمایا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

امام زین العابدین نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

تقی علی نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

موسیٰ کاظم نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

نقی علی نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

یہ تمام کی تمام کاروائی ہم نے چلائی ہے۔ یہ تمام باتیں ہماری بنائی ہوئی ہیں۔

قرآن سنانا نہیں، نبی ﷺ کی حدیث لوگوں کو بتلانی نہیں، باتیں بنائیں اور شروع کردیں کہ دیکھو جی! فلاں نے یوں کیا، اس نے لڑکی کا لڑکا بنادیا۔ واہ کمال ہوا جی!

اللہ میاں نے تمہارے ذمہ اور کوئی کام نہیں لگایا؟ بس یہ کارخانہ لگادیا کہ تم لڑکیوں کو لڑکے بنائے جاؤ۔

ہدایت کا، ایمان کا، قرآن کا، حدیث، اسلام کا، دین کا، اس کے ذمہ اور کوئی کام نہیں؟

کون ولی ہے۔ شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمہ اللہ بہت بڑا ولی اللہ ہے۔ محدث ہے۔ سارا جہان اس کو مانتا ہے۔ ہم نے وہاں جا کے دیکھا۔ سات لوگ تھے۔ ہر ایک نے زمین میں غار بنا رکھی ہے۔ مخلوق سے چھپ کر اللہ اللہ کیا کرتے تھے۔ اور غار کا رُخ مسجد میں نکلتا ہے، ہر نماز کے وقت اس راستے سے مسجد میں آتے ہیں۔

یہیں سے مسئلہ ڈھونڈ لو۔ کوئی مولوی، کوئی پیر، جماعت کی نماز نہیں پڑھتا، مسلمان نہیں

ہوسکتا۔ اس لیے کہ آخری وقت ہے میرے تیرے نبی کریم ﷺ کا، آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو بلایا، زمین پہ پاؤں رکھا نہیں جاتا تھا۔ پھر بھی مسجد میں تشریف لائے۔

وہ ولی نہیں، وہ پیر نہیں، وہ فقیر نہیں، جو مسجد میں نہیں آتا

یہ ہمیشہ کی بات کرتا ہوں۔ کبھی ہو جائے بیماری کے وقت، کبھی بارش ہوا کی وجہ سے کسی وقت ہو گیا تو اور بات ہے۔ عادت بنا لے کہ مسجد میں آنا ہی نہیں ہے۔

مسئلہ سن:

مسئلہ سن جا! آج ایک آدمی عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ کر سو جاتا ہے اور فجر کی نماز صبح کو اُٹھ کر پڑھ لیتا ہے، ایک تو یہ آدمی۔ اور دوسرا یہ آدمی ہے جو عشاء کی نماز با جماعت نہیں پڑھتا۔ مگر ویسے نماز پڑھتا ہے۔

ساری رات نفل پڑھے، قرآن کی تلاوت کرے، درود شریف کی تسبیح کی، اللہ اللہ کی تسبیح کی، استغفار کیا، اور صبح کی نماز نہ ملی۔ تو علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ ثواب اس کو زیادہ ملے گا، جس نے دونوں نمازیں با جماعت ادا کیں اور ساری رات سویا۔

یہ اس لیے کہ اس نے نبی ﷺ کی سنت کو پورا کیا۔ نبی ﷺ کے طریقے کو پورا کیا۔ ایک نماز ادا کرنے کے بدلے میں جماعت کی نماز ادا کرنے سے ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر جامع مسجد ہو تو ایک نماز ادا کرنے سے پانچ سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

ایک بزرگ کا عمل:

ایک بزرگ تھے۔ ایک وقت کی جماعت چلی گئی۔ انہیں معلوم تھا کہ ایک جماعت کا اجر دوسری نماز کے مقابلہ میں ستائیس گنا ملتا ہے۔ انہوں نے ایک نماز کو ستائیس دفعہ پڑھا۔ ایک نماز ستائیس دفعہ پڑھی تا کہ وہ ثواب پورا ہو جائے۔ غیب سے آواز آئی وہ فرشتوں والی آمین تو لاؤ وہ آمین کہاں سے لاؤ گے؟ جو فرشتوں نے کہی۔

علما کا یہ فیصلہ ہے اگر کوئی جماعت کے بغیر نماز پڑھتا ہے۔ اگر ایک نماز کو سو مرتبہ پڑھے، پانچ سو مرتبہ پڑھے لیکن جماعت والا ثواب نہیں ملتا۔

نبی کریم ﷺ نے ۲۳ برس تک جماعت سے نماز پڑھی اور پڑھائی۔

حضرت صاحب مسجد میں نہ جائیں تو وہ حضرت صاحب کیسے ہیں جو مسجد میں نہیں جائیں گے اور کیا مندر میں جائیں گے؟ نبی ﷺ کے طریقے کے خلاف کوئی نیکی نہیں ہوسکتی، کوئی عبادت نہیں ہوسکتی، بغاوت ہے۔

ایک آدمی روزہ رکھتا ہے عید کے دن۔ صوفی صاحب! آؤ جی چائے پیو! نہ جی میرا تو آج روزہ ہے۔ میں آکھیا عید دا دیہاڑا بڑی خوشی والا اے، اج روزہ رکھ چھوڑیئے، نبی پاک ﷺ کی شریعت کہتی ہے حرام ہے ذوالحجہ کی دسویں، گیارہویں، بارہویں کا روزہ حرام ہے۔ سال میں پانچ روزے شیطان رکھتا ہے۔

بجائے ثواب کے عذاب ہوگا، عبادت کے بجائے بغاوت ہوگی، خدا کا عذاب آئے گا۔ کیوں کہ محمد عربی ﷺ کے طریقے کے خلاف کیا ہے۔ اس لیے بات نہیں بنی۔ نیکی وہ نیکی ہے، جو حضور ﷺ کے طریقے سے آئے۔ جو حضور ﷺ کے دروازے سے آئے۔

علمائے دیوبند کا عقیدہ:

سنو! علمائے دیوبند کا عقیدہ لکھ کے لے جاؤ۔ ایک آدمی یہ کہتا ہے میں خدا کو مانتا ہوں۔ یہ تارے، یہ چاند، یہ سورج، یہ درخت، یہ پتے، یہ سردی، یہ ہوا، یہ فضا، یہ زمین، یہ آسمان، یہ موت، یہ حیات، اللہ کے بغیر اور کون کرتا ہے۔

علما کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ آدمی مسلمان نہیں جو یوں کہتا ہے کہ میں درختوں کے پتوں کو دیکھ کر ایمان لایا ہوں۔

جو کہتا ہے میں سورج کی کرنوں کو دیکھ کر خدا کا مانتا ہوں

جو کہتا ہے ستاروں کو دیکھ کر خدا کو مانتا ہوں

جو کہتا ہے میں چاند کو دیکھ کر خدا کو مانتا ہوں

جو کہتا ہے میں زمین و آسمان کے حسین نظاروں کو دیکھ کر خدا مانتا ہوں

ہم کہتے ہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔ خدا کو اسی لیے مانو کہ وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا خدا ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے "خدا ہے۔" اس لیے میں خدا کو خدا مانتا ہوں۔ جب تک یہ یقین نہیں، تب تک ایمان کامل نہیں۔ پھر بھی لوگ بے چارے اَن پڑھ ہیں، سمجھتے نہیں ہیں۔

بزرگوں کو بدنام نہ کرو:

قافلہ آیا ہوا ہے۔ کہاں جائیں گے جی؟ سخی سرور راستے میں شامل ہو گیا، عبادت ہو رہی ہے۔ وہ جیسے ایک گدھا دوسرے گدھے کو دیکھ کر کرتا ہے۔ تمہیں کس نے بتلایا، کس نے تمہیں یہ طریقہ بتلایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو ایسا نہیں کیا
اہل بیت رضی اللہ عنہم نے تو ایسا نہیں کیا
کسی ولی نے تو ایسا نہیں کیا
جن کا تم نام لے رہے ہو، وہ بھی ایسا نہیں کرتے

میں نے آپ کو سمجھانے کے لیے یہ بات کہہ دی۔ کسی کو لکھ کے نہیں دی۔ بل کہ وہ ہم سے ہزار درجے اچھے ہیں، جو بڑے بڑے درباروں کے تالے کھولتے ہیں نا! بڑے خطیب بنے ہوئے ہیں۔ ان شاء اللہ ایک نہیں جانے دیں گے، پڑھ لکھ کے متھے مارتے ہیں، ہم بھی ایسا کرسکتے ہیں چار اینٹیں لگا کر، کپڑا بچھا کر کون نہیں بیٹھ سکتا، ہم بھی بیٹھ سکتے ہیں۔

ہمارے اُستادوں کی بھی قبریں ہیں۔ ہمارے بزرگوں کی بھی قبریں ہیں۔ میں ولی مانتا ہوں اپنے علما کرام کو، میں حاجی صاحب کی قبر پہ آرام سے بیٹھ جاتا کپڑا بچھا کے آؤ بھی دمادم مست قلندر۔ کسے تکلیف ہے۔

نہ ٹیلی فون کا بل آئے، نہ بجلی کا بل آئے، نہ انکم ٹیکس والے آئیں، نہ ایکسائز والے آئیں، نہ ہاؤس ٹیکس والے آئیں، ایسا منافع والا کھاتا ہے۔

مگر خدا سے ڈر لگتا ہے۔ وہ پالے گا تو پلیں گے۔ وہ اگر نہیں پالے گا تو یہ سب کچھ پلید کام اگر میرے جیسا کر بیٹھے گا، اور نہیں تو اللہ تعالیٰ ڈاکٹر سے یوں کہلوا دے گا دیکھنا! ان کو نہیں کھانا، ورنہ مر جائے گا۔

اللہ بے نیاز ہے:

کل میں رحیم یار خان میں تھا۔ ایک دوست ملا صادق آباد کا، میں نے کہا صاحب جی! کھانا کھالو۔ کہنے لگا جی نو مہینے ہو گئے روٹی کھائے۔ ڈاکٹروں نے منع کر رکھا ہے، صرف فروٹ کھاتا ہوں، چائے پیتا ہوں، دودھ پیتا ہوں، نو مہینے ہو گئے، کوئی اناج کی چیز نہیں کھائی۔

وہ بڑا بے نیاز ہے۔ ارب پتیوں کو بھوکا مارنے پہ آئے تو یوں مار دیتا ہے۔ کروڑ پتی بھوکے مرتے دیکھے ہیں۔ اور کھلانے پہ آئے تو وہ ایسا بے نیاز ہے۔

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی
محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

توحید اور شرک کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيَنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا. وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۲۰۰ (آل عمران)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمِ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

توحید باری تعالیٰ اور شرک:

گزشتہ جمعہ میں قرآن کریم کی وہ آیت جو آیۃ الکرسی کہلاتی ہے۔ ان کا ترجمہ ذکر کیا تھا۔ پروردگار عالم خالق کائنات ہے مالک کائنات ہے۔ یہ جو آپ کے بدن پر معمولی سے بال ہیں۔ یقین جانیں یہ بھی اسی کے پیدا کردہ ہیں یہ ہاتھ پاؤں کے ناخن ہیں، یقین جانیں یہ بھی اسی کے پیدا کردہ ہیں۔ اور جو کوئی سانس لے رہا ہے اس نظام میں، اس ہوا میں، اس فضا میں وہ اس مالک

کا ہی کرم ہے ورنہ کون تجھے سانس لینے دے؟ تمام چیزوں پر وہ قادر ہے صرف ہم پر نہیں آج کے ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں برس پہلے جو لوگ تھے ان پر بھی اس کی قدرت کاملہ تھی۔

اللہ ہی خالق و مالک ہے:

حدیث میں آتا ہے فرمایا مدنی کریم ﷺ نے: اللہ تعالیٰ کی صفات اتنی غالب ہیں، ایک چیونٹی، ایک کیڑی، کمینی، پہاڑ کی غار میں چلتی ہے، حق سبحانہ وتعالیٰ تقدس فرماتے ہیں مجھے اس کے پاؤں کا گڑ کا سنائی دیتا ہے۔

اور فرمایا کہ: اربوں ٹن، کھربوں ٹن پتھروں کے اندر جو ایک کیڑا ہے اللہ پاک فرماتے ہیں مجھے اپنی کبریائی کی قسم! میں اسے بھی بھوکا نہیں رہنے دیتا۔

سب سمندروں کی مخلوق ہے، دریاؤں کی مخلوق ہے، زمین میں رہنے والوں کی مخلوق ہے، گھروں میں رہنے والی مخلوق ہے، اور ایسی ایسی مخلوق ہے، تمہیں کٹے کا گوشت ملتا ہے، اور جانور ایسے ہیں جو اعلیٰ درجے کا گوشت کھاتے ہیں، اور ایک گھنٹے کا باسی گوشت نہیں کھاتے، ہمیں تو اگلے دن نہیں تیسرے دن بھی دنے دیتے ہیں، مگر بعض جانور ایسے ہیں کہ ایک گھنٹہ پہلے کا بھی وہ جانور گوشت نہیں کھاتا، پروردگار اس کو تازہ گوشت کھلاتا ہے، انبیا علیہم السلام کو کھلاتا رہا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھلایا، ہم سب کو کھلانے اور پلانے پر قادر ہے۔

وہ نہ کھلائے تو کون کھلائے؟ وہ نہ پلائے تو کون پیلا سکتا ہے؟

قرآن کریم میں ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر کے فرمایا:

لوگو! سردی کے موسم میں، گندم بیج کر ہزاروں نہیں لاکھوں من مٹی کے اندر اس کو ملا کر گھر میں جا کر سو جاتے ہو، رضائیوں میں دروازے بند کر کے سو جاتے ہو، فرمایا: تو، تو ساری رات سویا رہتا ہے، میں تیرے اس دانے کی کھیتی کرتا ہوں۔ فرمایا:

"ءَ اَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ ﴿۶۴﴾" (الواقعہ)

پکی ہوئی فصل کے دیوار پر کھڑے ہو کر کہنے والے! میری کھیتی،

کبھی کبھی میرا نام بھی لیا کر، اس دانے کے جگر کو پھاڑنے والا میرے سوا کون ہے؟ اس کے اندر سے باریک کی سوئی نکالنے والا میرے سوا کون ہے؟ پھر اس سخت زمین کو پھاڑ کر اندر سے نرم و نازک سوئی کو نکالنے والا میرے سوا اور کون ہے؟ ایک ایک دانے کے بدلے ہزاروں دانے،

"اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾" (الواقعہ)

نہر کا پانی بھی میرا پانی، بارش کا پانی بھی میرا پانی،

اگر میں نہ دوں تو ایک درخت بھی اور ایک درخت تو کیا ایک پودا بھی نہیں بنا سکتا۔

"ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾" (الواقعہ)

کون ہے جو ایک بارش کا قطرہ برسا کر دکھائے؟

بادلوں کو چلانے والا میں، ہواؤں اور فضاؤں کو چلانے والا میں، چاند کو درخشندگی عطا کرنے والا میں، سورج کو اتنا بڑا منبع بنانے والا میں، چاند کا مالک میں، سورج کا مالک میں، ستاروں کا مالک میں، رات کا مالک میں، دن کا مالک میں۔

"تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ" (آل عمران: ۲۷)

رات میں سے دن کو نکالنے والا میرے سوا کون ہے؟ اور دن میں سے رات کو پیدا کرنے والا میرے سوا کون ہے؟

بڑے بڑے تم نے بلب لگائے ہوئے ہیں بڑے بڑے تم نے گاڑیوں میں بڑے بڑے اشارے لگا رکھے ہیں دائیں مڑنے کا الگ اشارہ ہے، بائیں مڑنے کا الگ اشارہ ہے، Right اشارہ الگ، Left اشارہ الگ، ایسے اشارے بنانے والو، فرمایا:

"لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ" (یٰسین: ۴۰)

ایک دن بتاؤ کبھی چاند اور سورج کی ٹکر ہوئی ہو؟ کبھی ستارے ٹکرائے ہوں۔

تم نے اتنی بڑی کاریں کھڑی کر رکھی ہیں، نئی سے نئی گاڑیاں آتی ہیں، نئے سے نئے طریقے کار آتے ہیں، ہزاروں قسم کے نظام بناؤ، ہزاروں طرح کے طریقے اختیار کرو، ٹریفک کے، تیری ٹریفک کا روز خطرہ، میری ٹریفک قیامت آسکتی ہے مگر خطرہ کوئی نہیں۔

آسمانی نظام میرا، زمین کا سارا نظام میرا، میرے حکم کے بغیر پتہ کوئی حرکت کر کے دکھائے، پتہ نہیں ہل سکتا، اور فرمایا میرے بندے، کمال ہے کھاتا میرا ہے، پیتا میرا ہے، مگر تیری سمجھ میں آج تک میں نہیں آیا، آج تک مجھے نہیں سمجھا، تو یوں ہی سمجھ لے، یہ آنکھ دینے والا کون ہے؟

ہر پندرھویں دن جیب میں کارڈ ہے ہاتھ میں تھیلا ہے، تشریف لے جا رہے ہیں کہاں چلے جی؟ چینی لینے چلے جی، اللہ فرماتے ہیں: یہ اربوں کھربوں کی تعداد میں کیلے کھاتے ہو، کبھی میں بھی ڈیپو پر گیا؟

اللہ فرماتے ہیں: کبھی مجھے بھی لائن میں لگا ہوا دیکھا ہے، یہ سنگترے یہ مالٹے، یہ کیلے، یہ آم، یہ تمام میٹھے ہیں، ارے میں وہ ہوں کہ میں شوگر مل اندر اندر چلاتا ہوں، اور وہی قائم کردیتا ہے نہ میٹھا زیادہ ہو، نہ کم ہو، تاکہ میرے بندے کو صفراء نہ ہو جائے، اے میرے بندے میں تجھے صفراء نہیں ہونے دیتا، تو مجھے چھوڑ کر غیروں کو سجدے کرتا ہے؟

"تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ" (آل عمران:۲۰)

مردے سے زندہ بنانے والا میرے سوا کوئی نہیں، زندہ کو مردہ بنا دینے والا میرے سوا کوئی نہیں۔

"وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾" (آل عمران)

بغیر حساب کے کھاتے ہو۔

جتنا بھی ہو، تھوڑا، تھوڑا ہی کہتے ہو، بڑے سے بڑے کاروباری سے پوچھو کیا حال ہے؟ کہتے ہیں دال روٹی چل رہی ہے، پتہ نہیں کو فتے کس طرح چلیں گے، پھر تو قیامت میں چلیں گے کو فتے، اگر اب بھی نہیں چلتے۔

فرمایا: میرے بندے! بیوی میں نے دی، بچے میں نے دیے، یہ کھلونے ہیں تیرے لیے بچے، یہ کھانا، پینا، جوانی، تندرستی، یہ مکان، یہ سب کچھ میں نے دیا، اب مصیبت یہ کہ اللہ فرماتے ہیں میرا قہر، جوش میں آتا ہے تجھے برباد کردوں اور سارا انعام، سارا کھانا میرا، سارا پینا میرا، اور جب میں نے تجھے حکم دیا کہ یہ تیرا سر میرے لیے ہے، تو پھر اس کو جگہ جگہ جھکاتا پھرتا ہے؟

توحید کے جرم میں:

محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس نے یقین جانو، صرف اس مسئلے پر مار کھائی، سرکار مدینہ ﷺ سے کسی کا رشتے ناطے کا جھگڑا نہیں، زمین جائیدار کا جھگڑا نہیں، مکان دکان کا تنازعہ نہیں، رنجش نہیں۔

محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس جو صادق الامین ہے مخبر صادق ہے، ساری کائنات سے زیادہ حسین ہے، ساری کائنات سے زیادہ خوب صورت ہے، سب سے زیادہ سچے ہیں، سب سے زیادہ اخلاق والے ہیں، سب سے زیادہ شرافت والے ہیں۔

رب ذوالجلال کی قسم! مدنی کریم ﷺ پر شرافت ختم ہے، لیاقت ختم ہے، دیانت ختم ہے، امانت ختم ہے، اس نبی کے چہرے پر لوگوں نے پتھر مارے تو آخر کیوں؟

"وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ

أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ (غافر:۲۸)

یہ بھی بڑا ہے، یوں کہنا کہ میرا پروردگار اللہ ہے مجھے وہی پالتا ہے، مجھے وہی سنبھالتا ہے، اور جس دن اس کی طرف سے آرڈر آجائے، اس کا پیغام آجائے گا، پوری کائنات مل کر ایک سانس کے لیے زندہ نہیں رہ سکتی۔

اس یقین کو بنانے کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا علیہم السلام اس دنیا میں تشریف لائے۔

اور خدا کی قسم! اس مسئلے کی وجہ سے ایک ایک دن میں ستر ستر نبیوں کی گردنیں کاٹ دی گئیں انبیا علیہم السلام کو شہید کر دیا گیا۔

اور بے شمار واقعات تو قرآن کریم میں ہیں کہ کس پیغمبر نے مصیبت نہیں اُٹھائی؟ کون تخت پر بیٹھا رہا؟ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ہی لے لو، کس قدر پریشانی، کس قدر تکلیف ہے، گھر والے، وطن والے، برادری والے، کوئی بھی چین لینے نہیں دیتا ہزاروں انبیا کرام علیہم السلام کا جدامجد ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام، ستایا ہے مخلوق نے حضرت ابراہیم کو، اور کوئی بات نہیں بات صرف یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ پروردگار ایک اللہ کی ذات ہے۔

وہ مشکل کشا ہے، وہی حاجت روا ہے، وہی سب کی بگڑی بنانے والا ہے۔

اور میں قسم کھاتا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سید الکونین حضرت محمد ﷺ تک یہی تعلیم ہے اور پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ تک ایک لاکھ اتیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہی تعلیم ہے، اہل بیت عظام کی یہی تعلیم ہے۔

کوئی مائی کا لعل ثابت نہیں کر سکتا کہ خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کبھی بھی غیر کے سامنے جا کر سجدہ کیا، بڑی بڑی مصیبتیں آئیں، چکی چلاتی تھی، ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے پانی بھر کر لاتی تھی جب تک پردے کا حکم نہیں آیا تھا، یوں آتا ہے کتابوں میں کہ کندھے پر مشکیزہ اٹھانے کا نشان پڑ گیا تھا، اور فاقے پر فاقے کاٹے خاتون جنت نے، اس نے کسی کے سامنے جا کر ہاتھ باندھے؟

آج کسی جگہ کوئی درخت بنا رکھا ہے کہ اس درخت سے حاجت روائی ہو جاتی ہے، کسی جگہ کسی چشمے کو بنا لیتے ہیں، کسی جگہ کسی قبر کو بنا لیتے ہیں، کیا رب العلمین ہماری حرکتوں کو دیکھتا نہیں؟

اور دوستو! یقینی بات ہے، میری سمجھ میں تو اب یہی بات آئی کہ مسلمان اب جو چاروں طرف ذبح ہو رہا ہے، کٹ رہا ہے، اس کی واحد وجہ یہی ہے کہ ہم لوگ اللہ کا دروازہ چھوڑ کر

جب غیروں کی طرف گئے تو اللہ پاک نے رحمت کی چادر اتار دی، کل لبنان میں کٹے، سری لنکا میں کٹے، کشمیر میں کٹتے رہتے ہیں، اب بے شمار مسلمان آسام میں کٹ گئے، زمین مسلمان کے خون سے رنگین ہے آخر کیا وجہ ہوئی ہم مرنے آئے ہیں اس دنیا میں؟

توحید کے علمبردار:

دوستو! مسجد میں بیٹھے ہو، میں قسم کھا کر کہتا ہوں، جو کلمہ تم پڑھتے ہو وہ طارق بن زیاد یہی کلمہ پڑھتے تھے، جو نماز تم پڑھنے آئے ہو، یہی سجدہ، یہی رکوع، یہی التحیات طارق بن زیاد پڑھتے تھے۔

یہی قرآن کریم ان کے پاس تھا جو آج تیرے پاس ہے۔ یہی اذان تھی، یہی تکبیر تھی۔ یہی وضو کا طریقہ تھا۔ غسل کا یہی طریقہ تھا۔

مسجدیں تھیں، اللہ اللہ تھی، آخر کیا وجہ ہے کہ جو ان کے پاس اسباب تھے، ہمارے پاس بھی وہی ہیں، اور پورے فلسطین پر تین آدمی چھا گئے، اور آج تین ارب نہیں چھا سکتے؟

یوں آتا ہے کتابوں میں کہ سمندر کے اندر سے تیرتے ہوئے جس کشتی سے سرکار دو عالم ﷺ کے گنے ہوئے تین غلام گئے، تین آدمیوں کا لشکر ہے تین آدمیوں کی جماعت ہے ان کا جو امیر تھا، جب کنارے پر زمین کی خشکی پر پہنچے، تو اس امیر نے کشتی کو آگ لگا دی، ان دو نے پوچھا کیوں امیر صاحب یہ کیا کر رہے ہو؟ آگ کیوں لگا رہے ہو؟ کشتی تو کام کی چیز ہے، ہم تو اس پر سفر کر کے آئے تھے سمندر کا، فرمایا: ہاں! ہاں، مقابلہ بہت سخت ہوگا، ایک طرف پورا ملک ہوگا اور ایک طرف کالی کملی والے ﷺ کے تین غلام ہوں گے، مقابلہ بڑا سخت ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کشتی کا سہارا پشت دکھانے پر مجبور کر دے، کہ بھاگ چلو، میں نے جان کر اس کشتی کو اس لیے آگ لگا دی تاکہ دل میں یہ بات رہے کہ اب جاؤ گے کہاں؟ کشتی ہی ختم ہے، اب اللہ کا نام ہے اور تلوار ہے چلاؤ اور شہید ہو جاؤ۔

تو تاریخ شاہد ہے کہ تین صحابہ رضی اللہ عنہم، تین سرکار دو عالم ﷺ کے غلام پورے فلسطین کی فوج کے سامنے غالب آئے۔

لشکر تھا، ملک تھا، حکومت تھی، اقتدار تھا، سامان تھا، سارے کے سارے مشرک تھے۔

سارے کے سارے خدا کے سوا غیروں کی پوجا کیا کرتے تھے۔

تین توحید پرست آئے۔
تین سرکار مدینہ ﷺ کے غلام آئے پورے ملک کے نظام کو پلٹ کر رکھ دیا۔

مشرک ناپاک ہے:

ایک اور بات عرض کردوں، توجہ کریں، یہ تو سب کو پتہ ہے کہ پیشاب ناپاک ہے، پلید ہے، پاخانہ پلید ہے، مردار حرام ہے، یہ تو سب کو پتہ ہے لیکن جب قرآن کریم کا دسواں پارہ پڑھتے پڑھتے سورہ توبہ کے اندر سے گزرو گے، ایک آیت آئے گی۔

"اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" (التوبہ:۲۸)

دیکھا؟ نئی بات قرآن نے بتائی، میرے اور تیرے لیے نئی ہے قرآن تو پہلے سے آیا ہوا ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں کہ: پیشاب کی پلیدی تو ایسی ہے کہ دھولو تو پاک، پاخانے کی پلید تو ایسی ہے دھولو تو پاک، خون کی پلیدی تو ایسی ہے کہ دھولو تو پاک۔ تو فرمایا:

"اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ" (التوبہ:۲۸)

فرمایا: شرک ایسی پلیدی ہے، ارے سات سمندر میں غوطے دے لو پھر بھی پاک نہیں شرک ایسی پلیدی ہے۔ قرآن نے جو کہا، نجس، ایسا پلید ہے شرک۔ فرمایا:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا" (التوبہ:۲۸)

اے لوگو! اعلان کردو، صاف کہہ دو، خبردار! آئندہ کسی شرک کرنے والے پلید کو کعبہ کے قریب آنے کی اجازت نہیں، کسی کو بھی۔

جو قبر کا طواف کرتا ہے اسے کیا حق ہے کہ وہ بیت اللہ کا بھی طواف کرے؟
جو قبروں کے غلاف کو چاٹتا ہے۔
اسے بیت اللہ کا غلاف چاٹنے کا کیا حق ہے؟
جو قبروں میں گئے ہوئے بزرگوں کی چوکھٹوں کو چاٹتا ہے۔
فرمایا: کہ وہ ملتزم پر پھر کیا لینے آیا؟ مشرک کا حال تمہارے سامنے ہے،
خدا کی قسم! تعصب سے بالاتر ہو کر قرآن کریم پڑھا کرو۔
مسلمانو! تھوڑی سی عربی سیکھ لو۔

اے مسلمانو! تمہیں اپنے نبی ﷺ کی زبان سے پیار ہونا چاہیے۔
تمہیں اللہ کی بولی سے پیار ہونا چاہیے۔
تمہیں کالی کملی والے ﷺ کی بولی سے پیار ہونا چاہیے۔
تمہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بولی سے پیار ہونا چاہیے۔
تمہیں اہل بیت رضی اللہ عنہم کی بولی سے پیار ہونا چاہیے۔
اے کاش! تم تھوڑا سا ترجمہ سمجھتے، پھر تمہیں کوئی گمراہ نہیں کر سکتا تھا۔

ایمان داروں کو صبر کی نصیحت:

تو قرآن کریم کی جو میں نے آیت پڑھی، اللہ پاک جل شانہ نے فرمایا: ایمان دارو!

"یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا" (آل عمران:۲۰۰)

اللہ پاک کا ساتھ میں یہ مقصد نہیں کہ اگر تمہارے گھر کا کوئی آدمی مرجائے تو صبر کیا کرو، ہمارے ہاں تو صبر کا لفظ صرف ایک ہی جگہ بولا جاتا ہے۔ کوئی مر گیا، اچھا بھائی صبر کرو، ہم نے بھی صبر کیا، قرآن کی آیت کا یہ مفہوم ہرگز نہیں، اگر کوئی مرجائے تو صبر کیا کرو، اگر مال کا نقصان ہو جائے تو صبر کیا کرو، بل کہ مقصد یہ ہے کہ جب اللہ کے نام کی وجہ سے لوگ تمہیں ماریں تو صبر کیا کرو۔

کیا تھوڑی مار کھائی ہے محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس نے؟
مگر اللہ پاک پھر بھی فرماتے ہیں:

"فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ" (الاحقاف:۳۵)

کالی کملی والے اتنا صبر کر، اتنا صبر کر جتنا بڑے بڑے رسولوں نے صبر کیا ہے۔

اندازہ لگاؤ، سر سجدے میں رکھتے ہیں، اونٹ کا اوجڑ اوپر لا کر رکھ دیا جاتا ہے، سر مبارک پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے،

احد پہاڑ کی غار کے اوپر کھڑے ہیں، اس قدر زور سے دھکا دیا کہ لہو کی دھار دور جا کر پڑی۔

اتنی مار کھائی، پیارے چچا کے ایک نہیں دو نہیں، گیارہ ٹکڑے اپنی آنکھوں سے دیکھے بڑے بڑے حسینوں کے ٹکڑے دیکھے، کہ صبر کیا بڑے بڑے رسولوں نے۔

کیا مطلب؟ اللہ پاک جل شانہٗ فرماتے ہیں: میرے حبیب! تیری ہڈیاں ختم ہو جائیں میرا نام نہ چھوٹے، جان چلی جائے۔ جیسے نوح علیہ السلام نے پتھر کھائے، ابراہیم علیہ السلام نے مار

کھائی، موسیٰ علیہ السلام نے مار کھائی، داؤد علیہ السلام نے مار کھائی، یوسف علیہ السلام نے مصائب جھیلے۔ کالی کملی والے ﷺ مار کھاتا جا اور میرا نام تیرے لب پر آتا جائے، آتا جائے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کمال کر دیا:

اسی طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کمال کر دیا محض، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی وجہ سے ان حضرات نے دُکھ اٹھائے، تین صحابہ عیسائی بادشاہ کے ہاں گرفتار کر کے لائے گئے۔

میدان جہاد سے گرفتار ہوئے، سرکار مدینہ ﷺ کے غلام ہیں، حضور ﷺ کے شاگرد ہیں، اب کافر کی تو عادت ہوتی ہے پھنسانے کی۔

عبداللہ بن خزافہ رضی اللہ عنہ جو بڑا صحابی ہے ان تینوں میں، عیسائی بادشاہ نے سامنے کھڑا کر کے کہا: عبداللہ!

اگر تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا انکار کر دے،
اللہ کی توحید کا انکار کر دے،
کالی کملی والے ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کر دے،
تو میں تجھے اپنی آدھی ریاست کا مالک بنا دوں گا۔

دیکھ لو! آج زمین کا کیا بھاؤ ہے؟ آدھی ریاست دے دوں گا۔ صرف کلمے کا انکار کر دے، ہم وہاں نہیں تھے، ہم نے ضرور وہاں ہاتھ مار لینا تھا۔

اس صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ:

حضور پاک ﷺ نے ہم سے جس ریاست کا وعدہ فرمایا ہے، وہ تیری پوری ریاست سے سو گنا بڑی ہوگی، ہم ایمان خراب کر کے آدھی ریاست کیوں لیں۔ ہم تو اتنی بڑی جنت لیے بیٹھے ہیں، وہ کہنے لگا: اچھا تمہیں زمینوں کی کیا قدر، ہاں مسجد نبوی میں رہنے والے ہو، تمہیں کیا پتہ ہے کہ زمین کتنی قیمتی چیز ہوتی ہے؟ عیسائی بادشاہ نے تصویر کا دوسرا رخ پلٹ کر دکھا دیا، کہنے لگا: اے مسلمانو! تم بڑے خوب صورت ہو، تم بڑے حسین ہو، صورت بھی حسین ہے، سیرت بھی تمہاری حسین ہے۔ آؤ اگر تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا انکار کر دو میں اپنی شہزادیاں تمہیں دے دوں گا، شہزادیاں ہیں، میری بیٹیاں ہیں، تمہارے گھر میں چانن

ہو جائے گا تم دیکھو گے اتنی حسین ہیں، اتنی خوب صورت ہیں میری شہزادیاں۔

میرے خیال میں کوئی ایک کی دعوت کرے، ایک کو دعوت پر بلائے تو لاکھوں چلے جائیں گے، لاکھوں پہنچ جائیں گے جی میں حاضر ہوں۔

مگر یہ مدنی کریم ﷺ کے دیوانے، حضور ﷺ کے پروانے، انہوں نے صاف صاف انکار کر دیا۔ اور کہنے لگے: اللہ کے نبی ﷺ نے اس کلمے کے بدلے میں جس جنت کا ہم سے وعدہ کر رکھا ہے وہ تیری شہزادیوں سے کروڑ گنا حسین ہوگی، ہمیں وہاں حوریں ملیں گی، کروڑوں گنا زیادہ حسین ہوں گی، کلمہ چھوڑ کر ہم تیری شہزادیوں کی طرف منہ کر کے تھوکنے کو بھی تیار نہیں، جاؤ ہمیں نہیں چاہیے، جائیداد کا، نوابی کا، رئیسی کا لالچ دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہ نہ مانا، حسن و جمال کی دعوت دی، وہ نہ مانی۔

اب تیسرا ایک اور طریقہ ہے، ڈرانے کا، دھمکانے کا، مارنے کا، خوف دلانے کا، لے چلو انہیں میدان میں ابھی ٹھیک کرتے ہیں ان کا دماغ، لے گئے تانبے کی دیگ چڑھا دی۔ آگ پر جب وہ لال ہو گئی، سرخ ہو گئی، اللہ اکبر، اللہ اکبر، مدنی کریم ﷺ کے ایک پروانے کو اٹھا کر اس دیگ میں پھینک دیا، اس نے تو کسی پیر فقیر کی دھائی نہیں دی، وہ تو کسی طرف نہ گیا۔

تاریخ شاہد ہے اللہ والے کی کھال جل گئی، گوشت گل گیا، ہڈیاں جل کر راکھ ہو گئیں، مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، جو باہر بچے ہوئے ہیں دونوں جوان، کہتے ہیں جب تک دم میں دم ہے، دیگ میں سے برابر کلمے کی آواز آتی رہی، جان دے دی، کلمہ نہ چھوڑا۔

تمہیں تو کوئی جلانے کے لیے بھی تیار نہیں، ایک عورت پرانی بوڑھیا اٹھ کر اتنا کہہ دیتی ہے، ہاں تیرا بچہ تندرست نہیں ہوگا جب تک فلاں جگہ پر جا کر تو قبر کو نہیں چاٹے گی، قبر کا طواف نہیں کرے گی، وہاں جا کر یہ چیز نذر نہیں کرے گی، ایک عورت کے کہنے پر لوگ اپنے ایمان کا بیڑہ غرق کرتے ہیں۔ اور یہ صحابی حضور ﷺ کا شاگرد ہے، حضور ﷺ کا دیوانہ، حضور ﷺ کا مرید ہے، حضور ﷺ کا مقتدی ہے، جل گیا مگر توحید کا دامن نہ چھوڑا۔

اب دونوں جوان پیچھے ہیں باہر، سوچا کرو قریب بڑے بڑے آوازیں سنتے ہو رات دن، تجزیہ کیا کرو، اللہ نے دماغ دیا ہے کھوپڑی میں، اور مسجدوں سے آواز کیا آ رہی ہے؟ فیصلہ کیا کرو، انصاف کیا کرو، سوچ و بچار کیا کرو۔

دونو جوان جو باہر رہ گئے، اب حالت تو یہ ہونی چاہیے تھی کہ وہ دونوں کھڑے ہوئے بل کہ

مسکرا رہے ہیں، اور ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے، کہنے لگے، مبارک ہو، مبارک ہو، جو چیز میدان جہاد میں نہ ملی، الحمدللہ شہادت کا اللہ پاک نے یہاں انتظام کر دیا، گھبرانا نہیں ان شاء اللہ ایک دوسرے کی ملاقات حوض کوثر پر ہوگی، وہ نہ گھبرائے۔

نبی ﷺ کی زبان پر، نبی ﷺ کے فرمان پر، سید الکونین حضرت محمد ﷺ کی ایک ایک بات پر ان کو کتنا یقین تھا، انہیں معلوم تھا کہ شہادت بہت بڑا مرتبہ ہے۔

مقام شہادت:

کتابوں میں آتا ہے کہ اللہ کے حضور میں شہید آئے گا، خداوند کریم فرمائیں گے جا جنت میں، تو وہ خوش نہیں ہوگا۔

فرمایا: جا تجھے اتنی حوریں دے دی، اتنے غلمان دے دیئے، اتنے باغ و بہار دے دیئے، اتنا یہ دیا اتنا وہ دیا، چلا جا، وہ خوش نہیں ہوتا۔ کتابوں میں آتا ہے کہ اللہ پاک خود پوچھیں گے کہ تو پھر آج کیا مانگتا ہے؟ وہ کہے گا الٰہی! مجھے تو تجھ سے بہت بڑی امید تھی کہ بہت بڑا اجر دے گا، آپ تو مجھے حور و غلمان میں ہی ٹرخا رہے ہیں، جنت کے باغ و بہار میں آپ مجھے بھیج رہے ہیں، مانگ کیا مانگتا ہے؟ کہتا ہے الٰہی! تیری ذات کی قسم، تیری الوہیت کی قسم، تیری آبرو کی قسم، تیری شان وجلال کی قسم، جو مزہ تیری راہ میں سر کٹانے میں آیا وہ جنت میں کہاں؟ وہ حوروں میں کہاں؟ وہ غلمان میں کہاں؟ وہ جنت کے بالا خانوں میں کہاں؟ اگر میری مانگی ہوئی دولت مجھے ملے تو ایسے کرو کہ مجھے سو مرتبہ پیدا کر میں سو مرتبہ تیری راہ میں سر کٹانے کا مزہ پھر اٹھاؤں، پھر اٹھاؤں۔

شرک سے نفرت:

میرا عرض کرنے کا مقصد اور منشاء یہ ہے کہ خداوند کریم نے جتنی نفرت اور ناپسندیدگی کا اظہار شرک سے کیا ہے اتنا کسی اور چیز سے نہیں، اور آج یہ ہوا بڑی پھیلی ہوئی ہے، بڑھتی جاتی ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیں میں اب آپ کی زبان میں بات کروں گا۔ عرس ہے اللہ والے کا اور ناچ ہے کنجری کا، عرس ہے اللہ والے کا اور پروگرام بدمعاشی ہے، عرس ہے ایک اللہ والے کے نام کا اور وہاں کئی کئی دن کا اتنا زنا ہوتا ہے، اتنی بدکاری ہوتی ہے تو کیا قیامت کے دن اللہ والا سب کا دامن نہیں پکڑے گا؟

ظالمو! میری قبر پر قرآن نہ پڑھا، آکر درود شریف نہ پڑھا، میرے لیے مغفرت کی دعا نہ کی،

میرے پاس بیٹھ کر تم نے وظیفے نہ کیے، کیا میں نے کہا تھا کہ تم ڈھول سرنگی میری قبر پر بجانا؟

ظلم کی انتہا:

آخر میں ایک اور بات عرض کر دوں آپ ذرا کلیجے پر ہاتھ رکھ کر سوچیں، یہ جتنے ڈھول سرنگی والے ہیں یہ کبھی اپنی ماں کی قبر پر جا کر کیوں نہیں بجاتے؟ اپنے باپ کی قبر پر جا کر کیوں نہیں بجاتے؟ اپنے بھائی کی قبر پر جا کر کیوں نہیں بجاتے؟ یہ جتنے قوالی شریف کرنے والے ہیں، قوالی شریف، یہ اپنے عزیزوں کی قبروں پر بیٹھ کر کیوں نہیں بجاتے؟ بزرگوں کا نام تمہیں ملا ہے، بزرگوں کی قبریں تمہیں ملی ہیں؟

چناں چہ اس کا اثر پتہ ہے کیا ہوا آپ کو؟ جب ہم نے قرآن مجید چھوڑ دیا، ہم پڑ گئے غزلوں کے پیچھے، ہم پڑ گئے قوالیوں کے پیچھے، ہم پڑ گئے دوہڑوں کے پیچھے، ہم پڑ گئے اپنی بنائی غزل اور بکواس کے پیچھے۔

تو دشمنوں نے خدا کے قرآن کو جلانا شروع کر دیا ہے، سترہ شہر ہیں پاکستان میں جہاں اللہ کے قرآن کو آگ لگائی گئی، قرآن کے وارث ہوں تو کوئی قرآن کو آگ لگا سکتا ہے؟ توبہ، اگر یہ ہندوستان میں ہوتا تو ہمارے اخبارات شور مچا دیتے، ہندوؤں نے قرآن کی توہین کر دی، ہندوؤں نے قرآن کی بے ادبی کر دی، سکھوں نے یوں کر دیا، فلاں نے یوں کر دیا، ہندوؤں نے یوں کر دیا۔ اب مسلمان جلاتے ہیں انہیں کافر کیسے کہوں؟

اب یہ دوسرا ہفتہ ہے کہ گلگت کی ایک مسجد میں قرآن جلا دیا گیا، کون پوچھے؟ کون کرے؟ اگر حکومت کے خلاف کوئی کاروائی کرے اس کا بھی حکومت کو پتہ چل جاتا ہے، لیکن قرآن جلانے والوں کا حکومت کو کوئی پتہ نہیں چلتا؟ ناکام پولیس ہے، ناکام محکمہ ہے، اور آج تک میرے کانوں نے نہیں سنا کہ قرآن کریم جلانے والوں کو سزا ملی ہو، سزا کیسے ملے؟ ہم خود چاہتے ہیں کہ یہ قرآن ادھر ادھر ہو جائے، جان چھوٹے، ہر وقت مولوی قرآن، قرآن کرتا پھرتا ہے، اس لیے فرمایا:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ (البقرہ: ۲)

قرآن کریم کہتا ہے مجھے ہاتھوں میں اٹھانے والے، پھر اٹھانا پہلے میرا یقین پیدا کرو۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

میں وہ کتاب ہوں جس میں شک وشبہ نہیں۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ (البقرہ)

متقیوں کے لیے ہدایت ہوں، کافروں کے لیے، مشرکوں کے لیے، جو میرے نہیں میں ان کا نہیں ہُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ ڈرنے والوں کے لیے تو میں ہوں۔ اب جو اللہ کی توحید کو نہیں مانتے، مدنی کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو نہیں مانتے، جن کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ وہ قرآن ہی نہیں جو آسمانوں سے اترا تھا، جو قرآن آسمان سے اترا تھا اس کو بکری کھا گئی، اب اسے تم جلا دو، جان چھوٹ جائے گی، عقائد ہیں، اعمال تو جب ہوں گے، آج تو عقائد بگڑ گئے، یقین بگڑ گئے، کوئی لکڑی کو سجدہ کر رہا ہے، کوئی پتھر کو سجدہ کر رہا ہے، کوئی کسی درخت کے سامنے جھکا ہوا ہے، اور مزے کی بات یہ کہ کئی مرتبہ لوگوں کو گھوڑے کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے اور جھکتے ہوئے دیکھا ہے۔

پچھلے سال شیخوپورہ میں دسویں محرم کو تو لوگ گھوڑا نکالتے ہیں، بارہ ربیع الاول کو ڈاچی نکالتے ہیں، اس نے پتہ نہیں کون سے مہینے میں گدھا نکال دیا، اندازہ لگاؤ کھیل بنا رکھا ہے مذہب کا، پھر آپ دیکھ لیں چاروں طرف سے تذلیل ہے، ہو رہی ہے اور ابھی اور ہوگی، کیوں، نہ ہم سنبھلیں گے نہ باز آئیں گے، نہ اللہ کی نفرت آئے گی۔

ابھی میں نے آپ کو بتایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین گئے پورے ملک کے نظام کو پلٹ کر رکھ دیا، پورے ملک کے لشکر کو مار مار کر سیدھا کر دیا، یہ سارے حضرات جانتے ہیں ان سب کو پتہ ہے کہ طارق بن زیاد کون تھا؟ اور ان سب کو معلوم ہے تو قرآن ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے؟ فرمایا: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ میرے محبوب ﷺ صبر کرتا جا، مار کھاتا جا۔

کلمہ توحید کے جرم میں پتھروں کی بارش:

میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ نے، طائف میں پتھر کھائے، احد میں زخم کھائے، تیرہ سال مکے میں پتھر کھائے، رات دن مصیبتیں اٹھائیں، حسین چہرہ زخمی ہوا، بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے، اے لوگو! تم اس نبی کے امتی ہو، جس نے کئی کئی دن پتے چبائے۔ مگر اللہ پاک پھر بھی فرما رہے ہیں:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (الاحقاف: ۳۵)

اتنا صبر کر جتنا نوح علیہ السلام نے کیا تھا، جتنا کہ فلاں نبی نے کیا تھا۔

وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ (الاحقاف: ۳۵) اللہ اکبر

فرمایا: پھر ہم آپ کو دکھائیں گے کہ کس طرح کامیابی ہوتی ہے، تو میری تو ایک ہی منشاء ہے، نہ کسی سے لڑائی ہے، نہ کسی سے جھگڑا ہے کہ جو کلمہ ہم نے پڑھا ہے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خدا کرے یہ کلمہ دل میں اتر جائے، یہ کلمہ خون کے قطرے قطرے میں بس جائے، اولاد کے سینوں میں بس جائے، عورتوں کے دلوں میں یہ کلمہ گھر کر جائے، جوانوں اور بوڑھوں، زمینداروں، تاجروں اور بزرگوں تمام کے تمام لوگوں کی زبان پر کلمہ ہو، دل میں کلمہ ہو۔

اللہ پاک فرماتے ہیں: میرے بندے سارا بدن تیرا ہے، یہ دل اور کھوپڑی میرے لیے خالی رکھا کر، شرک کی لعنت سے بچا کرو، شرک بڑی بیماری ہے، بہت بڑی بیماری ہے شرک۔

اور آدمی پھنس جاتا ہے، مقدمے میں تنگ ہوگیا، او میاں ہم بتاتے ہیں تجھے، تم اس طرح کرو فلاں مزار ہے؟ ہاں جی! کئی راتیں وہاں بیٹھ جا، بابے تیرا کام اسی وقت کر دیں گے، یہاں تک عقیدے میں فساد ہے۔

جہالت:

ایک دفعہ پاکپتن شریف ہم گاڑی سے سفر کر رہے تھے، ایک آدمی مجھے کہنے لگا کہ مولوی ہیں آپ؟ میں نے کہا سنا تو ہے، اس نے کہا میں نے ایک مسئلہ پوچھنا ہے؟ میں نے کہا پوچھو، کہتا ہے بتا بابے کا درجہ بڑا ہے یا ابوبکر صدیق کا درجہ بڑا ہے؟ میں نے کہا کہ میں اتنا بڑا مولوی نہیں جتنا بڑا تو نے مسئلہ پوچھا ہے تو ہی بتا؟ کہنے لگا:

ابوبکر صرف صحابی ہے اور بابا، بابا ہے، وہ تو ہوا صرف صحابی، جو آج بھی کالی کملی والے ﷺ کی جھولی میں سویا ہوا ہے، آرہا ہے اگلا مہینہ، پھر ان شاء اللہ سناؤں گا کہ صدیق اکبر کون تھے؟ لیکن عقیدہ دیکھیں آپ؟

کہنے لگا: بلے بلے، بابا، بابا ہے بتاؤ یہ بابوں کو کہاں لے کر جائیں؟ خود بابے کو کندھے پر اٹھایا، خود لاکھوں من مٹی کے نیچے دفن کیا، پھر بھی صبر نہیں آیا، اوپر اور چھت بنائی اور پتھروں سے بند کیا۔

ہمارا ایک مولوی ہے ضلع جھنگ کا، عجیب بات کیا کرتا ہے، آپ کو بھی سنا دوں برا نہ ماننا، کہتا ہے جب اللہ حکم دے گا، قُمْ بِإِذْنِ اللهِ سارے اپنی کچی قبروں والے یوں کر کے باہر آ کر

کھڑے ہو جائیں گے حضور حاضر ہوں کیا حکم ہے؟ قیامت آ گئی، اچھا آ گئی، اور جتنے یہ پتھروں کے نیچے سوئے ہیں یہ سو سال لگائیں گے باہر نکلنے کے لیے۔

مدنی کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرو، قرآن کریم سمجھا کرو، یہ سنا دینا ہمارا اور آپ کا کام ہے اور ہدایت دینا اس مالک کا کام ہے۔

اللہ پاک مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

توحید کیا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَدِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ۔ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ (الاحقاف)

وقال النبی ﷺ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْ بَکْرٍ وَاَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ وَاَصْدَقُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ

وَقال النبی ﷺ اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

قرآن کی آیات، محمد عربی ﷺ کی چند احادیث پاک، ساری چیزیں خیر و برکت والی ہیں رحمتوں والی ہیں، اللہ جل شانہ کا کلام بھی برکت والا، کالی کملی والے ﷺ کا کلام بھی برکت والا ہے، یہ فقرہ میں نے اس لیے بولا کہ ہم برکتوں کو بڑا اتلاش کرتے پھرتے ہیں، ہر آدمی برکت کا متلاشی ہے، جستجو کرتا ہے کہ برکت آجائے رحمت آجائے، خیر آجائے، اور کبھی یہ سوچا نہیں کہ اس کے اسباب کیا ہوتے ہیں خیر و برکت آیا کیسے کرتی ہیں، اللہ کی امداد و نصرت آنے کا طریقہ کیا ہے؟

ساری برکتیں اللہ کے پاس ہیں؟

اب سبحانہ وتقدس نے اپنے کلام میں خود فرمایا: تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ، لوگو ساری برکتیں میرے ہاتھ میں ہیں، میرے نام میں برکت ہے، میرے کلام میں برکت ہے، میری ذات میں برکت ہے، میری صفات میں برکت ہے،

لیکن ہمیں اللہ کے کلام پر یقین نہیں آیا، کوئی آدمی کھڑا ہو کر ابھی جمعے کے بعد کہہ دے کہ فلاں جگہ ایک درخت ہے، اس کے ہر پتے میں اتنی برکت ہے، سارے قرآن چھوڑ کر وہاں بھاگ جائیں گے، یہ پریشانی آخر آج ہے کیوں؟ اس لیے کہ میرا تیرا ایمان کامل نہیں، مضبوط نہیں، اس میں استحکام نہیں، استقلال نہیں،

وہ اور لوگ تھے کہ جب کلمہ پڑھ لیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ پھر چاہے سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخن تک قیمہ بن گیا، مگر ایمان میں فرق نہیں آیا، قرآن گواہ، نبی پاک ﷺ کی ذات گواہ، حضور ﷺ کا کلام گواہ، نہیں پڑھا کلمہ تو نہیں پڑھا، لیکن جب پڑھا تو پھر اس کلمے کی گواہی جسم کا بال دیتا تھا، اس کی چال ڈھال بتاتی تھی کہ یہ کلمے والا ہے اس کا کاروبار بتاتا تھا کہ کلمے والا ہے، اس کی حکومت اور ملازمت بتاتی تھی کہ یہ کلمے والا ہے، یہ بے ایمان نہیں ہے، آج کلمہ بھی چل رہا ہے، بد معاشی بھی ہو رہی ہے، بے ایمانی بھی خوب ہو رہی ہے فلاں کی نذر دے دو، فلاں کی نیاز تقسیم کردو، اتنی برکتیں آجائیں گی، اتنی دیگیں لگا دو برکتیں آجائیں گی، اللہ فرماتے ہیں کہ ظالمو تم ادھر ادھر برکتیں تلاش کرتے ہو، فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ

امیرو، فقیرو، وزیرو، سفیرو، برکتیں قبر سے نہیں ملیں گی، درختوں سے نہیں ملیں گی، قبر کی مٹی تمہیں کچھ نہیں دے گی، قبر پر لگا ہوا پتھر تجھے کچھ نہیں دے گا، سنگ مرمر کچھ نہیں دے گا، تجھے

چوکھٹ کچھ نہیں دے گی، قبر والے کی دہلیز تجھے کچھ نہیں دے گی، اگر یہ تجھے کچھ دینے کے قابل ہوتا، تو مجھے اپنی کبریائی کی قسم! کہ زمین کے اندر نیچے اتنی دور جا کر نہ لیٹتا۔

فرمایا: تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ تم یہاں قلندروں کی بات کرتے ہو؟ پیروں فقیروں کی بات کرتے ہو، تم یہاں بزرگوں کی بات کرتے ہو، جاؤ فلسطین میں جا کر دیکھو، مقبرہ خلیل میں جا کر دیکھو، بیت المقدس میں جا کر دیکھو، ہزاروں لاکھوں انبیا علیہم السلام کی قبروں پر اسرائیل نے ٹینک گھما دیے، اللہ اللہ ہے اور وہ بس ایک ہی ہے۔

اللہ قادر ہے:

اب تھوڑا سا سوال کرو، کہ مالک کائنات برکتیں تیرے ہاتھ میں ہیں، اس لیے کہ ملک بھی تیرا، زمین کا ذرہ ذرہ بھی تیرا، مگر کسی اور کو کچھ تو دیا ہوگا؟ جو تیرے پیارے بندے ہیں، جو تیرے محبوب ہیں، انہیں کچھ تو اختیار تقسیم کر کے دے دیے ہوں گے، فرمایا ایسی باتیں نہ سوچنا، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

یہ	زمین	کا	ذرہ	ذرہ
درخت	کا	ایک	ایک	پتہ
سمندر	کا	ایک	ایک	قطرہ
پہاڑ	کی	ایک	ایک	چیز

یہ تمام کے تمام محتاج ہیں۔

کلمے کے جرم میں اذیتیں:

سیدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا مکے کی بڑی نرم و نازک جسم والی خوب صورت لڑکی ہے، بڑی اعلیٰ درجے کی حسینہ ہے، بہت بڑے خاندان سے تعلق رکھتی ہے، امیر گھرانے کی بچی ہے، لیکن کلمہ پڑھ بیٹھی، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ، نرم و نازک جسم والی، اعلیٰ درجے کی خوراک کھانے والی، بڑی خوب صورت، آنکھیں نرالی ہیں، ناک نرالہ ہے چہرہ نرالہ ہے، قد و قامت نرالہ ہے، لیکن جب کلمہ پڑھا سارا مکہ ٹوٹ پڑا، حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کو ہاتھ سے پکڑ کر نہیں، ہتھکڑیاں ڈال کر نہیں، بل کہ سر کے بال پکڑ پکڑ کر نیچے پتھروں پر گھسیٹتے ہوئے میدان میں لے آئے۔

زنیرہ کہتی ہے لوگو میرا قصور بتاؤ؟ میرا جرم بتاؤ؟ میری خطا بتاؤ؟ میرا گناہ بتاؤ؟ تمام کے

تمام کہتے ہیں کہ اس سے بڑا قصور کیا ہوگا؟ اس سے بڑا کیا گناہ ہوگا اس سے بڑی کیا خطا ہوگی؟ کیوں کہتی ہے کہ سب کچھ کرنے والا صرف ایک ہے، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ تھوڑا گناہ نہیں ہے، یہ تھوڑا جرم نہیں ہے، یہ معمولی قصور نہیں ہے، ہم تین سو ساٹھ خدا بنائے بیٹھے ہیں، تو ایک کو ماننے بیٹھی ہے کیوں مانتی ہے؟

سیدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا کو خوب مارا نمبر وار مارا، میدان میں کھڑی کر کے مارا، کوڑے مار رہے ہیں، طرح طرح کا عذاب دے رہے ہیں، کلمے کا انکار کر، زنیرہ کہتی ہے: اے مکے کے چوہدریو! اے مکے کے سردارو! اے مکے کے بڑے بڑے رئیسو! میں اگر زبان کی نوک سے کلمہ پڑھتی انکار کر دیتی، میرے بس کی بات نہیں، میرے بس کا روگ نہیں، میرے گھر کی بات نہیں، میرے خون کے قطرے قطرے میں، میرے رگ وریشہ میں، انگ انگ میں میرے بال کے رونگٹے رونگٹے میں بس چکا ہے، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، میرے بس کی بات تو ہے ہی نہیں، یاد رکھو مکے والو! تمہارے بس کا بھی روگ نہیں ہے کہ مجھ سے کلمہ چھڑالو میرے بس کی بات نہیں ہے، لیکن یاد رکھو تمہارے بس کی بھی بات نہیں ہے، تم زور لگا سکتے ہو، سارے مار سکتے ہو، مگر اللہ کی توحید کی بیعت مجھ سے نہیں چھین سکتے۔

سجدہ صرف اللہ کا حق ہے:

مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ بہت بڑے بزرگوں میں سے گزرے ہیں، پر مصیبت یہ ہے کہ ہم بزرگوں کی بات سنائیں اس پر یقین نہیں آتا، کوئی اور آکر گپ مار جائے تو اس پر یقین آجاتا ہے، قرآن کو چھوڑ کر گپوں پر یقین رکھنے والو! قیامت میں یہ گپیں تمہیں کام نہیں دیں گی۔

مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے ایک واقعہ لکھا ہے: اُخْدُوْدِ النَّارِ کا لفظ ہے قرآن کریم کے آخری سپارے میں اکثر لوگوں کو سپارہ یاد ہے: وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ① (البروج) میں ایک ہے اُخْدُوْدِ النَّارِ۔

اس کا معنی یہ ہے کہ بادشاہ تھا کافر، اس نے خندق لمبی چوڑی کھدوائی، اس میں آگ جلوائی، شعلے بھڑکوائے، ہر ایک کو بلوا کر کہا کہ مجھے سجدہ کرو، پتہ نہیں کیا مصیبت ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ہر ایک کے دماغ میں فرعونیت ہے، ہر ایک کہتا ہے کہ میرے سامنے آکر جھکو، گھور گھور کر دیکھتا ہے کہ یہ انسان سیدھا کیوں کھڑا ہے؟ یہ وہی پرانی فرعونیت ہے، وہی قانونیت ہے۔

لوگ آرہے تھے، انعام لے رہے تھے، سجدے کر رہے تھے، امیر آئے، غریب آئے، مسکین آئے، مرد آئے، عورتیں آئیں، بوڑھے آئے، جوان آئے، سجدہ کرتے جاتے ہیں چلے جاتے ہیں۔

مولانا نے بڑی عجیب بات لکھی، کسی جوان کی بات لکھتے تو اور بات تھی، عورت کی بات لکھی جو کمزور دماغ کی، کمزور عقل کی، کمزور ذہن کی، کمزور جسم کی ہوتی ہے، ایک عورت آئی گود میں بچہ ہے، پکڑ کر لائے لوگ، وہ کہنے لگی بادشاہ، سارا جہان سجدہ کے لیے آرہا ہے، کچھ تیار کھڑے ہیں، مگر یہ ہمیں اکھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے، یہ تجھے سجدہ کرنے کو تیار نہیں، بادشاہ نے پوچھا کیوں مائی؟ تو مجھے سجدہ نہیں کرتی، اس نے کہا نہیں، اس نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کہ میری جبین نیاز اسی کے سامنے جھکتی ہے کسی اور کے آگے نہیں جھکتی، میں ایک ہی چوکھٹ پر جھکتی ہوں بس، یہ نہیں کہ جہاں خوب صورت پتھر دیکھا کیا بات ہے، بڑے خوش ہوتے ہیں لوگ، وہ اکڑ کر کہنے لگی میں سجدہ نہیں کروں گی، اس نے کہا سوچ لے، اس نے کہا سوچا ہوا ہے، اس نے کہا دیکھ لے بڑی مصیبت آئے گی، اس نے کہا کہ اللہ ہمت دے گا، برداشت کروں گی، مر جاؤں گی، سڑ جاؤں گی، ٹکڑے ہو جاؤں گی، لیکن ایمان کا سودا نہیں کروں گی، میں ہرگز تجھے سجدہ نہیں کروں گی، میرا یہ ماتھا کبھی غیر کی چوکھٹ پر جھکا ہی نہیں، بادشاہ کو بڑا خطرہ ہوا کہ یہ اکیلی وہاں آگئی ہے، اور اگر یہ اکڑ گئی تو اس کے ساتھی اور بھی ہوں گے، کہنے لگا نہیں مانتی، اس نے کہا نہیں، عورت کو بچے سے بڑا پیار ہوتا ہے دنیا جانتی ہے، بڑی محبت ہوتی ہے اولاد سے، خصوصاً لڑکے سے بہت پیار ہوتا ہے، وہ جو اس کی گود میں بچہ تھا نا، اس کو چھینا اور اس آگ کی خندق تو بھری ہوئی تھی اس میں پھینک دیا وہ بچہ، خیال یہ تھا کہ بچہ تڑپے گا اور ماں کا کلیجہ پگھل جائے گا موم کی طرح، اور یہ فوراً سجدہ کر دے گی۔

مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بادشاہ کہنے لگا: ؎

گفت اے زن کے پیش ای بت سجدہ کن
ورنہ در آتش بس ازے بے سخن

ہاں تو سجدہ کر دے ورنہ تجھے بلا چوں چرا اس دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا جائے گا، کہنے لگی! ؎

بودا زن پاک دی نو موماناں
سجدہ عابد نہ کردا ماں وکناں

وہ کہنے لگی جا دفع ہو میں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔

جس نے مجھے پیدا کیا، جس نے مجھے آنکھیں دیں، جس نے مجھے زبان دی، جس نے مجھے حسن دیا، جس نے مجھے اولاد دی۔

"وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ" (الشعراء)

وہی کھلاتا ہے، وہی پلاتا ہے، اگر میں بیمار ہو جاؤں تو وہی مجھے تندرستی عطا کرتا ہے۔

مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، جب بچہ آگ میں پڑا ہے ماں دیکھ رہی ہے، کلیجہ تڑپنے لگا: ماں کے دل پر انگڑایاں آنے لگی، میرا لخت جگر، میرا نور نظر، جل رہا ہے، وہ تو اس پر بھی قادر ہے، کہ وہ چاہے تو تین دن کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماں کی گود میں کھڑا کر کے تقریر کرادی، سیدنا یوسف علیہ السلام کی برأت کی اور پاک دامنی کی بچے سے گواہی دلوادی، آواز آئی، او میرے بندے، او معصوم بچے تیری ماں کا ایمان کہیں متزلزل نہ ہو جائے، آگ بھی تو مخلوق ہے، تو یہاں پڑا پڑا، لیٹا لیٹا اپنی ماں کی تسلی کرادے، وہ اس پر قادر ہے کہ پتھر کو بلوائے، درختوں کو بلوائے، بچوں کو بلوائے، پانی کو بلوائے، پرندوں کو بلوائے، وہ اس پر قادر ہے، معصوم بچہ آگ میں لیٹا لیٹا کہتا ہے:

ان دراء اما در کہ من ای جا خوشا نند
اگر چہ در صوات میانی آتش نند

او میری اماں گھبرا نہ، پریشان نہ ہو دیکھنے میں انگارے معلوم ہوتے ہیں، تجھے دیکھنے میں کوئلے معلوم ہوتے ہیں، شعلے معلوم ہوتے ہیں، چھلانگ لگا دیکھ لے میری اماں یہ تو میرے اللہ نے گلاب اور چنبیلی کے پھول بچھائے ہوئے ہیں، کئی کو ایمان نصیب ہو گیا، بدقسمت قوم آج ہمیں اپنے ایمان کی پرواہ نہیں ہے، ہمارے ایمان کو دیکھ کر کون ایمان لائے گا، خود اپنا ایمان قبر میں جاتے ہوئے ساتھ ہوگا کہ نہیں؟

دوبارہ آنکھیں ملیں:

اس لیے سیدہ زنیرہ کو مارنے والے مار مار کر تھک گئے، اندازہ تو لگا مارنے والا ابوجہل ہے، عتبہ ہے، عتیبہ ہے، ولید ابن مغیرہ، بڑے بڑے چوہدری، مار کھانے والی ایک صنف ضعیف سیدہ زنیرہ، فرق یہ ہے کہ کوئی کبھی اپنے گناہ کی وجہ سے مار کھاتا ہے، کوئی قصور کی وجہ سے مار کھاتا ہے، واہ زنیرہ مبارک ہو، تو کالی کملی والے کے عشق میں مار کھا رہی ہے، مارا دل بھر کر

مکے والوں نے، رات آگئی، رات کو مکے کے چوہدریوں نے مشورہ کیا کہ برا ہوا، یہ بدلتی ہی نہیں، سارا جسم لہولہان کر دیا ہم نے، ناک سے خون ہے، منہ سے خون ہے، کانوں سے خون ہے، اتنا مارا ہے مگر یہ مانتی ہی نہیں ہے، بدلتی ہی نہیں۔

ایک چوہدری کہنے لگا میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے یہ فوراً ہی ایمان چھوڑ دے گی، اس کی دونوں آنکھیں نکال دو، حضرت زنیرہ کو جا کر کہنے لگا یا باز آجا ورنہ تیری ہم دونوں آنکھیں نکال دیں گے، اس نے کہا کہ باز کس چیز سے آجاؤں؟ میں گناہ کرتی ہوں، قصور کرتی ہوں، کسی کا مال کھاتی ہوں، میرا گناہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا وہ؟ وہ کیا؟ وہ بڑا گناہ جو کرتی ہے، اس نے کہا کون سا گناہ؟ اس نے کہا کہ وہی جرم جس کی وجہ سے تیری پٹائی ہو رہی ہے، اس نے کہا وہ کلمہ، اس نے کہا میرا تم قیمہ تو بنا سکتے ہو تم مجھ سے کلمہ نہیں چھین سکتے، جو چاہے کرو میں ایمان کا سودا کرنے والی نہیں۔

ظالموں نے آگے بڑھ کر سیدہ زنیرہ کی دونوں آنکھیں نکال دیں، اس نے کہا جا ٹھوکریں کھائے گی، ٹکریں کھائے گی، دھکے کھائے گی، تیرا حسن بھی ختم، تیرا جمال بھی ختم، تیرا سب کچھ ختم، تباہ ہو جائے گی، کہنے لگی تم نے میری دونوں آنکھیں نکال دیں کہنے لگے ہاں، اب تو باز آئے گی، کہنے لگی نہیں، اس نے کہا کیوں؟ کہنے لگی میں اس کا کلمہ پڑھتی ہوں۔

توجہ کرو اگر تیرے اندر ایمان کی رمق ہے، تو شدت آئے گی ایمان میں، کہنے لگی جو خدا ایک ایک منٹ میں پوری دنیا کی عورتوں کے ماں کے پیٹ میں آنکھیں لگا رہا ہے، وہ اس میدان میں میری آنکھیں لگانے پر قادر نہیں؟

عرب میں، عجم میں، پوری دنیا میں جو آنکھیں تقسیم کر رہا ہے، وہ اربوں کھربوں آنکھیں بنا رہا ہے، وہ مجھے دوبارہ آنکھیں نہیں دے سکتا؟ اس نے کہا دیکھ لیں گے، تیرے لیے کیا آئے گا، کہنے لگی جاؤ پھر موج کرو، انہوں نے کہا کہاں سے ملیں گی؟ کہنے لگی تمہیں معلوم نہیں، لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ زمین و آسمان کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، وہی ان کا خالق و مالک ہے، تمام نظام اسی کے پاس ہے، فرمانے لگی: اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۙ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ (الزمر) میرا اللہ میرا رب، میرا پیدا کرنے والا، اس پر قادر ہے کہ مجھے دوبارہ آنکھیں لگا دے گا، پہرہ دار بن کر بیٹھ گئے، دیکھیں گے کہاں سے آنکھیں آئیں گی، فجر کی اذان کا وقت ہوا، سحری ہوئی صبح ہوئی، یہ کھڑے کھڑے اونگھ رہے تھے، کچھ بیٹھے بیٹھے اونگھ رہے تھے، کچھ پڑے ہوئے کافر لوگ

سو رہے تھے، اللہ اکبر، سیدہ زنیرہ اچانک فرمانے لگیں: اللہ اکبر، اللہ اکبر، سارے چونک پڑے، سوتے بھی جاگ گئے، بیٹھے بھی کھڑے ہوگئے، دوروالے بھی دوڑ کر آگئے، کہنے لگے کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ جو پہلے آنکھیں تھیں نا، جو تم نے نکالی ہیں، فرلانگ دو فرلانگ سے نظر آیا کرتا تھا، اب جو میرے اللہ نے مجھے آنکھیں بخشی ہیں، میں قیصر و کسریٰ کے محلات دیکھ رہی ہوں، ایسی نظر ہے کہ جس کا تمہیں کبھی تصور نہیں آیا ہوگا۔

اللہ آنکھیں دینے پر قادر ہے:

توجہ کرو اگلی بات کام آئے گی اگر دل میں بٹھالی، مکے والے کہنے لگے ہم ان کو بھی نکال دیں گے، کہنے لگی نکال کر تھک جاؤ، میرے اللہ کے خزانے میں آنکھوں کی کوئی کمی نہیں آئے گی، تم تھک جاؤ گے وہ کبھی نہیں تھکے گا، کہاں آج ہمارا ایمان، کہاں آج تمہارا یقین، صرف یوں ہی کرتے ہیں، پتہ چلتا ہے مصیبت میں ہو، پریشان ہو، پھر انسان ایمان پر قائم رہے پھر قرآن نے اس کی تعریف کی ہے۔

صحابی رضی اللہ عنہ تختہ دار پر:

غلام ہے محمد عربی ﷺ کا، اکیلا صحابی رضی اللہ عنہ مکے میں گرفتار کرلیا گیا، پکڑ لیا مکے والوں نے، اعلان کردیا، فلاں فلاں میدان میں سارے آجاؤ، نبی پاک ﷺ کے دیوانے، پروانے، فلاں غلام کو پھانسی دی جائے گی، سولی پر لٹکا دیا جائے گا، آؤ تماشہ دیکھو، سارے لوگ آگئے، عورتیں آگئیں، مرد آگئے، بچے چھوٹے بڑے سارے آگئے، تختہ دار پر کھڑا کر کے گلے میں پھندا ڈال لیا، تیاری کرلی، یہ بعض باتیں میرے مرنے کے بعد یاد آئیں گی، ان شاء اللہ لوگ لڑائیں گے، کام کی باتیں بتانے والے تمہیں نہیں ملیں گے، آخری وقت میں ابوجہل آیا، اور آکر کہنے لگا کان میں ایک بات، کہنے لگا میری ایک بات مان جاؤ، میری ذمہ داری ہے میں ضمانت دیتا ہوں، تمہیں پھانسی سے چھڑالوں گا، پھانسی سے نہیں میں وعدہ کرتا ہوں اپنی بیٹی تجھے شادی میں دوں گا، دولت بھی دوں گا، رئیس بنادوں گا، میری ایک بات مان جا، نبی پاک ﷺ کا غلام کہنے لگا بتا کیا بات ہے؟ کہا کہ آج جس جگہ پر تم ہو اس جگہ تمہارے نبی ہوں تو تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی، یہ زبان سے کہہ دو، اس نے کہا کہ میں یہ لفظ کہہ کر اپنی دنیا بنالوں، جان بچالوں، گھر بسالوں، دولت مند بھی بن جاؤں، رج کر کھالوں، ہم ہوتے تو کہتے کوئی نقصان

نہیں تھا، لیکن بات یہ ہے کہ یہ عشق کے خلاف تھا۔

جنابِ محمد عربی ﷺ کا دیوانہ کہنے لگا، او مکہ کے ظالمو! مکے کے چوہدریو! او مکے کے رئیسو! کافرو! میری بات سن لو، تم کیا کہتے ہو میری جگہ ہمارے نبی حضرت محمد عربی ﷺ کو نعوذ باللہ تختہ دار پر لٹکایا جائے میں یہ گوارہ کروں گا؟ میرا قیمہ بنا سکتے ہو، میری بوٹیاں بنا سکتے ہو، میرا چمڑا اتار سکتے ہو، میرا ایک ایک انگ کاٹ کر آگ میں جلا سکتے ہو، مگر میں یہ ہرگز برداشت کرنے کو تیار نہیں، گوارہ کرنے کو تیار نہیں، کہ میرے محبوب کریم ﷺ کے پیر مبارک میں کانٹا چبھے، مجھے یہ گوارہ نہیں میں تم سے چھوٹا نہیں چاہتا، حفیظ نے بڑی عجیب بات کہی، کہنے لگا عجیب جواب دیا: ؎

اگر قارون کی دولت زمان بھر مال وزر
ملے اسلام کے بدلے ہم لوگ تھوک دیں اس پر

او مکے والو ہم تمہاری شہزادیوں پر، تمہاری دولت پر، تمہارے رئیس ہونے پر کلمہ چھوڑ کر تھوکنے کو بھی تیار نہیں، انہیں لوگوں کے متعلق قرآن کہتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ

جن لوگوں نے زبان سے کہا: رب ہمارا اللہ ہے، کارساز اللہ ہے، مشکل کشا اللہ ہے، بگڑی بنانے والا وہی ہے، بیماری دینے والا وہی ہے، تندرستی عطا کرنے والا وہی ہے، خوشی دینے والا اللہ ہے، غمی دینے والا اللہ ہے، بیٹے دینے والا اللہ ہے، بیٹیاں دینے والا اللہ ہے، بادشاہ بنانے والا وہی ہے، بادشاہ کو اٹھا کر تختہ دار پر لٹکا دینے والا وہی ہے، کسی کو کروڑوں پتی بنا دینے والا وہی ہے، کسی سے بھیک منگوائے وہی قادر ہے۔

بسا اوقات دیکھا ایک ماں کے دو بیٹے ہیں، ایک باپ کے دو بیٹے، ایک تخت وتاج کا مالک ہے، اور ایک بھیک کے ٹکڑے مانگ رہا ہے، قربان جاؤں اس کی بے نیازی پر، تجھے تو آج سمجھ نہیں آتا، اوپر او پر دیکھتا ہے نیچے نہیں دیکھتا۔

بہترین جماعت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتنی بڑی بہترین جماعت ہے، میں اکیلا بہترین نہیں کہتا، خدا بہترین کہتا ہے، نبی پاک ﷺ بہترین فرماتے ہیں، اللہ نے ان کے ایمان کی گواہی میں قرآن نازل فرمایا، کوئی صدر کا یار، کوئی گورنر کا یار، کوئی تھانیدار کا یار، صحابی کالی کملی والے کے یار، محمد

عربی ﷺ کے یار، تمہیں اگر یہ بڑے بڑے شادی کا کارڈ بھیج دیں، چاہے وہاں گھسنے نہ دیں، کارڈ آجائے نا سارا دن دکھاتا ہے کارڈ آیا ہے مجھے شادی کا، تم نے ہمیں کیا سمجھا ہوا ہے؟ ہم نے وہاں انتظامیہ ہونا ہے، چاہے وہاں مار پڑے، ان کو شادیوں کے کارڈ آجائیں تو یہ بڑے بن جائیں، اور صحابہ وہ ہیں جن کے دروازے پر حضور ﷺ دلہا بن کر آئے، اس دروازے کی کیا شان ہوگی جس دروازے پر کالی کملی والا دولہا بن کر آیا، دروازہ صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے اور دولہا کالی کملی والا ہے، دروازہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے اور دولہا محمد عربی ﷺ ہے بڑی شان ہے ان لوگوں کی، ان کی شان میں گستاخی نہ کرنا، ورنہ جنت تو کیا تجھے جنت کی ہوا بھی نصیب نہ ہوگی، کیوں؟ اس لیے کہ تیری شادی میں اگر انتظامیہ کسی کو نہ چاہے تو تجھے پتہ بھی نہ لگے گا، وہ باہر سے باہر بھگادیں گے، تیری انتظامیہ نوکر چاکر ہیں، کالی والے کی انتظامیہ ابو بکر صدیق سے لے کر بلال تک ہے، ان کی بڑی شان ہے۔

قرآن کے یہ گواہ ہیں، ایمان کے یہ گواہ ہیں، نبی ﷺ کی نبوت کے آئینی گواہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، چشم دید گواہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، نبی ﷺ ہی سے شادی کر کے لے جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، اور اپنی شادیوں میں نبی ﷺ کو کھلانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، اگر تجھے کوئی امیر ایک دن بلا کر چائے کی پیالی پلا دے تو ایک مہینہ تک مونچھوں کو بل دیا پھرتا ہے، اور کیا بات ہے ان لوگوں کی۔

رَبُّنَا اللهُ:

فرمایا: اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ، بے شک جن لوگوں نے اعلان کر دیا کہ رب ہمارا اللہ ہے اور کوئی نہیں، سجدے کے قابل وہ، نذر و نیاز کے قابل وہ، حاجت روائی کے قابل وہ، مشکل کشائی کے قابل وہ، اور مشکل کشائی وہی کرے جسے مشکلیں نہ آئیں، وہی حاجت روائی کرے گا، جسے کوئی حاجت نہ ہو، فرمایا: اِنَّمَاۤ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡـًٔا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۸۲﴾ (یٰسین) اللہ فرماتے ہیں مجھے کوئی مشکل نہیں، میں کہتا ہوں ہو جا وہ خود بخود ہو جاتا ہے، اس لیے فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۳﴾ (یٰسین) میری ذات پاک ہے، کون میرا شریک ہے، اور کوئی میرا ساتھی نہیں، لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ میری اولاد کوئی نہیں، میرے ماں باپ کوئی نہیں، مجھے مجبور کرنے والا کوئی نہیں، سارا جہان میرے دروازے کا محتاج ہے۔

سارے قطب، سارے غوث، سارے ابدال، ایک ایک دانے کے میرے گھر کے محتاج ہیں، قرآن کی تعلیم یہ ہے، نبی پاک ﷺ کی تعلیم یہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قیمے بنا دیے گئے لیکن انہوں نے پرواہ نہ کی، رب کا دروازہ کبھی نہیں چھوڑا، بڑی بڑی سختیاں آئیں، بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائیں، کون ان کا مقابلہ کرنے والا ہے۔

عشق ان پر ختم، محبت ان پر ختم، غلامی ان پر ختم، اطاعت ان پر ختم، فرمانبرداری ان پر ختم، حق جس طرح ہوتا ہے غلامی کا، وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ادا کر کے دکھا دیا، اور بل کہ امریکہ کے یہودیوں نے ریسرچ کی، فلسفی بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ اکٹھے ہوئے، اب تو انہوں نے یہ فیصلہ لکھ دیا کہ اس زمین پر، اس آسمان کے نیچے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کوئی قوم، کوئی امت، کوئی جماعت اپنے نبی کی اتنی وفادار آئی ہی نہیں، یہودی مان گئے مگر تم نہ مانے۔

اب یہ مہینہ ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا، دیکھو اب کتنی دیگیں چڑھیں گی صدیق کی وفات پر، کتنے لوگ خیرات کریں گے کہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روح کے ایصال ثواب کے لیے یہ خیرات کروں تاکہ قیامت میں میری اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جان پہچان ہو جائے، اور صدیق جب جھنڈا لے کر جنت میں جائے گا، ستر ہزار آدمی لے کر جائے گا۔

چلو نذر و نیاز کی بات نہیں، مجھے یقین ہے کہ تم کتنے بیٹھے ہو، سو ہو یا ہزار ہو یا دس ہو، ایک آدمی تم میں کھڑا ہو کر قسم کھا کر یہ نہیں کہہ سکتا، کہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کے لیے میں نے ایک سپارہ پڑھ کر بخشا تھا، مولوی نے ہمارا مزاج ہی نہیں بنایا، یہ ہمیں سبق دیا ہی نہیں، یہ ہمیں سکھایا ہی نہیں۔

مقام صدیق رضی اللہ عنہ، فاروق رضی اللہ عنہ:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ ذات ہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اور حضور ﷺ کے یوں ہاتھ میں ہاتھ ہے، اللہ والو کبھی تو سوچو کہ صدیق کا ہاتھ نبی کے ہاتھ میں ہے، اس طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں، اور یہ تینوں حضرات ایک جگہ کھڑے ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیکھ رہے ہیں، آپ ﷺ نے یوں فرما دیا، ھکذا نبعث یوم القیمۃ او کما قال النبی ﷺ، لوگو جیسے تم ہمیں یہاں دیکھ رہے ہو، قیامت کے دن ہم یوں ہی کھڑے ہوں گے، درمیان میں میں ہوں گا دائیں طرف صدیق رضی اللہ عنہ ہوں

گے، بائیں طرف فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں:

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور کریم ﷺ اپنے گھر کے آنگن میں، صحن میں، ویڑے میں ہیں، رات چاندنی ہے، کھڑے ہیں، میری طرف دیکھتے، حضور کریم ﷺ نے یوں دیکھا آسمان کی طرف، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوال کر دیا یا رسول اللہ ﷺ کسی کی اتنی نیکیاں بھی ہیں جتنے آسمان کے ستارے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میری عائشہ! فاروق اعظم کی نیکیاں آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں، اور پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اور میرے ابا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی، فرمایا میری عائشہ تو نے کیا بات پوچھ لی؟

آسمان کے ستاروں سے زیادہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی، فرمایا فاروق رضی اللہ عنہ کی ساری عمر ایک طرف، صدیق رضی اللہ عنہ کی غار والی رات ایک طرف، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ساری عمر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت والی ایک رات کا مقابلہ نہیں کر سکتی، اتنے بڑے لوگ تھے، اتنے بڑے لوگ ہیں۔

نبی ﷺ کے بعد پہلا جنتی:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد جنت میں داخل ہونے والا پوری کائنات میں سے، جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوگا، کتنی بڑی شان ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی، کسی میدان میں بھی اور کسی پرچے میں بھی فیل نہیں ہوئے۔

ایثار صدیق رضی اللہ عنہ:

غزوہ تبوک کے موقع پر حضور ﷺ نے چندہ مانگا، گرمی کا موسم تھا، سفر دور کا تھا، ایک اونٹ سواری کا تھا، اس پر سوار ہونے والے نمبروار نو، نو تھے، نو آدمیوں کے پاس ایک اونٹ، گرمی، سفر دور، آپ ﷺ نے جب مطالبہ فرمایا بھئی میرے لشکر کے لیے کون جوان ہے جو قربانی دے، سواری لایا، کوئی کھجوریں لایا، کوئی ستوں لایا، کوئی درہم لایا، کوئی دینار لایا، کوئی پیسہ لایا، کوئی دولت لایا، کوئی کچھ لایا، کوئی کچھ لایا، لا لا کر رکھ رہے ہیں، ایک صدیق ہے، جو اپنے گھر کی دیواروں پر ہاتھ مار رہا ہے، ابو بکر کیا ڈھونڈ رہا ہے؟ محبوب نے آج مال مانگا ہے، میرے گھر

میں دیوار میں ایک سوئی بھی نہ رہ جائے، تمام کا تمام اثاثہ جو کچھ گھر میں تھا، سر پر اٹھا کر کے حضور ﷺ کے قدموں میں پیش کر دیا۔

تم بھی اپنے یاروں کو جانتے ہونا، کہ مل کر چلیں گے کہ راستے میں تو چائے پینی ہے کون پلائے گا؟ سب کو پتہ ہے، کئی دوست ہوتے ہیں، کہ ہوٹل میں بیٹھ کر چائے پئیں نا، بغیر بل کے آئے، بغیر بل کے الٹے یوں جیب میں ہاتھ ڈال کر دکھائے گا، دوسرا کہے گا یار کیا کر رہا ہے؟ یار چائے کے پیسے میں دے دوں؟ نہیں میں دیتا ہوں، چلو ٹھیک ہے پھر آپ ہی دے لیں، تمہیں بھی تو پتہ ہے اپنے یاروں کا، کھانے والے یار ہوتے ہیں، کھلانے والے اس سے زیادہ یار ہوتے ہیں، اگر تمہیں اپنے یاروں کا پتہ ہو سکتا ہے۔

تو کالی کملی والے کو بھی اپنے یار کا پتہ ہے، اس لیے ہر صحابی سے حضور ﷺ نے نہیں پوچھا، کہ تو کتنا لایا، تو کتنا لایا، کتنا گھر چھوڑ کر آیا، جو گھوڑا لایا قبول، جو اونٹ لایا قبول، پیسہ لایا قبول، کھجور لایا وہ قبول، جو ستوں لایا وہ قبول، کپڑا لے آیا وہ قبول، ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کیوں پوچھا؟ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ حضور ﷺ نے سب سے پوچھا؟

اس سے پوچھا جانتے تھے نا؟ فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ ذرا دیر کر دی، کیا کچھ لے آیا، کیا گھر میں چھوڑ کر آیا، لایا کیا ہے، گھر میں بچوں کے لیے کیا چھوڑ کر آیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منتظر ہیں کہ دیکھو کیا بنتا ہے؟ لینے والا نبی ﷺ ہے دینے والا صدیق ہے، آج پتہ چلے گا مگر ابو بکر کہتا ہے:

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے خدا کا رسول ﷺ بس

میں اپنے گھر میں کچھ نہیں چھوڑ آیا، اللہ کا نام چھوڑ کر آیا ہوں، تیرا عشق ومحبت چھوڑ کر آیا، میں اپنے گھر سے سوئی تک لایا ہوں، اسی لیے پوچھا کہ کچھ نہیں چھوڑ کر آیا ہوگا۔

رفیق غار و مزار:

ہجرت کے موقع پر جب تشریف لے گئے، عجیب رات ہے، معراج والی رات تو سارا جہان بیان کرتا ہے، ہجرت والی بھی بیان کرونا، اس لیے کہ معراج خوشی کی رات ہے، ہجرت دکھوں کی رات ہے، خوشی میں ہزاروں کام آتے ہیں، دکھوں میں کوئی کوئی کام آتا ہے، وطن چھوڑنا آسان نہیں۔

حضور ﷺ جب رات کو مکہ مکرمہ سے نکلے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ باہر نکل

کر خدا کے سامنے جھولی پھیلا دی، مکے کو خطاب کر کے فرمایا مکہ، میرا تو پیدائشی شہر ہے، تیرے اندر پیدا ہوا، تیری گلیوں میں کھیلا، تیری گلیوں میں پھلا، جوانی آئی، شباب آیا، نبوت ملی، یہاں اللہ کا گھر ہے، جی نہیں چاہتا چھوڑنے کو، جانے کو دل نہیں کرتا، کروں کیا؟ اپنوں نے چھڑا دیا، رات کو محمد عربی ﷺ روئے، مکہ میرے جانے کو دل نہیں کرتا، مگر تیرہ برس ہو گئے، میری جان میں جان نہیں رہی، پتھر کھا کھا کر تھک گیا ہوں۔

اس رات کو جو کام آیا، معراج والا براق تو تمہیں معلوم ہے، ہجرت والے براق معلوم نہیں، معلوم ہے مولوی جان بوجھ کر صدیق کی عظمت نہیں بتاتا، اس لیے کہ اگر وہ بتائے گا تو، تو دے گا کچھ نہیں، یاد رکھو یہ بات حشر میں، قیامت میں، کوثر میں، مدینے میں، دنیا میں کوئی جگہ تم ثابت نہیں کر سکتے، کہ تم نبی ﷺ کو پا جاؤ اور وہاں صدیق نہ ہو، ناممکن ہے۔ جہاں نبی ﷺ ہو گا وہاں صدیق رضی اللہ عنہ ہو گا جہاں صدیق رضی اللہ عنہ ہو گا وہاں نبی ہو گا۔

اس لیے مہینہ جمادی الاخری کہا گیا، دلوں میں محبت پیدا کرو، ان شاء اللہ میں بھی اپنی حیثیت کے مطابق صدقہ وخیرات کرتا رہوں گا، اللہ پاک مجھے اور آپ سب کو توفیق دے دعا مانگو پلے تو کچھ نہیں، اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے نیچے جگہ عطا فرمائے۔ (آمین) وہ جو ستر ہزار کا قافلہ لے کر جائے، اللہ اس میں شامل فرما (آمین) اس کی رحمت سے کوئی بعید نہیں اللہ پاک مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ مشکل کشاء

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّہۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ وَنَشۡہَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَلَا نَذِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَہَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ. تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا امۡرَاَتَ فِرۡعَوۡنَ ۘ اِذۡ قَالَتۡ رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَکَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ وَنَجِّنِیۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرۡیَمَ ابۡنَتَ عِمۡرٰنَ الَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَہَا فَنَفَخۡنَا فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَصَدَّقَتۡ بِکَلِمٰتِ رَبِّہَا وَکُتُبِہٖ وَکَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِیۡنَ ﴿۱۲﴾ (التحریم)
صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰہِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○
اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاہِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاہِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○ اَللّٰہُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاہِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاہِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○

گزشتہ جمعہ میں خداوند کریم جل شانہ کے انعام و کرام، احسان و بندہ نوازی، اس کی عطا اور اس کی کریمی جو بندوں پر ہے انبیا پر، رسولوں پر، پیغمبروں پر، صحابہ پر، قطبوں پر، ابدالوں پر،

درویشوں پر، قلندروں پر اگر اس کی عطا نہ ہو تو ایک سکینڈ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وہ ان معاملات میں کسی کا محتاج نہیں، کسی سے مشورہ طلب نہیں کرتا۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ. وہ خود بخود اکیلا ہے، نہ کسی کے ہاں پیدا ہوا، نہ اس کے یہاں پیدا ہوا، اس نے اپنی خدائی کا حصہ کسی کو بانٹ کر نہیں دیا، اور نہ کوئی لے سکتا ہے، وہ حی و قیوم ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اللہ جل شانہ قیامت میں پوچھیں گے، جن لوگوں کو کندھوں پر اٹھا کر قبروں میں ڈال کر آئے، وہ تیرا خدا کیسے بن گیا تھا؟ آپ غسل دیئے، آپ کفن پہنائے، آپ نماز جنازہ پڑھی اور پڑھائی، کندھوں پر اٹھایا، حضرت صاحب کی زیارت کی، پھر اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا، پھر اوپر اور قبر بنائی، پھر قبہ بنایا، پھر روضہ بنایا، خدا کی قسم! اگر کر سکتا ہو تو گرمی کے موسم میں چادر اوپر نہ ڈالنے دیتا۔

عقیدہ توحید اساس ہے:

وہ بڑا بے نیاز ہے، ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں، فرمایا: دینے پر آؤں بادشاہ بنا دوں، لینے پر آؤں تو تختہ دار پر لٹکا دوں۔

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (آل عمران:۲۷)

رات میں سے دن کو نکالتا ہے اور دن میں سے رات کو، زندہ سے مردہ، مردہ سے زندہ پیدا کرنے والا میرے سوا کون ہے؟

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ (آل عمران)

جس کو جتنا چاہوں روزی پہنچاؤں۔ دولت پہنچاؤں، دکھ پہنچاؤں، آرام پہنچاؤں، میری مرضی۔ فرمایا: تمہارا کیا کہنا ہے، انسان تو انسان رہے، تم جن جانوروں کو خود کھلاتے ہو، پلاتے ہو، خود باندھتے ہو، خود کھولتے ہو، خود ان کو اندر باہر لے جاتے ہو، ساری چیزوں میں تیرا محتاج ہے، مگر سال میں کچھ دن ایسے آئے وہ تیرا رب بن گیا۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ (الواقعہ)

میں نے ایسے لوگوں کے لیے انتظام کر لیا، باقی اعمال تو بعد کے ہیں، باقی کردار کی بات تو بعد کی ہے، جو میرے ساتھ ہی ٹھیک نہیں، جس کا عقیدہ میرے پاس صحیح نہیں، جس کا نظریہ میں خدا کے بارے میں صحیح نہیں، وہ میرا کیسا اور میں اس کا کیسا؟

اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۱۱۷﴾ (البقرہ)

میں تو وہ مالک الملک ہوں، میں کائنات کا بادشاہ ہوں، میں تو وہ بادشاہ ہوں، کہتا ہوں ہو جا پس وہ ہو جایا کرتا ہے۔ تم نے اگر میرے بندوں ہی کو دیکھنا ہے، میرے بندوں ہی کو جانچنا ہے، آؤ! تو پھر ادھر آؤ، وضرب اللہ، اے میرے نبی! حضرت محمد عربی ﷺ ان لوگوں کے سامنے مثال بیان کرو، واقعہ بیان کرو، قصہ بیان کرو، وضرب اللہ، اللہ پاک بیان کراتا ہے: فرمایا: تم نے دیکھ لیا۔

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ وَّ امۡرَاَتَ لُوۡطٍ ؕ (التحریم: ۱۰)

رشتہ داری پر ناز کرنے والو! نسبتوں پر اچھلنے والو! اپنے آپ کو بڑے بڑے بزرگوں سے منسلک کرنے والو! اپنے آپ کو خاندان کی قرابت سمجھ کر اعمال سے دور رہنے والو! اللہ پاک نے فرمایا: کالی کملی والے میری میٹھی زبان ہو، میرا کلام ہو، ان لوگوں کو بتادے، شاید ہدایت پا جائیں۔ فرمایا: قرابت داریوں پر نام کرنے والو! آؤ یہ میرے نبی ہیں، نوح علیہ السلام پیغمبر ہیں۔

راہ نجات نسبت نہیں:

اور کیسا پیغمبر؟ جس نے ساڑھے نو سو برس مار کھائی۔ علما کرام نے لکھا ہے کہ اتنے پتھر پڑتے تھے، کہ پیروں سے لے کر سر تک پتھروں میں چھپ جایا کرتے تھے، اور اتنے پتھر کھانے کے باوجود اتنے پتھر کھانے کے بعد، ساری رات سر سجدے میں رکھ کر رو دیا کرتے تھے۔ اے میرے پروردگار! مجھے معاف کر دے۔ مجھ سے تیری توحید کا حق ادا نہ ہوا، ہڈیاں ٹوٹ گئیں، لہولہان جسم ہے، ایک دو دن ایسا نہیں ہوا، ساڑھے نو سو برس تک ہوتا گیا، اور اللہ کا پیغمبر پھر بھی سر جھکاتا ہے۔

وَ اِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَ تَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۴۷﴾ (ھود)

میرے پروردگار! اگر تیری کریمی نہ ہوئی میں جاؤں گا کہاں؟ تیری رحیمی نہ ملی تو میں کہاں جاؤں گا؟ فرمایا بیوی ہے نوح علیہ السلام کی، اللہ پاک بھی بڑا عالم الغیب ہے، اگر کسی لڑکے، پوتے کی مثال دیتے تو لوگ کہتے کہ جی دور کا رشتہ ہے، ایسا رشتہ اللہ پاک نے قرآن میں سے بتلایا کہ جس رشتے پر باپ کو ٹھوکر مار دیتے ہیں، ماں کو ٹھکرا دیا جاتا ہے، بیوی کی خاطر، بھائیوں کو ٹھکرا دیا جاتا ہے، بہن کو ٹھکرا دیا جاتا ہے، فرمایا: آؤ، اس سے بڑا کیا رشتہ ہوگا، بیویاں ہیں پیغمبروں کی۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ (التحریم:۱۰)

برگزیدہ نبی سیدنا نوح علیہ السلام، سیدنا لوط علیہ السلام کی بیویاں، پیغمبروں کی گھروالیاں،

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ (التحریم:۱۰)

میرے نیک بندوں کے گھروں میں تھیں، نبیوں سے بڑھ کر، پیغمبروں سے بڑھ کر، رسولوں سے بڑھ کر، کون نیک ہوسکتا ہے؟ بیویاں تھی پیغمبروں کی، اولاد پیغمبروں کے جننے والی، پیغمبروں کے بستر پرسونے والی، پیغمبر کے پاس رہنے والی۔ فرمایا:

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

دونوں میرے برگزیدہ پیغمبر، برگزیدہ بندے، میرے نبی

فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝۱۰ (التحریم)

پیغمبر خدا ﷺ کو اللہ پاک نے قرآن مجید دیا، میرے محبوب، کالی کملی والے ساری چیزوں سے آگاہ کردے، ایک ایک چیز لوگوں کو بتلادے، نسبتیں بتادے، رشتے ناطوں کی حقیقت بتادے، میرے یہاں ان کی کوئی حقیقت نہیں، میرے یہاں ان کا کوئی مقام نہیں، میرے یہاں یہ کوئی نہیں کہ فلاں کی بیوی ہوں، فلاں کی بیٹی ہوں، میں فلاں کا ابا ہوں، میں فلاں کا بھائی ہوں، ان چیزوں سے کچھ نہیں بنتا۔ فرمایا:

وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝۱۰ (التحریم)

خدا کے ہاں ان رشتوں کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔ چناں چہ محمد عربی ﷺ نے اپنی لخت جگر کو فرمایا: یا فاطمہ! لخت جگر، میرے جگر کے ٹکڑے،

انی قضیت نفسک من النار او کما قال النبی ﷺ

فرمایا: لخت جگر! اپنے آپ کو جہنم سے بچانا، دماغ میں یہ بات نہ لانا کہ میں پیغمبر کی بیٹی ہوں۔

قرآن کا مقابلہ نہ کرو:

قرآن کریم ہے، کسی کی بنائی ہوئی کتاب نہیں، مقدر کی بات ہے، پرندہ رقعہ لے کر آیا سبا، ملک سبا کی ملکہ مان گئی، پنچھی پرندہ رقعہ لے کر آیا، ملک سبا کی ملکہ مان گئی، عورت مان گئی۔ امام الانبیا قرآن لے کر آیا تو آج تک نہ مانا، شہنشاہ کائنات اللہ کا قرآن لے کر آئے، دین ایمان لے کر

آئے، تیرے دماغ میں آج تک قرآن کریم کو جگہ نہ ملی، ٹھیک ہے جی قرآن کا کہنا بھی ٹھیک ہے۔

لیکن دیکھونا! یوں بھی تو ہوسکتا ہے، اور اگر کوئی جواب نہ بن پڑا کہ جی اصل میں آپ کو پتہ نہیں ہے کہ قرآن کریم کے چالیس پارے تھے دس پارے بکری کھا گئی، شرم نہیں آئی کہ قرآن کریم بکری کھا گئی، یہ کبھی نہیں کہتا کہ میرے بیٹے کو بکری کھا گئی، بھیڑیا کھا گیا، اب تیری آل اولاد پیاری، یہ تو کبھی نہیں کہا کہ میرے دس ہزار کے نوٹ بکری کھا گئی، اللہ کا قرآن اتنا سستا ہے کہ بکری کھا گئی کہ تو نے اس بکری کا دودھ تو نہیں پیا تھا؟

جس کو اللہ کے قرآں کے مقابلہ کرنا ہو وہ وہاں ہو، ہاں ہوں کر کے مقابلہ کرتا ہے، میں کہتا ہوں کہ خدا کی ذات کا مقابلہ نہ کرو، خدا کے قرآن کا مقابلہ نہ کرو، محمد عربی ﷺ کے فرمان کا مقابلہ نہ کرو، اگر وہ بھی مقابلے پر آ گیا تو فرمایا:

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾ (آل عمران)

خبردار! اگر میں پکڑنے پر آ گیا تو پھر چھڑانے والا کوئی نہیں۔ فرمایا: میرے محمد عربی ﷺ:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ (التحریم: ۱۰)

کالی کملی والے میں کتنا بے نیاز ہوں، ہدایت نہ دوں سید زادی کو نہ دوں، مولوی کی بیوی اور بیٹی کو نہ دوں۔ پیر فقیر کی اولاد کو نہ دوں اور اگر دینے پر آؤں تو فرعون اپنے آپ کو خدا کہلوانے والا، اتنا بڑا کافر، میں اس کی گھر والی آسیہ کو اپنی بنالوں۔

دین سے دوری کی وجہ:

علما کرام نے لکھا ہے۔ ذرا توجہ کرنا کہ حضرت آسیہ کو یہ ایمان کی دولت کیوں ملی؟ گھر والی فرعون کی، کسی نبی کی نہیں، کسی ولی کی نہیں، کسی درویش کی نہیں، کسی قلندر کی نہیں۔ ہاں ہمارے یہاں تو ہر معاملے میں خاندانی وراثت چلتی ہے، دم درود میں، پھونکا جھاڑی میں، ہمارے خاندان کو یہ بخشیش ہے جی، اچھا؟ تیرا خاندان نوح علیہ السلام سے بڑا ہے؟ نہیں جی، ہمارے خاندان میں نماز ہے تو کوئی نہیں، نماز نہیں، قرآن نہیں، داڑھی نہیں، نبی کی سنت نہیں، خدا کے قرآن کا ٹھکانہ نہیں، بس اللہ پاک نے ہمیں بخشیش کی ہیں، ہم نے ہاتھ لگانا ہے آرام آجائے گا۔ تیرا ہاتھ کیا ہوا بجلی ہوگئی۔

ایسے لوگوں کو پکڑ کر انڈیا لے جاؤ اور اندرا کو ہاتھ لگوادو تا کہ کچھ بات بنے۔ جب اتنی

کرامتوں والا تیرا ہاتھ ہے، جو پھونک مارنے والا ہو، ہمیں مارتا ہے جو ہاتھ لگانے والا ہو، جی ہمیں لگاتا ہے، بارڈر سے آگے جا کر پھونک نہیں ماری جاتی۔

اللہ پاک کرم کردے کہ دوسروں کے نام کہ جی فلاں بارڈر پر بابا جی کھڑے تھے، جھولی میں بم لے گئے تھے، اور مارتے گئے جتنی ہمارے پاکستان کی آمدنی ہے، چار آنے میں پوری پوری کائنات امیر، غریب، دکان دار، چھوٹے، بڑے، سبزیوں والے، غلے والے، کپڑے والے، جوتے والے، ہم مولوی، سارے ایک روپے میں بارہ آنے خرچہ فوج کا ہے، ہمارے چار آنے ہیں، بارہ آنے خرچہ فوج کا ہے، ہر بارڈر پر ایک ایک بابا سویا ہوا ہے۔

لاہور کا بارڈر حضرت بابا گنج بخش رحمہ اللہ کے ذمہ لگاؤ، اور قصور کا بارڈر بابا بلھے شاہ رحمہ اللہ کے ذمہ لگاؤ اور سیالکوٹ کا بارڈر اسی طرح اور ادھر سندھ والا بارڈر بابا شہباز قلندر رحمہ اللہ کے ذمہ لگاؤ، بابا ہی کافی ہے تم کیوں جرنیل بنے بیٹھے ہو؟

بمبئی میچ کھیلنے گئے، اللہ نے جتا دیا، پھر اخباروں میں آگئے، کہ جی رو کر دعا مانگ کر گئے تھے داتا کے دربار پر، اگر ہار ہو جاتی اللہ کی مرضی، ہار اللہ میاں کی، اور جیت بابے کی، انصاف کرو، خدا کے قرآن کے ساتھ انصاف کرو، خدا کی خدائی کے ساتھ انصاف کرو، جیت ہو جائے تیری، میری، بابا کی، پیروں کی، ہار ہو جائے اللہ کی مرضی جی، اولاد دے اللہ میاں، پیراں دتہ، فلاں نے دیا، فلاں نے دیا، اور اگر مرگیا، اللہ لے گیا، اس کی مرضی ہے، زندہ مال اوروں کا، مرا ہوا مال خدا کا، اللہ میاں بھی کیا کہتا ہوگا عجب مخلوق میں نے پیدا کی ہے، اچھا مال اپنے پیٹے اور ناقص مال میرے لیے۔

جس طرح آج کل گھروں کا نظام چل رہا ہے کہ گوشت کھا کر جب ہڈیاں رہ گئیں، والدہ محترمہ کو دے دو بھائی، وہ جو بوڑھا بوڑھی گھر میں پڑے ہیں، ان کے حوالے، متھے ماروان کے، ان بوڑھے بوڑھوں کے ساتھ بھی اسی طرح ہونا چاہیے۔ انہوں نے کبھی اولاد کو مسجد کا راستہ نہیں دکھایا، دعا مانگیں مولوی جی، دعا کردو، اللہ ایک پتر مجھے دے، میں تحصیل دار بنا دوں اور زیادہ پیسے آئیں۔ فرمایا:

"وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ" (التحریم: ۱۱)

اے میرے نبی! محمد عربی ﷺ آ و میٹھی زبان تیری ہو، کلام میرا ہو، فرمایا: ان کو بتاؤ بیوی ہو فرعون "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾" (النازعات) کہنے والے کی۔

حضرت آسیہ کو ایمان کیسے ملا؟

ایک بات بتانے لگا ہوں توجہ کرنا کہ حضرت آسیہ کو یہ دولت کہاں سے ملی؟ کیوں ملی؟
علما کرام نے لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا صندوق جب تیرتا ہوا آیا فرعون نے دیکھ کر منہ چڑایا، غصہ کیا، کہ یہی موسیٰ ہے اور آسیہ نے آگے بڑھ کر پیغمبر کے ماتھے کا بوسہ لیا۔
فرمایا: آسیہ جا، تیرے لب، تیرا دل و دماغ میری نبی کے ساتھ ٹکرا گیا ہے، آ تجھے ایمان کی دولت سے مالا مال کر دوں، جو نبی کو دیکھ کر خوش ہوا، اللہ نے اس کو بھی رنگ دیا، نبی کے ماتھے کا بوسہ لینا، سینے سے لگانا۔
حضرت آسیہ کہتی ہے: جب میں نے سینے سے لگایا تو میرا سینہ ٹھنڈا ہو گیا، اللہ کا پیغمبر ہے، کلیم اللہ ہے، حضرت آسیہ مسلمان بن گئی، موسیٰ پر ایمان لے آئی، پتہ چلا فرعون کو، ادھر ایمان کی دولت ملی ادھر امتحان آیا، ایمان اتنا سستا سودا نہیں ہے، جتنا ہم نے سمجھ رکھا ہے۔
ایمان کی ہمارے یہاں قیمت ہی کوئی نہیں ہے، کپڑے کی قیمت ہے، سونے چاندی کی قیمت ہے، دھن دولت کی قیمت ہے، کھانے پینے کے سامان کی قیمت ہے، اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بیچھے ہوئے ایمان کی تیرے دل میں کوئی قیمت نہیں۔

سنت کے پھول اپناؤ:

شرک کی لعنت میں گرفتار ہو کر اکھڑا پھرتا ہے، میرے محبوب کی سنتوں کے پھول چھوڑ کر بدعت کے کانٹوں کو سر پر لیے جاتا ہے، ایسے لوگ اللہ پاک نے پیدا فرمائے، فرمایا کہ آپ کو ایمان کی دولت ملی تو امتحان ساتھ آیا، اور اسے لوگوں کے بارے میں ہم متلاشی ہیں، اور ایسے لوگوں کے پیچھے لگتے ہیں، ورنہ ہمیں پتہ ہے۔ ؎

قبا پوشی کے پردے میں جو عیاشی کے رسیا ہوں
میں ایسے شیخوں کو صوفی کہہ دوں گا یہ مشکل ہے

میں ایسے لوگوں کو صوفی نہیں کہہ سکتا، ولی نہیں کہہ سکتا، بزرگ نہیں کہہ سکتا، قلندر نہیں کہہ سکتا، کیوں اس لیے ؎

ابھی میں نے بخاری اور لاہوری کو دیکھا ہے
ابھی جب خواجہ درخواستی جب بستے ہوں آنکھوں میں

ابھی جب خواجہ خان محمد جب رہتے ہوں آنکھوں میں
کسی راہ زن کو راہنما کہہ دوں یہ مشکل ہے

ڈاکوؤں کو راہنما کہا جاسکتا ہے،

قرآن کو چھڑانے والوں کو راہنما نہیں کہا جاسکتا،

پریشانی آئی، امتحان ہوا، حضرت آسیہ کا، اللہ اکبر اللہ اکبر،

پیغمبر کو پالا، پیغمبر کو کھلایا، بڑا بے نیاز ہے لوگوں کو مار رہا ہے موسیٰ کو پال رہا ہے، اسی کو کہتا ہے:

غیرے کو غرق کرتا ہے دریا کی موج میں
اور اپنے کو روزی دیتا ہے دشمن کی گود میں

حضرت آسیہ آزمائشوں میں:

موسیٰ کو پال رہا ہے، حضرت آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام سے اللہ اللہ کرنا سیکھ لیا۔

عبادت کرنی سیکھ لی،

اللہ کے حضور سر جھکانا سیکھ لیا،

اے کاش! ہمیں بھی اللہ کے حضور میں جیسے سر جھکانے کا حق ہے وہی طریقے آجائیں، فرعون نے دیکھا ایک دن میں سجدے میں پڑی ہے حضرت آسیہ، کہنے لگا: کس کو سجدہ کر رہی تھی؟

وہ تو خود سجدہ کرایا کرتا تھا، جیسے نمرود بھی، فرعون بھی اور جتنے پکے کافر تھے جن کا قرآن میں ذکر ہے، یہ سب سجدہ کرایا کرتے تھے، بیوی فرعون کی ہے، کہنے لگا: کس کو سجدہ کر رہی ہے؟ میں تو یہاں تھا نہیں، سجدہ کس کو کر رہی تھی؟ حضرت آسیہ نے فرمایا میں؟ کہا ہاں!

کہنے لگی کہ میں تو سجدہ کر رہی تھی رب العالمین کو جو سارے جہان کا پالن ہار ہے۔

جس نے آنکھیں دیں، جس نے زبان دی، جس نے دل و دماغ دیا، جس نے تیرا ڈھانچہ بنایا، جو ساری خلقت کو کھلاتا ہے،

"وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ﴿٧٩﴾" (الشعراء)

جو کھلاتا ہے جو پلاتا ہے،

میں اس کو سجدہ کر رہی تھی، جو میرا بھی مالک ہے، تیرا بھی مالک ہے، سارے جہان کا مالک ہے۔ میں تو اسے سجدہ کرتی ہوں، سبحان اللہ!

جب ایمان دل میں جگہ پکڑ جاتا ہے تو پھر یہ ڈر، خوف خطرے سب ٹل جاتے ہیں، اس وقت سے پہلے پہلے ڈر ہوتا ہے، ہائے ایسا نہ ہو جائے، ماریں گے، یہ کردیں گے، وہ کردیں گے اور جب یقین ہو جائے اللہ کے بغیر کوئی بال ٹیڑھا نہیں کرسکتا، بس پھر بات بنتی ہے۔

اب بتاؤ کہاں عورت اور کہاں فرعون؟ خدا بنا ہوا فرعون، کہنے لگا کہ پتہ چل گیا کہ تو تو بگڑ گئی، اس نے کہا آج سے، میں تو اس معاملے میں پرانی بگڑی ہوئی ہوں، مجھے خدا نہیں مانتی؟

کہنے لگی: شکل دیکھو خدا کی، کتنا غلط ہے؟

عقل آئے تو عورت کو آجائے، نہ آئے تو لکھے پڑھے کو نہ آئے، جا کر دیکھو! ان درباروں پر، بڑے بڑے بابو، سجدے میں پڑے ہوئے، میری سن لے، میری سن لے، سجدے کر رہے ہیں قبروں کو، خدا کو نہ سنانا، مشکل کشا جو تیرے دل سے واقف ہے اس کو نہ سنانا۔

جس نے تجھے پیدا کیا، تیرے ماں باپ کو پیدا کیا، تیرے باپ دادا کو پیدا کیا، تیرے نانا نانی کو، سارے جہان کو تو وہ پیدا کرنا جانتا ہے۔ مجھے اولاد دینے کے وہ کہاں قادر ہے؟ بے چارہ تھک گیا ہے دیتا دیتا۔

حضرت آسیہ کہنے لگی تو خدا نہیں ہے، کہنے لگا: اچھا۔ اب پتہ چلا کہ گھر میں بگاڑ ہو رہا ہے، اس نے کہا، ہاں ہاں، گھر فرعون کا ہے، بستی خدا کی کائنات میں ہوں، اسی کا کھاتی ہوں، اسی کا پیتی ہوں، یہ میرا سر اسی کے سامنے جھک سکتا ہے، اچھا یوں کر، چلو اسے سجدہ کرتی ہے، کبھی کبھی مجھے بھی کر دیا کر، چلو وہ بڑا خدا سہی، میں چھوٹا سہی، اس نے کہا جا دفعہ ہو، خدا کا منہ دیکھو!

روٹی نہ ملے تو تڑپنے لگے، پانی نہ ملے تو تیرا دم نکل جائے، پاخانہ نہ آئے تو پریشان ہوتے پھریں، پیشاب رک جائے جب تباہ، پسینے تیرے میں بدبو، تھوک، ناک، ہوا، تیرے اندر سے جتنی چیزیں نکلتی ہیں وہ ساری بدبودار، خدا ہے تو؟

اس نے کہا کہ تیرا تو پھر علاج کرنا پڑے گا، اس نے کہا کہ تیرے جیسے ہزاروں پھرتے ہیں، خدا کی قسم! جب ایمان کی دولت مل جاتی ہے اور اللہ پر توکل کسی کا جم جاتا ہے، اللہ پاک ہمیں بھی نصیب فرمائے، پھر وہ کسی کی پرواہ نہیں کیا کرتا۔

حضرت آسیہ کو گرفتار کر کے میدان میں لایا گیا،

اے لوگو! قرآن شاہد ہے،

فرعون کی ملکہ، فرعون کی رانی، فرعون کی گھر والی، محلوں میں رہنے والی، ریشمی غالیچوں میں سونے والی،

فرعون نے کپڑے اتار لیے، گرم گرم ریت کی زمین پر لٹادیا، قرآن مجید گواہ ہے، لوگ مقرر کر دیے۔

"وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ⑩" (الفجر)

قرآن کہتا ہے کہ حضرت آسیہ کی ایک ایک ہاتھ میں سو سو میخیں گاڑ دیں،

قرآن کو پڑھ کر دیکھا کریں، اس لیے تو تمہیں کبھی قرآن کے نزدیک نہیں جانے دیتے، اگر قرآن آگیا، تو ہماری خیر نہیں، آخری پارہ سورۃ فجر، فرمایا کہ سوہنے تیرے فجر کے وقت کی قسم! حضرت آسیہ عورت ہے، عورت، بادشاہ کی عورت، نرم ونازک زندگی بسر کرنے والی، ناز وانداز سے زندگی بسر کرنے والی، اعلیٰ قسم کے کھانے کھانے والی، اعلیٰ قسم کے لباس پہننے والی۔

اور مفسرین نے لکھا ہے سنو توجہ کر کے! کہ فرعون حضرت آسیہ کے ہاتھوں میں میخیں دونوں ہاتھوں میں، سو میخ اس ہاتھ میں، سو میخ اس ہاتھ میں گاڑ دی گئیں اور حضرت آسیہ کو انگاروں پر لٹا رکھا ہے اور سامنے آیا فرعون،

آسیہ اب بھی باز آجا، میں تمہیں اپنی ملکہ بنالوں گا،

وہ تخت شہنشاہی مل جائے گی، وہ شاہی لباس ملے گا،

وہ محل ملے گا، وہ کھانے ملیں گے، وہ پینا ملے گا،

وہ اعلیٰ درجے کی زندگی ملے گی، اب بھی باز آجا۔

کہنے لگی: ظالم میری آنکھوں کے سامنے سے چلا جا۔ تو مجھے اس محل کا یقین دلاتا ہے، جو محل فانی ہے، میری آنکھوں کے سامنے وہ بہشت کھلی نظر آرہی ہے، جو ہمیشہ قائم رہے گی۔

"إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ⑪" (التحریم)

جس کا یقین جم جائے، اسے کون اکھاڑ سکتا ہے؟ اس کی زندگی دیکھو؟ کہاں شہانہ زندگی، کہاں تختوں پر رہنا، ہزاروں سینکڑوں کنیزیں، باندیاں خدمت گزار، اعلیٰ قسم کا کھانا کھانے والی، اعلیٰ قسم کا لباس پہننے والی۔

خدا کی قسم! لا الہ الا اللہ کی وجہ سے آج آسیہ کے ہاتھ میں سو سو میخ گڑی ہوئی ہیں اور بے پرواہ ہو کر کہتی ہے فرعون دفع ہو جا، تیرے محل فانی، تو فانی، تیرا تخت فانی، تیرا نظام فانی، میں اس جنت کو دیکھ رہی ہوں جو باقی رہنے والی ہے،

اللہ کے قرآن کی طرف توجہ کرو نہ معلوم کتنے دن کی زندگی ہے،

یہ بے کار نہیں آیا، یہ مردوں کے لیے نہیں آیا، ساری عمر پرواہ نہ کی، نزدیک نہیں آنا، دیکھنا نہیں، سوچنا نہیں، پڑھنا نہیں، پڑھانا نہیں، جب مرجائے تو سارا خاندان لوجی بری برکت والی کتاب ہے۔

اور عجب عجب دستور دیکھے، کہ جب کوئی مرجائے میت کے اوپر کھڑے ہوجاتے ہیں، ایک طرف ملاں اور ایک اس کا کوئی وارث، پانچ روپے قرآن کریم کے اوپر رکھتے ہیں، اور قرآن کریم ایک دوسرے کو پکڑاتے ہیں، میں نے ہدیہ پیش کیا اس مرنے والے کی نمازوں کا جو قضا ہوئیں، وہ پانچ روپے جیب میں ڈال لیے، نماز اللہ کی اور معاف ملاں جی کر رہے ہیں، سبحان اللہ، سبحان اللہ، یہ انکم ٹیکس جتنا دینا ہوا کرے، گورنمنٹ کے جتنے جھکے ہیں، وہ تم قاری حنیف کو دے جایا کرو، وہ سارے ادا ہوجائیں گے، کل کو ہوائی جہاز میں بیٹھ جانا جب پوچھیں گے تو کہنا قاری صاحب کے جمعے میں دے آیا تھا ایک روپیہ، پھٹا ہوا نوٹ کیا ہے؟

قرآن کریم کی بے حرمتی میت کے اوپر ہورہی ہے،

وہ پھر واپس کر دیتا ہے ملاں جی، پھر وہ وارث کہتا ہے کہ میں اس کے روزوں کی قضا دیتا ہوں پانچ روپے، جوتا 150 روپے کا اور ساری عمر کی نمازوں کی قیمت پانچ روپے، لاکھوں نمازوں کی قیمت، چنے کی دال بھی دس روپے کلو، ساری عمر کے روزوں کی قیمت پانچ روپے، ٹورنامنٹ ہورہا ہے قرآن کے اوپر، کبھی ادھر سے پکڑاتا ہے کبھی ادھر سے پکڑاتا ہے، لوگ خوش ہورہے ہیں، لوجی پاک صاف ہوگئے، قرآن کریم نے کئی چکر لگادیے اوپر،

کئی عورتوں کو کہتے ہوئے سنا: بڑا بیمار ہے۔ کہا: قرآن کی ہوا دے دو، پنکھا بناؤ قرآن کریم کا، اور کیسا ہے؟ پڑھنا نہیں، عمل نہیں کرنا، سینے کے ساتھ نہیں لگانا، یقین نہیں جمانا، اس طرح سے کام لینا ہے، فرمایا: آؤ

"وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ" (التحریم: ۱۱)

اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ میرے قرآن کی والی بال کھیلنے والو، آؤ میدان میں آؤ، بے حرمتی کرنے والو، بے عزتی کرنے والو، بے ادبی کرنے والو!

"لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝" (الواقعہ)

میں نے حکم دیا تھا کہ بغیر وضو ہاتھ بھی نہ لگانا،

تم نے قرآن کریم کی گیند بنائی؟

تو عرض کر رہا تھا، لڑائی جھگڑے والی بات نہیں، اللہ پاک کی قسم کوشش یہ ہے کہ تمہارے

دل میں، میرے دل میں، میری اولاد کے دل میں، ہمارے بچوں کے دلوں میں قرآن کی عظمت بیٹھ جائے، خدا کی قسم! قرآن کی عظمت کے صدقے میں میری تیری نجات ہوگی، اعمال کہاں ہیں ہمارے پاس؟

خداوند کریم نے عورتوں کے واقعات ہمیں سنائے اس لیے کہ مردو! شرم کرو!

تم کدھر جا رہے ہو، تم کیا کر رہے ہو؟

لکھے پڑھے بھی ہو سمجھ دار بھی ہو، عقل مند بھی ہو، نہ کہیں جھکا کرو، دیکھو آسیہ نے فرعون کے سجدے کے لیے انکار کر دیا، جا جا نہیں سجدہ کرتی، سو سو میخ ایک ہاتھ میں گڑ گئی، لالچ سارے ٹھکرا دیے، اس نے کہا کہ بہت دن پہن لیا تیرے گھر کا لباس۔ اب تو جنت کا لباس راس آئے گا۔

واہ آسیہ قربان جاؤں تیرے ایمان پر! اس نے کہا کہ تمہیں گرم پانی پلا رہے ہیں حلق جل رہا ہے، آ ٹھنڈے شربت ملیں گے۔

کہنے لگی: اب تو جنت کی نہروں کا شربت پیوں گی، تیرے گھر کے شربتوں پر لعنت بھیجوں گی، سبحان اللہ، قربان جاؤں۔

قرآن مجید یہ واقعات سنا کر ہمیں خبردار کرتا ہے ہمیں آگاہ کرتا ہے، کہ دیکھو عورتوں نے کیسے زندگی گزار دی؟

تم تو مرد ہو، لکھے پڑھے ہو، افسر ہو، ڈاکٹر ہو، پروفیسر ہو، ماسٹر ہو، سمجھ دار ہو، تاجر ہو، زمین دار ہو، عقل کرو، قرآن پڑھو!

خداوند کریم مجھے اور آپ سب کو قرآن مجید سمجھنے اور سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) اور سارے ملک پر اور سارے شہروں پر، ہم سب کی اولاد پر ساری مخلوق پر اللہ پاک کرم اور فضل فرمائے۔ (آمین)

سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ" (آل عمران: ۱۶۴)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

دوستو اور بزرگو! جن حضرات نے یہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ میں منعقد کیا، چاہیے تو یہ تھا کہ یہ بہت ہی کوئی اونچا آدمی جو آپ سے خطاب کرتا جو آپ کو نہایت ہی عجیب عجیب سیرت کی جزئیات بتلاتا اور حالات پیش کرتا، ان حضرات نے میرے متعلق حسن ظن قائم کر رکھا ہے کہ یہ بھی کچھ جانتا ہے مگر اس کے سوا کچھ نہیں کہ:

انسان تو وہ جو انسان کو سمجھے
اگرچہ ہو گدا گر مگر اسے سلطان سمجھے
اور آپ سب کے حسن ظن کا ممنون ہوں میں
مگر اس شرط پہ کہ مہر ضعیفان کو سلیمان سمجھے

سرکار مدینہ ﷺ کی سیرت طیبہ، آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ، آپ ﷺ کے اوصاف کمالات، آپ ﷺ کی سعی جمیلہ، جو آپ ﷺ نے نہایت دشواریوں کے ساتھ جاری رکھیں، ان کا ذکر خیر کرنا ہمارے لیے باعث نجات بھی ہے اور باعث مسرت بھی ہے۔

اب اس کے دو پہلو ہیں یا تو میں آپ حضرات کو مدنی کریم ﷺ کے واقعات اور حالات سناؤں، تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ ہم لوگوں نے جو راہ اختیار کی ہے اس بارہ میں آپ کو کیا بتاؤں، آپ کو آگاہ کروں، جس کو پتہ نہ ہو، اس کو میں بتلاؤں کہ کیا ہو رہا ہے۔

حضور ﷺ کی ولادت اور وفات:

حضور ﷺ کی ولادت کے بارے میں علما موجود ہیں، ذمہ داری سے کہتا ہوں پیدائش کے بارہ میں تاریخ کا اختلاف ہے بعض نے نو ربیع الاول لکھا، بعض نے دس، بعض نے گیارہ اور بعض نے بارہ ربیع الاول لکھا ہے، توجہ کرنا، وفات نبوی ﷺ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، وفات کے بارے میں تاریخ کا کسی کو اختلاف نہیں تمام دنیا متفق ہے کہ بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی وفات ہوئی۔

ربیع الاول تو مولوی کا رکھا ہوا نام ہے، مولوی لوگ یہ نام لیتے ہیں عربی پڑھے لکھے لوگ لیتے ہیں، عام دکان دار، تاجر، زمین دار اس کا عام نام لیتے ہیں؟ (بارہ وفات) یہ نام آج سے شروع ہوا یا ہزاروں سال سے چلا آرہا ہے؟ (ہزاروں سال سے آرہا ہے) یہی نام چلا آرہا ہے ا، بارہ وفات، یہ تین چار سال سے بارہ ولادت کیسے ہوگئی؟

پہلے اس کا نام بدلو، بارہ ولادت رکھو، بارہ وفات نہ کہو۔

اور پھر آپ سمجھیں مثال کے طور پر، ایک آدمی کی پیدائش یکم جنوری کو ہوئی، ایک آدمی کو اللہ نے بچہ دیا، اولاد دی یکم جنوری کو، اس نے بڑی خوشی منائی، پھر خدا کی قدرت ایسی ہوئی کہ عمر گزارنے کے بعد یکم جنوری کو ہی اس کا انتقال ہوگیا، ماں باپ چھوڑ گیا، بیوی بچے چھوڑ گیا،

خاندان کو تڑپتا ہوا چھوڑ گیا، لاوارث کر گیا۔ اس کے گھر والے یکم جنوری کو روئیں گے یا سالگرہ منائیں گے؟ (روئیں گے) اس کی ماں اس دن مٹھائی تقسیم کرے گی کہ آج کے دن اس کا بیٹا پیدا ہوا تھا؟ (نہیں) یا وہ اس تاریخ کو بیٹھ کر روئے گی کہ اس کا بیٹا اس دن فوت ہوا تھا۔

بیوی روئے گی کہ آج کے دن اس کا سہاگ اجڑ گیا، میرے بچے یتیم ہو گئے، میں بے بس ہو گئی، میں لاوارث ہو گئی، میرا سب کچھ تباہ ہو گیا۔ ساتھ والی عورت اگر کہے گی نا کہ بہن تم نے آج کھانا نہیں بنایا۔ وہ کہے گی کہ آج کے دن میں کھانا کیسے پکاؤں، آج کے دن میں اجڑ گئی تھی۔ کوئی رشتہ دار، کوئی عزیز اگر اس مائی کے دروازے پر آ کر ڈھول بجانا شروع کر دے کہ آج تمہارے بیٹے کی سالگرہ ہے، آج کے دن وہ پیدا ہوا تھا، وہ مائی اس ڈھول بجانے والے کے سر میں اینٹ مارے گی، وہ کہے گی بدتمیز تو پیدائش کو لیے پھرتا ہے وہ تو ختم بھی ہو گیا ہے، آج کا دن تو میرے لیے دکھوں کا دن ہے، آج کا دن تو میری پریشانی کا دن ہے، ولادت کو چھوڑو، پیدائش کو چھوڑو۔

حضور ﷺ کی وفات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا صدمہ:

ارے تو کیا جانے مدنی کریم ﷺ کی وفات پر کن لوگوں کو دکھ پہنچا۔ آج تم میں سے کسی نے جوان بیٹے کی موت کا صدمہ اٹھایا ہوگا، کسی نے جوان بھائی کا صدمہ اٹھایا ہوگا، کسی نے ماں کی موت کا صدمہ دیکھا ہوگا، کسی نے باپ کی موت کا صدمہ دیکھا ہوگا۔

خدا کی قسم! بلال کی قبر سے آج بھی جا کر پوچھ لے، جس دن کالی کملی والے رخصت ہوئے تیرا کیا حال تھا؟ تم ڈھول بجاتے پھرتے ہو، تم بھنگڑے ڈالتے پھرتے ہو، زمانے بھر کے کنجروں اور کنجریوں کے گانے چلاتے ہو، رات دن بکواس بازی کی تم نے مدنی کریم ﷺ کے نام پر، ان باتوں کو جنم دیا جن کو مٹانے کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام تشریف لائے۔

تھوڑا سا دوسرا رخ بھی سمجھاؤں، ڈرتا ہوں کہ امین گیلانی (ان دنوں گرفتار ہو گئے تھے) کو دو مہینے ہو گئے ہیں اندر بند پڑا ہے کہیں مجھے بھی نہ لے جائیں، ہاں ہاں ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔

جب مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہو رہا تھا یہ اس وقت بھی ہمارے پیچھے لگے ہوئے تھے۔

اب روس کنڈی کھٹکھٹا رہا ہے اور یہ ہمارے پیچھے چمٹے کھٹکھٹا رہے ہیں شاید ان کا مطلب یہ ہو کہ جب روس حملہ کرے گا تو ہم اس گیلانی جیسوں کو پیش کر دیں گے۔

میری بات سنو! روسی بم اتنے ان پڑھ ہیں کہ جب وہ گریں گے تو یہ نہیں پوچھیں گے کہ: تم کون

ہو اور کہاں رہتے ہو، تمہارا کس پارٹی سے تعلق ہے، تمہیں معلوم نہیں کہ افغانستان کا کیا بن گیا؟ جس خان کی بیٹی کا کبھی کسی نے بال نہیں دیکھا تھا، خدا کی قسم! سڑکوں پر برباد ہو رہی ہے، تم دین کا مذاق بناتے ہو (الحمد للہ اب افغانستان میں مکمل اسلامی حکومت ہے اور روس کے ٹکڑے ہو چکے ہیں، علما حق پر ظلم کرنے والے بجائے ظلم کے عبرت حاصل کریں)

غداران قوم:

ایک اور نشانی بتاؤں، اگر یہ میلادی جلوس دین ہوتے تو سرکاری افسر کبھی قیادت نہ کرتے۔ دو سو سال کی تاریخ لے لو، احمد شاہ ابدالی سے لے کر آج کی تاریخ تک بتلاؤ، کسی زمانے میں اسلامی تحریک یا اسلامی کام، یا دینی تحریک کی کبھی سرکاری افسر نے قیادت کی ہو، اور ان افسروں کو کیا کہوں، تم کون سے کم ہو، محفلوں میں بیٹھو گے، بیٹھکوں میں بیٹھو گے، دوکانوں پے بیٹھو گے، او جی مولویاں نے بیڑا غرق کر دیتا ہے، مولوی لے کر بیٹھ گئے ہیں۔

پہلے بے انصاف تم ہو (عوام) بعد میں حکومت ہے، پہلے بے انصافی تم کرتے ہو بعد میں حکومت بے انصافی کرتی ہے۔ تم نے علما کو، تم نے اللہ والوں کو، تم نے دینداروں کو، تم نے داڑھی والوں کو! اتنا ذلیل سمجھا کہ خدا نے تم پر عذاب دینے کے لیے ایسے لوگ مسلط کیے، جو تمہاری آہوں کو نہیں سنتے، چلانے کو نہیں سنتے۔

بس جی ملک نوں مولوی لے کر بیٹھ گئے ہیں نا؟

مجھے یہ بتاؤ یہ ہوائی جہاز تباہ ہوا تھا (خبر: پی آئی کا طیارہ الذوالفقار نے اغوا کیا تھا) اس ہوائی جہاز کو اغوا کرنے والے جامعہ اشرفیہ یا جامعہ مدنیہ کے فارغ التحصیل تھے؟ (نہیں) یہ جو ہوائی جہاز اغوا ہوئے تھے۔ اس کو کون سی مسجد کے امام نے، کون سی مسجد کے خطیب نے اغواء کیا تھا؟ کون سے عربی مدرسے کے فارغ تھے؟

یہ پھر وہ جو اپنے ۵۶ اراکین) (ممبران) کو لے کر گئے تھے، ان میں سے کون سا عربی مدرسے کا پڑھا ہوا تھا؟ پہلے بے انصاف تم ہو، مولوی بیچارے غریب نظر آتے ہیں پکڑنے والے بھی مولویوں کو پکڑتے ہیں اور تم (عوام) گالیاں بھی انہیں کو دیتے ہو، بابو کا نام لیتے ہوئے ڈر لگتا ہے نا؟

میں ذمے داری سے کہتا ہوں کہ 14 اگست 1947 سے لے کر 11 جنوری 1982 تک کا

میں ذمہ دار ہوں۔ کسی عالم نے، کسی خطیب نے، کسی امام نے، کسی قاری نے، کسی حافظ نے ملک کے خلاف کبھی سازش کی ہو، غداری کی ہو، ثابت تم کردو، گولی قاری حنیف کو ماردینا۔

تم ثابت نہیں کرسکتے اور میں تو کچھ فیاض طبیعت کا آدمی ہوں، صرف علما دیوبند کا ذمہ دار نہیں بنتا، چلو میں علما بریلی کا ذمہ دار بھی بنتا ہوں، اور فیاضی سے کام لوں، علما اہل حدیث کا ذمہ دار ہوں، کسی عالم کے خلاف ۴۳ سال کے عرصے میں ملک کے خلاف، قوم کے خلاف، ملت کے خلاف، کبھی کسی عالم نے غداری کی ہو، کیس چلاؤ، تمہارے بنائے ہوئے سپریم کورٹ او رہائی کورٹ موجود ہیں ثابت کرو گولیاں ہمیں ماردو۔

یا ہمیں دو ہم ثابت کریں گے کہ ملک کو توڑنے والا مولوی نہیں بابو ہے (بے شک)

دینی مدارس اور سکول کالج:

جن اداروں کو تم کروڑوں روپیہ دیتے ہو، وہ ادارے اربوں نہیں کھربوں روپوں سے چلتے ہیں، جن اداروں کو تم تعلیم کا مرکز کہتے ہو، جن اداروں میں تم انگریزی پڑھاتے اور جن میں پڑھتے ہو، جس کو تعلیم کہتے ہو، جس کو تم بہت بڑا کارنامہ کہتے ہو، جس کا تم نے محکمہ قائم کر رکھا ہے جس پر کروڑوں اور اربوں روپیہ خرچ کرتے ہو، خدا کی قسم! یہ تمام غداریاں کالج اور یونی ورسٹیوں سے پیدا ہوئیں، جہاں تم دولت خرچ کر رہے ہو۔ دوسری بات سنو! ڈیڑھ سو سال انگریز کا عرصہ گزرا ہے، ثابت کرو کہ کبھی کسی بابو نے انگریز کی مخالفت کر کے ڈنڈے کھائے ہوں؟

یہ تو خدا کی شان ایسی ہوئی کہ ہمارے ساتھ یاجوج ماجوج والا حساب بن گیا وہ ساری رات دیوار چاٹتی رہی جب کاغذ جیسی رہ گئی تو کہنے لگا کل چاٹیں گے وہ پھر اتنی موٹی ہوگی، ارے مرے ہم، آئے تم؟ دنیا کا دماغ خراب ہوگیا، انگریزی کو تعلیم کہتے ہیں اور قرآن کو ملائیت کہتے ہیں۔ اور پھر امن مانگتے ہو، پھر سکون مانگتے ہو، پھر برکت مانگتے ہو، پھر خیر مانگتے ہو، صرف ان سے گلہ نہیں ان کو تو صرف اتنا کہوں گا:

مت ستا کسی کو ظالم مت کسی کی آہ لے
دل کے دکھ دینے سے ناداں عرش بھی ہل جائے گا

تعارف علما دیوبند:

درویشوں سے نہ ٹکراؤ! کہیں بات اور بن جائے گی، ہم ڈر کے مارے نہیں کہتے، ہم نہ ملک

کے خلاف ہیں، نہ ہم حکومت کے خلاف ہیں، جس کے ہم خلاف ہوا کرتے ہیں نا، ہماری مخالفت تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔

جا کر ملکہ وکٹوریہ سے پوچھ کہ ہم کون ہیں؟ چر چل کی قبر سے جا کر پوچھو کہ علما دیوبند کون ہیں؟ ملکہ الزبتھ سے جا کر پوچھو کہ علما دیوبند کون ہوتے ہیں؟

لندن کی لائبریری میں وہ فائل موجود ہے جہاں سے پتہ چلے گا کہ شیخ الہند کون تھا؟ اور مولانا حسین احمد مدنی کون تھے؟ اور مولانا لاہوری کون تھے؟ اور مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی خان کون تھے؟

تمہیں پتہ ہی اس وقت چلے گا کہ جب وہ بتلائیں گے، بات اتنی ہے کہ تم اپنوں کا عرس بھرتے ہو، ہم اپنوں کا عرس نہیں بھرتے، مخدوم العلماء حضرت مولانا عبید اللہ انور نے جو مشورہ دیا، خدا کی قسم! آگے چل کر تمہیں ایسے مشورے دینے والے بھی نہ ملیں گے، بڑی عجیب بات کہی مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم نے، فرماتے ہیں کہ:

محبت بھی ہوا کرتی ہے دل بھی دل سے ملتا ہے
یہ سب ہوتا ہے لیکن آدمی مشکل سے ملتا ہے
ملاتے ہو اسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے
میری جان چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

یہ لوگ تمہیں کہاں ملیں گے؟ جو سب کے لیے دعائیں کرتے ہوں، امن وسکون کی دعائیں مانگتے ہوں؟

میرے دوستو! حضور انور ﷺ کی وفات شریف کو پندرہویں صدی لگ گئی، چودہ سو سال کے اندر حضور ﷺ کی سیرت کے اندر نہ بھنگڑے تھے، نہ ڈھول تھے، نہ گانا بجانا تھا، یہ بکواس تھی، یہ تمام خرافات اب چار پانچ سال سے پیدا ہوئی ہیں، اور اگر یہ دین ہے، سمجھو! اگر یہ دین ہے تو تمہارے باپ دادا سارے بے دین مر گئے، ان کا کیا علاج ہوگا، نہ تیرے باپ نے بھنگڑا ڈالا اور نہ میرے نے ڈالا، نہ تیرا دادا ناچا اور نہ میرا دادا ناچا، پھر ان کا حال کیا بنے گا؟

دربار رسالت میں نوجوان عورت:

حدھر سے گزرو نبی ﷺ کا میلاد عورتوں کے ذمے، دربار رسالت ہے سب کہہ دو "ﷺ"

آپ ﷺ کے دربار میں کافر کی لڑکی گرفتار کر کے لائی گئی، جو جہاد میں آئی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پکڑ کر لے آئے، آپ ﷺ کے دربار میں بٹھادیا، آپ ﷺ نے فرمایا بلال! یہ میری رحمت والی چادر لے کر لڑکی کے سر پہ ڈال دو۔ عرض کیا یارسول اللہ! یہ تو کافر کی بیٹی ہے۔ فرمایا: بیٹی تو کافر کی ہے، دربار تو میں، رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

ارے! باپ کے دروازے پر بھی ننگی بیٹھے اور میرے دروازے پر بھی ننگی بیٹھے تو ان درباروں کا فرق کیا ہوگا۔ کافر کی بیٹی ہے، نبی ﷺ کی رحمت والی چادر اوڑھے بیٹھی ہے۔
حضور ﷺ نے فرمایا: تو کیا چاہتی ہے؟ کہنے لگی: مجھے باعزت میرے گھر پہنچا دو۔
جوان لڑکی ہے، جوانی ہے، شباب ہے، حسن ہے، جمال ہے، دونو جوان صحابہ ساتھ کر دیے، راستہ دور کا تھا، جنگل تھا، اندھیرا تھا، عورت اکیلی تھی، لڑکی اپنے گھر پہنچے تو بھائی نے پوچھا کیا حال بنا تیرا؟ تجھے تو پکڑ کر لے گئے تھے۔
کہنے لگی: زمین وآسمان کے مالک کی قسم! جو میری عزت وآبرو کی حفاظت محمد عربی ﷺ کے غلاموں نے کی وہ تو ماں جایا بھائی بھی نہیں کرسکتا۔
او میری بہن! یہ تیرے ساتھ دونو جوان آئے ہیں، راستہ جنگل کا تھا، تم بھی جوان تھیں تیری جوانی، تیرا شباب، رب ذوالجلا کی قسم کھا کر کہتی ہے: ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دونوں میرے ساتھ گویا کہ آنکھوں سے اندھے چل رہے ہیں۔

کعبہ کی مصنوعی شکل اور لوگ:

آج مصنوعی دیکھنے کے لیے عورتوں کی ٹول کے ٹول (ٹولیاں) رات میں ایک بازار سے گزر ارا ستہ نہیں ملا۔
لاہور کے مسلمانو! اگر ابرہہ اپنے ملک میں اپنا کعبہ بنالے تو وہ کافر، اور تم کوئی مصنوعی کعبے بنالو، تم پھر بھی مومن؟ اگر ابرہہ یمن کا بادشاہ اپنے وطن میں کعبہ بنالے ہائے توبہ، ہائے توبہ کعبہ بنالیا؟ وہ تو کافر! اگر ہم بنالیں! پھر بھی پکے مسلمان، ہمارے ایمان میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور اس پر چراغاں کرنا۔ بل کہ میری سمجھ میں تو یہ بات آئی ہے کہ یہ لوگ اس لیے خوش ہو رہے ہیں کہ اچھا ہوا، حضور ﷺ اس دن وفات پا گئے تھے ورنہ قرآن شریف لمبا ہوجاتا تھا۔ (نعوذ باللہ)
سوچو! مرنے سے خوشی تو دشمن کو ہوگی نا، دوست کو کبھی مرنے کی خوشی نہیں ہوسکتی۔

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری ہونے لگی، ہر پیغمبر کو یہ بات بتلادی گئی کہ میرے آخر الزماں پیغمبر محبوب ﷺ کی آمد کا اعلان کرتے جانا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے! لوگ دوڑے دوڑے گئے کہ آخر الزماں پیغمبر آ گئے۔ فرمانے لگے نہیں نہیں، میں پیغمبر آخر الزماں نہیں بل کہ میں تو ان کے لیے جھولی پھیلانے آیا ہوں، الٰہی! وہ آخر الزماں پیغمبر میری آل میں سے عطا فرما۔

بیت اللہ کے معمار و مزدور:

بیت اللہ کی تعمیر ہورہی ہے، خانہ کعبہ بن رہا ہے۔ مستری خلیل اللہ، مزدور ذبیح اللہ، جو گھر بن رہا ہے وہ ہے بیت اللہ، اور جس کے لیے بن رہا ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوگئے۔ دنیا کا دستور ہے کہ جب کسی کا بنگلہ، جب کسی کی کوٹھی، جب کسی کا محل بنا کر مستری فارغ ہوجائے دیہاڑی (یومیہ) تو ساتھ ساتھ لیتے رہتے ہیں، کوٹھی مکمل ہونے پر کہتے ہیں خان صاحب انعام دو، خان صاحب ہمارا اکرام دو، ہماری خوشی کرو، ہم تمہارا مکان بنا کر چلے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ بنا دیا، اب دعا کے لیے جھولی پھیلا دی، اور فرمایا: اے ذبیح اللہ میں خلیل اللہ دعا کروں گا، ذبیح اللہ آمین کہیں گے۔ حضرت ہاجرہ آمین کہیں گی۔ انعام مانگیں گے پروردگار سے، اپنا انعام مانگیں گے، نبی کی اماں جھولی پھیلائے بیٹھی ہے، ذبیح اللہ جھولی پھیلائے بیٹھے ہیں، حضرت خلیل اللہ جھولی پھیلائے بیٹھے ہیں۔ حضرت خلیل اللہ جھولی پھیلائے بیٹھے ہیں۔ دعا مانگ رہے ہیں الٰہ العالمین! میرے ذمے بیت اللہ کی تعمیر تھی میں پوری کر چکا ہوں، اب میرا انعام دے دے۔ اب میں جھولی پھیلائے بیٹھا ہوں، فرماتے ہیں:

رَبَّنَا وَابْعَثْ، الٰہ العالمین میں تیرے اوپر جبر نہیں کر سکتا، تو کسی کے سامنے بے بس نہیں، مجبور نہیں۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ، اے ہمارے پروردگار زمین و آسمان کے مالک سارے جہاں کے پالنے والے۔ میں اپنا مدعا مانگنے لگا ہوں، میں بھیک مانگنے لگا ہوں، میں جھولی پھیلا کر تیرے دروازے سے خیرات مانگنے لگا ہوں، انعام مانگنے لگا ہوں۔

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ" (البقرہ: ۱۲۹)

اے میرے پروردگار! اس میری آل میں سے ایسا رسول بھیج جو تیری کتاب کی تلاوت کرتا ہو،

نبی کے اوصاف مانگ رہے ہیں، اللہ سے اگر بیٹا مانگو گے تو کہو گے کہ یا اللہ بیٹا دے خوب صورت دے، زندگی والا دے، نصیبوں والا دے، قبر کا وارث دے، یوں ہی مانگو گے؟

کہیاں دے دل وچ اے وی تمنا ہوندی اے کہ اللہ میاں سانوں منڈا دے، افسر بناواں گے لوکاں دالہو پیا کرے گا۔

ساڈے ملتان وچ اک عورت دا اپریشن ہون لگا، اونوں ذرا تکلیف ہوئی، پٹواریاں دے بڑے ستائے ہوئے ہوندے نے لوگ، عورت نوں ٹیکا لان لگا، جہ سن کرنی سی، او کہن لگی او پٹواری جی میں مرگئی آں، میں مرگئی آں، پتہ لگا کہ ڈاکٹر بھی بیچاری کو کہنا نہ آیا، پٹواریاں دی ستائی ہوئی پھر دی سی۔

لوگوں نے انتظام کرلیا ہے کہ سارا سال رشوت کھاؤ، سارا سال حرام کھاؤ، سارے سال لوگوں کا خون پیو، بارہ ربیع الاول نوں دو دیگاں نیاز دیاں لا کے ونڈ دیو، سبحان اللہ، سارے گناہ معاف ہو گئے۔ (استغفر اللہ) ایڈی سستی توبہ کتے سانوں وی دسو! ہاں سارے سال مال جمع کرو اور ہور تماشہ دیکھو، آپ کھاندے نے دیسی گھیو، نبی دی نیاز تے ڈالڈا، آپ کھاندا اے بکرے دا گوشت تے مرغ پلا، تے نبی دی نیاز تے چھولے شریف ابلے ہوئے نبی دی قدر کرن والیو۔

دعائے خلیل:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی:

"یَتْلُوا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ" (البقرۃ:۱۲۹)

او میرے پروردگار ایسا نبی بھیج جو قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی ﷺ کی آمد سے کئی ہزار سال پہلے کی دعا۔ نبی ﷺ بھی آئے اور ساتھ قرآن کریم بھی لے آئے۔

قرآن نہیں پڑھتے:

آج بڑے بڑے لوگ، آج افسروں کی اولاد قرآن کریم نہیں پڑھتے۔ ڈی سی کی اولاد قرآن کریم نہیں پڑھتی۔ اے سی کی اولاد قرآن کریم نہیں پڑھتی، ایس پی کی اولاد قرآن کریم نہیں پڑھتی، بڑے بڑے آڑھتیوں کی اولاد قرآن کریم نہیں پڑھتے، بڑے بڑے زمینداروں کی اولاد قرآن کریم نہیں پڑھتی،، بڑے بڑے سرمایہ داروں کی اولاد قرآن کریم

نہیں پڑھتی، بنگلے اور کوٹھیوں میں پیدا ہونے والے بچے قرآن کریم نہیں پڑھتے، چوہدریوں کی اولاد قرآن کریم نہیں پڑھتی، بڑے شیخوں کی اولاد قرآن نہیں پڑھتی، ملکوں اور خانوں کی اولاد قرآن کریم نہیں پڑھتی۔

اور جب ملک مرجائے گا، جب خان مرجائے گا، جب شیخ مرجائے گا، جب افسر مرجائے گا، جب ڈاکٹر مرجائے چاروں طرف سے قرآن کریم پڑھنے والوں کو بلایا جاتا ہے، اور چاروں طرف قاری اور حافظ بیٹھ کر قرآن پڑھتے ہیں اور پھر مرنے والوں کا بیٹا درمیان میں کھڑا ہو کر کہتا ہے:

او مولانا! او قاری صاحب! آج تو اتنا قرآن پڑھو، میرے ابا مرحوم کو بہشت میں ٹھوک کے جانا۔

ساری عمر قرآن دے نیڑے نئیں آیا، اکھے داخلہ تے جنت وچ ملنا کوئی نئیں آسا پاسا دیکھ کہ جنت میں ٹھوک دیو۔

اب بتائیے یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے قرآن کریم کی دعا کی، ہزار سال پہلے مانگی تھی، اور یہ بڑے بڑے لوگ آج قرآن کریم کو قبول نہیں کرتے، خدا کے لیے ایک اور بات پر غور کیا کرو، جب تم کہتے ہو نا آج کل کے مولوی ٹھیک نہیں، آج کل کے امام ٹھیک نہیں، کبھی آپ نے میٹریل پر غور کیا، کہ عربی مدارس میں میٹریل آپ کون سا داخل کر رہے ہیں۔

جوان بیٹے، تندرست صحت مند، جوان سارے انگریز کے حوالے، سب کالج پڑھتے ہیں، ساری تندرست اولاد کالج پڑھتی ہے، اور اگر ایک بیٹے کی آنکھ خراب ہو جائے، ہاتھ خراب ہو جائے، ٹانگ ماری جائے، اونوں پھڑ کے مسجد وچ لے آندے نیں، مولوی جی ایدی ماں دی صلاح تے میری وی صلاح ہے کہ اینوں تے قرآن ہی پڑھانا اے، بھلا تیری ماں دا اوس اے اینوں قرآن پڑھانا، اینوں کالج والے لیندے ای نہیں، چنگا مال انگریز واسطے ماڑے مال خدا واسطے؟ جتنا بھی اچھا، عالی دماغ لڑکا ہے وہ سارا انگریز کے حوالے اور سویا ہوا مال خدا کے حوالے کرتے ہیں۔

مدارس عربیہ سے بعض لوگوں کا سلوک:

یقین کرو ہم ایک جگہ مدرسے میں پڑھتے تھے، گلی میں سے گزر رہے تھے، گھروں کے دروازے بند ہوتے تھے، تمہارے ہاں اگرچہ کھلے رہتے ہوں، یہ تو ہندوستان کی بات ہے، بہو اپنی ساس کو کہنے لگی، خالہ دال تو خراب ہوگئی ہے، گرمی کا موسم ہے، خالہ دال تو خراب ہوگئی ہے، اس نے کہا پھینکنا نہ، عربی مدرسہ کے طالب علم کو دے دیں گے، سڑا ہوا مال خدا واسطے، بیٹیرے،

مرغے، تلیر، مرغابیاں افسران واسطے، ذرا بتاؤ، کبھی بٹریاں تے ختم دیوایا ای پیو دا؟ تیرا پیو بٹیرے بالکل کھاندے ای نئیں سی؟ تھانیدار آجاوے تو بٹیرے، مولوی صاحب نوں سد کے لے آندا تے گڑ دے چاول! کچھ عقل کرو! تمام چیزیں زندوں کے لیے، عقل مانتی ہے، کار موٹر زندوں کے لیے، ہوائی جہاز زندوں کے لیے، ریل گاڑی زندوں کے لیے، تخت شہنشاہی زندوں کے لیے، زندہ عورت زندہ مرد کے لیے، زندہ مرد زندہ عورت کے لیے، سارے پھل فروٹ زندہ کے لیے، غلہ کھانا پینا تمام تر دنیا کا سود زندوں کے لیے، اور خدا کے لیے انصاف کرو، خدا کا قرآن مردوں کے لیے؟

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ" (البقرہ:۱۲۹)

ابراہیم علیہ السلام دعا مانگ رہے ہیں، الٰہی وہ امام الانبیا آئے، میری آل میں سے آئے، ان میں سے آئے پہلا وصف اس کا یہ ہو، اس کی پہلی خوبی یہ ہو کہ وہ تیری آیتوں کی تلاوت کرتا ہو، اور صرف یہ نہیں کہ خود پڑھتا ہو بل کہ دوسروں کو بھی سکھائے۔

"وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"

حکمت کی باتیں بتاتا ہو، بل کہ دوسروں کو بھی سکھائے۔

وَالْحِكْمَةَ: حکمت کی باتیں بتاتا ہو اور پھر اپنی امت کو کتاب کی تعلیم دیتا ہو۔

وَيُزَكِّيهِمْ. اے میرے پروردگار نگاہ نبوت ایسی ہو اتنی تیز ہو اتنی اعلیٰ درجے کی ہو

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہاں وہاں سحر ہوئی جہاں جہاں سے گزر گئے

نگاہ نبوت ایسی ہو ابھی دعا ہو رہی تھی، نبی ﷺ کی آمد میں کئی ہزار سال باقی ہیں، ابھی تو دعا ہو رہی ہے، وَيُزَكِّيهِمْ. نگاہ نبوت اتنی تیز ہو، اتنی پُرتاثیر ہو کہ جس پر نگاہ پڑے اس کو بلال رضی اللہ عنہ بنادے، اس کو ایسا کردے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا سینے پہ پتھر کی چٹان تھی، اور گلے کے اوپر امیہ بن خلف نے پیر رکھ کر وزن دے دیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے یہ دیکھا کہ ایک بالشت تک بلال کی زبان باہر لٹکی ہوئی تھی۔

نگاہ نبوت ایسی تیز کردے، اتنی پختہ بنادے کہ جس پر پڑ جائے اس کا چمڑہ ادھیڑ دیا جائے مگر کلمے کا انکار نہ کرے۔

نگاہ نبوت کا کمال:

جس صحابی رضی اللہ عنہ پر نظر پڑی، جس صحابیہ رضی اللہ عنہا پر نظر پڑی، اس کو ایسا بنادے کہ عورت ذات کی کیا ہستی ہے، سارا مکہ ایک طرف، سیدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا ایک طرف، مکے کی نوجوان بچی ہے، حسینہ ہے سارا مکہ اکٹھا ہو کر آ گیا، تو نے کلمہ کیوں پڑھا، انکار کردے، کہنے لگی: میں زبان کی نوک سے پڑھتی تو انکار کردیتی، میرے خون کے قطرے قطرے میں کلمہ بس چکا ہے، تم تو تھوڑے سے آئے ہو سارا مکہ لے کر آجاؤ مجھ سے کلمہ نہیں چھین سکتے، یہ تو جوان عورت کی بات تھی، ستر سال کی بوڑھی عورت تھر تھر کانپ رہی ہے کمزور ہے سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا۔ سارے مکے کے سردار آئے، سب کہنے لگے سمیہ! جان بچالے، کلمے کا انکار کردے، سمیہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی: جان کیوں بچاؤ، جان آج بھی جانی کل بھی جانی ہے۔ کہنے لگے: تجھے ماریں گے، تجھے چیر دیا جائے گا۔

کہنے لگی: او مکہ کے ظالمو! میری آنکھوں کے آگے جنت کے آٹھوں دروازے کھلے نظر آ رہے ہیں، تم مجھے نہیں ڈرا سکتے۔

سمیہ رضی اللہ عنہا کو چیر کر ٹکڑے تو کر دیا گیا، مگر ایمان کا سودا نہ ہوا، کیا آج لوگ ایک منٹ میں ایمان کا سودا نہیں کر لیتے ہیں؟ کوئی کسی چیز پہ مرجاتا ہے کوئی کسی چیز پہ مرجاتا ہے، اللہ والوں کے پاس بیٹھو تو تمہیں سب چیزیں حاصل ہو جائیں گی۔

مسلمانو! تمہارا تو کیا کہنا بڑے عقل مند ہو، بڑے ہوشیار ہو، لکھائی پڑھائی کا زمانہ ہے، سمجھ داری کا زمانہ ہے، بیداری کا زمانہ ہے، مگر ہم نے تمہاری عقل دیکھ لی، نہ ماننے پر آؤ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار کردو، ماننے پے آؤ تو پیر سپاہی کو مان جاؤ۔

پیر سپاہی اور لوگ:

نوٹ: ان دنوں ایک پیر سپاہی تھا پولیس کی وردی میں شہر شہر پھرتا، لوگ اکٹھے ہوتے سپیکر میں پھوک مارتا تھا، اس کے لیے ہوائی جہاز مہیا کیا جاتا بعد میں معلوم ہوا کہ بالکل فراڈ ہے۔

لاہور کے لوگو! اگر یہ پولیس والے پیر اور ولی ہیں تو یہ سارے بسوں میں جیب کترے ابدال نہیں؟ نہ روزہ نہ نماز۔

ساڈے ملتان دا سی نا چودھری سرور خلقت خدا دی مغر پے گئی، پیر سپاہی گورنمنٹ نے

ہوائی جہاز مہیا کیے، سبحان اللہ ابدالوں کو مانتے ہیں، لاؤڈ اسپیکر لگا کر پھونک مارتا تھا۔
میں نے کئی بار کہا او ظالمو! ہمیں کیوں پھونک مارتے ہو، بارڈر پر لے جاؤ، روس کو پھونک لگوا دو کہنے لگے نہیں۔
یعنی پھونک میں طاقت تھی وہ بھی ہم پہ استعمال کی گئی، پرے پھونک نہیں ماری، نہ داڑھی نہ مونچھ شکل دیکھو تو ایسے لگتا ہے جیسے اندرا کا بھتیجا ہے، چلی خلقت خدا کی ہر شہر میں، ہر ضلع میں، ہر طرف آ گیا، سارے پاکستان میں، عورتیں بیمار ہو گئیں۔
وہ ایسا چالاک تھا ایک ٹولہ اس کے ساتھ کمانے والا لگا ہوا تھا۔ ملتان میں آتے تھے، تسوں کیتھوں آئے او جی؟ جھنگ تو آئے آں، کی گل اے، ساڈے منڈے نوں بڑی تکلیف اے، اکھاں تو نظر نئیں آندا، ہائے ہائے ہائے، ڈیرہ غازی خان تو کل بندہ آیا سی انگلی پھڑ کے آیا سی، پیر سپاہی پھونکاں ماریاں سن دا گیا سی اس سے پوچھ لینا کہ تم کون سے ضلع کے ہو، پھر اس کے سامنے دوسرے ضلع کا نام لے کر کہتے تھے کہ ادھر سے کوئی آیا تھا، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اک بندہ بھی تندرست ہو یا ہوئے۔ تمہارے ایمان کا کیا کہنا سیرت نبی ﷺ کی مانو گے، ڈاکٹر کی گولی پہ یقین ہے، ڈاکٹر پہ یقین ہے، پیر کی پھونک پہ یقین ہے، خدا کے قرآن پہ یقین نہیں۔
محمد مدنی ﷺ کے بارے میں دعا ہو رہی ہے، وَيُزَكِّيهِمْ، او میرے پروردگار! ایسا نبی بھیج دے جو دلوں کو پاک کر دے۔ راہزنوں کو محافظ بنا دے، بگڑے ہوؤں کو درست کر دے، او میرے پروردگار! میرا کام مانگنا ہے، میں مانگ رہا ہوں، اور یہ میرا سارا گھر آمین کہہ رہا ہے۔
إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۲۹﴾ (البقرہ)
تو بڑا غالب ہے، حکمتوں کا مالک ہے تو بے نیاز ہے، میں نیاز مند ہوں۔

حضور ﷺ امام الانبیاء:

دعا کر کے چلے گئے۔ اور پیغمبر آئے اور پیغمبر آئے، کوئی خاندان کا نبی، کوئی قبیلے کا نبی، کوئی کسی شہر کا نبی، کوئی کسی برادری کا نبی، کوئی کسی علاقے کا نبی، کوئی ضلع کا نبی، کوئی سمت کا نبی۔
فرمایا: آؤ تمام کے تمام آئے، اور چلے گئے اور اعلان کرتے ہوئے چلے گئے۔

تاروں سے یہ کہہ دو کوچ کریں اب خورشید منور آتے ہیں
قوموں کے پیغمبر آ تو چکے ہیں اب سب کے پیغمبر آتے ہیں

علاقوں کے نبی چلے گئے، شہروں کے نبی چلے گئے۔

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:۱۵۸)

کوئی علاقے کا نبی تھا، یہ شہروں کا نبی، دیہاتوں کے نبی، آدمیوں کے نبی، جنوں کے نبی، فرشتوں کے نبی، عرش عظیم اٹھانے والے فرشتوں کے نبی، زمین میں رہنے والوں کے نبی، رسولوں کے نبی۔

میں کہتا ہوں نبیوں کے نبی آخر الزمان پیغمبر محمد عربی ﷺ تشریف لا رہے ہیں، زمانہ قریب آیا ہے، حضور ﷺ کے والد ماجد کا کیا نام ہے؟ حضرت عبداللہ۔ وہ کتنا خوش نصیب جوان ہوگا جس کی پشت میں اللہ پاک نے نور نبوت رکھا، محمد عربی ﷺ کا۔

حضور ﷺ کے والدین کی نشانیاں تورات میں:

سیرت کی کتابوں میں موجود ہے کہ حضرت عبداللہ کو مکہ شہر سے گزرتے ہوئے ایک عورت نے دیکھا۔ وہ کہنے لگی عبداللہ مجھ سے شادی کر لے، تو حضرت عبداللہ نیچی نظریں کر کے چلے گئے کچھ دنوں بعد حضرت عبداللہ کو پھر اسی عورت نے دیکھا اور کہنے لگی عبداللہ! شاید تم نے اس دن یہ خیال کیا ہو کہ میں کوئی بازاری عورت ہوں ایسا نہیں، میں تورات کی حافظہ ہوں، میں تورات کا علم جانتی ہوں، ہماری تورات میں جو آخر الزماں پیغمبر کی نشانیاں لکھی ہوئی ہیں تیری پیشانی ان کی گواہی دے رہی ہے، میں چاہتی تھی کہ اس نبی کے باپ تو آپ ہیں، اماں میں بن جاؤں۔ لیکن آج وہ امانت آپ کسی کے سپرد کر چکے ہیں، اب میں تمہارے ساتھ شادی کے لیے تیار نہیں ہے، یہ بات میں نے آپ کے سامنے کیوں رکھی؟ جس نبی کے والد اور والدہ، دادا، چچا سارے خاندان کے تورات وانجیل میں حلیے نقشے خدوخال ہوں، اسی نبی کے دین کی صداقت ان کتابوں میں نہ تھی؟ باپ کی نشانیاں تورات اور انجیل نے بتادی اور قرآن کریم اس کی صداقت، اور اس کی ترقی اور عروج کرنا یہ ان کتابوں میں نہیں بتلایا تھا؟

حضور ﷺ کا سفر شام:

دوسری بات سنیں۔ حضور اکرم ﷺ سب کہہ دیں ﷺ۔ آٹھ سال کی عمر میں اپنے چچا خواجہ ابو طالب کے ساتھ سفر پر گئے۔ ایک مقام پر ٹھہرے، وہاں کا ایک راہب کہنے لگا، قافلہ والو! ٹھہر جاؤ، آج شام کی میرے یہاں دعوت کھاؤ، مسافر کو ٹھکانا مل جائے تو اور اسے کیا چاہیے

،شام قریب تھی یہ سب ٹھہر گئے، بلاوا آیا کہ چلو کھانا تیار ہے، ابوطالب نے سارے ساتھیوں کو لے لیا اور سامان کے پاس حضور ﷺ کو بٹھا دیا، کہ آپ ہوشیار ہیں، سمجھ دار ہیں، پہرے داری کریں گے، دستر خوان لگ گیا، چاروں طرف بیٹھ گئے۔

اب راہب اپنی کتاب لے کر آیا، یوں نظر مار کر کہنے لگا: وہ بچہ کدھر ہے وہ بچہ کہاں ہے، کہنے لگے: جی وہ تو سامان کے پاس بیٹھا ہے، کہنے لگا: اصل میں دعوت تو میں نے اسی کی کی ہے، تم تو سب اسی کے صدقے کھانے والے ہو، تمہیں وہ بچہ نظر آتا ہے، وہ آخر الزماں پیغمبر ہیں، اسے بھیج کر بلوا لیا، آپ ﷺ کو بٹھا لیا گیا، راہب ابوطالب سے پوچھنے لگا کہ یہ بچہ آپ کا کیا لگتا ہے؟ ابوطالب نے فوراً کہہ ڈالا "ھذا ابنی" "یہ میرا بیٹا ہے۔ اس نے تورات کے ورقے الٹ پلٹ کر دیکھ کر کہنے لگا: "کذبت" تم جھوٹ بولتے ہو، تم اس کے باپ نہیں ہو سکتے، ابوطالب نے پھر کہا کہ میں اس کا چچا ہوں، یہ میرا بھتیجا ہے، ورق پلٹ کر کہنے لگے: "صدقت" اب بالکل ٹھیک کہتے ہو، لوگ دعوت کھانی بھول گئے اور کہنے لگے یہ تیری کتاب آئی کہاں سے ہے جس میں اس بچے کے باپ کا نقشہ ہے۔ وہ راہب کہنے لگا آسمان سے یہ کتاب آئی ہے۔ تورات ہے، خدا نے بھیجی ہے، خدا نے سارے نقشے بھیجے ہیں، آپ سے میں اتنی سی بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس خدا نے نبی کے باپ کے خدوخال، نبی کے باپ کے حلیے اور نقشے، خود نبی ﷺ کا نقشہ اور حلیہ، چچا اور خاندان کے متعلق میں کچھ بتلایا ہو، ان تمام کتابوں نے اور اللہ کے قرآن نے ہمیں زندگی گزارنے کے لیے کچھ نہیں بتلایا۔ ہم سے تو وہ لوگ اچھے نکلے جوان باتوں کو جانتے اور سمجھتے تھے۔

یتیم مکہ:

مدنی کریم ﷺ شکم مادر میں ہیں کہ یتیم ہو گئے، ابا چل بسے، بظاہر اللہ اسباب مہیا کر رہا ہے کہ کل میرے محبوب کو کوئی یہ نہ کہہ سکے جب میری توحید بیان کرے گا، میری وحدانیت بیان کرے گا، کوئی یہ نہ کہہ سکے، آج منہ کون سا لے کر بات کرتا ہے، کل ہم نے تجھ کو پالا تھا، فرمایا:

"اَلَمۡ یَجِدۡكَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی ۞" (الضحیٰ)

میرے محبوب میں نے تجھ کو ماں کے پیٹ میں یتیم بنا دیا تا کہ کوئی طعنہ نہ دے ہم تمہیں پالتے رہے، تمہارے سہارے توڑ کر رکھ دیے ایک خدا نے اپنا سہارا بنا لیا۔

حضور ﷺ کی آمد اور دن رات کی درخواست:

حضور ﷺ کی تشریف آوری کا وقت بالکل قریب آیا، رات اللہ کے حضور میں پہنچی، دن پہنچا ،رات کہنے لگی:

پروردگار سارے ولی، سارے نبی رسول میرے اندر عبادت کرتے رہے، آنسو بہاتے رہے، تمام چیزیں میرے اندر ہیں، اس نبی آخر الزماں پیغمبر کی پیدائش کی سعادت مجھے عطا فرما، رات میں پیدا ہو۔

دن نے جھولی پھیلا دی، الٰہی میں سارے جہاں کو روشن کرتا ہوں، منور کرتا ہوں لوگوں کی روزی کا ذریعہ بنتا ہوں، یہ سعادت مجھے عطا فرما۔

رات اور دن نے تو تمنا ظاہر کر دی، کبھی آپ نے بھی کوشش کی ساری عمر ہو گئی، سفید داڑھی آ گئی، قبر کی تیاری ہو رہی ہے، کبھی دل میں تڑپ ہوئی یہ جذبہ ہوا کہ میں بھی حضور اکرم ﷺ کی زیارت کروں؟ ہمارے پاس تو کیا، ہمارے ان اکابر بزرگوں کے پاس جو بھی آئے گا یا مقدمے کی دعا کروانے آئے گا، یا شادی کی دعا کرانے آئے گا، یا کاروبار کے لیے دعا کرانے آئے گا، بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہوں گے جو یہ کہیں کہ حضرت مجھے کوئی ایسا طریقہ کوئی ایسا وظیفہ بتاؤ جس سے میں اپنے آقا ﷺ کا دیدار کر سکوں۔

اور وظیفے تو حضرت مخدوم العلما مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم بتلائیں گے۔ ایک کتاب میں میں نے ایک وظیفہ سنا تھا۔ مولانا جعفر تھانیسری کو جس وقت لاہور کی مال گاڑی کے ڈبے میں پنجرہ رکھ کر اندر نوک دار تار لگا کر کراچی لے جانے لگے۔ مولانا خود اپنی قلم سے لکھتے ہیں کہ اتنی نوک دار تھا اتنی کہ نہ میں جھک سکتا تھا، نہ میں بیٹھ سکتا تھا، نہ میں کھڑا ہو سکتا تھا، اس لیے کہ سزا کے طور پر انگریز نے پنجرہ بنایا تھا، میں نے ہر سانس میں درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ میں پڑھتا رہا، میں پڑھتا رہا، اچانک مجھے جھٹکا آیا اور میں خاردار نوک دار تاروں پے گرا ادھر مجھے امام الانبیا ﷺ کا دیدار نصیب ہو گیا۔ اسی کو کہتے ہیں:

الفت میں برابر ہے وفا ہو یا کہ جفا ہو
ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزہ ہو

تم بڑے خوش ہوئے جب میں نے کہا تھا کہ کتاب میں پڑھا تھا، سوچا ہو گا کہ کوئی چھوٹا سا

وظیفہ بتلائے گا۔ وظیفہ تو آپ کی سمجھ میں آ گیا ہے مگر ہے او کھا بڑا مشکل ہے۔

اکابرین علما دیوبند:

حضرت مولانا محمود الحسن شیخ الہند سب کہہ دو رحمۃ اللہ علیہ (اللہ غنی) یہ کیسے لوگ تھے۔ فرماتے ہیں کہ جیل کی کوٹھڑی میں جزیرہ مالٹا کی اندھیری کوٹھڑی میں، کئی مرتبہ مکئی پیستے پیستے چکی چلاتے چلاتے، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہو جایا کرتا تھا۔

اکابرین علما دیوبند کو اللہ پاک نے اتنا نوازا، کوئی مدینے میں چار دن قیام کرے گا، کوئی آٹھ دن قیام کرے گا، کوئی مہینہ دو مہینے قیام کرے گا، آئی مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی باری، فرمایا حسین احمد آ جا! جالیوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر کم سے کم سولہ برس تک میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھتا رہ، تنخواہ لے کر نہیں، خود نقش حیات میں لکھتے ہیں: کہ مسور کی ایک چھٹانک دال پانی میں ابال کر گیارہ آدمی پی کر گزارہ کیا کرتے تھے۔

اہل مدینہ سبزیوں، ترکاریوں کے جو چھلکے پھینک دیتے تھے، مولانا مدنی رحمہ اللہ شام کے وقت اندھیرے میں، گلیوں میں سے چھلکے اٹھا لاتے، پانی میں دھو کر، چاقو سے کاٹ کر، چبا کر، اوپر سے پانی پی لیتے، رات کو ریاض الجنۃ میں کھڑے ہو کر خدا کا قرآن پڑھتے تھے۔ اللہ پاک نے کتنا نوازا ہے، میرا دامن، موتیوں سے بھر دیا، سبحان اللہ قربان جاؤں۔

زندوں میں دیکھ لو، مدینہ پاک، یہ کون بزرگ ہے؟ علوم شریعہ میں یہ کون ہیں جہاں پر ہر وقت لوگوں کا آنا جانا لگا ہوا ہے؟ جواب ملے گا، پوری دنیا کی تبلیغی جماعت کے امیر حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ۔

کہیں یہ یہاں پر کیوں ہوتے ہیں؟ اٹھارہ بیس سال ہو گئے، یہاں کوئی تجارت کرتے ہیں؟ جواب ملے گا نہیں، کوئی ایمپورٹ کرتے ہیں؟ جواب ملے گا نہیں، کوئی کاروبار کرتے ہیں؟ جواب ملے گا نہیں، پھر یہاں کس لیے ہیں؟ جواب ملے گا کہ اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کب موت آئے اور کب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں، میں سو جاؤں۔ (سبحان اللہ)

یہ اگلی صف میں باب جبرئیل کی طرف ایک نابینا بزرگ کون بیٹھا ہے؟ جواب ملے گا کہ یہ مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتی ہیں، یہ یہاں کیوں رہتے ہیں؟ انہوں نے دھندا کر رکھا ہے؟ جواب ملے گا نہیں، پھر یہ کس لیے اٹھارہ برس ہو گئے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ جواب ملے گا، یہ یہاں پر

دن رات اس انتظار میں ہیں کہ کب موت آئے اور کب یار کے قدموں میں دفن ہو جاؤں۔

سارے مدینے شہر کا چکر لگاؤں یہ مسجد خلیل میں کون ہے؟ یہ قاری عبداللہ صاحب دیو بندی، یہ مسجد فاطمہ رضی اللہ عنہا، یہ مسجد ابو بکر رضی اللہ عنہ، یہ مسجد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، پورا مدینہ، شارع عینی، خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ، تمام مدینے شہر میں یہ کون ہیں؟ یہ تمام دیو بندی ہیں، اچھا جی! جنت البقیع میں چلو، یہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قدموں میں کون سویا ہوا ہے؟ جواب ملے گا مولانا بدر عالم میرٹھی دیو بندی ہے، یہ مائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں کون سویا ہوا ہے؟ جواب ملے گا مولانا ظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ دیو بندی ہے۔ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے قدموں میں، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے قدموں میں یہ کون سویا ہوا ہے؟ جواب ملے گا مولانا خلیل احمد سہارنپوری دیو بندی رحمہ اللہ ہے۔

ایک سوال کر دوں تو بے جا نہیں ہوگا۔ یہ جو عاشق رسول بنے پھرتے ہیں، یہ وہاں ٹھہرتے کیوں نہیں؟ جو جاتا ہے فوراً وہاں سے بھاگ کر آتا ہے۔ مدینہ کی کسی مسجد میں کوئی تیرا خطیب ہو تو کل اخبار میں اعلان کر، مدینے میں کوئی کالی کملی والے ﷺ کی بیٹھ کر حدیث پڑھ کر حدیث پڑھا رہا ہو تو بتاؤ، کل کو ہم یہیں ہیں۔ اگر تم یوں کہو کہ آج کل تو نہیں پہلے تھا، تو پھر جنت البقیع میں بتلاؤ تمہارا کون سا بزرگ موجود ہے۔ او! مدینہ کے اندر زندہ تیرا نہیں، مردہ تیرا نہیں، عاشق تو ہے، اور قبرستان میروں سے بھرا پڑا ہے۔ آ! میروں کی غلامی کر، تاکہ تجھے مدینے کا قیام ملے، یہ تو بیچارے ہی کہتے رہتے ہیں کہ

ساڈا جوگیاں والا پھیرا اے اساں کھڑ نا نئیں ایتھے

دعوت مباہلہ:

ہمارے ایک ساتھی دوست حضرت شاہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی کی اولاد میں سے ہیں جناب امیر علی صاحب قریشی مدینے پاک میں کئی سال سے رہتے ہیں، صرف رہتے ہی نہیں آقا ﷺ کے دربار میں جھاڑو دینے والا ہے، انہوں نے دعوت مباہلہ دی ہوئی ہے کہ نہ ایک دوسرے کو کافر کہو، نہ گالی دو، نہ لڑائی کرو، نہ ڈنڈے چلاؤ، نہ مسجدیں چھینو، نہ لینا نہ دینا، وہ کہتے ہیں کہ یہاں مدینہ میں ان کا بڑا آدمی آجائے، آقا ﷺ کے دربار میں دونوں کھڑے ہو کر کے مباہلہ کر لیتے ہیں یہ دعا کریں گے۔

اے اللہ! یہ تیرے نبی ﷺ کا دربار ہے کالی کملی والے ﷺ تیرے دروازے پے کھڑے ہیں جو جھوٹا ہو اس کی شکل بدل جائے۔ اس میں تو کوئی لڑائی کی بات نہیں، نہ کوئی الزام ہے، نہ کوئی فتویٰ ہے، نہ کوئی تقویٰ ہے، نہ لینا، نہ دینا، کچھ بھی نہیں۔

وہ کہتا ہے کہ آقا کے دربار میں آجائے، یا خدا کے دربار (بیت اللہ) میں آجائے۔ میزاب رحمت کے نیچے حطیم میں کھڑے ہو کر دونوں دعا کریں گے جو غلط ہوگا اس کی شکل بدل جائے گی، یہ اس کے لیے تیار ہیں، نہ اس کے لیے تیار ہیں۔

ایک بات مجھے اور بتلادو، یہ آپ کے شہر میں جو مسجدیں ہیں ان کی انتظامیہ، ان کے متولی ہیں نا؟ سو گئے آپ لوگ میں پھر دعا خیر کرتا ہوں؟ (نہیں، نہیں) چلو آپ یوں سمجھو گے کہ مسجدوں کے چوہدری ہیں نا؟ فلانے دی اے یہ فلانے دی اے، ہے نا؟ (جی) تسی اپنی مرضی دے مطابق امام رکھ دے او نا؟ (جی) جیہڑا تہاڈی مرضی دا نہ ہوئے سویر نو بستر بنا دیندے او نا؟ (جی) جیہڑا امام تہاڈی مرضی دا نہ ہوئے تسیں تے اونوں سویر نہیں ہون دندے، تے جیہڑا امام حضور ﷺ دی مرضی دا نہ ہوئے حضور ﷺ نہیں بستر بند اسک دے۔ (بے شک)

جیہڑا امام کالی کملی والے کی مرضی کے خلاف ہو، توں تکڑا نتے، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نبی ماڑا؟ توں سویر نہیں ہون دیندا، نبی نوں صدیاں ہوگئیں بستر نہیں بند اسکیا، تسی اپنے مخالف امام نوں، خطیب نوں اک دن نئیں رہن دیندے، خدا ہی اتنا (نعوذ باللہ) کمزور ہو گیا ہے، جو بیت اللہ دے وچوں مرضی دے خلاف والے امام نوں کڈا ای نئیں سکیا؟ کچھ عقل کرو۔

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد ہو رہی ہے، رات کہتی ہے یہ سعادت مجھے ملے، دن کہتا ہے یہ سعادت مجھے ملے، آواز آئی جاؤ، میرا دربار سب کے لیے کھلا ہوا ہے،

"وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ط" (البقرہ: ۱۸۶)

اے رات! جس وقت میرا محبوب آئے گا، تو ختم ہو رہی ہوگی۔

اے دن! جس وقت میرا نبی آئے گا تو شروع ہو رہا ہوگا۔ (سبحان اللہ)

سرکار دو عالم ﷺ کی تشریف آوری:

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس رات حضور ﷺ تشریف لائے سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے گھر میں چراغ نہ تھا، ساتھ ساتھ عقیدہ بھی سنتے جاؤ میرا اور میرے اکابر کا، میرے بزرگوں

کا، میرے اساتذہ کا، میرے مشائخ کا یہ عقیدہ ہے کہ اور تو اور ہے، تمام مسئلے جس عورت نے کالی کملی والے ﷺ کو جنم دیا پوری کائنات انسانی کی مستورات اس مائی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

سیرت کی کتابوں میں ہے کہ حضور ﷺ جس دن تشریف لائے آپ ﷺ کے گھر میں چراغ کی روشنی نہ تھی، کیوں کہ غربت تھی تیل کے لیے پیسے نہیں تھے میرا دل نہیں مانتا، میں کہتا ہوں کہ اصل بات کچھ اور ہے۔ جس گھر میں سراجا منیرا تشریف لا رہے ہوں، جس گھر میں دو جہاں کی روشنی آرہی ہو، وہاں مصنوعی چراغوں کا کیا کام ہے (سبحان اللہ)

حضرت آمنہ خاتون فرماتی ہیں کہ مدنی کریم ﷺ جس وقت پیدا ہوئے میں یکدم اٹھ بیٹھی، اپنے یتیم کو دیکھ تو لوں۔ فرماتی ہیں اچانک میری نظر پڑی دیکھتی کیا ہوں کہ میرا در یتیم، ادھر دنیا میں قدم رکھا، ادھر سر سجدے میں رکھا ہوا ہے، یہ ثابت کر دیا کہ لوگو! میں تو اس کی چوکھٹ پر سجدے کرنے آیا ہوں۔

فرماتی ہیں کہ میں دیکھتی ہوں، اچانک کیا دیکھتی ہوں کہ دائیں ہاتھ کی انگلی اٹھا کر آسمان کی طرف اشارہ کیا، گویا ہمیں یہ بتلا دیا کہ لوگو! میں ایک کے ماننے والا ہوں اور ایک کو منوانے آیا ہوں۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی سعادت ابدی:

بنو سعد کی عورتیں دائیاں بچوں کو لینے آئی تھیں، ولادت بھی بیان کر دوں صبح کئی آدمی آپ کو ملیں گے، ولادت مولوی صاحب نے رات بیان ہی نہیں کی، ہور ہور مسئلے چل دے رہے۔

بنو سعد کی عورتیں سارے مکے کا چکر لگاتی ہیں، حضور ﷺ کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ یتیم ہیں،، چپکے سے آگے کو کھسک جاتی ہیں، حلیمہ رضی اللہ عنہا دیر سے آئی پیچھے سے آئی، ٹھہر کر آئی، پتہ چلا کہ یتیم بچہ ہے، دروازے پر آئیں، حضرت آمنہ کو کہنے لگیں کہ میں نے سنا ہے کہ بچہ ہے، فرمایا ہاں! ہے تو سہی، مگر یتیم ہے، کہنے لگی مجھے یتیم ہی کافی ہے۔

لاہور کے دوستو! میں تو ان دائیوں کو بھی مورد الزام نہیں ٹھہراتا جنہوں نے حضور ﷺ کو لیا نہیں، کیوں یہ امانت تو حلیمہ کی ہے، کوئی اور کیوں لے لیتی۔

حلیمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی: آمنہ یتیم کو دکھلاؤ تو سہی، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا خاتون نے جب اپنے ہاتھ سے سفید چادر اٹھائی تو حلیمہ رضی اللہ عنہا کی آنکھیں چندھیا گئیں، کہنے لگی حلیمہ رضی اللہ عنہا، آمنہ! میری آنکھ نے اتنا حسین بچہ آج تک نہیں دیکھا [illegible] رت آمنہ فرمانے لگیں،

میں نے بھی نہیں دیکھا۔ جبرائیل کہنے لگے: تم نے صرف مکہ دیکھا، قریش دیکھے، بنو سعد کا خاندان دیکھا، میں مشرق میں پھرتا ہوں، مغرب میں پھرتا ہوں، شمال میں جنوب میں پھرتا ہوں، میری آنکھ نے آج تک اتنا حسین نہیں دیکھا۔ اللہ میاں کی طرف سے آواز آگئی: او حلیمہ! او آمنہ! او جبرائیل! تم ایسا حسین دیکھ کیسے لیتے۔ مجھے اپنی کبریائی کی قسم میں نے آج تک اتنا حسین پیدا کیا ہی نہیں (سبحان اللہ)

یا اللہ! اب تو پیدا ہو گیا؟ ایک تو بھیج دیا، کچھ اور بھی تو اس طرح کا بھیجو گے، نا؟

فرمایا: نہیں، صرف ایک صورت ڈھال کر میں نے وہ سانچہ ہی توڑ دیا۔ نبوت نرالی، سیرت نرالی تو صورت بھی نرالی ہے، قیامت آجائے گی اگر مشابہت نہ ہو۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ سارے جہان کی صورتیں اللہ نے اپنی مرضی سے بنائیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی شکل بنانے لگے وہ اپنے اشعار میں کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا سے اللہ نے پوچھ پوچھ کر بنایا کہ میرے محبوب تجھے کیسے بناؤں۔ (سبحان اللہ)

حلیمہ گھبرائی کہ مال بہت اچھا ہے اور میں کمزور سی عورت ہوں، کہیں کوئی بیچ میں اور روڑا نہ آجائے، کہنے لگی دیکھو آمنہ! میرا گھر بڑا دور ہے، بس جلدی سے میری گود میں دے دو، بس میں جاتی ہوں، کسی کو سونا مل جائے نا، آپ اس کو آواز دیں وہ سنے گا ہی نہیں۔ میں آؤندا آؤندا کھڑ کھڑ (ٹھہر جا ٹھہر جا)

حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر چل پڑیں۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سینے سے لگایا، پیشانی پہ بوسہ دیا، میرے کلیجے میں ٹھنڈ پڑ گئی، حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں لے کر چلی، حضرت آمنہ دوڑ کر آئیں اور کہنے لگیں: او حلیمہ! یتیم بے شک ہے، بے پرواہی نہ کرنا۔ میں غریب عورت ہوں، میں مسکین ہوں، میں بیوہ ہوں۔

خبردار! میرے یتیم سے بے پرواہی نہ کرنا، جو ہو سکے گا زیادہ سے زیادہ تجھے دینے کی کوشش کروں گی، پر میرے یتیم کا خیال کرنا۔ او حلیمہ! ذرا چادر تو اٹھا زندگی کا کوئی پتہ نہیں ہے، اپنے یتیم کو ایک مرتبہ اور دیکھ لوں۔

حضرت حلیمہ گود میں لے کر بیٹھ گئیں۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا چپکے چپکے اپنے خاوند کے کان میں کہنے لگی، کھسکنے والی کرو کام کچھ اور نہ بگڑ جائے جلدی کرو۔ آؤ ڈاچی کو اٹھاؤ۔ اللہ میاں نے ڈاچی کو سمجھا دیا کہ یہ حلیمہ کا جو خاوند ہے اس کو پتہ تو نہیں کہ میرے نبی کی طرف پیٹھ کیے بیٹھا ہے، بے

ادبی کررہا ہے اس کو اٹھا کر نہیں لے جانا، اگر کوئی بے خبری میں نبی ﷺ کی طرف پیٹھ کرے اسے اونٹنی اٹھا کر نہیں لے جاتی، ہم جان بوجھ کو خدا کے قرآن کی طرف پیٹھ کرتے کرتے قبر میں چلے جائیں، ہم سے کوئی پوچھ گچھ نہ ہوگی؟ خدا ہم سے نہیں پوچھے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو؟ حلیمہ بختوں والی، سمجھ والی عورت تھی۔

اور وہ زمانہ ذرا سادگی کا تھا عورت پیچھے بیٹھا کرتی تھی، مرد سواری پہ آگے بیٹھا کرتا تھا، ہماری ترقی کا دور ہے بابا، عورتیں اوپر بیٹھی ہیں مرد بھڑولے نیچے چلتے ہیں، ترقی کا دور تو اب آیا ہے نا۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی، بختوں والا بچہ معلوم ہوتا ہے، آپ اپنی گود میں لے لیں جوں ہی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند نے حضور ﷺ کو گود میں لیا ڈاچی کھڑی ہوگئی، کھڑی ہی نہیں ہوئی، چل پڑی، دوڑ پڑی، برق رفتار ہوگئی۔ حلیمہ کہتی ہے جہاں میری نظر پڑتی تھی ڈاچی کا قدم وہاں پڑتا تھا (سبحان اللہ)

وہ جی پہلی دائیاں جو کئی دن پہلے گزر کر گئی تھیں، انہوں نے دیکھا کہ پیچھے گرد وغبار اُڑ رہا ہے، کئی دائیاں کہنے لگیں، ایک جگہ سب اکٹھے ہو جاؤ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی لٹیرا آ رہا ہے، تمام سواریوں کو روک دو، سب اکٹھی ہو جاؤ، بڑا گرد وغبار لیے کوئی لٹیرا آ رہا ہے۔ ایک تیز نگاہ والی دائی دیکھ کر کہنے لگی ارے نہیں نہیں تمہیں تو پہچان نہیں پڑی، انہیں دو جہاں کے مقدر کا سویرا آ رہا ہے۔

دیکھتی نہیں دائیں بائیں روشنیاں ہیں، جب قریب آئی، سواری گزرنے لگی، ساری دائیاں کہنے لگی حلیمہ کس سے بدل کر آئی ہو سواری؟ کہنے لگیں، نہ میں بدلی، نہ میری سواری بدلی، نہ میرا خاوند بدلا، آؤ مجھے مبارک باد دو، میرا اسوار بدل گیا ہے (سبحان اللہ)

حضرت حلیمہ گھر میں لے کر گئیں، قحط کا زمانہ ہے، اپنے خاوند کو کہنے لگیں چھوٹی سی کٹوری (برتن) دے کر کہ ذرا دیکھنا کہ بکری کے نیچے ایک آدھی دھار مل جائے تو میں اپنے یتیم کو پلاؤں گی۔ وہ برتن بھر گیا، حلیمہ کے گھر کے برتن ختم ہو گئے، بکری کے نیچے کا دودھ ختم نہ ہوا، پڑوس کی عورتیں اپنے بچوں کو کہنے لگیں، بیٹا بکریاں وہاں چرانا جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں، پانی وہاں سے پلایا کرو کہ جہاں سے حلیمہ کی بکریاں پانی پیتی ہیں، انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہ چراگاہ کا اثر نہیں، یہ گھاس کا اثر نہیں یہ تو آنے والے مہمان کی برکت ہے۔

مدنی کریم ﷺ کا بچپن حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گزرا ہوا ہے۔ خود فرماتی ہیں کہ

میں پیار میں آکر محبت میں آکر دوسری طرف کا دودھ جو حضور ﷺ کے دوسرے بھائی کا حصہ تھا، حضور ﷺ کو پلانے لگی، حلیمہ کہتی ہے کہ رب ذوالجلال کی قسم! دوسری طرف چھاتی کو محمد مصطفی ﷺ نے کبھی منہ نہ لگایا، کیسے لگانے بچپن میں تعلیم دے رہے ہیں۔ اماں حلیمہ! اگر میں نے غیر کا حق کھالیا تو خدا کا قرآن کیسے سناؤں گا، جوانی آئی، شباب آیا، نبوت کا اعلان ہوگیا، خدا کے قرآن کا نزول شروع ہوا، امتیو! آؤ میں تمہیں کیا حالات بتلاؤں، ایک ایک وقت میں دو دو پتھر اپنے پیٹ پر باندھ کر کالی کملی والے ﷺ نے خدا کا قرآن پڑھا، آج تم مکھن کھا کر قرآن نہیں پڑھتے ، مدنی کریم ﷺ نے درختوں کے پتے چبا کر خدا کا قرآن پڑھا، آج تم ہزاروں نعمتیں کھا کر خدا کا قرآن نہیں پڑھتے ، نبی ﷺ کی سیرت وصورت قرآن سے باہر نہیں، قرآن کریم نے آپ کی تمام چیزیں بیان فرمادیں۔

میں کہتا ہوں سیرت وصورت تو الگ رہی، آواز آتی ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ (البلد)

او میرے محبوب! تیری گلیوں کی قسم، میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ مدینے کا کتا بھی نرالا، مدینے کی بلی بھی نرالی، آپ لوگ مدینے پاک جائیں، اللہ پاک آپ کو زیارت نصیب فرمائیں، ہزاروں کتے پھرتے نظر آئیں گے مگر بھونکنا سنائی نہیں دے گا۔ مدینے کا کتا ادب کرتا ہے، حیا کرتا ہے، پاکستان کا مسلمان بھونکنے سے باز نہیں آتا، مدینے کی بلی مرغی کو نہیں چھیڑتی، پاکستان کا چھوٹا بڑا ایک دوسرے کا لہو پیئے چلے جارہا ہے۔

مدینہ اور مدینہ والوں کا مقام:

مدینہ مدینہ ہے، آج بھی تجربہ کے طور پر کہتا ہوں۔ خدا کی قسم! جو مدینے کی ہوا میں خوشبو ہے وہ مشک وعنبر میں نہیں، وہ کستوری وزعفران میں نہیں، جو ہوا گنبد خضریٰ سے ٹکرا کر آتی ہے اس میں نرالی خوشبو، نرالی مسرت ہوتی ہے۔

آج بھی تیرے نبی کو تیرا اتنا خیال ہے، کھجور منڈی میں جانا ہو تو میں نے ایک پرانے عرب سے پوچھا کہ یہ حاجی لوگ مٹھی بھر بھر کر کھجوریں اٹھاتے ہیں، کھاتے ہیں، تم انہیں منع کیوں نہیں کرتے؟ ہمارے ہاں کوئی ایک دانہ بھی اٹھا کر کھا کے دکھائے، ان شاء اللہ ابھی ٹھکانے لگادیں گے، پرانے عرب سے میں نے پوچھا کہ اتنی مہنگی کھجوریں ہیں یہ مٹھیاں بھر بھر کر کھا رہے ہیں، تم منع

کیوں نہیں کرتے۔ وہ رو دیا اور کہنے لگا، مولانا! آج بھی اگر کوئی کسی حاجی کو جھڑک دے، دھمکادے، ڈانٹ دے، تو رات کو خواب میں مدنی کریم ﷺ کا دیدار ہوتا ہے اور حضور ﷺ فرماتے ہیں: چلا جا میر لمدینہ چھوڑ کر تم نے میرے مہمانوں کو کیوں ڈانٹا۔

آج بھی اس نبی کو تیرے ساتھ کتنی الفت ہے، کتنی محبت ہے، وہ تیری ذراسی توہین برداشت نہیں کرتا۔ تقریباً دس میل سے گنبد خضریٰ کے مینار کی روشنی نظر آجاتی ہے، بسوں کے ڈرائیور عموماً رات کے وقت حاجیوں کو لے کر جاتے ہیں، دس میل مدینہ ابھی دور ہوتا ہے کہ ڈرائیور آواز دیتا ہے: یا حاجی انظر الی المدینة. وہ دیکھو سامنے مدینہ آگیا ہے۔

خدا کی قسم! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا گنبد خضریٰ سے آواز آرہی ہے کہ آجاؤ، آجاؤ، تم میرے ہو، میں تمہارا ہوں، اور خود بخود ایسا سکون ملتا ہے کہ دل شہادت دیتا ہے کہ وہاں پہنچ گیا ہوں جہاں مجھے جانا تھا۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دوپہر کے وقت محبوب دوعالم ﷺ میرے گھر پر آرام فرماتے تھے، گرمی تھی، حضور ﷺ کو پسینہ مبارک آتا، میں پونچھ کر شیشی میں بند کر لیتی، میں بند لیا کرتی تھی، میں اس کو عطر کے طور پر استعمال کرتی تھی، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے شادی میں اپنی بچی کو جہیز میں وہ شیشی دی۔

کسی کی بیٹی سونا لے کر جائے گی، کسی کی بیٹی چاندی لے کر جائے گی، فرنیچر لے کر جائے گی۔ سیدہ ام ہانی کہتی ہیں او مدینے کی عورتو! آؤ مجھے مبارک باد دو، میری بیٹی کالی کملی والے کا پسینہ لے کر جارہی ہے۔ (سبحان اللہ)

لکھا ہے کہ جب وہ شیشی کھولتی تھی تو پورے مدینے میں کہرام مچ جاتا تھا، لوگ کہتے تھے چلو شاید حضور ﷺ کی زیارت ہو جائے، حضور ﷺ کی خوشبو آرہی ہے۔

آپ ﷺ کی نبوت نرالی، آپ ﷺ کی کتاب نرالی، آپ ﷺ کی نگاہ نرالی، آپ ﷺ کا پسینہ نرالا۔

ہمارے اکابر نے ان تمام چیزوں کی قدر و قیمت پہنچانی، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس مدینہ سے کھجوریں آئیں تھیں۔ آپ فرماتے کھجوریں کھالو، گٹھلیاں واپس کر دینا، آپ کیا کریں گے، فرمایا: گٹھلیوں کو کوٹ کر پانی میں گھول کر شام کو روزہ افطار کیا کروں گا۔ میرے آقا ﷺ کے شہر کی گٹھلیاں ہیں ان کی بے ادبی نہیں کرنی۔

دین ان اللہ والوں کے یہاں، عشق ان والوں کے یہاں، محبت ان اللہ والوں کے یہاں، اس لیے کہتا ہے کہ:

لیے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
ڈھونڈتی ہے شہید ناز کی تربت کہاں ہے

آج اس بات کے متلاشی پھرو کہ محمد عربی ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کی سنت کی تابعداری اور غلامی نصیب ہوجائے، یہ بہت بڑی بات ہے۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور دعا فرمائیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

"وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾" (الانبیا)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمِ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

میری عادت کسی کو گالی دینا نہیں، میں اس مزاج کو، اس مسلک کو نہیں مانتا کہ نام عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو اور گالیاں دی جائیں۔

اور میں اس توحید کو بھی نہیں مانتا جس توحید کے نام پر دوسروں کو برا کہا جائے یا نقلیں دی

جائیں۔علما کو خالص دین کا کام کرنا چاہیے۔

خداوند عالم نے علما کو حضور ﷺ کے دین کا وارث بنایا ہے۔ہم سب کا فرض منصبی یہ ہے کہ ہم دینی کام کو سرانجام دیں، دنیا کے کام کرنے والے تو بہت ہیں۔ یہ فکر آدمی کو دامن گیر ہو جائے کہ میں نے ایک دن مرجانا ہے۔

یہ مکان میرا نہیں، یہ دکان میری نہیں، یہ کارخانہ میرا نہیں، یہ جائیداد میری نہیں، یہ حکومت میری نہیں، یہ کسی اور کا مال ہے۔

جب یہ بات ٹھیک ہو جائے گی تو سارے معاملات صحیح ہو جائیں گے۔

اور معاملہ کو بازی تک نہ پہنچاؤ کہ بازی ہم نے ہارنے نہیں دینی۔ چاہے غلط بولنا پڑے، چاہے غلط کاریاں کرنی پڑیں۔ یہ بات غلط ہے۔

اچھی باتوں کی تلقین:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے اولوگو! اس وقت میں سنبھل کر اپنی زندگی کو بسر کرنا جب کہ دین داروں کے اندر سے بھی شرارت کی باتیں نکلیں گی۔

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے کہ اے لوگو! اس وقت سے بچنا کہ جب لوگ قرآن کریم کو ذریعہ معاش بنالیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت گزر رہی ہے۔ مدنی کریم ﷺ بھی ساتھ ساتھ ہیں۔ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب جانوروں کو دیکھا جن کے پروں پر قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں اور گندگی غلاظت کھائے جارہے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لرز گئے۔ کانپ گئے۔اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، قرآن کریم کی بے عزتی ہوگئی، توہین ہوگئی، پروں پر قرآن کریم لکھا ہوا ہے اور کام دیکھو کہ کیا کر رہے ہیں؟

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے اولوگو! ایک وقت ایسا آئے گا: میری امت پر ایک وقت ایسا آئے گا، قرآن کریم پڑھیں گے، پڑھائیں گے، کام ایسے کریں گے کہ جیسے یہ جانور ہیں۔

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے، اپنے حلق مبارک پر انگلی رکھ کر فرمایا اے لوگو! ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگ قرآن کریم پڑھیں گے۔ مگر آپ ﷺ نے یوں انگلی رکھ کر فرمایا قرآن کریم

کے الفاظ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُتریں گے۔

اپنی حالت پر غور کریں:

آج کیا بن رہا ہے۔ اصل تو دینِ محمدی کے وارث ویسے ہی اٹھ گئے۔ کچھ کام کے لوگ تھے، وہ ویسے رخصت ہو گئے، کچھ نام کے ہیں وہ رہ گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی زندہ ہوتا تو سب کو پوچھ لیتا کہ خدا کے دین کا کس طرح مذاق اڑایا کرتے ہیں۔ لائن کے بغیر پہیہ چلے گا کیسے؟ ہم چاہتے ہیں کہ ہم لائن سے بھی اتر جائیں اور چلتے بھی رہیں۔ بڑا مشکل معاملہ ہے۔

توحید ہمارے پاس نہ رہی، سیرت ہمارے پاس نہ رہی، صورت ہمارے پاس نہ رہی، تو بات کیسے بنے گی؟

جگہ جگہ شراب کے اڈے، جگہ جگہ بدعت کے کانٹے۔ یعنی اللہ کا قرآن جس چیزوں کو ختم کرنے کے لیے آیا تھا، نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس جس چیز کو مٹانے کے لیے آئی تھی، آج مسلمانوں کے ہاتھ اجاگر ہو رہی ہیں۔ اور ہم اس کو چڑھا رہے ہیں۔

جب یمن کے علاقہ میں ابرہہ نے کعبہ بنایا تو سب نے کہا کہ یہ کافر ہو گیا۔ اس زمانے کے لوگوں نے احساس کیا کہ اللہ کا گھر ایک ہو سکتا ہے۔

خدا ایک ہے۔ نبی ایک ہے۔ خدا کا گھر ایک ہے۔ ہر جگہ نہیں۔ طواف دوسری جگہ کا نہیں ہو سکتا۔

تو سارے جہان کے لوگوں نے برا منایا کہ اس نے کفر کیا کہ کعبہ کے مقابلہ میں کعبہ بنالیا اور ہمیں چھٹی ہے، ہم روز بنائیں، ہمارا کچھ بھی نہیں بگڑتا۔

حقیقی عشق کا اظہار کیسے؟

میرے دوستو! عشق کے اظہار کا یہ راستہ نہیں ہے۔ امام الانبیا، محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دیوانے سے جا کر پوچھو، جنہوں نے کلمہ کے بدلہ میں سب کچھ ختم کر دیا تھا۔ ساری زندگی کے آرام کو تج دیا۔ عیش کو چھوڑ دیا۔ تمام چیزوں کو خیر باد کہہ کر مدنی کریم ﷺ کے دین کو لے کر پوری دنیا میں پھیل گئے۔

انہوں نے ساری کائنات انسانی تک پورا دین پہنچایا، اور اس سلسلہ میں دکھ اٹھانے پڑے، اس سے گریز نہ کیا۔

عشق رسول ﷺ کی حقیقت:

میں آپ کو صرف یہ بات یاد کرانا چاہتا ہوں۔ایک سبق یاد کرانا چاہتا ہوں۔اور وہ یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا عشق اور محبت ہمارے اندر زیادہ ہے۔اور ہمارے دوست کہتے ہیں کہ ہمارے اندر زیادہ ہے۔ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے عشق کا اظہار اطاعت سے ہوگا، فرماں برداری سے ہوگا، غلامی سے ہوگا، اقتدأ سے ہوگا، حضور ﷺ کے دین پر مر مٹنے سے ہوگا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اطاعت کی کوئی ضرورت نہیں۔فرماں برداری کی کوئی ضرورت نہیں۔غلامی کی کوئی ضرورت نہیں۔بل کہ صرف چار نعرے لگا دو بات ختم۔یہ فرق ہے میرے مشن میں اور باقی لوگوں کے مشن میں، ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی محبت کا اظہار حضور ﷺ کی سنتوں سے ہوگا۔آقا ﷺ کے عشق کا اظہار حضور ﷺ کے طریقہ کار سے ہوگا۔اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں بل کہ صبح سے شام تک دو چار نعرے لگائے اور دو چار قوالیاں سن لیں، بس عشق مکمل ہوگیا۔

محبت رسول ﷺ کا درس بزبان قرآن:

آؤ قرآن کریم سے پوچھیں، یہ ہمیں بتلائے کہ عشق کا اظہار کس طرح ہونا چاہیے۔جب سارے مسئلے قرآن کریم بتلاتا ہے۔نماز کے مسئلے، روزے کے مسئلے، زکوٰۃ کے مسئلے، حج کے مسئلے، عید اور قربانیوں کے مسئلے بتاتا ہے تو کیا عشق کا مسئلہ قرآن کریم نہیں بتلاتا۔

اللہ پاک نے قرآن پاک میں ایک جگہ فرمایا:

"يَاۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ" (الحجرات:۲)

اللہ فرماتے ہیں کہ میرے رسول ﷺ کی محبت اور اطاعت، غلامی ادب سے شروع ہوگی۔ احترام سے شروع ہوگی۔عظمت سے ابتدا ہوگی۔بے ادبی کرنے والا ساری عمر عشق میں مرتا رہے۔کچھ بھی نہیں بنے گا۔

فرمایا تمہاری صورت تو در کنار رہی، سیرت تو در کنار رہی، طریقہ کار تو در کنار رہا،

"يَاۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ" (الحجرات:۲)

میرے محبوب ﷺ کی آواز کے مقابلہ میں تمہاری آواز اونچی نہیں ہونی چاہیے۔

میرا کملی والا کلام فرمائے، گفتگو فرمائے، تمہاری آواز اس سے بلند نہ ہو۔

فرمایا: اگر ایسا کرو گے:

"اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۝" (الحجرات:۲)
تمہارے سارے نیک اعمال برباد ہو جائیں گے۔ تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا۔

اللہ پاک نے کیسی بات کی، فرمایا جو تم نے نیکیاں سمجھ کر کمار کھی ہیں۔ آخرت کا ذریعہ جمع کر رکھا ہے۔ اس ذخیرے کو آگ لگادوں گا۔ برباد کردوں گا۔ خسارہ ہی خسارہ بنادوں گا۔ تمہیں پتہ بھی نہ چل سکے گا۔

پتہ چلا کہ عشق کی ابتدا ادب سے ہوتی ہے۔ اور ادب وہ ہے کہ جو قرآن کریم بتلائے یا خود محمد کریم ﷺ نے امت کو بتایا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا ادبِ رسول ﷺ:

چناں چہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے تھے، ان کی آواز اللہ کی قدرت سے اونچی تھی۔ اس دن کے بعد آہستہ بولا کرتے تھے کہ ہمارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔

اللہ ادب سکھاتا ہے:

آگے قرآن کریم نے فرمایا:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ۝" (الحجرات:۴)
میرے نبی ﷺ کو اس طرح سے نہ بلاؤ جیسے تم بھائی کو بلاتے ہو، بھتیجے کو بلاتے ہو، بھانجے کو بلاتے ہو، بیٹے کو بلاتے ہو، برادری اور خاندان کو بلاتے ہو،

آپس میں جس طرح تم آوازیں لگاتے ہو، میرے کملی والے کو بلانا پڑے، آواز دینی پڑے، خبردار! اگر اس طرح سے آواز دی!

اللہ پاک جل شانہ طریقہ کار بتلا رہے ہیں۔ کہ ادب کا مقام یہ ہے کہ تم آواز کو اونچا نہ کرو، اور جب میرے نبی ﷺ کو بلاؤ تو اس طرح سے نہیں بلانا۔ ہم آپس میں نام لے کر بلاتے ہیں او فلاں! فرمایا اس طرح سے نہیں۔ بل کہ ان الفاظ سے منع فرمایا، جو بے ادبی کے ساتھ ساتھ تھوڑا اشارہ کرتے تھے۔ صاف بے ادبی الگ رہی۔ جو بے ادبی کے قریبی الفاظ تھے، جو معمولی الفاظ تھے، ان سے بھی منع فرمایا۔

فرمایا: لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا، اب "راعنا" کہتے ہیں سردار کو "راعنا" کہتے ہیں بکریوں کے چرواہے کو، تو اللہ پاک نے اس لفظ سے منع کر دیا۔ جس لفظ کے ساتھ تم میرے نبی ﷺ کو بلاؤ

اور پکارو، اور اس میں تھوڑی سی بھی بے ادبی ہو۔

تو بے ادبی سے اللہ جل شانہ نے منع فرمایا۔ فرمایا کہ اگر کوئی اس طریقے سے بلائے گا، یا "محمد" کہہ کر بلائے گا۔ فرمایا: فَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ. بے وقوف لوگوں کا کام ہے۔ بے عقل لوگوں کا کام ہے۔ محمد عربی ﷺ کو اس طرح سے بلانا!

ادب بہت بڑی چیز ہے:

یہ ادب بہت بڑی چیز ہے۔ ادب سے ہی عشق کی ابتدا ہوتی ہے۔ اطاعت کی ابتدا ادب سے ہوتی ہے۔ غلامی کی ابتدا ادب سے ہوتی ہے۔

اور اب میں اور آپ یوں ہی لشکر لے کر چل پڑیں:

"غلام ہیں، غلام ہیں رسول ﷺ کے غلام ہیں"

اور منہ ہو یہودیوں والا، شکل دیکھو تو یوں معلوم ہو کہ امریکہ کے صدر کا بھتیجا ہو۔ یہ غلامی ہے؟ اس کا نام غلامی کس نے بتلایا۔

صورت غلاموں والی نہیں، سیرت غلاموں والی نہیں، کاروبار غلاموں والا نہیں، لین دین غلاموں والا نہیں، شادی بیاہ غلاموں والا نہیں، غلام کس بات کا ہے؟

حضور ﷺ کی بات پوری ہوئی:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر حضور ﷺ نے جہاد کے لیے روانہ کیا۔ آج مسلمان جہاد کے لیے تیار ہی نہیں۔

جَاهِدُوْا، جَاهِدُوْا. قرآن میں پڑھتے ہیں۔ اور سوچتے ہیں کہ شاید اس کا مطلب ہے کہ زیادہ روٹی کھایا کرو۔ کراچی والوں کو شاید اس لفظ کا مطلب یہ سمجھ آیا کہ صبح سے شام تک چائے کے دور چلاتے رہو۔

جَاهِدُوْا. جہاد کرو اللہ کی راہ میں، کفر کو مٹاؤ، شرک کو مٹاؤ، بدعت کو اکھاڑ کر رکھ دو، اور محمد عربی ﷺ کی لائی ہوئی توحید کو، قرآن کریم کی لائی ہوئی توحید کو بلند کرو۔

یہ ہے جہاد کا مفہوم اور مطلب! آج آپس میں جہاد ہے اور کافر کے سامنے چپ ہیں۔ شرک کے سامنے سلام کرتے ہیں۔ بدعت کے سامنے جھکتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر ہے۔ اور خدا کی قسم! وہ لشکر کتنا خوش نصیب ہوگا جس کے

کمانڈر محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں۔ رخصت کرنے والے سرکار مدینہ ﷺ ہیں۔

آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ پہلے جھنڈا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دینا، اور پھر جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دینا، پھر جھنڈا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دینا۔

اب آپ سمجھیں کہ حضور ﷺ کی مراد کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے؟ خدا کی قسم! جن آنکھوں نے لاکھوں مرتبہ حضور ﷺ کا دیدار کیا۔ اور جو حضور ﷺ کو دیکھے بغیر جیا نہیں کیا کرتے تھے، وہ حضور ﷺ کی مراد کو نہیں سمجھتے!

آقا ﷺ کے فرمان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے۔ اس لیے فرمایا کہ دوسرے نمبر پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دینا، اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ یہ بھی شہید ہوں گے، تیسرے کا نام لیا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دینا۔

اور پھر اس کے بعد فرمایا کہ بس! رخصتی کر دی۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ تین شہید ہوں گے۔ یہ کیسے ہو کہ حضور ﷺ کا غلام ہو اور جھنڈا گرا دے۔ زندہ جھنڈا گرادے یہ ناممکن ہے۔ نگاہ نبوت نے ان کو ایسا رنگ دیا تھا، ان کو اتنا پختہ بنا دیا تھا کہ قیصر و کسریٰ کے تخت و تاج سے ٹکرا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محمد عربی ﷺ کی لائی ہوئی توحید کو، قرآن کی پیش کردہ توحید کو پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ اور کفر و شرک کے ایوانوں کو توڑ کر رکھ دیا۔

ڈرنا یہ لوگ نہیں جانتے تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ چھ لاکھ کے مقابلہ میں چھ گئے اور کامیاب ہو کر آئے۔

تم کیا ہو، تم مسلمان کہلاتے ہو۔ اربوں کی تعداد میں ہو اور ذلیل ہو کر مر رہے ہو، اندازہ تو لگاؤ۔ عمل برباد، کردار برباد، سیرت و صورت برباد، ارمان سارے ہی برباد ہو گئے، کوئی چیز بھی ہماری سیدھی نہ رہی!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جھنڈا زندہ ہوتے ہوئے گرا دیں؟ اور یہاں گندی گند ہو، یہ دین کو پھیلائیں گے؟ یہ کفر مٹائیں گے؟ انتظار کرو یہود کے ہاتھوں مرنے کا!

جب دین سے اعراض ہوگا:

خدا کی قسم! مدنی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان میرے دین سے اعراض کرے گا، قرآن کو ٹھکرائے گا، پھر کافر کے ہاتھوں مسلمان بیٹی کی آبرو لٹے گی، پوری دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سمجھ آگئی کہ میری آخری جنگ ہے۔ میری آخری لڑائی ہے۔ میرا آخری جہاد ہے۔ میں اس میں شہید ہو جاؤں گا۔ بچوں گا نہیں، عشق کا منظر سامنے آگیا۔ سواری میری تیز ہے۔ میں اپنے ساتھیوں سے جا ملوں گا۔

جمعہ کا دن ہے۔ آخری دن ہے۔ میں مدنی کریم ﷺ کے ساتھ آخری جمعہ پڑھتا جاؤں۔ حضور ﷺ کا ایک مرتبہ اور دیدار کرتا جاؤں۔ اپنے دل کی دنیا کو آباد کرتا جاؤں۔ اپنی آنکھوں کو امام الانبیا ﷺ کے دیدار سے ٹھنڈا کرتا جاؤں۔

واپس مدینہ میں آگیا۔ گھر نہیں گیا۔ بیوی بچوں کے پاس نہیں گیا۔ بازاروں میں نہیں، مارکیٹ میں نہیں، کسی سے ملنا نہیں، کچھ بھی نہیں، لالچ ہے تو صرف یہ کہ میں آقا ﷺ کے ساتھ آخری جمعہ ادا کروں۔ حضور ﷺ کا دیدار کروں۔ حضور ﷺ کی زیارت کر کے جا ملوں گا۔

جمعہ کے بعد حضور ﷺ کی نظر پڑی۔ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیا۔ فرمایا تم کو میں نے رخصت کر دیا تھا، تم تو چلے گئے تھے، واپس کیوں آئے؟

عرض کیا میرے آقا ﷺ! آپ کے فرمان سے میں سمجھ گیا ہوں۔ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ میں واپس نہیں آؤں گا۔ زندہ نہیں آؤں گا۔ میں شہید ہو جاؤں گا۔ میرے دل کی دنیا انگڑائی لینے لگی۔ میں آپ ﷺ کی زیارت کے لیے آگیا۔ دیدار کے لیے آگیا۔ میں اپنا آخری جمعہ پڑھنے کے لیے آگیا۔ میں اپنے ساتھیوں سے جا کر ابھی ملوں گا۔ میری سواری بڑی تیز ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا عبداللہ! ساتھیوں سے جا ملے گا؟

عرض کیا ہاں میرے آقا ﷺ!

فرمایا جب تیرے ساتھی جنت میں جائیں گے تو ان سے پانچ سو سال بعد میں جنت میں جا سکے گا۔

صحابی حضور ﷺ کا ہے۔ غلام حضور ﷺ کا ہے۔ جھنڈا لینے والا ہے۔ خود حضور ﷺ نے اس کو رخصت فرمایا ہے۔ پانچ سو سال کے بعد جنت میں کیوں جائے گا، کیا وجہ ہے؟

اس لیے کہ جب میں نے تمہیں رخصت کر دیا تھا، روانہ کر دیا تھا،

چاہے تم عشق کی نظر سے آئے

چاہے تم محبت کی نگاہ سے آئے

چاہے تم غلامی کی وجہ سے آئے،

تم نے میرے حکم میں تاخیر کیوں کی؟

دنیا کا لالچ کوئی نہیں، خدا شاہد ہے کہ گھر تو نہیں گیا، مگر میرے رخصت کرنے کے بعد میری زیارت کو کیوں آیا؟ میرے حکم کی خلاف ورزی تو نہیں، تاخیر کیوں کی؟ پانچ سو سال کے بعد جنت میں جائے گا۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ جبرائیل امین علیہ السلام نے اطلاع دی۔ فرمایا عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گیا۔

حضور ﷺ کے حقیقی غلام:

اور ہم حضور ﷺ کے غلام نہیں، ہم تو انگریز کے غلام ہیں۔ ہم تو یہودیوں کے غلام ہیں۔ روازنہ نیا لباس نکلتا ہے۔ روزانہ بال نئے انداز کے!

یہ لوگ تھے جنہوں نے ساری زندگی اس طرح سے نبھادی۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، جس نے اٹھارہ اٹھارہ کلو روزانہ گندم پیستے پیستے اللہ کا قرآن یاد کیا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ راولپنڈی جیل میں ہے۔ بیس سیر گندم روزانہ پیسنے کو ملتی ہے۔ سارا دن غیر مسلموں کو کلمہ پڑھاتے ہیں، عیسائیوں کو کلمہ پڑھاتے ہیں۔

الحمدللہ! میرے اکابر نے کافروں کو اسلام کی دولت بخشی۔ کلمہ پڑھایا اور حضور ﷺ کا غلام بنایا۔

خواجہ غلام حسن رحمہ اللہ یوں فرمایا کرتے تھے۔ میں تو لوگوں کو خدا سے جوڑنے آیا ہوں، توڑنے نہیں آیا۔

تو بخاری مرحوم سارا دن لوگوں کو کلمہ پڑھاتے، اور رات کو بیس سیر گندم پیس کر حکام کے حوالے کر دیتے ہیں۔ سارے عملے کے لوگ حیران ہیں کہ یہ چکی کس وقت پیستا ہے؟ سارا دن

قرآن پڑھتا ہے اور رات کو سوتا بھی ہوگا۔ اور صبح آٹا پیس کر دے دیتا ہے۔

ایک دن سپرنٹنڈنٹ جیل نے چھاپہ مارا۔ آدمی رات کے وقت آکر دیکھا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی کوٹھڑی کے سامنے آکر چپ چاپ کھڑا ہوگیا۔ بخاری رحمہ اللہ خدا کا قرآن پڑھ رہا ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت ہو رہی ہے اور انگریز دیکھ رہا ہے چکی خود بخود چل رہی ہے۔ دانے خود بخود پستے چلے جا رہے ہیں۔

انگریز سمجھ گیا کہ یہ جو قرآن کریم پڑھتا ہے، یہ اس کی برکت ہے۔ کہ تو اس کے کلام میں لگا ہوا ہے اور وہ تیرے کام میں لگا ہوا ہے۔

ان لوگوں نے قربانیاں دی تھیں۔ ان لوگوں نے سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ اور وہ ہر وقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان پر ہر وقت مر مٹنے کے لیے تیار رہتے تھے۔

درود شریف کی فضیلت:

پھانسی پر چڑھنا، ان لوگوں نے گریز نہ کیا، کوئی بھی ہے۔ یہ کثرت سے درود شریف پڑھنے والے لوگ تھے۔

فرمایا مدنی کریم ﷺ نے جو کثرت سے درود پڑھتا ہے تو کیڑے اس کی میت کو نہیں کھائیں گے۔

فرمایا مدنی کریم ﷺ نے جو کثرت سے درود پاک پڑھے گا، قبر کی مٹی اس کے کفن کو میلا نہیں کرے گی۔

ارشاد فرمایا محمد عربی ﷺ نے کہ جو آدمی کثرت سے درود پاک پڑھے گا، قیامت کے دن اس کے بدن سے کستوری کی خوشبو آئے گی۔

ارشاد فرمایا محمد کریم ﷺ نے جو آدمی کثرت سے درود پاک پڑھے گا، قیامت کے دن میں خود اس کو تلاش کر کے حوض کوثر پر لاؤں گا اور رحمتوں والے ہاتھ سے پانی پلاؤں گا۔

ہمارا تو مزاج ہی نہیں کہ ہم سوئیں بھی درود پڑھتے ہوئے اور اٹھیں بھی درود پاک پڑھتے ہوئے۔

غازی علم الدین رحمہ اللہ کی محبت رسول ﷺ:

غازی علم الدین رحمہ اللہ میانوالی جیل میں ہے۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میں نے جیل کے سپرنٹنڈنٹ سے جا کر پوچھا کہ ہمارا ایک یہاں قیدی ہے۔ اس

کا کیا حال ہے؟

سپرنٹنڈنٹ جیل کہنے لگا کہ مولانا یہ تو تمہارا جیل میں عجیب قیدی ہے۔اس کو عنقریب پھانسی ہونے والی ہے۔اس کی کوٹھڑی سے لے کر میں ساری رات نور کی ایک لائٹ دیکھتا ہوں۔

قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غازی علم الدین شہید رحمہ اللہ سے پوچھا کہ جیل میں کیا حال ہے؟

کہنے لگا قاضی صاحب! جب سے پھانسی کی کوٹھڑی میں آیا ہوں۔کوئی رات ایسی نہیں کہ جس میں مجھے محمد کریم ﷺ کا دیدار نہ ہوتا ہو۔میں ہر روز حضور ﷺ کا دیدار کرتا ہوں۔مجھے حضور؟ ﷺ کی زیارت ہوتی ہے اور تمنا ہے کہ میں جلد حضور ﷺ سے جا ملوں۔

موت کی فکر کرلو:

ہم لوگوں کی زندگی کسی کام کی نہیں۔جب چھلنی لگے گی،اس وقت پتہ چلے گا۔تم سارے ولی بنے پھرتے ہو،تم جنت کی چابی جیب میں رکھ کر پھرتے ہو،آخری وقت ہوتا ہے،ڈاکٹر کو بلاؤ،حکیم کو بلاؤ۔دوڑے دوڑے لوگ حکما اور ڈاکٹروں کی طرف جا رہے ہیں اور ملک الموت کھڑا مسکرا رہا ہوتا ہے تم لانے چلے ہو،میں آچکا ہوں۔جب تم ڈاکٹر کو لاؤ گے،میں اپنا کام کر چکا ہوں گا۔

موت کا کسی کو غم نہیں،قبر کی کسی کو فکر نہیں،قیامت کی کسی کو فکر نہیں،لگے پڑے ہیں ہار جیت میں!

اللہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا۔کوشش کی۔جان و مال کھپایا۔محض میری رضا کے لیے،میری خوشنودی کے لیے،مجھے خوش کرنے کے لیے،جب وہ آئیں گے تو میرا ابھی یہ پیغام ہے:

نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ (حم السجدۃ:۳۱)

میں تمہارا دنیا میں بھی کارساز،آخرت میں بھی کارساز،تمہاری بگڑی بنانے والا میں ہوں۔

میرے سوا کون ہے؟

وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ؀۳۱ (حم السجدۃ:۳۱)

تم جس طرح کی چیز طلب کرو گے،سرخ یاقوت کے مکان،سبز یاقوت کے مکان،کستوری اور مشک وعنبر اور زعفران کے بنے ہوئے محل،اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے لیے محل تیار کیے ہیں۔

باغ و بہار تمہارے لیے،جنت کی نہریں تمہارے لیے،تمام محلات تمہارے لیے،عیش

وعشرت کا سارا سامان تمہارے لیے۔

او بندے! دو جہان تیرے لیے، تو صرف میرے لیے۔ تو میرا بن جا، ہر سانس مجھ سے پوچھ کرلے کہ کس طرح سے سانس لوں؟ کس طرح سے زندگی بسر کروں؟ کس طرح حکومت کروں؟ کس طرح اقتدار چلاؤں؟ کس طرح کاروبار چلاؤں؟ یہ سارا کچھ مجھ سے معلوم کر۔

سندھ داخلے پر پابندی:

اب تو سارے نظام نرالے ہو گئے۔ مجھ پر سندھ میں داخلے پر تین مہینے کی پابندی تھی۔ یہ لوگ خود حکومت کے وفادار نہیں، تخریب چاہتے ہیں۔ ملک کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ رشوت لینے والے افسروں پر کوئی پابندی نہیں، سمگلروں پر کوئی پابندی نہیں، ڈاکوؤں پر کوئی پابندی نہیں، چوروں پر کوئی پابندی نہیں، قاتلوں پر کوئی پابندی نہیں، بے پردہ پھرنے والی عورتوں پر کوئی پابندی نہیں، پابندی یہ لگائیں گے کیسے؟ پابندی لگائیں گے، وہ جلوس نکال کر باہر آجائیں گے۔

اکابرین کی محنت:

میرے اکابرین نے محنت کی ہے۔ میرے اکابر کے چالیس سے زائد ترجمے ہیں۔ بخاری شریف کا ترجمہ دیکھو، مسلم شریف کا ترجمہ دیکھو، ابوداؤد شریف کا ترجمہ دیکھو، نسائی کا ترجمہ دیکھو، ابن ماجہ کا ترجمہ دیکھو، اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں، صرف عورتیں دیکھنے کے لیے نہیں، قرآن وسنت کو دیکھا کرو۔

تمہیں سینما دیکھنے کے لیے آنکھیں نہیں دی ہیں، تمہیں ٹی وی دیکھنے کے لیے آنکھیں دی ہیں،، تمہیں دین سے کوئی دشمنی ہے؟

کیسا زمانہ تھا کہ ایک ایک صحابی دین کی ایک ایک بات پر مرتا تھا۔ اور قرآن کریم کی ایک ایک آیت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کر کے دکھایا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن کے عامل تھے:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قرآن پڑھتے تھے۔ اور کئی دن تک آگے سبق نہ لیتے تھے۔ پوچھا گیا کیوں؟ فرمانے لگے کہ پہلے زبان سے یاد کرتا ہوں۔ پھر عمل سے یاد کر لیتا ہوں۔ کردار سے یاد کرتا ہوں۔

حضور ﷺ نے ہر عمل سکھایا:

آج آیتوں کو عملی شکل بھی دوں۔ ان آیتوں کو عملی طور پر پورا کر کے جب آگے چلتا ہوں۔ یہ تمام کے تمام حضرات نے اس طرح سے اپنا لائحہ عمل بنایا۔

تو قرآن کریم نے ادب بتلایا، عشق بھی بتلایا، اعمال کی ترتیب بتلائی، لینا دینا بتلایا، حکومت چلانے کا طریقہ بتلایا، مرنا بتلایا کہ یوں مروگے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

جس نبی ﷺ نے استنجا بتلایا۔ جس نبی ﷺ کے کفن کے کپڑے بتلائے۔ جس نبی ﷺ نے مردے کا غسل تک بتلایا۔ جس نبی ﷺ نے میت کو قبر میں اُتارنے تک کا طریقہ بتلایا۔ جس نبی ﷺ نے دفن کے بعد واپس آنے کا طریقہ بتلایا۔ کیا اس نبی ﷺ نے درود وسلام کا طریقہ نہیں بتلایا؟ شادی بیاہ کا طریقہ نہیں بتلایا؟ تمام کا تمام دین مکمل ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۚ (المائدۃ:۳)

اور اکابر نے اس دین کو چلایا۔ اس پر عمل کیا۔ پوری دنیا میں پھیلا دیا۔

انگریز کے باغی مسلمان:

مولانا شیخ الہند رحمہ اللہ، ہڈیاں پوری نہیں تھیں۔ مفتی انتظام اللہ نے لکھا کہ جب لوگوں نے مولانا شیخ الہند رحمہ اللہ کی قبر کو دیکھا تو ہڈیاں پوری نہ تھیں۔ چمڑا تو چمڑا ہڈیاں پوری نہ تھیں۔ انگریز نے کوڑے مار مار کر شیخ الہند رحمہ اللہ کی ہڈیاں اُڑا دیں۔ مگر شیخ الہند رحمہ اللہ! تجھے کروڑ ہا مبارک ہو، تو نے دین کے خلاف عمل نہ کیا۔

انگریز پیسے بھی دیتا تھا۔ لالچ بھی دیتا تھا۔ اور پھانسی پر بھی چڑھاتا تھا۔ کوڑے مارتا تھا۔ گرم لوہا کر کے ان اللہ والوں کو داغ دیئے۔ انہوں نے داغ برداشت کیے، دین میں رخنہ برداشت نہ کیا۔

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ، دہلی کا شہزادہ، اکبر بادشاہ کی گود میں کھیلنے والا، شہزادیوں کی گود میں پلنے والا، جمنا کا پانی پینے والا، آرام سے رہنے والا، دونوں لحاظ سے شہزادہ، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا خاندان ہے۔ ادھر اکبر خاندان میں رہتا ہے۔ لوگوں نے دیکھا کہ دہلی کی جامع مسجد میں دوپہر کو ننگے پاؤں پھر رہے ہیں۔

کسی نے پوچھا شاہ صاحب! یہ کیا ہے؟

فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا پروگرام ہے۔ کہیں میرے پیر جواب نہ دے جائیں۔ گرم زمین پر چلنا پڑے، میں اپنے پیروں کو عادت ڈال رہا ہوں۔ گرم زمین پر چلنے کا پیروں کو عادی بنایا۔

مولانا سید احمد بریلوی رحمہ اللہ جو مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا پیر ہے۔ حضرو کی زمین سے جا کر پوچھو، اٹک کے علاقہ سے جا کر پوچھو۔ کون تھا جو رنجیت سنگھ سے ٹکرایا؟ مرہٹوں سے ٹکرائے۔ جاٹوں سے ٹکرائے۔ ہندوؤں سے ٹکرائے۔ بالآخر کملی والے محمد عربی ﷺ کے دیوانے بالاکوٹ کے پہاڑوں سے جا کر پوچھو، اے پہاڑ کی چوٹی! یہ تیرے اوپر کون سویا ہوا ہے؟

شرک کو مٹانے کے لیے، بدعت کو مٹانے کے لیے، اللہ کے قرآن کا جھنڈا اونچا کرنے کے لیے، دہلی کا شہزادہ، چلتا چلتا بالاکوٹ کے پہاڑوں پر پہنچتا ہے اور سر کٹوا کر جام شہادت پی کر سو جاتا ہے۔

چاروں طرف جنگل ہے۔ خودرو بوٹیاں ہیں۔ اللہ پاک نے پیدا کیا۔ اے شاہ اسماعیل رحمہ اللہ! شہید کے خون کے قطروں سے عطر کی خوشبو آئے گی۔ پودینے کی خوشبو آئے گی۔

آ، میں دنیا میں تیری قبر کے قریب پودینہ کر کے تجھے سنگھا تا رہوں اور تیرے دشمن شرمندہ ہوں۔

مولانا سید احمد بریلوی رحمہ اللہ اڑھائی میل کے فاصلے پر گڑھی حبیب اللہ میں سر الگ دفن ہے، دھڑ الگ دفن ہے، اس لیے کہتے ہیں:

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقاء کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اُسے جینا نہیں آتا

جو مرنے کی تمیز نہیں رکھتا، وہ جینے کا شعور بھی نہیں رکھتا۔

لڑے سکھوں سے، جنھوں نے خنزیر مسجدوں میں ذبح کر کے پھینکے تھے۔ مرہٹوں سے ٹکرائے، جاٹوں سے ٹکرائے، ڈوگروں سے ٹکرائے، اور بدنصیب لوگ ان کی برائی کرتے ہیں تمہارا کیا تعلق ہے شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ سے، مولانا سید احمد بریلوی رحمہ اللہ نے تمہارا کیا بگاڑا ہے، تم اپنی زندگی پر نظر ڈالو، تم نے کیا کیا ہے؟

قرآن کا پیغام، اقوام عالم کے نام:

قرآن کریم صاف صاف آواز لگاتا ہے۔ آؤ میدان جہاد گرم ہے۔ میرا چڑھایا ہوا رنگ ہے، اتارنے والا کوئی نہیں۔ کوئی اتار کر دکھائے:

"قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿١٣٩﴾" (البقرۃ:۱۲۹)

میرے نام کی وجہ سے جو جھگڑا کرے گا، میری توحید میں جو جھگڑا کرے گا، آؤ میدان میں مقابلہ کرو، کیا اللہ کے نام پر جھگڑا کرتے ہو، اللہ کی ربوبیت میں جھگڑا کرتے ہو، اللہ کی وحدانیت میں جھگڑا کرتے ہو، پروردگار کی کبریائی میں جھگڑا کرتے ہو۔

فرمایا آؤ، اَلَّذِيْنَ يُحَاجُّوْنَ فِي اللّٰهِ فرمایا جو میرے نام کی حفاظت کرے گا، نگہبانی کرے گا، جو میرا بن کر رہے گا، اس کو چاہیے کہ وہ اعلان کردے:

"وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ"

جاؤ اگر تم ہماری بات کو نہیں مانتے، تو ہمارا عمل ہمارے لیے، تمہارا عمل تمہارے لیے، وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ○، میں تو اپنے خالق کو خالص کر کے پکارتا رہوں گا۔

میرے دوستو! قرآن کی کوئی آیت مخفی نہیں، قرآن کا کوئی جملہ اور کلمہ مخفی اور چھپا ہوا نہیں۔ محمد عربی ﷺ کا کوئی ارشاد، حضور ﷺ کی کوئی حدیث چھپی ہوئی نہیں، سارا دین صاف ستھرا، نکھرا ہوا، کھلا ہے، اور بات سن لو! خدا کا سارا دین تمہارا محتاج نہیں۔ کروڑوں سے کھیلنے والے سن لو! خدا کا قرآن، خدا کا دین، خدا کا نبی ﷺ، اور خود خدا، تمہارا بالکل محتاج نہیں، قطعاً تمہارا محتاج نہیں، تم خدا کے محتاج ہو۔

اگر تم قرآن نہیں پڑھو گے، قرآن کی ایک سو چودہ سورتوں کی ایک سو تیرہ کبھی نہیں بنیں گی۔ اگر سارے لوگ قرآن کریم کی تلاوت کرنا چھوڑ دیں تو قرآن کریم کم نہیں ہوگا۔ ساری دنیا اگر حدیث پاک کو پڑھنا چھوڑ دے، میرے آقا ﷺ کا ایک ارشاد بھی چھپنے والا نہیں!

ہم قرآن کے محتاج ہیں:

میرے دوستو! خدا کا دین تمہارا محتاج نہیں، اسلام تمہارا محتاج نہیں، قرآن تمہارا محتاج نہیں، تم اس کے محتاج ہو۔

خدا کی قسم! یہاں بھی محتاج ہو، قبر میں بھی محتاج ہو، حشر میں بھی محتاج ہو، مرتے وقت تجھے دین کی ضرورت ہے۔ زندگی میں تجھے ایمان اور دین کی ضرورت ہے۔ قبر اور حشر میں تجھے ایمان اور دین کی ضرورت ہے۔ اور دین نہ یہاں تیرا محتاج ہے اور نہ وہاں محتاج ہے۔

ساری دنیا اگر شرک سے بھر جائے دین کا کچھ نہیں بگڑتا۔

تمام پیسے والو، کارخانوں والو، لکھ کر لے جاؤ خدا کا دین کسی حال میں، نہ دن میں، نہ رات میں، نہ سردی میں، نہ گرمی میں، کبھی بھی تمہارا محتاج نہیں۔

تم بادشاہ ہو، تم گورنر ہو، تم وزیر ہو، تم فقیر ہو، تم عورت ہو، تم مرد ہو، کوئی بھی ہو، تم سارے خدا کے دین کے محتاج ہو۔

اس لیے تم خدا کے محتاج ہو، خدا کے دین کے محتاج ہو، تمہاری اس کے بغیر بنے گی نہیں۔ گزرے گی نہیں۔ چلے گی نہیں۔ سارے خدا کے دروازے کے فقیر ہو۔ سارے خدا کے دروازے کے گداگر ہو۔ وہ نہ دے تم کھا نہیں سکتے۔ وہ نہ دے تم پی نہیں سکتے۔ وہ سانس دینا بند کر دے تو دنیا کے تمام ڈاکٹر مل کر تمہیں ایک سانس نہیں دلا سکتے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَزِيَارَتِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ "يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝٨ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝٩" (الصف)

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝١٠ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝١١" (الصف)

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوٰى

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَعْمَالِكُمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوِ الْبِدَعُ وَسُبَّتْ اَصْحَابِیْ فَلْیُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ وَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ کَذٰلِكَ فَعَلَیْهِ لَعْنَتُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّکُمْ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمِ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○

اشعار:

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

معزز حاضرین! محترم سامعین! امام الانبیا، محبوب کبریا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ کے سلسلہ میں یہ جلسہ اور محفل منعقد کی گئی، اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اپنی معلومات کے مطابق صحیح صحیح عرض کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔ اور جو میری زبان سے باتیں نکلیں وہ صحیح ہوں اور ان پر سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ہر شر سے، ہر فتنے سے محفوظ فرمائے، اللہ تعالیٰ مرتے وقت ایمان کی دولت سے نوازے (آمین)۔ ہمارے لیے دین ودنیا دونوں کو ہمارے لیے آسان فرمائے (آمین)۔ تمام پریشانیوں کو دور فرمادے (آمین)۔

سرکار مدینہ کی حیات پاکیزہ، سیرت مقدسہ کا باب اور یہ عنوان اس قدر طویل ہے، کہ اس کی ابتدا اور انتہا تک کوئی نہیں پہنچ سکتا، ہمارے علما کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر ساری دنیا کے سمندر اور

دریا، نہر، چشموں اور کنوؤں سے پانی کی سیاہی بنالی جائے، اور پوری کائنات انسانی بمعہ کافروں کے، مسلم، غیر مسلم، سب کے سب مل کر کالی کملی والے کی توصیف اور تعریف لکھنا شروع کریں، تو میرا یقین ہے کہ ساری دنیا کی عمریں ختم ہوسکتی ہیں، ساری سیاہی ختم ہوسکتی ہے، سارے درختوں کی قلمیں بنائی جائیں تو وہ جواب دے سکتی ہیں، آقا کی سیرت پاکیزہ کا سو میں سے ایک حصہ بھی ادا نہ ہوگا۔

خدا جن کا ثناء خواں ہو ان کا کیا کہنا، وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ (الانشراح) میں نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا، خدا نے بلند کر دیا، گھٹانے والا کون ہے؟

دور جہالت:

عجیب قسم کی سیرت لے کر تشریف لائے، عجیب عنوان سے تشریف لائے، اور کیسے وقت میں، یہ تاریخ سے پوچھیں آپ، کہ لوگ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کیا کرتے تھے، جہالت وضلالت ڈیرے ڈال چکی تھی، لوگ سویرے کے منتظر تھے۔

نہ کوئی نبی، نہ کوئی شریعت، نہ کوئی کتاب، کچھ بھی تو نہیں، ان حالات میں حضور کریم ﷺ تشریف لائے، کمزور کی زندگی تباہ ہوگئی، طاقت ور سب کچھ کھائے چلا جا رہا تھا، انسانیت نے دم توڑ دیا تھا، جتنا بڑا مرض تھا، اتنا ہی بڑا معالج اللہ پاک نے بھیجا، ضرورت تھی، کسی کے بس کا جب مرض نہ رہے، روگ نہ رہے، تو بڑے معالج کو بلایا گیا۔

بل کہ میں یوں کہوں گا، خلیل اللہ کے زمانے میں امت اتنی بیمار نہ تھی، کلیم اللہ کے زمانے میں امت اتنی بیمار نہ تھی، عیسیٰ روح اللہ کے زمانے میں امت اتنی بیمار نہ تھی، جس وقت حضور ﷺ تشریف لائے، بیماری حد سے بڑھ چکی تھی، اور انہیں حالات کی وجہ سے حضور ﷺ کی بعثت ہوئی، پھر کس شان سے ہوئی، کس گھرانے میں ہوئی، قریش کے خاندان میں، جو سب کے لحاظ سے اونچا خاندان ہے، اور غریب گھرانے میں، مکے کے لوگوں نے بڑا شور مچایا، کسی چوہدری کے یہاں، کسی رئیس کے یہاں، کسی بڑے کے ہاں نبوت کیوں نہیں ہوئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ (الزخرف)

کسی بڑے آدمی کے اوپر قرآن کریم اترنا کیوں نہیں شروع ہوا، اللہ فرماتے ہیں: اَهُمْ

یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ تم کب سے میری رحمت کو تقسیم کرنے والے بن گئے، یہ تو میری مرضی ہے، مکے کے بڑے بڑے رئیسوں کو پتھر مارنے والا بنا دیا، اور ایک یتیم لاوارث کے سر پر تاج نبوت سجا دیا۔

سید الرسل کی ولادت اور گھر کی حالت:

علما کرام لکھتے ہیں کہ جس دن حضور ﷺ تشریف لائے، سرکار مدینہ کی والدہ کے پاس چراغ کے لیے تیل بھی نہ تھا، لوگ کہتے ہیں کہ تنگی تھی، قلت تھی، تیل کے لیے پیسے نہ تھے۔

میں کہتا ہوں ایسا نہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہی منظور تھا، جہاں آفتاب نبوت روشن ہو رہا ہو وہاں چراغوں کا، لائٹوں کا کیا کام ہے؟ جہاں سراج منیر تشریف لا رہے ہوں، جہاں کائنات کے ہادی برحق تشریف لا رہے ہوں وہاں پر چراغوں کا کیا کام ہے، وہاں مصنوعی بتیوں کا کیا کام ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے چراغ جلانے کی توفیق ہی نہ دی، تاکہ میرے نبی کی توہین نہ ہو۔

آپ کا پہلا کلام:

سیدہ آمنہ خاتون فرماتی ہیں، سرکار مدینہ جب تشریف لائے دنیا میں، تشریف لاتے ہی قدم رکھتے ہی سب سے پہلے سجدہ فرمایا، اور یہ ثابت کر دیا لوگو میں بندہ بن کر آیا ہوں، معبود کا بھیجا ہوا ہوں، میں ساری عمر لوگوں کو سجدے کی تعلیم دیتا رہوں گا، جو میرے ساتھ سجدہ کریں گے، ان کا کچھ اور ہی حال ہوگا، جو میرے اوپر سجدے میں سر رکھنے کے بعد اونٹ کے بوجھ لادیں گے، ان کی دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوگئی۔

ان لوگوں کو فرمایا: كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ (المرسلات) کھالو، پی لو، مزے اڑالو، عیش کرلو، چند دنوں کے لے ہو تم پرلے درجے کے مجرم، متاع قلیل، تھوڑے دنوں کے لیے عیش وعشرت ہے، آخرت میں جب گرفت ہوگی، اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾ (البروج) جب میں پکڑوں گا پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ کس کی گرفت میں آ پھنسے؟

وہ ابولہب جس نے یتیم کی ولادت پر مٹھائیاں تقسیم کیں، باندیاں آزاد کیں، خوشی منائی، میرے بھائی عبداللہ کا نام باقی رہ گیا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے لڑکا عطا فرما دیا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں جس نے خوشی منائی تھی، جب میں نے اپنی سیرت کا اظہار کیا، جب اللہ کا قرآن سنایا، سب سے پہلا پتھر چچا کے ہاتھ سے لگا۔

بچانے والا کون؟

سرکار مدینہ ﷺ باہر تشریف لے گئے، چھاؤں میں آرام فرما رہے ہیں، تلوار آپ نے لٹکا دی، ایک کافر سر دست آپہنچا، اور آکر چپکے سے تلوار اتاری، اور نیام سے نکال کر سوت کر کہنے لگا، اے محمد ﷺ! آج تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ سرکار مدینہ ﷺ نے برجستہ فرمایا: اللہ، میرا اللہ بچائے گا، یک دم لرزہ طاری ہو گیا، اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔

سرکار مدینہ ﷺ نے فوراً تلوار اُٹھائی اور اس سے پوچھا کہ اب بتاؤ میری تلوار سے کون بچائے گا؟ کہنے لگا او آخر الزمان پیغمبر آپ امام الانبیا ہیں، آپ سے مجھے آپ کا اخلاق حسنہ بچائے گا، فرمایا: اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ (القلم) اے میرے محبوب تیرے اخلاق حسنہ کی قسم کوئی بدلہ نہیں، کسی قسم کا کوئی بدلہ نہیں لیا۔

کفار کے مظالم:

مشرکین مکہ، کفار مکہ کی پریشانیوں سے تنگ ہو کر پہاڑ کے درے میں ایک دن جا بیٹھے، اور بیٹھے بیٹھے سوچ رہے ہیں، الہ العلمین میرا اور میرے جانثاروں کا کیا حال بن گیا؟ کب ہماری خلاصی ہو گی؟ اچانک ابو جہل سامنے آ نکلا، پتھر اُٹھایا سرکار مدینہ کے سر مبارک میں دے مارا، یہاں بیٹھ کر کوئی اور پروگرام سوچ رہا ہے، لہو کی دھار نکلی دور جا کر پڑی، ایک عورت کی نظر پڑی اس نے آواز دی، اے قریش کے لوگو تمہارے یتیم کو مار دیا۔

ظلم در ظلم:

سرکار مدینہ جدھر سے گزرتے ہیں پتھروں کی بارش ہے، جہاں خدا کا نام لیتے ہیں، ریٹائی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، جس کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ اس نے غلامی کر لی ہے، وہی سرکار مدینہ کے غلاموں کو مارا جاتا ہے۔

رات چین نہیں، دن چین نہیں، کسی وقت بھی سکون میسر نہیں، ہر وقت پریشانی ہی پریشانی ہے۔

سرکار مدینہ بیت اللہ میں تشریف لے گئے، اللہ کے حضور میں جا کر دعا مانگوں گا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اچانک حرم کی طرف جا نکلا، میرے کانوں میں شور کی آواز آئی، میں نے سوچا کہ قبیلے آپس میں جھگڑے ہوں گے، خاندان آپس میں لڑے ہوں گے، کوئی ذاتی ان لوگوں کا جھگڑا ہو گا، بہت بڑا مجمع موجود ہے، سارے قریش موجود ہیں، جب میں مجمع کے

درمیان پہنچا، میری آنکھوں نے دیکھا کہ ایک ظالم نے سرکار مدینہ کے گلے میں کپڑا ڈال کر اتنے بل چڑھائے اتنے بل چڑھائے کہ نبوت کی آنکھیں باہر آگئیں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: او ظالمو نہ مارو خدا کا پیغمبر ہے، لاوارث سمجھ کر نہ مارو، کیا جرم کیا مجھے بتاؤ؟ قصور کیا ہے، ذرا بتاؤ تو سہی؟ میرے منع کرتے کرتے ایک ظالم آگے بڑھا، اور سرکار مدینہ ﷺ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اس زور سے جھٹکا دیا، کہ سرکار کے چہرے پر داغ آگئے۔

جتنی چھڑانے کی کوشش کی اتنی زیادہ مزاحمت کی، دو چاروں سے پوچھا او سردارو! کچھ تو انصاف کی بات کرو، قصور بتاؤ کیا ہے؟ جرم کیا ہے؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہنا شروع کر دیا، اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝۵ (ص) کیوں کہتا ہے کہ خدا کی ذات ایک ہے، کیوں کہتا ہے کہ معبود برحق ایک ہے، ایسی عجیب بات ہم نے کبھی سنی ہی نہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اتنا مارا کہ تیسرے روز جا کے ہوش آیا، جس نے کلمہ پڑھا اسی کی پٹائی ہے، جس نے اس وقت ساتھ دیا، آج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرنا بڑا آسان ہے، لیکن اس وقت کالی کملی والے کا دامن پکڑنا بڑا مشکل تھا۔

مسلم اور کافر کا مکالمہ:

مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ ہے دو سگے بھائی، حسین وجمیل نوجوان، کھاتے پیتے گھرانے کا، ناز ونعمت میں پلے، ایک پوشاک روزانہ تبدیل کرتا ہے، کئی کئی لباس بدلتا ہے، سرکار مدینہ ﷺ کی غلامی اختیار کر لی، بڑے بھائی کو پتہ چل گیا، ایک دن پکڑ کر کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ تو اس جادوگر کے پاس جاتا ہے، صحابی کہتا ہے کہ میں صرف جاتا نہیں میں تو ان کی غلامی اختیار کر چکا ہوں، بس غلامی کا نام لیا تو امتحان شروع ہو گیا، دعا کیا کرو اللہ امتحان سے بچائے (آمین)، آزمائش شروع ہوگئی، بڑا بھائی کہنے لگا کہ اگر تو نئے دین کو، اس کلمے کو چھوڑ دے، ساری جائیداد میں تیرے حوالے کر دوں گا میں تیرے نام لگوا دوں گا، صحابی کہنے لگا کہ اگر تو کفر کے زمانے کو چھوڑ دے، کفر کو چھوڑ کر میرے آقا کی غلامی اختیار کر لے، آج کے بعد میرے نام کی جائیداد تیری، کافر بھائی کہنے لگا کہ اگر تو اپنے پرانے دین پر لوٹ کر آجائے، میں اپنے نام کا باغ تجھے دوں گا، صحابی کہتا ہے اگر تو راہ حق اختیار کر لے، کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے، آج کے بعد میرے نام کا باغ تیرا، کافر کہنے لگا میں اپنے نام کی بکریاں تجھے دے دوں گا۔ صحابی کہنے لگا

کہ چل آج کے بعد میرے نام کی تیری ہوگئیں۔

زمین چھوڑ رہے ہیں، باغ چھوڑ رہے ہیں، بکریاں چھوڑ رہے ہیں۔ دونوں بھائیوں کی گفتگو گھر میں بیٹھی بیوی سن رہی ہے، وہ بڑی حیران ہے، یہ تو بڑا پکا مسلمان بن گیا، جائیداد بھی چھوڑتا ہے، باغ بھی چھوڑتا ہے، بکریاں بھی چھوڑتا ہے، میرا داؤ چلے گا میں زمانے بھر کی حسینہ ہوں، مجھ پر بڑا فریفتہ ہے، مجھ پر بڑا عشق ہے، باہر نکل کر سامنے آئی کہنے لگی: اے مسلمان بننے والے، او کلمہ پڑھنے والے، اگر تو مسلمان رہا تو آج کے بعد میں تیری نہیں، آج کون سا ہمارے زمانے کا آدمی تھا، صحابی کہنے لگا اگر تو میرے ساتھ کلمہ پڑھ کر مسلمان نہیں بنتی، تو میں کافرہ عورت کے منہ پر آج کے بعد تھوکنے کو بھی تیار نہیں، مذاق نہیں ہے، گھر اجاڑ لینا، ایمان قبول کیا نہیں کہ آزمائش شروع ہوگئیں، امتحان آرہا ہے، عورت کا معاملہ ہے، جس کے سامنے ہم سب جھک جاتے ہیں، جس کے سامنے ہماری چلتی نہیں، حضرت شیخ عطار تو بڑا عجیب کہتا ہے، آدمی اگر آدمی کو مارتا ہے تو تلوار کے ذریعے، بندوق کے ذریعے، رائفل کے ذریعے، کلہاڑی، چھری کے ذریعے۔ اور عورت کی مار بڑی عجیب ہے، سامنے کھڑی ہو کر دو دانت نکال دیتی ہے بندہ قتل ہوجاتا ہے، نہ گڑبڑ ہوئی نہ کسی کو پتہ چلا، بندہ قتل ہوگیا، جسے تم مسکرانا کہتے ہو، شیخ عطار بڑی عجیب بات کہتا ہے: ؎

قوت نیکی نہ داری بد نسکند
درد جو رستم بے حد نہ نکسند

اے لوگو! اگر نیکیوں کی طاقت نہیں تو بدیوں سے تو باز آجاؤ، عورت کہتی ہے کہ اگر تو دوبارہ اپنے دین پر لوٹ کر نہیں آتا تو یاد رکھ آج کے بعد میں تیری نہیں، صحابی کہتا ہے: کہ میں کافرہ عورت کے منہ پر آج کے بعد تھوکنے کو بھی تیار نہیں، بڑی حیران ہے کہ یہ تو بڑا پکا مسلمان بن گیا، تم سارے کے سارے جانتے ہو، خود بھوکا رہ سکتے ہو، ننگے رہ سکتے ہو، خود پریشانیاں اُٹھا سکتے ہو، لیکن بچوں کی پریشانی دیکھی نہیں جاتی، بچوں کے ننگ کو کوئی آدمی گوارہ نہیں کرسکتا، وہ کہتی ہے کہ یاد رکھ جن بچوں کو روزانہ دیکھ کر خوش ہوتا تھا، اس اولاد کو آج کے بعد کبھی تیرے سامنے نہیں آنے دوں گی، صحابی کہتا ہے: کہ ایسی کوئی بات نہیں اگر تم مجھے نہیں دوگی تو میں کفر کے زمانے کی اولاد پر ایک نظر بھی ڈالنے کو تیار نہیں۔

صحابی کی والدہ زندہ ہے دل میں سوچ رہا ہے کہ بیوہ اماں نے بڑی مصیبتوں سے ہمیں پالا

ہے اور مجھ سے بہت زیادہ پیار ہے، بڑی انس رکھتی ہے، میرے لیے چیزیں بچا کر رکھتی ہے، عجیب وغریب روزانہ لباس پہناتی ہے، وہ ضرور آئے گی، میری امداد کرے گی، کم از کم آ کر یوں کہے گی کہ چھوڑو تم نے میرے بچے کے ساتھ کیا جھگڑا شروع کیا ہے، چلو اپنا کام کرو، معاملہ رفع دفع ہو جائے گا، دروازہ کھلا، صحابی نے اماں کو آتے دیکھا دل میں تھوڑی سی تسلی ہونے لگی، میری اماں آ تو گئی، یہ وہ ماں ہے جس نے گود میں پالا ہے، جس نے یتیم سمجھ کر شفقتیں چھڑکی، جس نے ہر وقت نظروں کے سامنے رکھا، آتے ہی سب سے پہلے صحابی کی پگڑی پر ہاتھ ڈالا، آ کر کہنے لگی کہا اگر تو ان کا غلام بن چکا ہے تو میرا بیٹا نہیں، میرے گھر کی پگڑی تجھے اتارنی پڑے گی، او مسلمانو! ذرا دلوں میں خیال کرو، دشمن اگر ایسے کرے تو اور بات ہے اگر والدہ کرے تو پھر بہت تکلیف ہوتی ہے، اور یہ کیوں ایسا ہے، تو میں عرض کر رہا تھا کہ یہ لوگ تھے سیرت کے صحیح معنوں میں سمجھنے والے، اور سیرت بنانے اور اپنانے کا ڈھنگ انہی کو آتا ہے، اس مصیبت کے وقت میں جو رسول اللہ کے کام آئے، ادھر کلمہ پڑھا نہیں ادھر مصیبت سر پر آئی نہیں، آگ میں لیٹنا آسان تھا، اور کلمہ پڑھنا مشکل تھا اور آج ہم اور ہماری مثال تو ایسی ہے۔

لطیفہ:

ہندوستان کی بات کروں گا تم تو سارے جنید بغدادی بیٹھے ہو، لائل پور کے سارے لوگ ولی ہیں، ہندوستان میں ایک آدمی سسرال جانا چاہتا تھا شادی کے بعد پہلی مرتبہ اور جاتے جاتے ایک خادم ساتھ لے گیا، سسرال والے کنجوس تھے، انہوں نے داماد کو تو دودھ کا پیالہ دے دیا اور خادم کو لسی کا پیالہ، اور داماد پی کر کہنے لگا: الحمد للہ، اور وہ خادم پی کر کہنے لگا: الحمد للّی، یار کمال کر دیا ہے کیا؟ تم نے کبھی سپارہ نہیں پڑھا، مولویوں سے کبھی نہیں سنا؟ سنا ہے، کیا سنا ہے، یہی نہیں تو غلط پڑھتا ہے، اس نے کہا کہ غلط کیسے پڑھتا ہوں، دیکھو میں نے الحمد للہ پڑھا ہے، اس نے کہا کہ تو نے دودھ پیا ہے تیرا اللہ ٹھیک ہے میں نے لسی پی ہے میرا ایسی ٹھیک ہے۔

موت کی تلخی:

اس لیے کبھی ناز نہ کیا کرو کہ میں پار ہو گیا، بڑا مشکل مقام ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے، فرمایا امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے، او لوگو موت کے وقت کی پیاس سے پناہ مانگو، موت کے وقت جو پیاس لگتی ہے سمندر پلا دو

نہیں بجھتی۔اور حدیث کی کتابوں میں موجود ہے، سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: موت کی تلخی موت سے نہیں جاتی۔

سمجھانے کا انداز:

مدینہ منورہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں کہ آپ اُٹھ کر کہاں تشریف لے چلے، فرمایا ابو ہریرہ آؤ میں تجھے دنیا کی حقیقت دکھلا کر لاؤں، سرکار مدینہ ﷺ ساتھ لے کر چل دیے، ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ مجھے گڑھے پر کھڑا کر دیا، جس گڑھے میں انسانوں کی کھوپڑیاں پڑی ہوئیں تھیں، فرمایا ابو ہریرہ یہ کھوپڑیاں کل بڑے بڑے تاج سجاتی تھیں، بڑے بڑے ریشمی ڈوپٹے ان پر اوڑھے جاتے تھے، عطروں کی مالش کی جاتی تھی، موت آنے کی دیر تھی، آج دیکھ لے ان کو کتے گھسیٹتے پھرتے ہیں، کس کس حالت میں نہیں سمجھایا۔

سیرت اپناؤ:

فرمایا دنیا میں اسی طرح بسیرا کرو کہ جس طرح مسافر چند دن کے لیے ٹھکانا کرتا ہے، کبھی فرمایا کہ دنیا کا طالب کتے سے کم نہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان تمام چیزوں کی قدر دانی کی، اور ساری زندگی ایک لمحے کے لیے سیرت طیبہ سے دور نہ ہوئے، آؤ میں تمہیں خواتین کی بات بتاؤں، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد رحلت کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ہنسنا کیا، کبھی مسکراکر نہیں دیکھا، اور ہر وقت رویا کرتی تھیں اور کہتی تھی اے لوگو! تم نے کن ہاتھوں سے میرے ابا کی قبر پر مٹی ڈالی ہے؟

آج ہمیں نہ موت کا خوف ہے،

نہ اس اندھیری کوٹھڑی کی وحشت ہے،

نہ قیامت والے دن کا بھیانک منتظر ہمارے سامنے آتا ہے، جس کے بارے میں قرآن مجید کہتا ہے: يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ (الرحمٰن) پیشانی کے بال پکڑ پکڑ کر مردوں کی، عورتوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر، جہنم میں پھینک دیا جائے گا، اور آواز لگائیں گے فرشتے، او لوگو! یہ وہی جہنم ہے، جو تم قرآن میں سنا کرتے تھے،

امام الانبیاء ﷺ کے فرمان سنا کرتے تھے، لیکن تمہیں یقین کبھی نہیں آتا تھا، هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ. وہی دوزخ ہے جس پر تمہیں یقین نہیں آتا تھا۔

صحابیات کی اطاعت:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی پر چل کر سب کچھ کمالیا، ایک ایک سنت پر عمل کیا، ام حکیم عورت ہے، مرد تو مرد رہے عورت ہے، اور کس خاندان کی، ابوجہل کے بیٹے کی گھر والی ہے، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی گھر والی ہے، تکلیفیں دینے میں انتہا کی، اور ابوجہل کے دماغ میں ایک دن پلان آیا کہ سرکار جب تہجد کی نماز میں تشریف لے جاتے ہیں، تو راہ میں کنواں کھودو، ایک کنواں کھود ڈالا، اس پر گھاس ڈال کر اس پر مٹی ڈال دی، اور چاروں طرف چوکیدار، پہرے دار بٹھائے کہ جب وہ اس میں گریں تو ہر طرف سے پتھراؤ شروع کر دینا، گھر میں جا کر سونے لگا نیند تو آتی نہیں تھی، اللہ بے نیاز جو ہوا پھر اُٹھ کر آیا، کہنے لگا بات سنو میری، جی چوہدری صاحب کیا ہے؟ جب وہ اس میں گرے تو تم پتھر مارو گے، وہ ہم سے کسی کا نام لے گا، میں فلاں، ممکن ہے میرا ہی نام بیٹھے، چھوڑنا نہیں، کہنے لگے بہت اچھا، کچھ دیر جا کر کے نیند کی، دماغ میں کھجلی اُٹھی، دیکھ کر تو آؤ جو محافظ چوکیدار بٹھائے ہوئے تھے، خیال ہی نہ رہا کہ کنواں کہاں تھا، اس کے اندر گر گیا، اب لگے پتھر چاروں طرف سے، ارے رکو ٹھہرو میں عمرو ابن ہشام ہوں، میں تمہارا چچا ہوں، تمہارا باپ ہوں، کہنے لگے دیکھا نا ہمارا چوہدری کہتا تھا نا، یہ نام سن کر اور مارے پتھر، مار مار کر گنجا کر دیا۔ سیرت کے دشمن یوں مار کھاتے ہیں، اور جنہوں نے سیرت پاکیزہ کو اپنایا، جنہوں نے دُکھ اٹھائے، پریشانیاں جھیلیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اونچا کر دیا۔

سنت کی ادائی میدان جہاد:

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا کو ایک جنگ کے موقع پر خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ایک صحابی کہنے لگا: میرے ساتھ نکاح کر لے، توجہ کرنا اپنا معاشرہ بھی دیکھو، اپنا ماحول بھی دیکھو اور صحابہ کا بھی دیکھنا، تلواریں چل رہی ہیں، گردنیں کٹ رہی ہیں، لہو بہہ رہا ہے، ایک صحابی ایک عورت کو کہتا ہے کہ میرے ساتھ شادی کر لے، کم از کم کہہ تو سکتی تھی کہ اللہ کے بندے کچھ سوچ تو سہی، یہاں پر شادیاں ہو رہی ہیں، صحابیہ جانتی تھی کہ شادی صرف اولاد کے لیے نہیں کی جاتی، یہ نبی کی سنت بھی ہے۔ کہنے لگی: خالد بن سعید کم از کم جنگ ہو جانے دو، حالات سازگار نہیں، مجھے شادی

سے انکار نہیں، یہ نہیں کہا کہ میں کیوں کرلوں، اگلی بات سنو ذرا توجہ کرنا، خالد بن سعید فرمانے لگے اے ام حکیم میں اس لیے جلدی کر رہا ہوں، اس لیے تجھے نکاح کا پیغام دے رہا ہوں، کہ کل نہیں تو پرسوں اس جنگ میں شہادت یقینی ہے، میں اس جنگ سے بچ کر نہیں جا سکتا، تو کہہ سکتی ہے کہ جب مرنا ہے تو مجھے خواہ مخواہ بیوہ بنانا ہے، ایک دن کے لیے شادی کرنی ہے صرف، ام حکیم کہتی ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے تو میں اس وقت نکاح کے لیے تیار ہوں، تلواریں چل رہی ہیں، گردنیں کٹ رہی ہیں، خالد بن سعید اور ام حکیم کا نکاح ہوا، ایک رات بسیرا ہوا، صبح ایک طرف حضرت خالد بن سعید نے تلوار چلانی شروع کر دی، ادھر ام حکیم کہتی ہے: کہ خالد بن سعید یہ نہ سوچنا کہ پیچھے رہنے والی عورت ہوں، تلوار لے کر کافروں میں گھس گئی، سات کافروں کی گردنیں کاٹ دیں، یہ برکت تھی اتباع سنت کی، اور اگلے روز خالد بن سعید شہید ہو گئے۔

سنتوں کی قدر کرو:

تو ہمارے یہاں سنتوں کی کیا قدر ہے؟ ارے جن حضرات کو قدر تھی، آج لوگ نجانے ان کو کیا کہتے پھرتے ہیں، ان کی سمجھ میں نہیں آتا، کہ عشق رسول کا اظہار کس صورت میں ہوتا ہے، تم مدینے پاک جاؤ گے میری دعا ہے کہ اللہ ہر ایک کو مدینے پاک کی زیارت نصیب فرمائے (آمین) تم پندرہ دن ٹھہرو گے تم دس دن قیام کرو گے، ایک مہینہ قیام کرو گے۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا عشق رسول ﷺ:

لیکن مجھے ایک جوان ایسا نظر آتا ہے، جس نے اٹھارہ برس تک روضہ اقدس کی جالیوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر کالی کملی والے کی حدیث کا درس دیا، تنخواہ لے کر نہیں، وظیفہ کھا کر نہیں، بل کہ اہل مدینہ جو سبزیوں ترکاریوں کے چھلکے پھینک دیتے ہیں، ان چھلکوں کو رات کے اندھیرے میں شام کو اٹھا لیتے ہیں، پانی میں بھگو کر چاقو سے اس کے ٹکڑے بنا لیتے ہیں، حسین احمد ان ٹکڑوں کو نگلنے کے بعد اوپر سے پانی پی کر ریاض الجنۃ میں کھڑے ہو کر تہجد کی نماز میں خدا کا قرآن پڑھتا ہے اٹھارہ برس، کوئی معمولی آدمی تھوڑا ایسے کر سکتا ہے، اور خود ہی فرماتے ہیں کہ چھٹانک چھٹانک مسور کی دال گھول کر سارا خاندان پی پی کر گزارا کر لیا کرتا تھا۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اور طالب علموں کی قدر:

قطب عالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ حدیث کی کتاب کی تعلیم دے رہے ہیں، رسول

اللہ ﷺ کی حدیث پڑھا رہے ہیں، یکا یک بارش آنی شروع ہوگئی، طالب علم کتابیں اُٹھا کر کمروں کی طرف چلے گئے، جوتیاں بھیگنی شروع ہوگئیں حضرت نے دیکھا کہ طلبا کی جوتیاں بارش میں بھیگ رہی ہیں، چادر بچھائی اور ساری جوتیاں اُٹھا کر اس میں رکھ لیں اور سر پر رکھ کر چل دیے، طالب علموں کی نظر پڑی، حضرت جی جانے دو ہم اُٹھالیں گے، فرمایا تم نہیں جانتے، فرمایا سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث پڑھنے والے طالب علموں کی جوتیاں اُٹھانے میں نجات ہے، انہیں لوگوں کے بارے میں فرمایا: فرماتے ہیں! ؎

بڑی مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور میخانہ

حضرت ضامن شہید رحمہ اللہ کی کرامت:

انہیں لوگوں کے بارے میں ہے: حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ لباس عمدہ پہن کر غسل کر کے آگئے اور کہنے لگے: حضرت جی آج تو میرا جی چاہتا ہے فرمایا کس چیز کو، بس آج میرا جی چاہتا ہے، بتا تو سہی کس چیز کو، کہنے لگے گنگوہی آج شاملی کا میدان ہو، تیری گود ہو، میرا سر ہو، انگریز کی گولی ہو، میرا سینہ ہو، اور تیری زبان ہو، اور سورۃ یٰسین کی تلاوت ہو رہی ہو، اور اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں، اس لیے ؎

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جنہیں مرنا نہیں آتا انہیں جینا بھی نہیں آتا

مغرب سے پہلے اسی طرح حافظ ضامن شہید کو گولی لگی، اور حضرت گنگوہی یوں ہی سر گود میں لیے ہوئے سورۃ یٰسین پڑھ رہے تھے، اور حافظ صاحب دنیا سے رخصت ہو رہے تھے، آج تمہارا ادویات پر یقین ہے، آؤ علما دیوبند کا کیسا یقین ہے، حضرت نانا توی کی چیخ نکلی، حضرت گنگوہی کمانڈر تھے، دوڑے آئے فرمایا، کیا بات ہے؟ حضرت جی یہاں پیشانی میں گولی لگی ہے، اور سر میں ٹھہر گئی ہے، میری نظر جواب دے گئی، مجھے نظر نہیں آتا، گنگوہی اُٹھے اور دعا کی: ایک گولی آئی جو پہلے گولی کو بھی نکال کر لے گئی، خون کا فوارہ دور جا کر پڑا، حضرت گنگوہی آگے بڑھے، اور درود شریف پڑھ کر حضرت نانوتوی کی پیشانی پر دم کر دیا گولی تھی نہ گولی کا نشان تھا، ہم آج درود شریف میں برکت نہیں جانتے۔

مرزا جان جاناں شہید جامع مسجد دہلی کے زینے پر زخمی پڑے ہیں گولی سینے میں موجود ہے، لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ہر سانس میں درود شریف کی آواز آیا کرتی تھی، لیکن آج تیسرا دن ہو گیا درود شریف کیوں منہ سے سنائی نہیں دیتا، فرمانے لگے تمہیں علم نہیں، میرے سینے میں گولی ٹھہر گئی ہے، گولی بارود کی بنی ہوئی ہے، اے لوگو! سینے میں بدبودار گولی لے کر آقا کی ذات گرامی پر درود شریف پڑھتے ہوئے مجھے شرم آرہی ہے، کیا عجیب منظر تھا ان لوگوں کا، عاشق تو یہ تھے میرا تیرا عشق ہے کہاں؟

دین کے لیے آزمائش:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک جنگ کے موقع پر، اندازہ لگاؤ امن سکون تو علیحدہ رہے نا، جنگ کے موقع پر فرماتے ہیں کہ ایک جنگ میں ہمیں دو مہینے تک لڑائی کرتے ہوئے ہو گئے، تلوار چلاتے ہوئے ایک کھجور کا دانہ رات دن میں چوبیس گھنٹے میں خوراک ملتی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راشن دیکھو، محمد ﷺ کی فوج کا راشن دیکھو، ایک کھجور کا دانا اور بلکہ امام ابو جعفر طحاوی لکھتے ہیں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ایک کھجور کا دانا اور اس میں شامل صحابی تین، وہ یہ کہتے تھے کہ اس کے ساتھ بنے گا کیا؟ کیا تو ان کے ہاں تھا ہی نہیں، ایک صحابی جس کے حصے میں گٹھلی آئی، ایک کھجور میں تین جو شریک تھے، جس کے حصے میں گٹھلی آئی ذرا سا ساتھ لگا ہوا، اشارہ کر کے صحابی کہنے لگا اس گٹھلی سے تیرا کیا بنے گا؟ کہنے لگا تجھے کیا معلوم۔ یہ گٹھلی منہ میں رکھ کر چوستا رہتا ہوں، میرے پیٹ میں شہد کی طرح خوراک جاتی ہے، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، اور ان کا شاگرد کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے یہ بات سنائی، میں نے رونا شروع کر دیا، فرماتے ہیں ارے روتا کیوں ہے؟ اگلی بات تو سن لے، ہمیں اس وقت اس کھجور کے دانے کی قدر ہوئی، جب وہ بھی نہ ملی، وہ جو رات دن میں کھجور کا ایک دانا ملا کرتا تھا، ایک وقت وہ آیا کہ وہ بھی نہ ملا، صحابہ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے درختوں کے پتے چبانے شروع کر دیے، پھر موسم خزاں آگیا، پھر ہرے پتے بھی نہ ملے، خشک پتوں کو پانی میں بھگو بھگو کر چبا لیتے تھے، اور پانی کا گھونٹ پی کر قرآن پڑھتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کرتے تھے، کمال تھا ان حضرات کا، اس لیے قرآن کہتا ہے کہ:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَٰرَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝١٠ (الصف)

اے ایمان دارو آؤ ہم تمہیں بتائیں کہ کامیابی والی تجارت کون سی ہے، جو تمہیں دردناک

عذاب سے بچالے۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ (الصف:۱۱)

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والے لوگو، آؤ میدان میں، اسلام کی عظمت کے لیے گردنیں کٹادو۔

حضور ﷺ کی تابعداری کرو:

تو میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ایمان کو مضبوط کرو، اور حضور ﷺ کی تابعداری اتنی کرو، اتنی کرو، کہ میدان حشر میں آقا خود بلائیں آجا تو میرا ہے، میں تیرا ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو دین احمد ﷺ کا خادم اور غلام بنائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ (آل عمران)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

قرآن کریم کی یہ آیات، تیسرے پارے سورۃ آل عمران کی چند آیات ہیں۔ پروردگار عالم

نے امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان، آپ ﷺ کا مرتبہ، آپ ﷺ کی عظمت، آپ ﷺ کی بزرگی کو بیان فرمایا، اس وقت کا ذکر فرمایا: جب نہ چاند تھا، نہ سورج تھا، نہ ستارے تھے، نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی، نہ سمندر تھے، نہ دریا تھے، نہ پہاڑ تھے، نہ درخت تھے، کوئی چیز نہ تھی اللہ کی ذات کے سوا، یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ وتقدس نے اس وقت کا ذکر خیر فرمایا جب خالق کائنات نے دنیا بنائی ہی نہ تھی اس کے علم میں سب کچھ تھا، عالم ارواح میں سب کچھ تھا، چرند، پرند، درند، اچھائی، برائی کوئی بھی نہیں بنی تھی۔

عالم ارواح میں جلسہ:

مالک کائنات نے حضور کریم ﷺ کی شان کی بلندی بیان فرمانے کے لیے ظاہر کوئی رسول نہیں ہوا تھا، کوئی نبی نہیں آیا تھا، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا کرام علیہم السلام کی روحوں کو اللہ پاک نے جمع فرمایا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر محمد عربی ﷺ تک تمام انبیا کی روحوں کو جمع فرمایا، ایک جلسہ فرمایا، اس جلسے کی شان کا کیا کہنا جس جلسے کی صدارت خود خدا نے کی ہو، اور اللہ رب العلمین جلسے کا خود صدر بنا ہو، اس جلسے کا کیا کہنا جس کے سامعین اور جلسے میں شریک ہونے والے شرکاء ابراہیم علیہ السلام ہوں، موسیٰ علیہ السلام ہوں، نوح علیہ السلام ہوں، آدم علیہ السلام ہوں، عیسیٰ علیہ السلام ہوں، محمد عربی ﷺ ہوں، سارے رسول، سارے نبی، سارے پیغمبر جس اجلاس میں اکٹھے ہوں، کیا کہنا اس اجلاس کا؟

اور جس غرض کے لیے اللہ پاک نے اکٹھے فرمائے، جمع فرمائے، اس غرض کا کیا کہنا؟ اس مقصد کا کیا کہنا؟ اس مطلب کا کیا کہنا؟ جس مقصد کے لیے اللہ نے تمام نبی اپنے دربار میں بلائے، بڑے سے بڑا نبی، چھوٹے سے چھوٹا پیغمبر، تمام کے تمام موجود ہیں، شریک ہیں، اس لیے ان سب کو اکٹھا فرمایا، اس لیے ان سب کو جمع فرمایا تاکہ آمنہ کے دریتیم، رسول کریم ﷺ کی سرداری کا عالم ارواح میں ڈنکا بجادیا جائے، یعنی آپ ﷺ کی اس وقت سرداری تسلیم کروائی جائے جب دنیا میں کوئی چیز نہ تھی۔

چار جہان:

اصل مسئلہ میں آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں اللہ پاک نے فرمایا:

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾" (الانبیاء)

میں نے آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لیے سردار بنا کر بھیجا، رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، اب عالم چار ہیں۔ ایک عالم ارواح، ایک عالم دنیا، ایک عالم برزخ، اور ایک عالم آخرت۔ اللہ پاک نے اپنے محبوب کریم ﷺ کی چاروں عالموں میں، چاروں جہانوں میں سرداری بیان فرمائی۔ پھر بھی اگر لوگ کہیں کہ یہ لوگ حضور ﷺ کو نہیں مانتے، اب یوں کہو کہ ہم نبی کو مانتے ہیں تجھے نہیں مانتے، تیری رسومات کو نہیں مانتے، تیری خرافات کو نہیں مانتے، تیری بکواس کو نہیں مانتے، تو کون ہوتا ہے اپنی رسومات ہم سے منوانے والا؟

عظمت مصطفوی ﷺ کا اقرار انبیا علیہم السلام سے:

کتنی بڑی مالک کائنات نے عظمت بیان فرمائی، عطا فرمائی حضور کریم ﷺ کی، کہ ابھی دنیا کا وجود نہیں، دنیا وجود میں نہیں آئی، آسمان نہیں، زمین نہیں، ستارے نہیں، چاند نہیں، دن نہیں، رات نہیں، کوئی چیز نہیں۔

اللہ پاک نے تمام انبیا علیہم السلام کو جمع فرمایا ہوا ہے، سارے انبیا کو اللہ پاک نے جمع کر کے ایک قرارداد رکھ دی، سبحان اللہ، خود اللہ پاک نے قرارداد پیش کی، فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ، اللہ پاک نے سارے نبیوں، سارے رسولوں، سارے پیغمبروں سے، اپنے خاص بندوں سے، ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں سے، ذبیح اللہ بھی ہیں، خلیل اللہ بھی ہیں، کلیم اللہ بھی ہیں، نوح نجی اللہ بھی ہیں، آدم بھی ہیں۔

سب کو جمع کر کے فرمایا: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ، اللہ پاک نے قرارداد رکھ دی، مقصود رکھ دیا، جمع کرنے کا مقصد رکھ دیا، غرض رکھ دی۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ (آل عمران: ۸۱)

اے میرے رسولو! اے میرے نبیو! اے میرے پیغمبرو! اے تورات والے، انجیل والے، زبور والے، صحائف والے، میری شریعت کو ماننے والو، میری خدائی کو تسلیم کرنے والو، میری کبریائی کو ماننے والو، میری عظمت کو ماننے والو، میری توحید کو ماننے والو، میری یکتائی کو ماننے والو، میری خالقیت کو ماننے والو، میری جباریت اور قہاریت کو ماننے والو، میری رحیمی کریمی کو ماننے والو!

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ (آل عمران: ۸۱)

میں آج تم سے ایک اقرار لینا چاہتا ہوں، ایک میں نے دستاویز تمہارے سامنے رکھ دی،

میں تم سب سے دستخط کرانا چاہتا ہوں، ایک اقرار نامہ تمہارے سامنے رکھ دیا، ایک دستاویز تمہارے سامنے رکھ دی، میں نے قرارداد پیش کی، تم اس کی تائید کرو، مطلب یہ ہے، اگر تم تائید نہیں کرو گے تو یہ قرارداد نہیں چلے گی، یا یہ دستاویز نہیں چلے گی، یہ بات نہیں۔ اللہ پاک کا تو سب کچھ چلتا ہے، فرمایا:

"اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۳۵﴾" (مریم)

تمہارے دستخطوں کی مجھے ضرورت نہیں، تمہاری تائید کی مجھے کوئی ضرورت نہیں، تمہارے ہاتھ اٹھوانے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں، مجھے اپنی ہاں میں ہاں منوانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں بے پرواہ، میں بے نیاز۔

وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۱۵﴾" (فاطر)

مجھے تو کوئی ضرورت نہیں، نہ میں نبیوں کا محتاج، نہ میں رسولوں کا محتاج، نہ میں پیغمبروں کا محتاج، میں کسی کا محتاج نہیں، اس معاملے میں مجھے محتاجی کوئی نہیں۔

صرف قیامت تک کے لوگوں کو شان مصطفائی بتانا چاہتا ہوں کہ تمہیں اس آنے والے پیغمبر ﷺ کی عظمت کا پتہ چل جائے، شان کا پتہ چل جائے، مرتبہ کا پتہ چل جائے، ان کی بزرگی کا پتہ چل جائے، اسے کوئی قرارداد پر تائید کرانے کی ضرورت نہیں ہے، اس نے کسی حکومت کو تھوڑا ہی بھیجنا ہے؟ فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ (آل عمران: ۸۱)

میرے نبیو! میرے رسولو! میرے پیغمبرو! میری نبوت کا تاج اوڑھنے والو! میری شریعت کو تسلیم کرنے والو! میری توحید کا ڈنکا بجانے والو! اے نوح تو ہزاروں سال میری توحید کا ڈنکا بجائے گا، پتھر بھی کھائے گا، زخم بھی کھائے گا، مار بھی کھائے گا۔

اے صالح! اے یوسف تم بڑے بڑے درد اٹھاؤ گے، بڑے بڑے دکھ اٹھاؤ گے، میری توحید کی وجہ سے، لیکن میں ساتھ ساتھ تمہیں بتانا چاہتا ہوں، جہاں میری خدائی کا ڈنکا بجاؤ گے، وہاں میرے محبوب کی مصطفائی کا ڈنکا بھی بجاؤ گے، تمہارے ذمہ وہ کام لگ گیا، میری شریعت کا اعلان کرو، میری یکتائی کا اعلان کرو، میری وحدانیت کا اعلان کرو، مار کھاؤ، ہڈیاں ختم کروادو۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ (البقرہ: ۶۱)

ایک ایک دن میں ستر ستر نبیوں کی گردنیں اڑادی گئیں، نبی کسی پر ظلم نہیں کرتے، نبی گناہوں

سے معصوم ہوتے ہیں، نبی جرم نہیں کرتا، نبی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا۔

خدا کی قسم! اس بات پر پیغمبروں کی گردنیں کاٹ دی گئیں، اللہ ایک ہے، مشکل کشاء وہ ہے، حاجت روا وہ ہے، کسی نبی نے معاذ اللہ چوری نہیں کی، کسی پیغمبر نے ڈاکہ نہیں مارا، اس جرم کی پاداش میں ایک ایک دن میں ستر ستر نبیوں کی گردنیں اڑا دی گئیں، قرآن پاک کہتا ہے، اللہ پاک نے فرمایا:

"مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ" (آل عمران: ۸۱)

میرے رسولو! میرے نبیو! میرے پیغمبرو! میرے برگزیدہ بندو! اے میرے چھانٹے ہوئے میرے نمائندو! میرا کلام لوگوں تک پہنچانے والو!

لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

تمہیں میری کتابیں ملیں گی، تمہیں رسالت ملے گی، تمہیں نبوت ملے گی، تمہیں میری کتابیں ملیں گی، تمہیں پیغمبری ملے گی، تمہیں میرا نمائندہ ہونے کا شرف ملے گا۔

لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

یہ سب کچھ میری طرف سے ملے گا۔ پتہ چلا نبوت اللہ پاک کی طرف سے ملتی ہے نہ کوشش کرنے سے ملتی ہے، نہ زیادہ عبادت سے ملتی ہے، نہ بادشاہوں کے بنانے سے کوئی نبی بن سکتا ہے، نہ دنیا ساری بنائے، ساری نبی مانے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں اس کا شیطان سے زیادہ کوئی مقام نہیں۔ نبوت وہ خداوند کریم تاج نبوت اوڑائے۔

حضور ﷺ آخری نبی ہیں:

اندازہ لگاؤ، بڑے دکھ کی بات ہے کہ ذرا کلیجے پر ہاتھ رکھ کر سوچو جس نبی ﷺ کا رات دن کلمہ پڑھتے ہو، جس نبی ﷺ کا امتی بنے پھرتے ہو، جس نبی ﷺ کی شفاعت کی امید لیے بیٹھے ہو، جس نبی ﷺ کے غمگسار ہونے کی امید لیے بیٹھے ہو، اس نبی ﷺ کے بعد کسی اور بدبخت کو نبی ماننا یہ (نعوذ باللہ) کالی کملی والے ﷺ کی ختم نبوت کی توہین نہیں ہے؟

کئی دفعہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اس قادیانی کو اچھے پڑھے لکھے نبی مانتے ہیں، لکھے پڑھے ہوئے تو زیادہ گمراہ ہوتے ہیں، کسی کو نوکری کا لالچ آ گیا، کسی کو چھوکری کا لالچ آ گیا، مان بیٹھے۔

میرا ایمان ہے، میرا یقین ہے، میرا عقیدہ ہے کہ محمد عربی ﷺ کی نبوت کو چھوڑ کو بغیر دنیا کے لالچ کے کوئی کسی کو نبی مان ہی نہیں سکتا؟

اتنا عظیم نبی ہمارا، اتنا شان والا نبی، ابھی دنیا کی کوئی چیز بنی نہیں، اور کالی کملی والے ﷺ کی نبوت کا ڈنکا بجایا جا رہا ہے فرمایا: ثُمَّ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ (آل عمران: ۸۱)

میرا محبوب آئے گا، میرا کالی کملی والا آئے گا، آمنہ کا در یتیم آئے گا۔

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ (آل عمران: ۸۱)

تم تمام کے تمام اس کا اعلان کرنا، اس کی عظمت کا اقرار کرنا، اس کی شان کو تسلیم کرنا۔

نبیوں کے نبی:

کیا ماننے والے نبی، پیغمبر اور رسول ہوں، اور منوانے والا خدا ہو، کون انکار کر سکتا ہے؟ لیکن بات کو پکا کرنے کے لیے کبھی قرآن کریم کا ترجمہ بھی پڑھ لیا کرو، خدا تمہیں قرآن نصیب فرمائے۔ (آمین)

مسجدوں میں، گلیوں میں، بازاروں میں، جو بکواس کر دے تم اسی کو تسلیم کرتے ہو، اسی وجہ سے کہ تم دین کا علم نہیں سیکھتے، قرآن کریم کا ترجمہ نہیں پڑھتے، محمد عربی ﷺ کی احادیث پاک نہیں پڑھتے، ورنہ ایسا کبھی نہ ہو، اللہ پاک نے فرمایا اور نبیوں نے مان لیا، بس بات ختم ہونی چاہیے تھی۔

لیکن بات کو اور مضبوط کرنے کے لیے اور پکا کرنے کے لیے اور شان دار بنانے کے لیے اللہ پاک پوچھتے ہیں:

قال ءاقررتم ۔ اے کاش تم عربی جانتے، قرآن سمجھتے، خدا کی قسم! کلیجہ پھٹ جاتا، اور خدا پوچھتا ہے، قال ءاقررتم ۔ کیا تم نے میرے محبوب کی مصطفائی کا اقرار کر لیا؟ کیا تم نے اقرار کر لیا؟

قالوا اقررنا سارے نبیوں کی روحوں نے کہہ دیا رب العالمین ہم سب نے قرار کر لیا اور مان لیا اب تو بات ختم ہونی چاہیے تھی۔

لیکن اب بھی فرمایا: اس پر گواہ ہوں، تم بھی گواہ رہنا، میں خدا نے تم کو یہ سب کچھ بتا دیا، کہ مجھے اپنی کبریائی کی قسم! اگر میں اپنے محبوب کو نہ بناتا، یہ دنیا ہی نہ بناتا۔ انبیا نہ ہوتے، رسول نہ ہوتے، چاند نہ ہوتا، سورج نہ ہوتا، آسمان نہ ہوتا، ستارے نہ ہوتے، دن رات نہ ہوتے، یہ کائنات نہ بستی۔

اللہ پاک نے سارے نبیوں کو جمع کر کے دستاویز پر دستخط کرا کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ ساری کائنات کملی والے ﷺ کا صدقہ ہے۔

فرمایا: تم بھی گواہ رہو، میں بھی گواہ ہوں، اس بات پہ پکے رہنا، ایک اور دنیا کے قانون کی بھی یہ عادت ہے کہ ایک قانون بنایا کہ جو اس کے خلاف کرے، اس کی سزا بھی سناتے ہیں، کہ جو ایسا نہیں کرے گا اس کو یوں سزا دی جائے گی، اللہ اکبر، اللہ پاک نے سزا بھی بتا دی، فرمایا:

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ (آل عمران)

جو ایسا نہیں کرے گا، یہ لوگ فاسق ہو کر مریں، ایمان سے خالی مریں گے۔

کس وقت میں دستاویز تیار کی، کس کے لیے عظمتوں کے ڈنکے بجائے جا رہے ہیں، کس کے لیے اقرار کیے جا رہے ہیں، خدا نے نبیوں سے اقرار لیا، اور میں نے بھی اور آپ نے بھی اقرار کیا، لا الہ لا اللہ محمد رسول اللہ، ہم نے اقرار کیا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور کالی کملی والے ﷺ کے سوا ہمارا رسول کوئی نہیں، ہم روزانہ اقرار کرتے ہیں، اللہ کی وحدانیت کے سوا کسی کو نہیں مانیں گے، اور نبی ﷺ نے جو فرما دیا، ہم اس کی پابندی کریں گے سزا بھی آ گئی، عظمت بھی آ گئی، قانون بھی آ گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق:

اب شروع ہوا مسئلہ، کافی دنوں چلے ان شاء اللہ یہ مضمون، اللہ پاک ہم سب کو حضور کریم ﷺ کے صدقے میں معافی عطا فرمائے۔ (آمین)

اب چلا ہے ذرا سلسلہ، دنیا بن گئی، آسمان زمین بن گئے، انسان نہیں آیا ابھی دنیا میں سب سے پہلا انسان، سب سے پہلا آدمی سیدنا آدم تشریف لائے، اللہ پاک نے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا، وہ ماں کے بغیر بھی پیدا کر سکتا ہے، باپ کے بغیر بھی پیدا کر سکتا ہے، کہیں ماں باپ یہ نہ لہیں کہ اولاد ہم بناتے ہیں، ایسا نہیں ہے، اس نے اپنی قدرت کا نمونہ پہلے دکھا دیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت بیٹے کو:

سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ پاک نے جنت میں داخلہ عطا فرمایا، جنت میں عمر بسر ہوئی، جنت الفردوس میں رہتے تھے آدم، دنیا میں بھیج دیے گئے، بتانا تھا دنیا کو، حضرت شیث بیٹے ہیں آدم علیہ السلام کے، آخری وقت میں حضرت آدم علیہ السلام نے ان کو بلایا اور فرمایا: میرے بیٹے، میری ایک وصیت قبول کر، میری آخری بات سن، جی ابا فرماؤ، فرمایا: جب بھی کوئی مشکل وقت آئے، جب بھی کوئی مصیبت آئے، جب بھی کوئی پریشانی آئے، اللہ پاک سے مانگنا، اس

کے دربار میں جھولی پھیلانا، اس کے سامنے دامن پھیلانا، اس کے دروازے پر گداگری کرنا، اس کے دروازے پر اپنے سر کو جھکانا۔ اور جب کوئی مصیبت آئے، دعا مانگنا اس مالک کائنات سے، لیکن دعا سے پہلے محمد کریم ﷺ کی ذات پاک پر درود پڑھنا، ابھی تو لاکھوں برس رہتے ہیں حضور کریم ﷺ کے تشریف لانے میں۔

حضرت شیث علیہ السلام نے فوراً پوچھا، میرے ابا! ابوالبشر آپ ہیں، ساری انسانیت کے باپ ہیں، سارے جہان کے سردار آپ ہیں، اللہ پاک نے انسانیت کا سلسلہ آپ سے شروع فرمایا، یہ درود کس کے نام پڑھوا رہے ہو، یہ کون ہیں؟

فرمایا بیٹا میں جنت میں رہ کر آیا، بڑا وقت گزار کر آیا، میں نے جنت میں رہائش رکھی، میں نے جنت میں سونے چاندی کی اینٹوں پر، سرخ یاقوت کے مکانوں کے دروازوں پر، اور سبز یاقوت کے مکانوں پر، اور مشک وعنبر وزعفران کے بنے ہوئے قدرت کے دروازوں پر اور جنت کی ایک ایک نہر پر، اور جنت کے درختوں کے ایک ایک پتے پر، میں نے کالی کملی والے کا نام دیکھا ہے، "ﷺ"

اس لیے میں نے کہا ہے کہ درود پاک پڑھنا، اس سے بھی اور تھوڑے پیچھے چلو، تاکہ ذہن میں بات پختہ بیٹھ جائے اور تم اپنے حلقے میں، اپنی گلیوں میں، اپنے محلے میں جا کر کہہ سکو کہ قاری حنیف پیغمبر خدا ﷺ کو کیا مانتا ہے۔ کتنا بڑا مانتا ہے، کس حیثیت سے مانتا ہے، پتہ چلے، یہ تو میں نے آخری وقت کی بات کر دی، اسے بھی یاد رکھنا، اور پیچھے چلو۔

فضیلت درود پاک:

جناب آدم علیہ السلام ہیں تو جنت میں لیکن اکیلے ہیں کوئی چیز بھی نہیں بنی، ایک جوڑا دنیا میں آیا ہے، لیکن محبوب خدا، اللہ پاک اپنے محبوب کریم ﷺ کی ذات اقدس پر درود پاک پڑھنے کے لیے اس کو قیمت بنا رہے ہیں کہ اس حوا کے حق مہر کی قیمت جو ہے وہ بیس مرتبہ درود پاک ہے "ﷺ" اور یہی وجہ ہے کہ مضمون تو آگے چل کر آئے گا۔ کہ اللہ پاک نے قرآن کریم میں یہ کہہ کر نہیں فرمایا کہ: میں بھی نماز پڑھتا ہوں، تم بھی نماز پڑھو، میں بھی روزہ رکھتا ہوں تم بھی روزے رکھو، میں بھی زکوۃ دیتا ہوں، تم بھی زکوۃ دو، میں بھی حج کرتا ہوں، صرف ایک عبادت ایسی، اور ایک کام ایسا اللہ پاک نے اعلان کر دیا، فرمایا: ان اللہ وملئکتہ. میں خدا اور

میرے سارے فرشتے، یصلون علی النبی، محبوب کریم ﷺ کی ذات پر درود بھیجو۔ اے لوگو میں بھی درود بھیجتا ہوں، جبرائیل بھی بھیجتا ہے، سارے فرشتے بھیجتے ہیں، تم بھی درود بھیجتے رہنا، یعنی درود شریف پڑھنا ایسی عبادت ہے جس میں خدا بھی اس میں ہمارے ساتھ شامل ہے، فرشتے شامل ہیں، ابھی یہ مضمون نہیں لیکن بات چل رہی ہے اب ظاہر بات ہے کہ قرآن کریم کس پر نازل ہوا؟ حضرت محمد رسول ﷺ کی ذات پر 22 برس 5 مہینے 15 دن میں بتدریج قرآن کریم پورا ہوا۔

سمجھ لو بات کام آئے گی، عقیدہ بنالو، قبروں میں یہ بات کام آئے گی، ان شاء اللہ عقیدہ بناؤ گے تو۔

عاملین قرآن:

قرآن کریم کی جب آیت اترتی تھی، نازل ہوتی تھی، اور حضور کریم ﷺ صحابہ کو سناتے تھے، بتاتے تھے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آیت کی تفصیل بھی پوچھتے تھے کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ کیوں، انہوں نے عمل کرنا تھا، وہ تو اتنے پکے تھے کہ قرآن کریم پڑھتے پڑھتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آگے نکل گئے، اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے، قرآن کریم کے پڑھنے میں، تو کسی نے پوچھا تیرا عمر ذہن کمزور ہے؟ کہا نہیں حافظہ کمزور ہے؟ نہیں، پھر پیچھے کیوں رہ گئے؟ اللہ اکبر، فرمایا: میں جو قرآن سیکھتا ہوں، اس پر پہلے عمل کرتا ہوں، اگلے دن پھر دوسرا سبق لیتا ہوں۔

نماز کی آیت آتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ نے نماز پڑھا کر دکھایا کہ رکوع یوں کرنا۔ اب قرآن میں ہے: وَارْكَعُوا رکوع کرو، اگر حضور ﷺ رکوع کر کے نہ دکھلاتے، تو کیا پتہ چلتا کہ رکوع کسے کہتے ہیں، اور کس طرح ہو، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ پڑھیں، ہاتھ کہاں رکھیں، نگاہ کہاں ہونی چاہیے، پیر کس طرح ہونے چاہیے، کمر کس طرح ہونی چاہیے، سر کس طرح ہونا چاہیے، یہ کیسے پتہ چلا؟

اور اسی طرح قرآن نے کہا: وَاسْجُدُوْا سجدہ کرو، حضور کریم ﷺ نے سجدہ کر کے دکھلایا، گھٹنے کہاں رکھو، کہنیاں کیسے رکھو، ہاتھ کہاں رکھو، ناک کیسے رکھو، ماتھا کیسے رکھو، یہ سب کچھ کر کے دکھایا، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب قرآن کی آیات اتری:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ (الاحزاب:۵۶)

اتنا بڑا جو حکم آیا ہے، اتنی بڑی جو شان آئی ہے، کہ درود بھیجو، درود پڑھو، کیف نصلی

علیك یارسول الله، آپ ہی بتائیں کیسے درود پڑھیں ہم؟ حق بھی تھا پوچھنے کا اور صحابہ کرام نے پوچھا بھی۔

اب توجہ کرنا، پہلے تم میرے یہ لفظ سمجھ لو، قرآن سمجھنے کے لیے ضد نہ کیا کرو کہ فلاں فرقے کا ہوں، فلاں مولوی کا مقتدی ہوں، اللہ کا قرآن سمجھ کر سمجھو، کسی فرقے اور ضد کی عینک لگا کر قرآن نہ دیکھو، اب سبز رنگ کے شیشے لگاؤ گے، چاند سبز نظر آئے گا، سفید لگاؤ گے سفید نظر آئے گا، جب تو قرآن کو ضد کی نگاہ سے دیکھے گا، تجھے قرآن میں کچھ بھی نظر نہیں آئے گا، ایمان کی نگاہ سے دیکھ، نوری ایمان کی نگاہ سے قرآن پڑھا کر۔

توصحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ کس طرح درود پڑھیں، اتنا بڑا جو درجہ ہے کہ خدا بھی بھیج رہا ہے، فرشتے بھی بھیج رہے ہیں، اور ایک دفعہ درود پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس درجے بلند ہوتے ہیں اللہ کی رحمت درود پڑھنے والے کو اپنے اندر لپیٹ لیتی ہے، اتنا بڑا مرتبہ ہے، اور ایک مرتبہ اگر کوئی درود پڑھتا پڑھتا مر گیا، قیامت کے میدان میں اس کے منہ سے کستوری کی خوشبو آئے گی، اتنے بڑے ثواب کی چیز، اتنے بڑے درجے کی چیز، خود سکھاؤ، خود بتاؤ کیسے ہے؟

اصلی درود پاک:

فرمایا:

قولو اللهم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انك حمید مجید○ اللهم بارك علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انك حمید مجید"

میں باوضو مسجد میں منبر پر بیٹھا ہوں۔ ایک لاکھ 24 ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو نقل فرمایا اور جو ساری زندگی درود پاک پڑھا وہ یہی ہے اس میں ایک لفظ کی ہیرا پھیری نہیں کی، نبی پاک ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا یہی درود ہے حضور ﷺ کا تعلیم دیا ہوا یہی درود ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہی پڑھا، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہی پڑھا، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے یہی پڑھا، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہی پڑھا، حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے یہی پڑھا، فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے یہی پڑھا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہی پڑھا،

ایک لاکھ 24 ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہی پڑھا پندرہ سو سال کے ولیوں نے یہی درود پڑھا اب ظاہر بات ہے کہ جو ثواب اس درود کا ہو سکتا ہے، اور کوئی کتنا عقیدت سے بنایا گیا ہو، اس کا وہ ثواب ہو ہی نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اصل برکت ہے نبی کے لفظوں میں، اور یہ نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خود سکھایا ہو، اب یہ جو جتنے بھی درود بنائے ہوئے ہیں لکھی ہو، کروڑی ہو، تاج ہو، یا اذان سے پہلے والا ہو، بعد والا ہو، کوئی بھی ہو یہ عقیدت ہو تو ہو لیکن نبی کا تعلیم کردہ درود وسلام نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پڑھا ہوا نہیں، تمہارا کیا ہے؟ تم تو اتنی تفصیل سننے کے بعد کہہ دیتے ہو، ہاں ہاں تم نے یوں کہنا ہی ہے کہ دیوبندی جو ہوئے، واہ بھئی واہ کمال ہے، کئی لوگ کہتے ہیں ایسے قاری حنیف رسول کریم ﷺ کا عاشق بڑی سیرت بیان کرتا ہے لیکن اندازہ لگا میں یہ کہہ رہا ہوں، میرے استاد، میرے ولی، قطب ابدال، ساری دنیا محبت کے رنگ میں آکر درود بنائے وہ ثواب نہیں ہو سکتا، جو کالی کملی والے ﷺ کے الفاظ میں ہے۔

اس کی ایک موٹی نشانی آپ کو بتادوں، یہی وجہ ہے کہ پندرھویں صدی چل رہی ہے، نماز میں یہی درود پڑھا جاتا ہے، سلام پھیر کر لاؤڈ سپیکر پر تو کچھ اور ہوتا ہے، نماز میں ہیرا پھیری ابھی نہیں آئی، نماز میں پوری امت یہی درود پڑھتی ہے۔

دیوبندی ہو، بریلوی ہو، اہل حدیث ہو، کوئی بھی ہو، جو نبی پاک ﷺ کے طریقے پر نماز پڑھنے والے ہیں، وہ نماز میں یہی درود پڑھتے ہیں۔ اس کے اچھا ہونے کی یہ دلیل ہے کہ سارے عملوں میں اچھا عمل نماز ہے، اور نماز میں اچھا عمل یہ درود پاک، اب تو سمجھ میں آئی ہوگی کوئی بات؟ کہ نماز بڑا اچھا عمل اللہ کے نزدیک اور نماز میں یہ درود پڑھا جاتا ہے۔

سنت کے پھول اپناؤ، بدعت کے کانٹے چھوڑو:

ایک دلیل اور سن لو۔ اللہ پاک جل شانہ نے نیت بندھوائی ہے یوں فرمایا ہے کہ یوں کانوں تک ہاتھ لے جاؤ، اللہ اکبر، کیا مطلب؟ کہ ہاتھ اٹھا دو ساری دنیا سے، بیوی بچے دکان، کارخانہ، سب کو چھوڑ کر میں مولا تیری بڑائی بیان کرتا ہوں، میں تو تیرا ہوں، اللہ اکبر کھڑے کھڑے کی، سبحانك اللھم، کھڑے کھڑے پڑھا، الحمد شریف کھڑے کھڑے پڑھا، قرآن کریم کی تلاوت کھڑے کھڑے کی، رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھا، سجدے میں سبحان ربی الاعلی پڑھا، جب آئی درود پاک کی باری، اللہ پاک نے فرمایا: سیدھا ہو کر

آرام سے بیٹھ کر پڑھ میرے محبوب پاک کی ذات پر درود پاک، بالکل تسلی سے بیٹھ جا، اور انگلی کا رخ قبلے کی طرف ہو، بڑے سکون سے، تسلی سے، ابھی تم کہو گے، کہ درود کی بات کر رہا ہے، التحیات میں سلام ہے،

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله

توسلام بھی اور درود پاک بھی اللہ پاک نے، اللہ کے نبی نے، ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ نے، اہل بیت نے، سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے سارے ولیوں نے، سلام بھی اور درد بھی نماز میں بیٹھ کر پڑھا، یہ جو کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں، یہ نبی کا درود و سلام نہیں، یہ لاؤڈ سپیکر کا سلام ہے۔

دس پندرہ سال پہلے جب لاؤڈ سپیکر نہیں تھا، تو یہ سلام کہاں گئے تھے؟ اللہ اکبر سے اذان شروع ہوتی تھی، لا الہ الا اللہ پر ختم ہو جاتی تھی۔

اور اب بھی جس دن بجلی نہ ہو ان شاء اللہ اذان صحیح آجائے گی، اللہ کرے سپیکر رہے ہی نہ، اذان تو صحیح آئے گی، کسی نے ایک کلے کی اذان بنالی، کسی نے یوں بنالی، تیرے بنے ہوئے مکان میں اگر کوئی لکڑی کی یا لوہے کی کوئی کلی لگائے تکلیف ہوتی ہے، اے مکان کی زینت کو بگاڑ دیا ہے، ہم نے رنگ وروغن کرایا، چپس کرایا، پیسے لگائے تو نے کیل کیوں لگائی؟ مکان مکمل ہونے کے بعد تو ایک معمولی سی کیل برداشت نہیں کرتا۔

خدا اپنے دین میں یہ تیری بدعت کیسے برداشت کرے گا؟ تیرے پاؤں میں اگر ذرا سا کانٹا لگ گیا، چھرا نہیں لگا، شتیر تیرے پاؤں میں نہیں چلی گئ، ذرا سی کانٹے کی نوک لگ گئی، پیر کو اٹھائے پھرتا ہے کیا ہوا؟ کانٹا لگ گیا تکلیف ہے، تو ایک کانٹا برداشت نہیں کر سکتا، پاؤں میں، اور کالی کملی والا اپنے دین میں یہ تیری بدعت برداشت کرے گا؟

اس لیے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے درود شریف یہی پڑھو اگر پورا ثواب لینا ہے۔ اس کی میں نے جان کر تفصیل اس لیے عرض کی کہ ہم درود پاک پڑھتے ہیں تو پھر ہم تھوڑا ثواب کیوں لیں، پوری دنیا کو چیلنج ہے اس درود پاک کے مقابلہ میں کوئی درود لا نہیں سکتا، ہو ہی نہیں سکتا۔

پیغمبر خدا کی مرضی کے بغیر نہیں بولتا:

اب اگلی بات سنو، پلے باندھ کر لے جانا، قبروں میں ان شاء اللہ کام آئے گی، ہمارا ایک اور ایمان ہے، عقیدہ ہے، یقین ہے کہ نبی پاک ﷺ نے روزہ، نماز، حج، زکوۃ جتنا بھی دین ہے،

اپنی طرف سے کوئی چیز نہیں ارشاد فرمائی۔ بل کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝٣ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝٤ (النجم)

قرآن نے گواہی دی، میرا محبوب میری اجازت کے بغیر لبوں کو حرکت نہیں دیتا تو جب یہ عقیدہ بناؤ گے کہ نبی ﷺ کی زبان اللہ کی زبان ہے، نبی کا فرمان اللہ کا فرمان ہے، پھر یہ درود پاک کا بھی نہیں بل کہ یہ درود پاک اللہ کا بھیجا ہوا ہے، جو درود عرش سے آیا ہو، جو درود اللہ نے بھیجا ہو، جو درود کالی کملی والے نے خود تعلیم دیا ہو، صحابہ نے پڑھا ہو، ساری دنیا نے پڑھا ہو، قطبوں، ابدالوں نے پڑھا ہو، جس درود کو پڑھ پڑھ کر لوگ اللہ والے بن گئے ہوں، اللہ کے دوست اور قریبی بن گئے ہوں، اس درود کو چھوڑ کر آج طرح طرح کے بنا لیے؟ کسی نے اذان سے پہلے بڑھایا کسی نے اذان کے بعد بڑھایا، کسی نے کچھ کیا، کسی نے کچھ کیا، خدا کی قسم!

بدعت گمراہی ہے:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے محبوب ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا جو میرے دین میں نئی بات نکالے، فَهُوَ مَرْدُوْدٌ چاہے محبت کے رنگ میں کیوں نہ نکلے، چاہے عشق کے رنگ میں کیوں نہ نکلے، باتیں بناتے ہیں لوگ، اگر یوں کر لیا جائے تو ثواب بھی ہے نا؟ تیرا خیال ہے، آج جمعے کی چار رکعات پڑھو تا کہ ثواب ملے، گناہ معاف ہوں، اقتداء شرط ہے، تابعداری شرط ہے، دین مکمل کر دیا، اللہ پاک جل شانہ نے۔

آخری لفظ لکھ کر لے جاؤ، غار حرا کی تنہائیوں میں جو قرآن اترنا شروع ہوا تھا، جو پیغام آنا شروع ہوا تھا، وہ میدان عرفات میں جبل رحمت کے پاس

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ (المائدہ:۳)

ہم اس قرآن کو مانتے ہیں، غار حرا میں شروع ہوا اور میدان عرفات میں ختم ہو گیا، اب دین میں کوئی اور گنجائش نہیں۔ ہزاروں چیزیں ہیں کیا حرج ہے، اگر یوں کر لیا جائے، پھر حرج کرتے کرتے بھی سارا دین ختم ہو جائے گا، نہیں جی! لوگوں کے حالات کو بھی دیکھنا چاہیے، لوگوں کے حالات کو کیا دیکھنا ہے، قبر دیکھو، آخرت دیکھو۔

حضور ﷺ کے امتیوں کا اعزاز:

حدیث پاک میں آتا ہے ارشاد ہے حضور کریم ﷺ کا:

جس آدمی نے بدعت کی ہوگی قیامت میں وہ نہ مجھے پہچان سکے گا، نہ میں اس کو پہچان سکوں گا۔

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝۲۲ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝۲۳ (القیامہ)

اللہ کہتا ہے، میرے محبوب کریم ﷺ کے امتیوں کی، نمازیوں کی پہچان ہوگی، کہ اعضائے وضو، وضو میں جو چیزیں دھوئی جاتی ہیں یہ قیامت میں سورج کی طرح چمکتے ہوئے ہوں گے، چمک رہے ہوں گے۔

وَوُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ۝۲۴ تَظُنُّ اَنۡ يُّفۡعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝۲۵ (القیامہ)

فرمایا: کئی ایسے کالے چہرے ہوں گے انہیں جو دیکھے گا تھوکے گا۔

اس لیے نہ تیرے باپ کا دین، نہ میرے باپ کا دین، نہ کسی ولی کا دین، نہ کسی فقیر کا، پیر کا دین ہے۔ دین ہے اللہ کا، اور اس کی سرپرستی میں پہنچایا ہے محمد عربی ﷺ نے، اگر آپ کی سمجھ میں درود پاک والا مسئلہ آ ہی گیا تو مقصد میں بالکل کامیاب ہو جائے گا۔

خلوص کی برکت:

میدان حشر میں ایک آدمی کا نامہ اعمال تلے گا، نیکیوں کا پلڑا خالی، گناہوں کا پلڑا بھرا پڑا ہے، پریشان حال، مصیبتوں کا مارا ہوا کھڑا ہے، ایک بزرگ ہستی تشریف لائے گی، اور وہ فرمائیں گے، کیا ہے؟

ایک دو ہو تو اور بات ہے میرا تو سارا پلڑا خالی ہے نیکیوں کا، نامہ اعمال بھی میرا دیکھ لیا، تو یوں آتا ہے حدیث پاک میں، انگلی کے پورے کے سرے کے برابر ایک کاغذ آپ نکالیں گے، اور نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے، اس کی برکت سے گناہوں کا پلڑا ہوا میں اڑ جائے گا، اور وہ اتنا سا پرزے والا پلڑا زمین پر لگ جائے گا، اعلان ہوگا چلا جا جنت میں تیرا نامہ اعمال وزنی ہو گیا، نیکیوں والا یہ مصیبتوں کا مارا ہوا ہنسی خوشی پوچھے گا، آپ کون ہیں؟

فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد کریم ﷺ ہوں، جو تو مجھ پر خالص درود پڑھا تھا، اللہ نے مجھے پہنچایا، میں نے اسے سنبھال کر رکھا، آج میں نے وہی درود پاک تیرے نامہ اعمال میں رکھ دیا۔

اس لیے عادت بناؤ، مزاج بناؤ، چلتے پھرتے، قرآن کی تلاوت کی، تسبیح کی، تہلیل کی، درود

کی، ان شاء اللہ نیکیاں پیدا ہوں گی، رحمتیں پیدا ہوں گی، اللہ پاک سینکڑوں حاجات پوری فرمائیں گے درود پاک کی برکت سے۔

اللہ پاک ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَذِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

"وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ ؕ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿۱۲۹﴾" (البقرہ)

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰی

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

اشعار:

قدم قدم پہ برکتیں نفس نفس پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں سے گزر ہوا

جناب صدر محترم! حضرات علما کرام! معزز سامعین! محترم حاضرین! پروردگار عالم نے مجھ پر اور آپ پر سردی کے موسم میں ٹھنڈی ہوا میں کتنی بڑی کریمی فرمائی کہ ذکر حبیب کے لیے ہم سب کو اکٹھا فرمایا۔ علما کرام سے کسی نے پوچھا کہ محبت کی کیا نشانی ہے؟ تو جواب یہ ملا کہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ، جس چیز سے انسان کو محبت ہوتی ہے اس کا ذکر بار بار کرتا ہے۔

وفادار چیز:

ربیع الاول کا ماہ مبارک ہے، پوری امت مسلمہ اس مہینے میں امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات اقدس کو اجاگر کرتے ہیں آپ کی سیرت طیبہ لوگوں کو بتاتے ہیں، اور خود بھی اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ میں بھی اس سلسلہ میں چلا پھرتا ہوں، ورنہ سچی بات تو یہ ہے کہ اب بیماری، معذوری، مجبوری اب چلنے ملنے کی اجازت نہیں دیتی، جوانی گزر گئی، اب کیا باقی ہے، جوانی چلی گئی، جو جا کر نہ آئے وہ بڑھاپا آ گیا جو چھوڑ کر نہ جائے، یہ بڑھاپا بڑا وفادار ہے کسی کو نہ چھوڑا، جوانی کی چمک دمک وہ جب چلی جاتی ہے تو واپس کبھی نہ آئی، تو الحمد للہ اس فقیر کا بھی ساتھی شوق رکھتے ہیں، اب تو مجھ سے ہی نہیں پہنچ ہوتا ورنہ اب طبیعت اپنی یہ ہے اس کو کہتا ہے:

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ
ہم ہی سو گئے داستان کہتے کہتے

اپنی قبر نزدیک ہے، دعا کرو کہ اللہ ہم سب کی قبر اچھی کر دے۔ (آمین)

دنیا آخرت کی کھیتی:

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ۔ فرمایا دنیا آخرت کی کھیتی ہے جہاں یہ بیج بو گے، جو کاشت کرو

آجا رہے ہیں، یہ جب رک جائے گا، پھر نہ ملیں گے، ہر سانس کو غنیمت جان: زندگی نے ایک ایک منٹ کو قیمتی جان، میں کہتا ہوں کہ جب آدمی کا دم رکتا ہے، اگر اس سے پوچھو کہ دنیا میں سب سے زیادہ قیمت والی چیز کیا ہے؟ وہ کہے گا تخت وتاج پر لعنت، دنیا کے سونا چاندی پر، خزانوں پر لعنت، ایک سانس اور آنے دو، تمہیں اس کی قدر اس لیے نہیں ہے کہ آجا رہے ہیں۔ جب کسی کی موت قریب ہو تو پوچھنا ابا جان کیا تکلیف ہے؟ تو کہے کوئی نہیں، بخار نہیں، درد نہیں، کچھ نہیں، سانس لیتا ہوں اس طرح آتا ہے کہ جیسے کانٹوں پر سے گھسٹ کر آرہا ہے، جس سانس کی قدر سونے میں نہ کی، جاگنے میں نہ کی، جوانی میں نہ کی، جب رکتا ہے تو پھر آتا ہے کہ سانس کسی طرح آجائے، اس کو کہتا ہے کہ ؎

دو دن کی زندگی پر اتنا نہ اچھل کر چل
یہ راستہ ہی چل چلوں کا ہے ذرا سنبھل کر چل

یہ کسی کا مستقل ٹھکانا نہیں، دنیا بڑی بے وفا ہے کسی سے وفا نہ کی، کیا ہستی تیری، میری، اسی کو کہتا ہے: ؎

آدم علیہ السلام صفی اللہ نہ رہے موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نہ رہے
ہم کیا رہیں گے جب رسول خدا ﷺ نہ رہے

تو یہاں رہ کر کرے گا کیا، گناہوں کی گٹھڑی بھاری کرے گا اور کیا کرے گا؟ ان لوگوں کو آواز لگتی ہے فرمایا: كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ﴿۴۶﴾ (المرسلات) کھالو، پی لو، مزے اڑالو، عیاشی کرلو، بدمعاشی کرلو، رات کو تباہ کرلو، دن کو برباد کرلو۔ اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ۝ ہو تم پرلے درجے کے مجرم، جب میں خدا پکڑوں گا تو تب تجھے پتہ چلے گا کہ خدا کی خدائی کیسی ہوا کرتی ہے؟ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۚ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا﴿۷۷﴾ (النساء) دنیا تھوڑی ہے تھوڑی ہے آخرت بڑی ہے اس کی تیار کر، بادشاہو! گورنرو! وزیرو! فقیرو! پیرو! درویشو!

سیرت کا سبق:

آخرت بڑی چیز ہے، فرمایا جو تیاری نہیں کرتے، میں نے تیاری کرلی ان کے لیے۔ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ (الکہف:۲۹) میں نے ایسے ظالم کے

جہنم فرمایا: لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا
لیے جہنم تیار کرلی، اس پر فرشتے مقرر ہیں، جو خدا کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔
یُؤْمَرُوْنَ۝۶ تے ہیں کہ میں نے ان کے کان بند کردیے، تاکہ جہنم کی آواز اس کو پریشان نہ
اور ﷺ سیرت کا سب سے بڑا سبق۔

مدنی کریم ﷺ کی سیرت کا سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ اپنے آپ کو آخرت کے لیے تیار کر، اس قبر کے لیے اپنے آپ کو تیار کر۔ جس قبر میں تیرا دادا گیا، تیرا باپ گیا، تو بھی جائے گا اس قبر کی تیاری کر جہاں بادشاہ گئے، وزیر گئے، گورنر گئے، بڑی بڑی حسینہ گئیں، تو بھی جائے گا ایسی بھول اور ایسی غفلت، نماز تک کی پرواہ نہیں، اچھا غلام ہے اور ہر وقت کہتا ہے:

غلام	ہیں	غلام		ہیں
رسول	ﷺ	کے	غلام	ہیں

اچھی غلامی ہے نماز کی طرف نہیں جاتا، اپنا مزاج بدلو، کوئی کسی کا ذمہ دار نہیں بنے گا۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

مفلس کون؟

مدنی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا غریب کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ جس کے پلے پیسے روپے نہ ہوں، مال نہیں، فرمایا نہیں نہیں نہیں۔ وہ غریب نہیں، غریب وہ ہے کہ جو نیکیاں بھی کما کر لے گیا، ظلم بھی کر کے گیا، قیامت کے دن لوگوں نے کھڑا کر کے میدان حشر میں لوٹ لیا، نیکیاں ساری اُڑا کر لے گئے، ننگا رہ گیا، غریب وہ ہے۔

ظلم سے باز آجاؤ، کسی کی آبرو کو برباد نہ کرو، ٹھیک ہے جس کی بیوی ہے اس کو پتہ نہ چلے، جس کی بیٹی ہے اس کو پتہ نہ چلے، جس کی بہن ہے اس کو پتہ نہ چلے۔ خدا فرماتے ہیں کہ میں تیری حرکت تو کیا تیرا بال ہلتا ہے میں تو اسے بھی جانتا ہوں۔

فرمایا: یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ۝۱۹ (غافر) تو آنکھ کا اشارہ کرتا ہے، خدا دیکھ رہا ہے، یہی وہ پیغام تھا جس کو دینے کے لیے پیغمبر ﷺ تشریف لائے۔

بہاول پور کے مسلمانو! اس پیغام کو دیتے دیتے وہ چہرہ زخمی ہوا جس چہرے کی اللہ نے قسمیں کھائیں ہیں۔ اندازہ لگاؤ سرکار مدینہ ﷺ جیسا کوئی نہیں، اخلاق والا کوئی نہیں، وسیع

الظرف آپ سے زیادہ کوئی نہیں، بچپن کے حالات کی طرف اگر میں آپ کو لے جاؤں تو اصل بات رہ جائے گی۔ جس بات کی مسلمانوں میں کمی ہے ہم اس بات کے معترف نہیں، بل کہ ہمارا ایمان ہے۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ یہ دیوبندی ہیں یہ تو حضور ﷺ کو مانتے ہی نہیں۔

ہمارا عقیدہ:

ارے میرے بزرگوں کا اور میرا عقیدہ ہے کہ جس ماں نے حضور ﷺ کو جنم دیا ہے حضرت حوا سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والی کوئی ماں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

جس زمین پر میرے آقا ﷺ نے قدم لگا دیا اس زمین کا مقابلہ کرنے والی کائنات میں کوئی زمین نہیں۔

یہ سب کچھ ہوتے ہوئے حسین اتنا ہو، خوب صورت اتنا ہو کہ جو دیکھے وہ پکڑا جائے، پسینہ آجائے۔

ولادت سے پہلے:

اور میں تو حضور ﷺ کے حسن کا صرف قائل نہیں، حضور ﷺ ماں کے پیٹ میں ہیں یتیم ہو گئے۔ تو حضرت کی دادی نے حضرت کے دادا سے کہا: دادی زندہ تھی، کہا کہ ذرا میری بات تو سن کر جانا، وہ بیٹھ گئے۔ کہنے لگی: میں اتنی پریشان ہوں، اتنی پریشان ہوں کہ جس کی انتہا نہیں۔ عبدالمطلب نے پوچھا کیوں، کیا تکلیف ہوئی؟ کہنے لگی کہ یہ جو ہماری بیوہ بہو ہے آمنہ عطر استعمال کرتی ہے، خوشبو لگاتی ہے، بیوہ بھی ہے، ہم تو عزت والے لوگ ہیں مجھے تو اپنی آبرو کا فکر ہے، عبدالمطلب کہتا ہے کہ تو تو عورت زاد ہے گھر میں رہتی ہے، سارے مکے نے میرا سر کھالیا، گلی سے گزرتا ہوں لوگ مجھے پکڑتے ہیں، چوک سے گزرتا ہوں لوگ مجھے پکڑتے ہیں، محلے سے گزرتا ہوں لوگ مجھے پکڑتے ہیں، مکے کا ہر آدمی ہر آنے جانے والا کہتا ہے اے عبدالمطلب! تیرے گھر میں عطر کی بارش کہاں سے ہوئی؟ تو تو عورت زاد ہے تو تو گھر میں رہتی ہے تجھے کیا پتہ؟

اور عبدالمطلب نے گھر والی سے اگلی بات کہی۔ اور بھی سن لے یہ عطر کوئی معمولی عطر نہیں۔ قرب وجوار کا عطر نہیں، شام کا بنا ہوا عطر نہیں، یمن کا عطر نہیں، عراق کا عطر نہیں، مصر کا عطر نہیں، عرب کا عطر نہیں، قرب وجوار کا نہیں، یہ کوئی نرالا ہی عطر ہے۔

عبدالمطلب کہنے لگا حضور ﷺ کی دادی سے، پھر پوچھ لے کہاں سے لاتی ہے یہ عطر؟ اب جو بات کہی حضرت کی دادی نے، کہنے لگی اللہ والے تجھے کیا بتاؤں، کئی مرتبہ میں چل کر اس کے

پاس گئی ہوں، کئی مرتبہ سیدہ آمنہ کو میں نے اپنے پاس بلایا ہے جب کہنے کا ارادہ کرتی ہوں مجھے پسینہ آجاتا ہے، میں اس کی پیشانی کی نور کی جھلک برداشت نہیں کرسکتی، اتنا رعب مجھ پر چھا جاتا ہے، میں تو بات نہیں کرسکتی، بالآخر مجھ سے آمنہ پوچھتی ہے اماں خالہ! کیا کہنا چاہتی تھی؟ میں کہتی بیٹی جاؤ میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔

کہنے لگی آپ مرد ہیں، ہمت والے ہیں آپ پوچھ لو۔ پھر آواز دی ہے سیدہ آمنہ کو، اللہ اکبر! تو سیدہ آمنہ دو جہاں کی دولت کو پیٹ میں لے کر آتی ہیں، پوچھا بیٹی ایک بات پوچھتا ہوں برا نہ ماننا، قریش کا سردار ہوں، اور زیادہ فکر اس بات کی ہے کہ بیت اللہ کی چابیاں میرے پاس ہیں، بیت اللہ کا والی کہلاتا ہوں کہیں بے عزتی نہ ہو جائے، یہی بات پوچھنا چاہتا ہوں یہ عطر کہاں سے لائی ہو معمولی عطر نہیں، قرب وجوار کا عطر نہیں۔

اب ذرا مرد نے بات چھیڑی، تو حضرت کی دادی میں بھی ہمت ہوگئی، کہنے لگی یہ عطر لگاتی نہیں، یہ تو جہاں بھی تھوکتی ہے میں نے تو وہاں بھی عطر اُڑتا دیکھا ہے، اچھی طرح پوچھو ماجرا کیا ہے؟ بل کہ عبدالمطلب کو آگے بڑھ کر کہنے لگی: کہ جس غسل خانے میں جاتی اس غسل خانے میں مہک اُٹھ جاتی ہے، عبدالمطلب نے پوچھا بیٹی ماجرا کیا ہے؟ سیدہ آمنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، فرمانے لگی: اے میرے ابا! میں نے ساری زندگی میں کبھی عطر خریدا نہیں، میں نے عطر کی دکان دیکھی نہیں، میں بازار کبھی گئی نہیں، میں نے کبھی استعمال کیا نہیں، نہ مجھے کہیں سے ملا، نہ مجھے کسی سہیلی نے دیا، نہ میں نے منگوایا، پھر بیٹی کیا بات ہے؟ حیران ہو کر کہنے لگی پیٹ مبارک پر ہاتھ رکھا، کہنے لگی: اے میرے ابا! ایسا نہ تم نے خریدا، میں نے خریدا، نہ کسی نے لا کر دیا، نہ کوئی لے کر آیا، نہ دور سے لایا، نہ نزدیک سے لایا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس آنے والے مہمان کی برکت ہے، اور اگلا جملہ سیدہ آمنہ کا سنو تو حیران ہو جاؤ، فرمانے لگی ابا! یہ تو سارا مکہ خوشبو سے، مہکایا ہوا ہے، آپ کو خوشبو آئی۔ اگر میں کچھ اور بتادوں تو دیوانی کہو گے، کہنے لگی رب کائنات کی قسم یہ سورج کئی مرتبہ مجھے سلام کرتا ہے، یہ چاند مجھے سلام کرتا ہے، اور کہنے لگی ابا ایسی عورتیں جو نہ تم نے دیکھیں، نہ میں نے دیکھیں، میں سوئی ہوں وہ کھڑی ہو کر پنکھا جھلتی ہیں۔

انبیا علیہم السلام کی مبارک باد:

کہنے لگا بیٹی معاملہ کچھ اور ہے۔ کہنے لگی: میں تمہیں بتاتی نہیں، میں ضبط کر رہی ہوں، پہلے

مہینے میں آدم علیہ السلام نے مبارک باد دی۔

دوسرے مہینے میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے مبارک باد دی۔

تیسرے مہینے میں اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے مبارک باد دی۔

چوتھے مہینے میں موسیٰ علیہ السلام نے مبارک باد دی۔

کہنے لگی کہ مہینے میں ایک نیا پیغمبر آتا ہے اور مجھے مبارک باد دیتا ہے، عبدالمطلب کے دماغ میں بات آگئی کہ عام بچہ نہیں، عبدالمطلب جو ابھی مرجھایا ہوا پھرتا تھا، اللہ میاں پوتا تو دے گا لیکن یتیم ہوگا، ابا پہلے ہی چل بسا، کون لاڈ کرے گا، کون پیار کرے گا، کون خوشیاں کرے گا، کون گود میں لے کر کھلائے گا، کون اس کی تمنائیں پوری کیا کرے گا، عبدالمطلب آج سے خوش ہوگئے کہ وہ آنے والا ہے، جس کو لاڈ کی ضرورت نہیں، جس کو پیار کی کوئی حاجت نہیں، جس کو وارثوں کی کوئی محتاجی نہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿٦﴾ (الضحیٰ) اے میرے مالک کیا کر رہا ہے، آواز آئی کیا کرتا یتیم بنا کر ثابت کرنا چاہتا ہوں، میرے محبوب کا وارث میرے سوا کوئی نہیں۔

میں نے خود پالا، میں نے خود سنبھالا۔

مکے کے سارے لوگ حیران تھے کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟ مکے کے لوگوں کو حضور ﷺ کی خوشبو جب ماں کے پیٹ میں سے آگئی، تمہاری ساٹھ سال کی عمر ہوگئی تمہیں قرآن کی خوشبو آج بھی نہیں آئی، ختم نبوت کی خوشبو تمہیں آج تک نہیں آئی۔

بڑا واقعہ اور ابرہہ کی ہلاکت:

دوسرا واقعہ اسی طرح ہوا ابھی شکم مادر میں تھے، کہ ابرہہ چل کر آیا اور اس نے ہاتھیوں کی فوج چڑھائی۔ چوں کہ یہ واقعہ پہلے ہو چکا ہے اور اسے معلوم تھا کہ کوئی آنے والا ہے، تو جب یمن کے بادشاہ ابرہہ نے بیت اللہ کے گرانے کا ارادہ ظاہر کیا تو عبدالمطلب پھر آمنہ کے پاس گئے ہیں، اور کہا بیٹی آؤ، یہ جو تیرے پیٹ میں ہے اس کا صدقہ مانگوں گا، دادی بھی ساتھ ساتھ ہے، حضرت کی اماں بھی ساتھ ساتھ ہے، دادا آگے آگے چل رہا ہے، سیدہ آمنہ شرمیلے قدموں سے چل رہی ہے، بیت اللہ میں پہنچ گئی۔

عبدالمطلب نے پہلا سوال اور دعا یہی کی الٰہی! اس یتیم کا صدقہ مانگتا ہوں، میرے پاس

فوج نہیں، لشکر نہیں، ہتھیار نہیں، اور غلاف کعبہ ہاتھ میں دے دیا حضرت آمنہ کے، اور فرمایا:

دعا مانگی جناب آمنہ کو پاس بٹھلا کر
الٰہی نصرت غیبی ہم کو تو اب مہیا کر
یہ عالی شان بچہ جو ابھی ہے بطن مادر میں
بشارت تھی کہ اس کا نور چمکے گا تیرے گھر میں

اسے تو وہ گرانے آ گیا، آواز آئی اے عبدالمطلب! جو تو میرے محبوب کو بیت اللہ میں لے آیا، ہاتھ میری آمنہ کا ہے، صدقہ کالی کملے والے کا مانگا ہے، اے عبدالمطلب! جا مکے والوں کی حاجت نہیں، قریش کی ضرورت نہیں، فوج کی ضرورت نہیں، لشکر کی کوئی حاجت نہیں، اسلحہ نہیں چاہیے، آدمی نہیں چاہیے، جنوں کی کوئی ضرورت نہیں، فرشتوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ الٰہی اتنی بڑی فوج ہاتھیوں کی لے کر آیا۔ فرمایا جا میرے محبوب کو میرے گھر میں آرام سے بٹھا، آمنہ کی خدمت تو کرتا چلا جا، بیت اللہ کے دشمنوں سے میں لڑتا جاؤں گا۔

پھر لڑا ہے خدا چڑیوں کے ذریعے، ہاتھ بھی اللہ کی مخلوق ہے وہ ہاتھیوں کے مقابلے میں کروڑوں ہاتھی لا سکتا تھا، مگر سنت اللہ یہ ہے اللہ کی یہ عادت ہے، جتنی مغرور کھوپڑی ہوتی ہے اتنی ہی ہلکی چیز سے کٹواتا ہے، کبھی آپ نے غور نہیں کیا، یعنی ابرہہ کی فوج کا مقابلہ فرشتوں سے کروایا ہوتا، جنوں سے کروایا ہوتا، چڑیاں رہ گئی تھیں؟ فرمایا وہ اس گمان میں آیا تھا کہ اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا، تیرے ہاتھی اور میری چڑیاں آ میدان میں۔ تیری فوج اور میری چڑیوں کے پاؤں کا کنکر پھر مقابلہ کر۔ قرآن کریم کہتا ہے: تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝٤ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ ۝٥ (الفیل) ان چڑیوں نے جب مارے کنکر ایٹم بم بن گئے، تباہی پھیر دی، قرآن کی تفسیر میں دیکھو، ایک ایک کنکر سات سات ہاتھیوں کے اندر سے گزر گئی۔ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ ۝٥ ترجمہ پڑھ کر دیکھو۔ اس طرح ہاتھی بن گئے کہ جیسے جانور گھاس کو چبا کر کر دیا کرتے ہیں۔

لیکن افسوس صد افسوس:

مسلمانو! جس نبی کی آمد پر اتنی شان بلند ہو رہی ہے، اتنی عظمت بلند ہو رہی ہے، اس عظمت سے آ رہے ہیں، اس شان کے ساتھ جو پیغمبر تشریف لا رہے ہوں، وہ خود کتنی شان کا

مالک ہوگا۔ مگر افسوس صد افسوس اتنے بڑے نبی کا امتی ہوکر اگر جہنم کا انگارہ بنا تو ڈوب کر مرجا، اگر آج کوئی گورنر کا کوئی لڑکا پکڑا جائے، کسی وزیر کا لڑکا پکڑا جائے اور نہ چھوٹ سکے تو کہتے ہیں لوگ کہ یار گورنر کا لڑکا نہیں چھوٹ سکا۔ قیامت میں تمہیں فرشتے کہیں گے: ارے کالی کملی والے کا امتی ہوکر کہاں چلے۔

کلیم اللہ کی درخواست:

اس نبی ﷺ کی عظمت کے بارے میں تو کیا جانے جس کے بارے میں کلیم اللہ نے فرمایا: الٰہی! مجھے تاج نبوت نہیں چاہیے، مجھے تو کالی کملی والے کا امتی بنا دے۔

بچپن آیا، شباب آیا، جوانی آئی۔

علما موجود ہیں، ۲۵ سالہ زندگی ہے اس نوجوان کے لیے، نہ مکان ہے، نہ دوکان۔ اور ۲۴ گھنٹے مکانوں کے پیچھے مرنے والو! نہ مکان ہے، نہ دوکان ہے، حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں چرائیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان لے کر ملازم کی حیثیت سے ملک شام گئے۔

جیسی روح ویسے فرشتے:

آٹھ سال کی تقریباً عمر ہے حضور کریم ﷺ کی، ایک راہب شام کے راستے میں رہتا تھا، اس کی نظر پڑ گئی حضور ﷺ پر، قافلے والوں کو کہنے لگا کہ اگر تم شام کو ٹھہر جاؤ سب کی دعوت میرے یہاں۔ اب اگر مسافر کو کوئی دعوت کر دے تو اسے کیا چاہیے؟ بہر حال مسافر بھی کوئی اچھا مسافر ہو، آج کل کا مسافر نہ ہو کہ رات کو بستر دے صبح کو نہ بستر ملے نہ مسافر ملے۔ جن برتنوں میں کھانا دو گے ان شاء اللہ وہ برتن بھی نہیں ملیں گے۔

جیسی روح ویسے فرشتے، جیسے ہم ویسے فرشتے۔

گاڑیوں میں، بسوں میں بھیڑ ہے، کھڑا ہونے کی جگہ نہیں، نظر اُٹھا کر دیکھنا ایک آدھا صوف تصوف کا، کوئی نماز کا ارادہ کرتا ہے ورنہ کوئی نہیں، کھانے کے بڑے انتظامات ہیں۔ اتنی بوتل گاڑیوں میں چلتی ہے کہ انتہا نہیں، کھانا پڑ گیا، پینا پڑ گیا، خرچہ بڑھ گیا، ایمان تباہ ہو گیا، نماز نہیں، تلاوت تو کہاں تھی۔

سفر پر جانے سے قبل توبہ کرو:

فرمایا مدنی کریم ﷺ نے اے لوگو! سفر کرتے وقت گھر سے توبہ کر کے نکلا کرو، پتہ نہیں

تیری واپسی ہوگی کہ نہیں؟ فرمایا گاڑی پر سوار ہوتے وقت اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیا کرو، نا معلوم اس گاڑی سے نیچے اترے گا بھی کہ نہیں؟

ہماری تو اکڑ ہی نہیں جاتی؟ بچوں کو نماز کے عادی نہیں بناتے؟ بڑے افسر تو نخرے میں رہ جاتے ہیں کہ ہم تو افسر ہیں، ہمیں کون پوچھے گا؟ مگر یاد رکھو وہ جنت جہنم کا مسئلہ ہے کوئی فلم کا مسئلہ نہیں کہ تم وہاں جا کر کہہ دو کہ میں ڈپٹی کمشنر ہوں، وہ گیٹ کیپر فوراً الگ ہو جائے گا یہ بات نہیں ہے۔

بل کہ وہاں فرمایا: كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۸ (الملك) فرشتے سوال کریں گے: جب گروہ کے گروہ قافلے کے قافلے، دوستوں کی پارٹی کی پارٹی جہنم کی طرف چلے گی، فرشتے کہیں گے: سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۸ فرشتے رو رو کر کہیں گے: ارے تم کالی کملی والے کے امتی ہوتے ہو لیکن چلے کہاں ہو؟ کدھر چلے۔ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۸ کیا تم نے قرآن کریم کبھی نہیں سنا؟ کیا تمہارے پاس امام الانبیاء ﷺ کا فرمان نہیں پہنچا؟ اس عظیم امام الانبیاء ﷺ کا امتی ہو کر تجھے ادھر جاتے ہوئے شرم نہ آئی۔ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۸ یہ تو بتا کہ قرآن تیرے کانوں میں کبھی پڑا نہیں، مصطفیٰ کریم ﷺ کے ارشاد تو نے کبھی سنے نہیں، جا کہاں رہے ہو، بڑی خطرناک جگہ ہے، بڑی وحشت ناک جگہ ہے، بڑی تباہ کن جگہ ہے، تمہارے لیے تو جنت تھی تم چل کہاں کو پڑے؟ قرآن کریم ہے، تمام کہیں گے سورہ ملک ہے ترجمہ دیکھنا جا کر گھروں میں، قَالُوْا کہنے لگے: بلیٰ بڑے آئے سنانے والے، جگہ جگہ قرآن تھا نبی کا فرمان تھا، پھر کیا ہوا؟ فَكَذَّبْنَا ہم نے تو جھوٹ جانا تھا، ہم نے تو مولویوں کے مانگنے کا ڈھنگ سمجھا تھا، پیسے بٹورنے کا ڈھنگ سمجھا تھا، پیٹ پالنے کا پروگرام سمجھا تھا۔ فَكَذَّبْنَا، ہم نے جھٹلا دیا۔ وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ (الملك: ۹) ہم نے تو یہ سمجھا تھا، قرآن ہمیں نہ سنا ایسے ہی لوگوں کو ڈراتے ہیں۔ فرشتے کہنے لگے: اب کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ جتنا اب ہمیں یقین ہے اتنا پوری دنیا میں کسی کو بھی یقین نہ ہو، اور تمام کے تمام جھولی پھیلا کر کھڑے ہو گئے۔ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ الٰہی ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں معافی عطا فرما، آواز آتی ہے: فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۱۱ (الملك) سیدھے جہنم کی طرف چلو، خبردار اگر تم نے بکواس کی، یہ جگہ ہے مانگنے کی۔ دفتر میں تم نے نہ مانا، محلے میں تم نے نہ مانا، مارکیٹ میں تم نے نہ مانا، ایوان صدر میں تم نے نہ مانا، ایوان گورنر میں تم نے نہ مانا، لینے دینے میں تم نے نہ مانا۔ شادیوں میں میرے قرآن کو تم نے ٹھکرایا، غموں میں تم

نے ٹھکرایا، اقتدار چلانے میں تم نے ٹھکرایا، سودا لینے دینے میں میرے قرآن کو تم نے ٹھکرایا، اب معافی مانگتے ہو خبردار اگر تم نے اب بکواس کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن:

تو ایسی صورت میں ہمارے پلے کیا پڑے گا؟ اس لیے کہتا ہوں کہ لوگ ربیع الاول میں جلسے کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوب صورت تھے، حسین تھے اس سے کس کو انکار ہوسکتا ہے؟ مگر اللہ میاں جب قیامت میں پوچھے گا نماز پڑھی؟ جی ہمارے نبی بڑے خوب صورت تھے، روزے رکھے تھے؟ جی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے حسین تھے، تم نے رشوت کیوں لی؟ ہمارے نبی بڑے خوب صورت تھے، تم نے فلاں آدمی کو قتل کیوں کیا؟ میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بڑے حسین تھے، یہ کوئی جواب ہے؟ اس سے انکار کون کرسکتا ہے؟ ساری کائنات کا حسن ایک طرف رکھو اور دوسری طرف کالی کملی والے کے حسن و جمال کو رکھو، خدا کی قسم ساری دنیا کا حسن کم نظر آئے گا، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن زیادہ نظر آئے گا۔

موت کا جھٹکا:

میں کہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے باز آجاؤ، آج بھی توبہ کا وقت ہے دروازہ کھلا ہوا ہے، کیا معلوم آنکھ بند ہوجائے؟ اس لیے شاعر کہتا ہے:

کیسے کیسے گھر اُجاڑے موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے

کوٹھیاں ویران کردیں، بنگلے سنسان کردیے، خدا کی قسم شہروں میں جا کر دیکھو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی آباد ہوا ہی نہیں تھا، موت جب آتی ہے تو جنازہ اُٹھانے والا کوئی نہیں ملا کرتا۔

تمہارے قریب ہی کے علاقے میں ایک آدمی کو تین مہینے سکرات لگی رہی، ہزاروں آدمی گواہ ہیں، بیٹوں نے ڈاکٹروں کو پیسے دیے مرنے کا ٹیکا لگا، ٹیکے لگائے مگر موت نہ آئی، کبھی کبھی اللہ ثابت کرتا ہے کہ جب میں موت دوں تب آئے گی، تمہارے ٹیکوں میں موت نہیں ہے، گھر والوں سے جا کر پوچھو کہ تین دن پہلے کتے کی آواز بن گئی، بھونکتے بھونکتے مرا، اور جب جا کر قبر کھودی، لحد نکالی، صاف کرکے باہر نکلے تو فوراً قبر مل گئی، خودبخود بند ہوگئی، زمین نے انکار کردیا، دوسری جگہ قبر کھودی وہاں مل گئی، پانچ جگہ قبر کھودی گئی زمین مل گئی، معمولی سا گڑھا بنا کر دھکا

دے کر واپس نکلے، سو گز نہیں گئے تھے کہ قبر میں آگ لگ گئی۔ کس دنیا میں ہو؟ کیا سوچ رہے ہو؟ کیا پروگرام ہے؟

موت کی یاد سے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چہرہ انور پر نظر ڈالی کچھ کمزوری کے آثار دکھائی دیے، فرماتے ہیں میں نے عرض کیا میرے آقا ذرا کمزوری آ گئی، فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تجھے کیا بتاؤں قیامت کا دن جب یاد آتا ہے میں محمد مصطفیٰ کا سانس رک جاتا ہے۔ کیا انجام بنے گا اور کیسی شکل بنے گی ہم لوگوں کی نجات کی۔

پتھروں کی بارش:

تو مدنی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کے اندر اسی مسئلے پر مار کھائی، جس مسئلے پر آج ہم لوگ کھاتے ہیں، کہتے ہیں لوگ کہ قاری حنیف تو تقریر بڑی شاندار کرتا ہے لیکن ہے وہابی۔ میں نے کبھی چوری نہیں کی، سچی بات دل میں جگہ نہیں کرتی۔

مدنی کریم ﷺ فرماتے ہیں اے لوگو! تیرہ سال میں مکے کی کوئی گلی رہی نہیں جہاں سے مجھ پر پتھر نہ برسے ہوں، فرمایا کوئی چوک ایسا نہیں جہاں سے مجھ پر پتھر نہ برسے ہوں، مکے کا کوئی خاندان ایسا نہیں، عورتوں تک کوئی ایسی نہیں جس نے مجھ کالی کملی والے کو پتھر نہ مارا ہو، تمام مکہ گواہ ہے، اور ماننے والوں نے کہا تھوڑی مار کھائی ہے، اللہ، اللہ، اللہ۔ جن کو ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، قربان جاؤں ان پر۔ بلال تیرا ہی حصہ تھا ہم نہیں قریب آسکتے۔

کفار کا لسان نبوت پر یقین:

ایک بات اور کہتا ہوں کہ جتنا یقین حضور ﷺ کی بات پر مکے کے کافروں کو تھا، اگر اتنا بھی میں یقین آ جائے تو پھر بھی ہمارا کام بنتا ہے، تھے دشمن، پتھر مارنے والوں کا یقین، ستانے والوں کا یقین، ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں کہ جنہوں نے مدنی کریم ﷺ کو اڑھائی سال تک درختوں کے پتے کھانے پر مجبور کیا۔

امیہ ابن خلف بڑا اصحابہ رضی اللہ عنہم کا دشمن، دین کا دشمن، کافر ہے، اپنے گھوڑے کو پانی پلا رہا ہے، حضور ﷺ قریب سے گزرے تو آپ نے فرمایا: امیہ کیا کر رہا ہے، کہنے لگا یہ گھوڑا دیکھا ہے؟ ہاں دیکھ رہا ہوں، اس پر تجھے قتل کروں گا، امیہ کہتا ہے: آپ نے فرمایا ان شاء اللہ میں محمد رسول

اللہ ﷺ تجھے قتل کروں گا، ذرا غور کرو کیا ہوگیا، پہلے اس نے کہا پھر آپ نے فرما دیا۔

حضور ﷺ کا دشمن ہے، قرآن کا بھی دشمن ہے، ایمان کا بھی دشمن ہے۔

گھوڑا وہیں کسی اور کے حوالے کیا، گھر جا کر رونے لگ گیا، دھاڑیں مار مار کر روتا ہے، بیوی کہنے لگی کیا ہوا مجھے تو بتاؤ؟ روتا روتا کہنے لگا: تباہی پھر گئی، میں مر گیا، کام بالکل بگڑ گیا، گھر والی کہنے لگی کیا بات ہے؟ کہنے لگا اس یتیم مکہ نے میرے قتل کی خبر دے دی، تھی آخر وہ بھی کافرہ، اس کا بھی یقین دیکھو وہ یہ نہیں کہتی کہ کیا ہوا؟ آپ رونے لگ گئی بات ہو ہی جاتی ہے، ہم سردار ہیں ہم روزانہ ان کو مارتے ہیں، وہ بھی بیٹھ کر رونے لگ گئی۔

سارا محلہ آ گیا میت نظر نہیں آتی، مردہ نظر نہیں آتا، کوئی نقصان ہوا دکھائی نہیں دیتا، تم دونوں مرد وعورت کیوں رو رہے ہو؟ ہمیں تو بتاؤ ہو کیا گیا؟ امیہ بھی، بیوی بھی کہتی ہے یہ گھر اجڑ گیا، اس گھر کو آگ لگ گئی، تباہی پھر گئی، بربادی ہو گئی، بتاؤ تو سہی کیا ہوا؟ امیہ روتا بھی جاتا ہے کہتا ہے کالی کملی والے نے میرے قتل کی خبر دے دی۔

کیا تم بھی کبھی حضور ﷺ کا فرمان سن کر روئے؟ ذرا دیکھو اپنی زندگی کو، کبھی رونا نہ آیا، حضور ﷺ کا فرمان سن کر محلہ آ گیا، ابو جہل آیا، عتبہ آیا، شیبہ آیا، ابولہب آیا، ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا کہ تیری تو مت ماری گئی، روز تو ہم ان کی پٹائی کرتے ہیں، روز تو ہم انہیں مارتے ہیں، تو ان کی بات پر رونے لگا ہے؟ خدا کی قسم امیہ تھا تو کافر لیکن بات کیا کہی ہے؟

امیہ کہتا ہے کہ بات مار کی ہے تو میں نے بلال کو کم نہیں مارا، اگر مارنا کوئی دلیل ہے میں نے ابوفقیہ کی پسلیاں توڑ دیں، اگر مارنا کوئی دلیل ہے تو میں نے نعدیہ کی زبان پر گرم لوہے کی سلاخ سے داغ دیے۔

لیکن اے مکے کے سردارو! اے مکے کے چوہدریو! ایک بات بتاؤ؟ اور وہ یہ ہے مجھے اتنا بتاؤ، چالیس سال سے زیادہ کا عرصہ تم میں گزارے بیٹھے ہیں، آج تک بتاؤ میرا تو یقین ہے کہ مکے کے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں، ان لبوں سے جو بات نکلی وہ کبھی غلط نہیں ہوئی، کافر کا عقیدہ اور کافر کی بات ہے۔

جنگ بدر کا دن آیا، ابو جہل اور ابولہب گھوڑے پر چلا پھرتا ہے، عتبہ بھی، شیبہ بھی، ولید ابن مغیرہ بھی، اور امیہ گھر کے اندر کوٹھڑی میں لیٹا ہوا بیٹھا ہے، سارے سردار کہتے ہیں کہ امیہ نظر نہیں آتا کدھر ہے؟ گھر گئے گھر والی سے پوچھا کہنے لگی وہ تو بیمار پڑا ہے، اندر گئے، انہوں نے

کہا کیا بات ہے چل نا، اے بزدل! اے کمینے! سارا عرب باہر نکل پڑا ہے اور تو بستر میں پڑا ہے، ہاتھ باندھتا ہے کہ نہ لے جاؤ زندہ واپس نہیں آؤں گا، اس نے کہا کہ مکے میں آپ مجھے فرما گئے تھے، ابوجہل نے پکڑ کر گھسیٹا ہے، چوڑیاں پیش کیں ہیں، ڈوپٹہ سر پر ڈالا ہے، اے بے شرم! شرم کر مرد ہو کر اتنا ڈر رہا ہے۔

گھسیٹ کر اسے بدر میں لائے، اللہ کی قدرت کو کون روک سکتا ہے؟ حضور کریم ﷺ کے قریب آیا، کافر اسے کھینچ کر لائے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی کہ اسے میں قتل کردوں فرمایا نہیں، میرا اس کا وعدہ ہے۔ ایک اور صحابی تلوار لے کر چلا فرمایا نہیں، آنے دو، جب قریب آیا تو ایک صحابی کے ہاتھ میں چھڑی تھی، وہ آپ ﷺ نے لے لی، اور اس کی گردن پر یوں ذرا سی ماردی، چلا گیا، جہاں مکے کے کافر زخمی پڑے تھے، بازو کٹے ہوئے، گلے کٹے ہوئے، سر کٹے ہوئے، اتنے وہ نہیں چیخ رہے تھے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اتنا چیخا، اتنا چیخا گدھے کی آواز بن گئی، ابوسفیان جو اس وقت اس قافلے کا سردار تھا، وہ کہنے لگا: اے بے غیرت کمینے یہ سر کٹے بیٹھے ہیں اتنے تو یہ نہیں چیخ رہے، یہ ہاتھ کٹے پڑے ہیں، آٹھ آٹھ دس دس زخم ہیں، وہ اتنے نہیں چلا رہے تھے کیا ہوا؟ اتنی سی خراش ہے، جواب سنو اور غور کرو، کہنے لگا: امیہ! کسی کو فاروق نے مارا، کسی کو بلال نے مارا، کسی کو سلمان فارسی نے مارا، کسی کو ابوعبیدہ نے مارا، کسی کو سعد ابن ابی وقاص نے مارا، کسی کو عبدالرحمان ابن عوف نے مارا، اے مکے والو! طعنہ نہ دو مجھے کالی کملی والے نے مارا ہے۔

اور اگلی بات اور توجہ کر کے سنو، کہنے لگا مجھے اتنی تکلیف ہے کہ اگر میری تکلیف کو سارے عرب میں تقسیم کردو تو سارے مر جائیں گے، اس لیے کہ میں اس آقا کے ہاتھ سے مار کھا کر آیا ہوں، تو کم از کم ہم اتنا یقین دل میں بٹھالیں، جن کو یقین تھا انہوں نے کمال کردیا، حضور ﷺ کے عاشقوں کی جماعت ہے، فریفتہ ہونے والوں کی جماعت ہے، جان نثاروں کی جماعت ہے، دیوانوں کی جماعت ہے، پروانوں کی جماعت ہے، مستانوں کی جماعت ہے۔

اطاعت مصطفوی ﷺ:

حضور ﷺ نے صحابہ کو فرمایا: بیٹھ جاؤ، بیٹھ گئے جب آپ نے جو فرمانا تھا فرمالیا، وہاں سے دروازے کی طرف تشریف لائے، تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ایک پاؤں چوکھٹ کے

اندر ہے اور ایک باہر ہے اور درمیان میں بیٹھا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: اس طرح کیوں بیٹھے ہو، عرض کیا حضور! جب حکم ملا تو میری یہی حالت تھی، حکم ملنے کے بعد ڈرا کہ اندر کا قدم آگے کروں کہیں نافرمانی نہ ہو جائے، اور باہر والا قدم اندر کرتا ہوں تو ڈرتا کہ کہیں بغاوت نہ ہو جائے، آپ اس وقت بکریوں کے باڑے میں تشریف لے گئے، حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ کو دیکھا، حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں فرمایا تھا بیٹھ جاؤ، حضرت ابودرداء نے بکریوں کے باڑے میں آواز سن لی، وہ کان بھی کتنے خوش قسمت تھے جن کانوں میں آواز بھی مصطفیٰ کریم ﷺ کی پڑتی تھی، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم یہاں کیوں بیٹھے؟ عرض کیا میں نے حکم سنا، فرمایا میں نے تو مسجد والوں کو کہا تھا، مسجد والوں کو حکم دیا تھا، فرمایا نہیں ۔

درد مندوں سے نہ پوچھ کہاں بیٹھ گئے
تیری محفل میں غنیمت ہے جہاں بیٹھ گئے

آواز جو میں نے سن لی، کوئی بھی ہو، کہیں بھی ہو، غلام اس کا نام ہے، زبردستی غلام بنا پھرتا ہے۔ شکل یہودیوں والی، لباس عیسائیوں والا، اعتقاد سکھوں اور ہندوؤں والے، اور غلام ہیں غلام ہیں غلام ہیں۔

صحابیہ رضی اللہ عنہا کی اطاعت:

مدنی کریم ﷺ کے سامنے ایک عورت آئی، سونے کے کنگن پہنے ہوئے ہے، آپ ﷺ نے فرمایا مائی، اس سونے کی کبھی زکوٰۃ دی عرض کرنے لگی: مجھے پتہ نہیں زکوٰۃ کیا چیز ہے؟ فرمایا یوں حکم ہے، کہنے لگی جو نہ نکالے؟ فرمایا جہنم ہے، کنگن اتار کر حضور ﷺ کے سامنے پھینک کر چل دی، حضور ﷺ نے فرمایا مائی سارے نہیں، کہنے لگی کہ جو چیز جہنم میں لے جائے میں اس چیز کو آنکھوں سے دیکھنے کو بھی تیار نہیں، عشق کوئی معمولی کام ہے؟

تیرے عشق میں:

مدینہ کے پاس سے گزر ہوا تو ایک مکان دیکھا بہت اچھا بنا، تو آپ نے یوں فرمایا کہ یہ مکان کس کا ہے؟ فلاں کا، ہائے ہائے اس کو قبر یاد نہیں، بس اتنا فرمایا نہ حلال نہ حرام۔ حضور ﷺ تو تشریف لے آئے، کسی نے جا کر بتلایا کہ حضور ﷺ تیرے مکان کے قریب سے گزرے تھے، اور یہ فرمایا کہ اس کو قبر یاد نہیں، اسی وقت مزدور لیے، جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا،

حضورﷺ کی خدمت میں گیا بھی نہیں، اور اگر کوئی بہاول پور کا لکھا پڑھا جاتا وہاں، آپ کو کیا پتہ؟ میں نے کس نیت سے بنایا ہے؟ یہ فائدہ اس میں سوچا ہے، یہ اس میں مفاد سوچا ہے، عاشق کا کام اشارہ پر مرمٹنا ہے، وہ عشق کیا جو پوچھتا پھرے۔

کیسی نماز:

ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، مجنوں آگے سے گزر گیا، زیادہ نیک آدمی تھا اس نے نماز توڑ کر اسے جا پکڑا، کہنے لگا میرے آگے سے کیوں گزرا، تو نماز پڑھ رہا تھا؟ (ہاں) دوبارہ جا کر پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی، اس نے کہا کیوں؟

کہنے لگا: کہ ایک لیلیٰ کے عشق میں تو مجھے نظر نہیں آیا، تو نے رب کی نماز میں مجھے دیکھ لیا، نماز تیری کیسی تھی، جس میں میں تجھے نظر آ گیا، مگر اس غریب کو کیا پتہ تھا کہ ایسا وقت بھی آئے گا کہ دوکان کے سارے حساب نماز میں کیا کریں گے، سارے حساب یوں ہی چلتے ہیں۔

اطاعت رسولﷺ سے انعام:

صحابی رضی اللہ عنہ نے مکان کو گرا دیا، پھر بھی حضورﷺ کی خدمت میں آ کر عرض نہ کیا۔ کئی دنوں کے بعد جب آپﷺ کا گزر ہوا تو چٹیل میدان دیکھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: کہ یہاں تو بڑی بلڈنگ تھی، مکان تھا، عرض کیا کہ اسی نے تو اسی دن گرا دیا۔

خدا کی قسم رحمت والی جھولی اسی وقت پھیلا دی، الٰہی میرے دیوانوں کو جنت عطا فرما، جو میرے اشاروں کو سمجھتے ہیں۔

لباس جلا دیا:

ایک نوجوان آیا حضورﷺ کی خدمت میں سلام کیا، آپﷺ نے یوں دیکھا اور جواب نہ دیا، صحابی رضی اللہ عنہ کی جان نکل گئی، مر جاؤں زمین پھٹے کہ میں اس میں چلا جاؤں، آسمان مجھ پر گر پڑے، میرے سلام کا جواب حضورﷺ نے نہیں دیا، مر گیا میں، کبھی ہم نے بھی سوچا کہ قیامت کے دن مصیبتوں کے مارے جب حضورﷺ کو سلام کیا اور آپ نے جواب نہ دیا تو ہم کہاں جائیں گے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہنے لگا یار و تم ہی بتاؤ مجھے نہیں پتہ کہ آقاﷺ کس بات پر ناراض ہوئے؟ فرمایا تیرا یہ جو لال رنگ کا لباس ہے، اس سے ناراض ہوئے ہیں، مجھے پتہ نہیں۔

غربت کا زمانہ ہے، افلاس کا زمانہ ہے، تنگی کا زمانہ ہے۔

اسی وقت وہ کپڑے اتارے چولہے میں آگ جل رہی تھی، اس میں جلا کر خاک کر دیے، دوسرے کپڑے پہن کر حضرت کی خدمت میں آیا سلام کیا، جواب ملا، حضور ﷺ مسکرائے، سبحان اللہ! ان آنکھوں پر قربان ہو جاؤں، جن آنکھوں نے ایک مرتبہ نہیں لاکھوں مرتبہ کالی کملی والے کی مسکراہٹ دیکھی۔

خود پوچھا فرمایا وہ کپڑے کدھر ہیں؟ جانتے تھے جبھی پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ میں نے جلا دیے، فرمایا کیوں؟ بیٹی کو دیے ہوتے، بہن کو دیے ہوتے، بیوی کے کام کے تھے جلائے کیوں؟ صحابی رضی اللہ عنہ کا جواب سنو، اور اپنے اپنے عشق کا امتحان کرو۔

جوان کہتا ہے اے کالی کملی والے! اگر میں بیٹی کو دیتا وہ پہنتی، بہن کو دیتا وہ پہنتی، گھر والی کو دیتا وہ پہن کر میرے سامنے آتی، ناراضی کا اظہار فرمایا ہو، ان کپڑوں کو دیکھنے کے لیے میرے پاس آنکھ موجود نہیں، میں کس طرح ان کپڑوں کو دیکھ لیتا، میں نے جلا دیے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غلامی کا حق ادا کیا ہے کوئی نہیں کر سکتا تھا، اشاروں پر گردنیں کٹوا دیں، قیمے بن گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے، لیکن پرواہ نہ کی، صحابہ انگاروں پر کھیلے۔

مشروط رہائی:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو مکے والوں نے گرفتار کر لیا، یہ حضور ﷺ کا دیوانہ اکیلا ہے، تختہ دار پر کھڑا کر دیا، پھانسی چڑھانے کا پروگرام ہے سارا مکہ تماشہ دیکھنے کے لیے آگیا، ایک مکے کا چوہدری کافر اس کے قریب آیا صحابی رضی اللہ عنہ کے، خبیب ابن عدی ہے قریب آ کر کہنے لگا: کتنے خوب صورت جوان ہو، کتنا حسین ہے کیسی قد و قامت کا مالک ہے، ٹھہرو مکے والو میں بات کرتا ہوں، قریب آ کر کہنے لگا: دیکھ جاتا کچھ نہیں تو ایک مرتبہ اپنے منہ سے اتنا لفظ کہہ دے کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ میں ہیں، مکے والوں کے قبضے میں ہی نہیں، ان کے اختیار میں ہی نہیں، اگر اپنی جان بچانے کے لیے صحابی کہہ دے تو بات کیا ہے کہنے لگا کہہ دو اور جان بچانی میرے ذمے، میں اپنے ہاتھ سے تجھے تختہ دار سے نیچے اتار دوں گا، تو جانتا ہے میں فلاں چوہدری ہوں، مگر اللہ والا کہنے لگا دفع ہو جا میرے سامنے سے، میری آنکھیں تجھے دیکھنا گوارہ نہیں کرتیں، میری جان کا قیمہ بنا سکتے ہو، میری بوٹیاں اُڑا سکتے ہو، میرے جسم کو کاٹ سکتے ہو، میری ہڈیوں کو

آگ میں جلا سکتے ہو، میرے ساتھ سب کچھ کر سکتے ہو، میں ہرگز گوارہ نہیں کر سکتا کہ کالی کملی والے کے پیارے پیارے قدم میں کانٹا بھی چبھے، ہے نا عشق کی بات، اس لیے بات کر رہا ہوں کہ وعدے نہ کرو، عمل پیش کرو۔

ابوجندل رضی اللہ عنہ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

سیدنا ابوجندل مکہ مکرمہ میں ایمان لے آئے، اس کا اعلان بھی کر دیا، شام کو سارے کافر اکٹھے ہوتے ہیں، پاؤں پکڑ کر پتھروں کے اوپر سے روزانہ گھسیٹتے ہیں، چمڑا اودھڑ گیا، گوشت پھٹ گیا، ہڈیاں تباہ ہوگئیں۔

حدیبیہ کے مقام پر محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، وہاں روک دیے گئے، ابوجندل کو پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں قریب ہیں، پاؤں میں بیڑیاں بندھی ہوئیں ہیں، زنجیریں پڑی ہوئیں ہیں، پہاڑوں کے اوپر سے چڑھتا، گرتا پڑتا، تباہ ہوتا، پریشان ہوتا دل میں یہ آس لگائے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہوں گا، میں بھی نمازیں پڑھوں گا، میں بھی زیارت کیا کروں گا، میں بھی دیدار کیا کروں گا، میں بھی صحابہ کرام میں رہوں گا، میری بھی مصیبتوں کے دن ختم ہو جائیں گے، میری بھی تباہ کاری ایک دن ختم ہو جائے گی، آس اور امید لگا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپہنچا، اب وہاں کیا دیکھتا ہے کہ اس کا سگا چچا مکے والوں کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بات کرنے کے لیے آبیٹھا ہے، اور بعض نے لکھا ہے کہ اس کا باپ تھا، وہ کھڑا ہو کر کہنے لگا تو ادھر کیوں آیا، کہنے لگا میں اپنے نبی کی زیارت کرنے آیا ہوں۔

سنو! اس کے آنے سے مکے کے وفد اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان یہ بات طے ہوگئی تھی کہ اس مرتبہ واپس چلے جاؤ، تمہیں عمرہ کی اجازت نہیں، آئندہ جو مسلمان تمہارے پاس بھاگ کر آئے گا تمہیں واپس کرنا پڑے گا، اور جو کافر ہو جائے گا ہم واپس نہیں کریں گے، ابھی دستخط نہیں ہوئے کہ ابوجندل آگئے۔

وہ کہنے لگا واپس لے جاؤں گا اسے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندے ابھی دستخط بھی نہیں ہوئے، مکے والے، ابھی دستخط نہیں ہوئے، کہنے لگا ہم نبی کی زبان کو ابھی دیکھیں گے کہ وعدہ کی پابندی کرتا ہے کہ نہیں، مکے والوں نے یہ بات کہی، کہنے لگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کے مقابلے میں دستخط کیا ہوا کرتے ہیں، ہم نے سنا ہے کہ نبی کی زبان پکی سچی ہوتی ہے۔

اس کے بعد رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا ایک آدمی مجھے مانگا ہوا دے دو، نہیں نہیں ہم نہیں دیں گے، اندازہ لگا اتنی بڑی آس لگا کر، امید لگا کر، مرتا پڑ گیا کمر پر چمڑا نہیں، گوشت نہیں، ہڈیاں سالم نہیں، مار مار کر کافروں نے تباہ کر دیا، اور حضور ﷺ کے سامنے بھی تھپڑ مارے، اور آپ نے فرمایا ابو جندل میرا وعدہ ہے چلا جا ان کے ساتھ، اندازہ لگاؤ مسلمانو جگر پر ہاتھ رکھ کر، کیا بنی ہوگی ابو جندل کے کلیجے پر، جانتا ہے کہ خدا جانے اب کیسی سزا دیں گے؟ آج کا ہوتا تو کہتا کہ کیا بات ہے، آپ سارے اکٹھے ہیں، میں اکیلا مکے مار کھاتا رہوں؟ وہ گھسیٹ کر لے کر چلے، مار رہے ہیں، روتا جاتا ہے اور مڑ مڑ کر رخ انور کا دیدار بھی کرتا جاتا ہے، وہ گھسیٹ رہے ہیں، یہ واپسی مڑ مڑ کر دیکھتا ہے۔

حضور ﷺ کی طرف آواز دے کر کہتا ہے: اے میرے آقا! ایک بات تو بتاؤ اور وہ یہ ہے، کالی کملی والے میرے جان کے ساتھ جو بنے گی مجھے پتہ ہے، جو پہلے بن رہی ہے مجھے پتہ ہے، اب تو اور زیادہ تباہی آئے گی مجھے پتہ ہے، میری جان کا قیمہ بن جائے پرواہ نہیں، میری بوٹیاں اُڑا دی جائیں پرواہ نہیں، میرے ٹکڑے کر دیے جائیں پرواہ نہیں، لیکن کالی کملی والے مجھے یہ تو بتاؤ کہ آپ تو مجھ سے راضی ہیں؟ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا: ابو جندل اتنا راضی، اتنا راضی کہ تو اس کی حد مقرر نہیں کر سکتا، میں راضی، میرا خدا راضی، ابو جندل نے بیڑیوں میں بندھے ہوئے چھلانگ لگا دی، اور کہنے لگا تیری مرضی ہے مجھے مکے لے جا یا جہنم لے جا، پرواہ نہیں آقا راضی ہو چکا ہے۔

وفات کا دن نہیں بھولتا پیدائش کا بھول جاتا ہے:

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سیرت النبی ﷺ کے جلسے منعقد کرنے سے کوئی ہمارا بھی تو فائدہ ہونا چاہیے، کچھ قبر کا فائدہ ہو، ہماری کچھ آخرت کا فائدہ ہو، مجھے یہ تو پتہ چل گیا کہ حضور ﷺ کی ولادت کا دن بارہ ربیع الاول ہے، بارہ ربیع الاول حضور ﷺ کی وفات کا دن نہیں ہے؟ (ہے) تم سب آل اولاد والے بیٹھے ہو اللہ تمہاری اولاد کو سلامت رکھے (آمین) میں بھی بچوں والا ہوں، خدا کی قسم ایک بچے کی پیدائش کی تاریخ یاد نہیں تم میں سے کوئی ہوگا جو لکھ رہا ہوگا، ورنہ کس کو یاد رہتا ہے، اولاد کی پیدائش پر بڑی خوشی ہوتی ہے، تو تاریخ پیدائش یاد نہیں، اور خدا نہ کرے کسی کا جوان بچہ فوت ہو جائے، تو ساری عمر وہ تاریخ نہیں بھولتی، پیدائش کا دن بھول جاتا ہے خوشی میں، اور تاریخ وفات نہیں بھولی جاتی، بغیر کسی کے ذکر کیے جب وہ دن آتا ہے تو لقمہ

حلق میں نہیں جاتا، آج کے دن میرے جوان بیٹے کا جنازہ اُٹھا تھا۔

وفات رسول ﷺ پر اصحاب کی حالت:

تجھے حضور ﷺ کی پیدائش کا پتہ ہے حضور ﷺ کی وفات کا پتہ نہیں، تو کیا جانے ان باتوں کو جا بلال کی قبر سے جا کر پوچھ کر آ، تجھ پر اس دن کیا بیتی تھی؟ جس دن امام الانبیا رخصت ہوئے۔

حضرت فاطمہ الزہراء سے پوچھ کر آ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جوانی سے پوچھ کر آ، تم تمام کے تمام صحابہ سے پوچھو، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھو، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھو، مدینے کے یتیموں سے پوچھو، مدینہ کی بیواؤں سے پوچھو، مدینے کے محتاجوں سے، مدینے کے غریبوں سے پوچھو، جن کے بارے میں حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جن کا کوئی وارث نہیں، اس کا میں محمد رسول اللہ ﷺ وارث ہوں۔

مدینے میں اندھیرا چھا گیا، کائنات ارضی پر اندھیرا چھا گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگلوں کو نکل گئے، ہوش کھو بیٹھے، کیسے نہ ہوش کھوئیں، جس کے لیے انگاروں پر لیٹ گئے اگر وہی نظر نہ آئے تو کہاں جائیں؟ تمام کے تمام صحابہ حیران ہیں، تمہیں کیا معلوم ہے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی وفات کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں، ساری زندگی میں چھ مہینے کی زندگی میں کسی نے ہنسی نہیں دیکھی، خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ سیدہ فاطمہ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا، رویا کرتی تھی اور کہتی تھی اے انس! اے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ! تم نے کن ہاتھوں سے امام الانبیا کی قبر پر مٹی ڈالی؟

تجھے کیا دکھ ہو حضور ﷺ کی وفات کا، تجھے کیا غم ہے، مدینے کے درو دیوار روئے، میں کہتا ہوں آسمانوں کے فرشتے روئے۔

بلال نے مدینہ چھوڑ دیا، جس مدینے میں آقا نہ نظر آئے، پھر اس مدینے میں رہنے کا کیا فائدہ؟ اور پھر کچھ دنوں کے بعد سرکار مدینہ کی بلال کو زیارت ہوئی خواب میں، دمشق میں تھے فرمایا: ما جفانی یا بلال، اے بلال! اتنی بے وفائی دور جا بیٹھے ہو، واپس مدینہ میں آئے، حسنین کریمین نے اذان کی فرمائش کی جب اشھد ان محمد رسول اللہ پر پہنچے بلال گر گیا اشارہ کس کی طرف کروں؟

اگر ہم سمجھ دار ہوتے تو سارا دن بیٹھ کر روتے، دورد شریف کی کثرت کرتے، استغفار کرتے،

قرآن کریم کی تلاوت کرتے، صحابہ کے غم میں شریک ہوتے، فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غم میں شریک ہوتے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے غم میں شریک ہوتے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے غم میں شریک ہوتے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غم میں شریک ہوتے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے غم میں شریک ہوتے، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے غم میں شامل ہوتے، اور ہم نے ڈھول بجائے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اچھا ہوا حضور ﷺ رخصت ہو گئے اور نہ جانے کتنی بڑی شریعت بن جاتی؟

تف ہے ایسی مسلمانی پر:

تم مسلمان ہو؟ جس دن نبی کا جنازہ اُٹھ رہا ہے اور تم ڈھول بجاتے ہو، اور پھر جلوس نبی پاک کا اور گانے کنجریوں کے، میرا ایمان ہے، کالی کملی والا قیامت میں تیرا دامن پکڑ کر پوچھے گا، میں اتنا پاک ہوں تو نے میرا یہ احترام کیا۔

مدینہ کی زمین روئی، مدینہ کے غریب روئے۔

یتیموں کے ملجاء:

کون ہمارے سودے خرید کر دیا کرے گا، اللہ ہم سب کو مدینے پاک کی زیارت نصیب فرمائے (آمین) میں مدینہ میں گیا میں نے پوچھا کہ بازار کون سا ہے؟ کہنے لگے: سُوْقُ النَّبِیِّ ﷺ، میں نے پوچھا کہ بازار تو حضور ﷺ نے بنوایا نہیں۔ ایک عربی کہنے لگا: کہ یہ وہ بازار ہے جہاں کالی کملی والے غریبوں، یتیموں، بیواؤں کے سودے خریدنے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔

کیا زندگی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی، کتنے بڑے بڑے غم دیکھے، کسی جوان بچے کی وفات کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو اتنا غم نہیں ہوا جتنا کہ حضور ﷺ کی وفات کا ہوا ہے، تمام کے تمام لوگ پریشان تھے، حیران تھے، اور پھر ان کا ضبط دیکھو، ان کا صبر دیکھو۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا عشق رسول اللہ ﷺ:

اور ہم تو ان اللہ والوں کے غلام ہیں۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سات میل مدینہ سے پہلے ہی جوتا اتار لیتے ہیں، شاگردوں نے، مریدوں نے کہا: حضرت ابھی تو مدینہ دور ہے، فرمایا دور بے شک ہو، دیار حبیب ہے، حضرت پتھر پاؤں کو زخمی کر رہے ہیں، لہولہان ہو رہے ہیں،

جوتا پہن لیں، فرمایا ڈرتا ہوں کہیں قاسم کا جوتے والا پاؤں وہاں نہ پڑ جائے جہاں کالی کملی والے کا مبارک قدم لگا ہو۔

مدینہ پاک میں داخل ہوئے جتنے دن رہے جوتا نہیں پہنا، اور دو دن تک گنبد خضری کے سامنے نہ گئے، ساتھیوں نے کہا حضرت صلوٰۃ وسلام کے لیے وہاں نہیں گئے، فرمایا صحابہ صفہ کے چبوترے تک جاتا ہوں، حوصلہ نہیں پڑتا، میرے دل میں خیال آتا ہے کہ کہاں نانوتوی تو اور کہاں شہنشاہ کائنات کا دربار، تیسرے دن گئے مسکراتے ہوئے تشریف لائے کسی نے پوچھ لیا حضرت کیا ملا، فرمایا کہ: ؎

مجھ پر ان کا ایسا فیض کرم ہوا
بھر دیا میرا دامن پھیلانے سے پہلے

مجھے وہ ملا ہے جو کسی کو نہیں ملا، فرمایا کیا ملا؟ عرض کیا کہ مجھ کو دودھ کا پیالہ پلا دیا، تو لوگوں نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ علم حدیث مجھ سے زیادہ پھیلے گا، اور وہاں سے یہ کہتے ہوئے نکل پڑے: ؎

جیوں تو سگان حرم کے ساتھ پھروں
مروں تو مجھے کھائیں مدینے کے مرغ ومار

الٰہی اگر میرا مدینہ کے کتوں میں شمار ہو جائے تو میں بڑا کامیاب، مدینہ کا کتا کوئی معمولی چیز ہے؟

سگان مدینہ:

ہم نے تو خود تجربہ کیا، کھانا کھا کر جنت البقیع کی طرف جانے لگے زیارت کے لیے، میں نے یک روٹی جیب میں ڈال لی، دروازے کے قریب گئے میرا ساتھی کہنے لگا: یہاں چار کتے کھڑے ہیں ایک جگہ، میں نے وہ روٹی کتوں کی طرف پھینک دی، لے کر آئے سارے کتے، سالم روٹی دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے۔

اے بہاول پور کے مسلمانو! مدینہ کا کتا نہیں لڑتا، بہاول پور کے حاجی باز نہیں آتے، جب چار ٹکڑے کر کے پھینکے پھر انہوں نے کھائے، ان حاجیوں سے قسم دے کر پوچھو مدینہ میں ہزاروں کتے پھرتے ہیں، لیکن بھونکتا ایک نہیں، مدینہ کا کتا شرم کرتا ہے، یہ مدنی کریم کا شہر ہے، یہ وہ شہر ہے جہاں حضور ﷺ کے دس ہزار جرنیل سوئے ہوئے ہیں، یہ وہ شہر ہے جہاں حلیمہ سوئی

ہوئی ہے، یہ وہ شہر ہے جہاں فاطمۃ الزہراء آرام فرما رہی ہیں۔

مگر پاکستان کا نام نہاد مسلمان صحابہ کو بھونکتا ہے، شرم نہیں کرتا، سرکار مدینہ کی ختم نبوت کو بھونکتے ہوئے شرم نہیں کرتے، اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں اور سرکار مدینہ کی ختم نبوت کے تاج پر ڈاکہ بھی ڈالتے ہیں۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا عشق رسول ﷺ:

مدینے کی بلی مرغی کو نہیں چھیڑتی۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے بمبئی کا ایک سیٹھ مرید ہونے کے لیے حضرت کے پاس آیا دیوبند، حضرت مولانا حسین احمد مدنی گود میں بلی لیے بیٹھے ہیں، سیٹھ صاحب سلام کہہ کر واپس چل دیے، حضرت نے پوچھا کیا بات ہے؟ سیٹھ صاحب کہاں سے تشریف لائے، بمبئی سے آیا تھا، کیوں؟ آپ کی بڑی تعریف سنی تھی کہ ۱۵ سال حضور ﷺ کے مدینے میں حدیث پڑھائی، بڑے شیخ الحدیث ہیں، بڑے اللہ والے ہیں، انہوں نے کہا پھر؟ بلی سے کھیل رہے ہیں، میں کوئی اچھا پیر تلاش کروں گا۔ فرمایا: بلی بھی مدینہ سے لایا ہوں، اس لیے تو پیار کر رہا ہوں، میرے آقا کے شہر میں گھومنے والی ہے، کمال ہے ان لوگوں کا، کمال کیا ہے ارے عشق ان پر ختم ہے۔

روضہ رسول ﷺ کے رنگ کا ادب:

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک مرید جوتی بنوا کر لایا آگرہ سے۔ آگرہ میں بڑی اچھی جوتی بنا کرتی تھی، اور سبز رنگ بنوا کر لایا، حضرت کو عرض کیا کہ قبول فرمائیں، فرمایا نہیں، یہاں سے اٹھا کر لے جا، کہنے لگا حضرت بڑے شوق سے بنا کر لایا ہوں، آپ کا پرانا خادم ہوں، پرانا تابع دار ہوں، فرمایا نہیں لیتا۔ کہنے لگا حضرت کیوں؟ فرمایا تجھے پتہ نہیں، جو رنگ گنبد خضریٰ کا ہے میں اپنے پاؤں میں کیسے دیکھ سکتا ہوں؟ تم ان کو بے ادب کہتے ہو، جو اس رنگ کا بھی ادب کرتے ہیں جو حضور ﷺ کے روضے کا ہے اور اپنا پتہ نہیں۔

حماقت:

پچھلے دنوں ملتان میں لاؤڈ سپیکر پر چندہ مانگ رہا تھا، روپیہ دیتے جاؤ جنت لیتے جاؤ۔ میں نے کہا مولوی حد کر دی، روپیہ کے اندر تو کوئی جوتی پالش نہیں کرتا، جنت اتنی سستی ہے؟ کہتا ہے روپیہ جنت، میں نے کہا جنت ہے لنڈے کا مال تھوڑا ہے۔ اللہ نے جنت کیا بنائی ہوئی ہے معلوم ہے؟

جب جائے گا تو اس وقت پتہ چلے گا کہ جنت کی قیمت کیا ہے؟ ابھی دور ہے بعد میں پتہ چلے گا۔

اللہ کی جماعت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے لیے اللہ پاک نے فیصلہ فرما دیا کہ تمام کے تمام جنتی، مہاجر ہوں، انصار ہوں، سارے حضور ﷺ کے دیوانوں کے لیے میں نے جنت بنائی ہے، صاف صاف فیصلہ کر دیا، فرمایا: أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾ (المجادلہ) میری جماعت ہے اور بڑے کامیاب ہیں۔

ایک آخری بات عرض کردوں نقطے کی ہے، لطف اندوز ہوں گے آپ۔ حضور ﷺ بھی عاشقوں کی قدر کرتے تھے۔ یہ جو معشوق ہوتے ہیں یہ ویسے نخرے کرتے ہیں انہیں عاشقوں کی قدر بڑی ہوتی ہے۔

آنحضور ﷺ کو بھی اپنے عاشقوں کی قدر تھی۔ ہجرت والی رات میں جسے اپنا سمجھا، اسے قربانی والے بستر پر لٹا دیا، جسے گھر کا آدمی سمجھا اسے بستر پر لٹا دیا۔ قربانی کے لیے خطرے ہیں اور جسے عاشق سمجھا گھر سے جا کر ساتھ لے لیا، جانتے تھے کہ جو میرے بغیر نہ یہاں زندہ رہے نہ وہاں زندہ رہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۚ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۶۴﴾" (آل عمران)

عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِبْرَاھِیْمَ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ بَنِیْ کِنَانَۃَ قُرَیْشًا وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ بَنِیْ ھَاشِمٍ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

محترم بزرگو، عزیز دوستو! ربیع الاول کا بابرکت مہینہ ہے۔ یہی وہ ماہ مبارک ہے، جس مہینے میں محبوب کبریا امام الانبیا حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری ہوئی۔

جس مہینے میں حضور ﷺ تشریف لائے وہ مہینہ بھی نرالا
جس دن حضور ﷺ تشریف لائے وہ دن بھی نرالا
جس خاندان میں حضور ﷺ تشریف لائے، وہ خاندان بھی نرالا
وہ ماں باپ بھی نرالے جن کو شرف بخشا اللہ پاک نے!

حضور اکرم ﷺ کا ذکر سیرت کی کتابوں میں علمائے کرام نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تشریف آوری کے لیے کس کس طرح انتظامات کیے۔

حضرت عبداللہ کو شادی کی پیشکش:

علما نے لکھا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے حضرت عبداللہ، حضور ﷺ کے والد ماجد بازار سے گزر رہے تھے، ایک عورت کی نظر پڑی، وہ حضرت عبداللہ کو دیکھ کر کہنے لگی عبداللہ! مجھ سے شادی کر لے۔

آپ خود خیال فرمائیں، جس کی پشت میں نور محمد ﷺ تھا، وہ باپ کتنی غیرت والا ہوگا۔ وہ شرما کر، کنی کاٹ کر نکل گئے۔

کچھ دنوں کے بعد حضرت عبداللہ کو پھر وہی عورت ملی اور کہنے لگی عبداللہ! میں نے جو تمہیں اس دن شادی کے لیے کہا تھا، تم نے شاید مجھے بازاری عورت سمجھا ہوگا۔ تم نے نہ جانے کیا کیا خیال کیے ہوں گے، ایسا نہیں۔

میں تو "تورات" کی حافظہ ہوں۔ میں نے اپنی تورات میں آخر الزمان نبی ﷺ کے باپ کی جو نشانیاں پڑھی ہیں، تیری پیشانی ان کی گواہی دے رہی ہے، میں چاہتی ہوں کہ امام الانبیا ﷺ کی ماں ہونے کا شرف مجھے حاصل ہو جائے۔

وہ کہنے لگی میں آج تم سے شادی کے لیے تیار نہیں، کیوں کہ آج وہ نور تیری پیشانی میں نہیں ہے۔ وہ امانت تم کسی کے سپرد کر چکے ہو۔

عبدالمطلب کی منت:

عبدالمطلب کے گھر میں پہلے اولاد ہی سرے سے نہیں ہوتی تھی۔ حضور ﷺ کے جو دادا ہیں،

ان کی اولاد پیدا نہیں ہوتی تھیں۔اپنے اپنے زمانے کی بات ہے، انہوں نے منت مانی کہ اللہ میاں !اگر اولاد دے تو ایک لڑکا میں تیری راہ میں قربان کردوں گا، ذبح کردوں گا۔شاید اس زمانے میں دستور ہوگا کوئی اس قسم کا، یکے بعد دیگرے حضرت عبدالمطلب کے ہاں دس لڑکے پیدا ہوئے۔

عبدالمطلب کے دل میں خیال آیا کہ جو میں نے نذر مانی تھی، وہ پوری کرنی چاہیے۔اب دس میں سے کس کو قربان کروں۔قرعہ اندازی کی۔حضرت عبداللہ کا نام نکلا کہ انہیں ذبح کرو۔ عبدالمطلب تیار ہوئے لیکن خاندان والوں نے کہا ساری آل میں، ساری اولاد میں یہی سب سے زیادہ خوب صورت ہے، تم اسی کو ذبح کرنے لگے ہو، اسی کو قربان کرنے لگے ہو۔پھر قرعہ اندازی کی گئی، پھر حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔پھر قرعہ اندازی کی گئی پھر حضرت عبداللہ کا نام نکلا، پتہ چلا کہ نبوت ابھی تک دنیا میں ظاہر نہیں ہوئی، قربانیاں پہلے کی جاتی ہیں۔

پھر حضرت عبداللہ کے بارے میں طے کیا گیا کہ ان کو بچاؤ۔ان کو قربان کریں گے تو ایک اونٹ ایک طرف رکھا اور حضرت عبداللہ کا نام ایک طرف رکھا۔پھر بھی حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔

پھر پانچ اونٹ کی پرچی ڈالی گئی، پھر بھی حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔

پھر دس اونٹ کی پرچی ڈالی گئی، پھر بھی حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔

پھر بیس اونٹ کی پرچی ڈالی گئی پھر بھی حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔

سو اونٹ لکھ کر ڈالے، پھر اونٹوں کے نام قرعہ نکلا۔

پتہ چلا کہ امام الانبیا ﷺ حضرت عبداللہ کی پشت میں ہیں۔انسان کی قیمت کو سو گنا بڑھا دیا۔انسان کی قیمت بن رہی ہے، سو گنا قیمت بڑھا دی۔چناں چہ اسی وجہ سے امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں:

"انا ابن ذبیحین"

"میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں"

ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ایک حضرت عبداللہ کا!

خدا کی قسم! کیا شان والے لوگ ہوں گے، وہ جن کے خاندان میں، جن کے گھر میں سرکار مدینہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں:

سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ مدنی کریم ﷺ میرے پیٹ میں تشریف رکھتے تھے۔ میں عجیب وغریب خواب دیکھتی تھی، عجیب عجیب مقامات کی مجھے سیر کرائی جاتی تھی۔

ابرہہ کا بیت اللہ پر حملہ:

ابرہہ یمن کا بادشاہ بیت اللہ پر حملہ کرنے کے لیے جا پہنچا۔ میدانِ عرفات کے قریب ہے۔ وادی میں آکر ڈیرا جما ڈالا۔ ابرہہ کے سپاہیوں نے عبدالمطلب کے چرتے ہوئے اونٹ پکڑ لیے۔ مکے میں پتہ چلا تو عبدالمطلب نے آکر ابرہہ سے بات کی اور کہنے لگا تیرے سپاہیوں نے میرے اونٹ پکڑ لیے ہیں، چھوڑ دیے جائیں۔

ابرہہ کہنے لگا تم اتنے معزز ہو کر، سمجھ دار ہو کر، بیت اللہ کے متولی ہو کر، تم اونٹوں کی بات کرتے ہو۔ تمہیں اپنے کعبے کی بات کرنی چاہیے۔

فرمانے لگے، اونٹ مال میرا ہے، میں اس کی بات کروں گا۔ کعبے والا اپنے گھر کی خود حفاظت کرے گا۔ میرے بچانے سے کعبہ کیسے بچے گا۔

تیرے پاس لشکر موجود ہے، تیرے پاس ہاتھیوں کی فوج موجود ہے، تیرے پاس سپاہی موجود ہیں، میں نہیں بچا سکتا، البتہ اتنی بات کروں گا، حفاظت کرے گا وہ اس کی، جو اس گھر کا مالک ہے، جو بحر وبر کا مالک ہے۔ یہ تیرا غلط خیال ہے کہ بیت اللہ کا مالک کوئی آدمی ہے۔ اس کا مالک آدمی کوئی نہیں، خاندان کوئی نہیں، قبیلہ کوئی نہیں، اس کا محافظ اور نگہبان تو اللہ ہے۔ جس کا مقابلہ تو نہیں کر سکے گا۔ چناں چہ عبدالمطلب گھر میں تشریف لائے اور فرمانے لگے: اے بہو! آؤ میرے ساتھ چل، اس بیت اللہ کو ڈھانے کے لیے، اس بیت اللہ کو گرانے کے لیے دشمن آیا ہوا ہے، تو میرے ساتھ چل کے غلاف کعبہ پکڑ کے دعا مانگ لے۔

کیا نظارے ہوں گے، آگے آگے عبدالمطلب جاتے ہیں، پیچھے پیچھے سیدہ آمنہ خاتون محمد عربی ﷺ کو پیٹ میں لے کر چلی جارہی ہیں۔ بیت اللہ کے پاس پہنچے۔ آمنہ کے ہاتھ میں غلاف کعبہ پکڑا دیا کہنے لگے دعا کر دے۔ کہتا ہے دعا مانگ۔ حضرت آمنہ کو پاس بٹھا کر الٰہی! نصرت غیبی تو ہم کو مہیا کر۔

ابرہہ کی تباہی:

حضرت آمنہ نے روکر دعا مانگی۔ آواز آئی جا آمنہ آرام کرو۔
آج خاندانوں کی حاجت نہیں، آج قبیلہ کی کوئی ضرورت نہیں، آج فوج کی کوئی ضرورت نہیں، میں خود مقابلہ کروں گا۔
ابرہہ کی فوج کو میں خود دیکھ لوں گا۔ مکہ والو! جاؤ، جاؤ میرا کعبہ تمہارے ہاتھ میں نہیں، میرا گھر تمہارے ہاتھ میں نہیں۔
تم اپنی طاقت کو پاس رکھو، اپنے اسلحے کو پاس رکھو، اپنے لشکر کو اپنے گھر میں رکھو، ابرہہ سے میں خود نمٹ لوں گا۔
عرض کیا فرشتہ سے مرواؤ گے؟
آواز آئی مغرور کھوپڑی کا فرشتوں سے پٹوانا اچھی بات نہیں۔ مغرور کھوپڑی کا علاج، جبرائیل علیہ السلام سے کیا کراؤں، میکائیل علیہ السلام سے کیا کراؤں، الٰہی! جنوں سے کام لوگے؟
فرمایا نہیں، فرشتوں سے بھی نہیں، جنوں سے بھی نہیں، فرمایا آج حقیری مخلوق جسے چڑیا کہتے ہیں، آج ہاتھیوں کا مقابلہ چڑیوں سے ہوگا۔
قرآن کریم میں ہے اور ہمیں سمجھا رہا ہے قرآن کریم کہ تم کبھی یہ نہ سوچنا کہ ہم تھوڑے ہیں، ہمارے پاس طاقت کم ہے۔ خدائی طاقت جس کے پاس ہو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ہاتھی کا مقابلہ چڑیا سے ایکدم افق پر چڑیا چھا گئی۔ یکدم فوج کی طرح منڈلائی۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟
کہا علاج ہوگا ابرہہ کی فوج کا۔
ابرہہ نے ادھر سے حکم دیا کہ چلو بیت اللہ کی اینٹ سے اینٹ بجادو۔ ادھر سے آواز آئی:

"وَّاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ۝۳" (الفیل)

کالے رنگ کی چھوٹی چھوٹی چڑیا، آگے بڑھو آج تمہارا نمبر ہے۔ ہم کیا کریں، چونچ ہماری چھوٹی سی، قد ہمارا چھوٹا سا، ہم کیا کریں گے۔
فرمایا کنکریاں اٹھالو اور اس کی فوج پہ برسادو۔ کنکریوں کو ایٹم بم بنانا، یہ میرا کام ہے۔
قرآن کہتا ہے:

"تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵" (الفیل)

ایک ایک کنکری سات سات ساتھیوں کے اندر سے گزر گئی۔ ناس کردیا چڑیوں نے مار مار کر ابرہہ کی فوج کا!

اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں چڑیوں سے کام لیں، کیڑے مکوڑوں سے کام لیں، پرندوں سے کام لیں۔

خداوند کریم نے یہ بھی فرمادیا اے میرے نبی کے امتیو! میرا دین اور میرا اسلام کسی کا محتاج نہیں، چاہے سارے کے سارے سرکش ہوجاؤ۔ دین کا انکار کردو۔ میرے دین میں پھر بھی کوئی فرق نہیں آسکتا۔ کون ہے جو میرے دین کا ایک بال بیکا کرے؟

سیدہ آمنہ کے گھر کی حالت:

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ پندرہ دن پہلے حضور اکرم ﷺ کی پیدائش سے ہوا۔ اور جس رات میں حضور ﷺ تشریف لائے، سیدہ آمنہ کے گھر میں چراغ میں تیل نہ تھا۔ تیل کے لیے پیسے نہ تھے۔ روشنی نہ تھی۔

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ غربت تھی کہ چراغ میں تیل کے لیے پیسے نہیں تھے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بات نہیں تھی۔ بات یہ ہے جہاں چودہ طبق کی روشنی آرہی ہو، وہاں چراغوں کا کیا کام ہے۔

حضور ﷺ آئے، رونق آئی:

حضرت آمنہ کہتی ہیں حضور اکرم ﷺ تشریف لائے، میرا گھر جگمگا اُٹھا۔ بچوں کے لینے کے لیے قافلہ آیا ہوا تھا۔ پتہ چلا کہ عبداللہ کے گھر میں یتیم پیدا ہوا ہے ہر دائی کنی کترا جاتی ہے۔ دودھ کے پیسے کون دے گا، معاوضہ کون دے گا، قیمت کون دے گا، یتیم جو ہے۔ دوسروں کے بچوں کو لے کر تمام دائیاں چلی گئیں۔ حلیمہ کی اونٹنی لاغر، کمزور تھی۔ راستے میں قافلہ واپس ہوتا ہوا ملا تو کہنے لگی سب لے آئی ہو یا کوئی بچہ مکے میں چھوڑ کر بھی آئی ہو؟ کہنے لگی ایک یتیم باقی ہے۔

حضور ﷺ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں:

حلیمہ کہتی ہے میں مکے میں ضرور جاؤں گی۔ اگر میں نہ لے سکوں گی تو اس بیوہ کے غم میں شریک ہوجاؤں گی۔ جس کی جھولی میں یتیم سویا ہوا ہے۔ دروازے پہ آتی ہے، دستک دیتی ہے۔ حضرت آمنہ کو کہنے لگی میرے دل کو بڑا صدمہ پہنچا کہ تیرے لعل کو کسی دائی نے پسند نہیں کیا۔

حضرت آمنہ کہنے لگیں حلیمہ! یوں نہ کہو۔ بل کہ یوں کہو میرے لعل نے کسی کو پسند نہ کیا۔

حلیمہ کہتی ہے آمنہ! ذرا بچے کا دیدار تو کراؤ۔ آمنہ نے چادر بچے کے چہرے سے اٹھائی، مکھڑے سے اُٹھائی، حلیمہ دیکھ کر چندھیا گئی۔

کہنے لگی آمنہ! آج تک میری آنکھوں نے اتنا حسین بچہ نہیں دیکھا۔ جبرائیل علیہ السلام آ گئے، حلیمہ! تو کیسے دیکھ سکتی ہے، تیرے سامنے بنوسعد کے بچے ہیں، مکے والوں کے بچے ہیں۔ آمنہ! تو نے قریش کے بچے دیکھے ہوں گے۔ میں مشرق سے مغرب تک چکر لگاتا ہوں۔ شمال وجنوب میں پھرتا ہوں۔ جبرائیل امین علیہ السلام کہتا ہے خدا کی قسم! سارا جہان میرے سامنے ہے۔ میری آنکھ نے ایسا حسین آج تک نہیں دیکھا۔

آواز آئی اے جبرائیل علیہ السلام! تم کیسے دیکھ لیتے مجھے اپنی عزت کی قسم! مجھے اپنی الوہیت کی قسم! میں نے آج تک ایسا پیدا کیا ہی نہیں۔

الٰہی! اب؟

فرمایا اے آمنہ! حلیمہ! جبرائیل! جس سانچہ میں محمد ﷺ کو ڈھالا ہے، میں نے وہ سانچہ ہی توڑ دیا۔ ایک صورت بھی ایسی نہیں بنائی تھی۔ اس کی شکل الگ بنائی تھی۔ اس کا چہرہ الگ بنایا تھا۔

حلیمہ کہتی ہے مجھے یہ غم ہونے لگا شکر ہے کسی دائی نے دیکھا نہیں، دروازے سے پوچھ کے چلی گئی۔ اگر دیکھ لیتی تو مجھے شاید نہ مل سکتا۔

کہنے لگی آمنہ! مجھے تیرے بچے سے بہت پیار ہے۔

آمنہ کہنے لگی حلیمہ! محبت کی ٹریفک دوطرفہ چلتی ہے۔ اری! تو نے صرف پسند نہیں کیا، میرے لعل نے بھی تجھے پسند کرلیا ہے۔

یہ تو رشد وہدایت کا سویرا ہے:

حلیمہ کہنے لگی مجھے تو بڑا غم ہے۔ یہاں سے جلدی چلوں۔ جلدی کھسکوں، کوئی اور نہ آ جائے۔ میرا کمزور بدن ہے۔ دودھ چھاتی میں تھوڑا ہے۔ کوئی صحت مند عورت نہ چرا لے جائے۔ آمنہ اجازت دو، میرا گھر بڑا دور ہے۔ میں جلدی جانا چاہتا ہوں۔ آمنہ کہتی ہیں حلیمہ! ٹھہر جا۔ زندگی کا کوئی پتہ نہیں، میں اپنے یتیم کو جی بھر کے دیکھ لوں۔

حضرت حلیمہ گود میں لے کر مدنی کریم ﷺ کو اونٹنی پہ بیٹھ گئیں۔ آپ کے پیچھے حلیمہ کا خاوند

بیٹھ گیا۔ اونٹنی کو اٹھاتے ہیں، اٹھتی نہیں۔ چلاتے ہیں چلتی نہیں۔

اللہ میاں نے اونٹنی کو سمجھا دیا تیرا کام یہ ہے کہ اس کو اٹھا کر لے جا، حلیمہ کا خاوند کملی والے کی طرف پیٹھ کیے بیٹھا ہے۔

چند دن کی عمر ہے حضرت محمد ﷺ کی، اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے پیٹھ نہ کرنے دی۔

آج تم قرآن کی طرف پیٹھ کر کے کامیاب کیسے ہو جاؤ گے؟

کہنے لگی بختوں والا بچہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ اسے اپنی گود میں لے لیں۔ حلیمہ کے خاوند نے گود میں لے لیا۔ اونٹنی کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی! اب دیکھنا میرا قدم وہاں پڑے گا، جہاں تیری نظر پڑے گی۔ باقی اونٹنیاں پہلے جا چکی تھیں،۔ اب یہ برق رفتار ڈاچی جو دوڑی ہے، دائیوں نے مڑ کر دیکھا، گرد و غبار آسمان کی طرف اُڑ رہا ہے۔

ایک کہنے لگی کوئی لٹیرا آ رہا ہے، سنبھل جاؤ بڑا تیز آ رہا ہے۔

ایک سمجھ دار دائی دیکھ کے کہنے لگی یہ پہاڑ کیسا ہے جس کے آگے ایک چمکتا ہوا ستارا ہے۔ وہ کہنے لگی لٹیرا نہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے رشد و ہدایت کا سویرا ہے۔

حلیمہ اپنے گھر میں لے کے جاتی ہے۔ اپنے خاوند کو کہنے لگی میرے بچے کو بھوک لگی ہوگی۔ پیاس لگی ہوگی، ذرا دیکھو تو سہی، قحط کا زمانہ ہے۔ بکری سے دو چار قطرے دودھ کے نکل آئیں گے، پلاؤں گی۔ حلیمہ نے چھوٹا سا برتن چھانٹ کے دیا۔

علما نے لکھا ہے حلیمہ کے خاوند نے بکری سے دودھ کے لیے ہاتھ لگائے، برتن بھر گیا، دوسرا برتن بھر گیا، تیسرا برتن بھرا، چوتھا برتن بھرا، اسی طرح حلیمہ کے برتن ختم ہو گئے، بکری کا دودھ ختم نہ ہوا۔

دودھ شریک بھائی کا حق:

پتہ چلا نبی ﷺ جہاں قدم رکھے وہاں برکتیں آجاتی ہیں۔ حلیمہ کے ہاں حضور ﷺ پرورش پاتے ہیں۔ ایک اور بچہ بھی تھا، اس کا نام عبداللہ ہے۔ حلیمہ بائیں طرف کا دودھ عبداللہ کو پلاتی تھیں اور دائیں طرف کا دودھ محمد ﷺ کو پلاتی تھیں۔ محبت میں آ کر یوں کیا کہ دوسرے پستان کا دودھ حضور ﷺ کو پلانے لگی۔

حلیمہ کہتی ہے رب ذوالجلال کی قسم! میرے محمد مصطفیٰ ﷺ نے دوسری طرف سے پستان کو کبھی منہ نہ لگایا۔

چند دن کی عمر ہے اور انصاف کی تعلیم دے رہے ہیں۔

حلیمہ! اگر آج میں نے دوسرے کا حق کھالیا، کل خدا کا قرآن کیسے سناؤں گا۔ مدنی کریم ﷺ نے کبھی کسی کا حق نہیں کھایا۔ دوسرے کے حق کو، دوسرے کے کھانے کو منہ نہیں لگایا۔

بیت اللہ کی تعمیر کا واقعہ:

چھ سات برس کی عمر ہے، بیت اللہ کی تعمیر ہونے لگی۔ تمام کے تمام قریش والے پتھر اٹھا اٹھا کر لے جاتے ہیں۔

مدنی کریم ﷺ بھی لے جانے لگے۔ آپ ﷺ کے کندھے میں خراش آگئی۔ خون نکل گیا، چچا نے دیکھا، یہ تو بڑی بات ہے۔ تہہ بند اُتار کر لپیٹ کر کاندھے پہ رکھ دیا۔ بیٹا! یہاں رکھ رکھ کے لاؤ۔ علما لکھتے ہیں ادھر تہبند اترا، ادھر مدنی کریم ﷺ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ غیرت کی تعلیم ہے، شرم و حیا کی تعلیم ہے۔ جبرائیل امین علیہ السلام نے آکر تہبند باندھا، پھر آپ ہوش میں آکر کھڑے ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں نبی کو ننگا کر دیا تو ہوش باقی نہ رہا۔

اور آج امت کا حال دیکھو! یہ کہتے ہیں آج جتنا ہی کوئی زیادہ ننگا، اتنا ہی بڑا ولی اللہ ہے۔ ساری عمر نماز نہ پڑھے، ساری عمر روزہ نہ رکھے، ساری عمر قرآن کے نزدیک نہ جائے، ساری عمر مسجد میں قدم نہ رکھے۔ کیوں کہ ننگا رہتا ہے، اس لیے پہنچی ہوئی سرکار ہے۔ ان کی نشانیاں وہ دیکھو نا! اگاڑ پچھاڑ اکھلیا ہو یا اے۔

حضور ﷺ کی سخاوت:

محمد مصطفیٰ ﷺ کی جوانی آئی، شباب آیا، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوتا ہے۔ امام الانبیا ﷺ نے کھڑے ہو کر اعلان کر دیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا! کل پچھتانا نہیں، کل پشیمان نہ ہونا۔ میں تو اتنا غریب ہوں، میرے پاس مکان بھی نہیں، میرے پاس ٹھکانہ نہیں۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا آگے بڑھ کر کہنے لگیں میرے آقا ﷺ! میں بھی تیرے، یہ مال بھی تیرا، آپ کو اختیارات ہیں۔ غریب آدمی کو دولت مل گئی، کچھ دن تو گزارا کرتے۔

علما نے لکھا ہے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہزاروں اشرفیاں تھیں۔ بہت دولت تھی۔ محمد عربی ﷺ نے تین دن میں ساری دولت لوگوں میں تقسیم فرمادی۔

آزمائشیں ہی آزمائشیں:

کس کس طرح سے اعلان نبوت کے بعد، پھر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے،، پھر دن چین نہیں آیا، پھر رات چین نہیں آیا۔

ہر وقت حضور ﷺ کو پریشان کیا جاتا ہے، مکے کی گلیوں سے پوچھو! مکے کے در و دیوار سے جا کے پوچھو، مکے کے پہاڑوں سے پوچھو، رسول اکرم ﷺ کو کیسے ستایا گیا۔

بیت اللہ شریف میں کھڑے ہو کر قرآن کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ ایک کافر نے آکر اتنا زور سے دھکا دیا۔ حضور ﷺ کی پیشانی دیوار میں لگی، ناک سے خون جاری، منہ سے خون جاری، پھر بھی قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے۔ بیت اللہ شریف میں سجدہ فرمایا۔ اونٹ کا اونٹ لاکر پورا کافروں نے حضور اکرم ﷺ کی پشت پر لاد دیا۔ روکنے والا کوئی نہیں، ٹوکنے والا کوئی نہیں، بچانے والا کوئی نہیں۔

پہاڑی پہ کھڑے ہو کر ایک عورت نے آواز دی اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تم کہاں چلی گئیں؟ تیرے ابا کو لوگوں نے مار ڈالا۔ ساری راہ میں کانٹے بچھا دیے جاتے ہیں۔ چاروں طرف سے لوگوں کے پتھر برستے ہیں۔

اس چہرے کو لوگوں نے زخمی کیا، جس چہرے کی اللہ کے قرآن نے قسمیں کھائی ہیں، نبی ﷺ نے چوری کسی کی نہیں کی، نبی ﷺ نے نعوذ باللہ ڈاکہ نہیں مارا، کوئی جرم کبھی نہیں کیا۔ تم نے کبھی سوچا ہوگا جو پتھر کھا کر دعائیں دے، جو گالیاں کھا کر پھول برسائے۔

کانٹے پاؤں میں لگے ہیں۔ مگر رحمت کے لیے دعا مانگ رہے ہیں، جھولی پھیلا رکھی ہے۔ ایسے نبی کو مارنے کا کیا مقصد جس نے کسی کا کچھ بھی نہ بگاڑا ہو، جو بیماروں کی بیمار پرسی کرتا ہو۔ جس کی رحمت اتنی بے حساب ہو، اتنی وسیع ہو، جس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔

ایک عورت ہمیشہ کوڑا کرکٹ اکٹھا کر کے حضور اکرم ﷺ کے سر پر پھینکتی ہے۔ ایک دن کوڑا نہیں گرتا، حضور ﷺ کھڑے ہو کر پوچھتے ہیں، وہ مائی کہاں چلی گئی؟

پتہ چلا بیمار ہے۔ گھر میں تشریف لے گئے۔ فرمایا جس کے سر پہ کوڑا پھینکتی تھی۔ آج وہ تمہاری تیمارداری کے لیے موجود ہے۔

نبی ﷺ کے سر پر کوڑے پھینکے گئے،

نبی ﷺ کے پیروں میں کانٹے بچھائے گئے،
نبی ﷺ کو چاروں طرف سے پتھروں سے مارا گیا،
نبی ﷺ کو اُحد میں زخمی کیا گیا،
نبی ﷺ کو لہولہان کیا گیا،
نبی ﷺ کے چچا کے گیارہ ٹکڑے کردیے گئے۔

نبی ﷺ کی بیٹی کو نیزہ کو مارا، اونٹ سے نیچے گرادیا۔ تڑپ تڑپ کر فوت ہوگئی اور آرام نہ آیا اور کفن کے لیے پوری چادر بھی نہ ملی۔

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما ہیں۔ ایک بوڑھا مسافر آتا ہے اور آ کے حضور ﷺ کو کہنے لگا اے جادوگر! میری بات سن! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طیش آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی صحابی اس کو کچھ نہ کہے۔ حضور ﷺ نے گفتگو فرمائی وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔

معجزات سنو! میری اور ساری جہان کی عمر ختم ہوسکتی ہے۔ مگر حضور ﷺ کی تعریف ختم نہیں ہوسکتی۔

تو اس نبی ﷺ کا امتی ہے جس کے ایک اشارے پر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ جس کے اشارے پر درخت چل کر آ گئے۔

تو اس نبی ﷺ کا امتی ہے جس نے دنیا کو کھلایا اور اپنے پیٹ پہ پتھر باندھے۔ نبی ﷺ کے اخلاق و کردار بہت بلند تھے۔ جس نے پوری دنیا کو اپنے اخلاق کے ذریعے زیر کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کا انتخاب فرمایا اور ان کو ایسا پیغام دیا، جس کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا۔

یہ بات دشمن بھی کہتا ہے مکے میں جب حضور ﷺ پہ پتھر پھینکے گئے۔ مکے کے لوگ دشمن، حضور ﷺ کو مارتے تھے تم میں سے کوئی تھا وہاں؟ تم میں سے کوئی تھا؟ ارے باپ دادا میں کوئی تھا؟ اگر ہوتا تو وہ بھی مارتے مذاق نہیں، اس زمانے میں کلمہ سنا مذاق نہیں تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کلمہ پڑھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پر ظلم وستم:

مکہ کی جوان نابینا لڑکی نے کلمہ پڑھا، بازار میں کھڑی کر کے چمڑا ادھیڑ دیا۔

ابوفکیہ رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا، پسلیاں توڑ دی گئیں۔
زیدہ بن وشنہ رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا، بوٹیاں اُڑا دی گئیں۔
زید بن حارث رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا، پھانسی چڑھا دیا گیا۔
بلال رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا، اتنی بڑی پتھر کی چٹان آئی!
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے بلال رضی اللہ عنہ کی زبان ایک بالشت باہر نکلی ہوئی خود دیکھی۔

کلمہ پڑھنا آسان نہیں تھا!

ابوجندل رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا، پیروں میں زنجیریں ڈال کر مکے کی گلیوں میں گھسیٹا جاتا ہے۔ جنہوں نے کلمہ پڑھا، آٹھ آٹھ دن درختوں کے پتے چبائے، کھانے کو کچھ نہیں ملا۔
ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے دو مہینے تک کھانے کو نہیں دیکھا۔ عورت ہو کر اتنا بڑا تقویٰ، اتنا مضبوط ایمان۔ دو مہینے کھانا نہ دیکھا، پتے چبا کر گزارہ کر لیا مگر حضور ﷺ کا دامن نہ چھوڑا۔
تو مکھن کھا کے، قرآن نہیں پڑھتا، تو دودھ پی کے، قرآن نہیں پڑھتا، تو گوشت کھا کے، قرآن نہیں پڑھتا۔ نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے، نبی ﷺ کے پروانوں نے، نبی ﷺ کے دیوانوں نے، درختوں کے پتے چبا کر قرآن پڑھا۔ آج تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو آفرین کہنے کے بجائے، مرحبا کہنے کے بجائے، ان کی تعریف کرنے کے بجائے، آج ان کا گلہ کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کا ساتھ کیوں دیا۔
مدنی کریم ﷺ کو مار پڑی۔ پاس کھڑے ہو کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مار کھائی۔ مکہ معظمہ میں مار پڑی، زید بن حارث رضی اللہ عنہ نے مار کھائی۔ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے مار کھائی۔ ہر جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ بدر میں صحابہ رضی اللہ عنہم، احد میں صحابہ رضی اللہ عنہم، حنین میں صحابہ رضی اللہ عنہم، تبوک میں صحابہ رضی اللہ عنہم، یرموک میں صحابہ رضی اللہ عنہم، خندق میں صحابہ رضی اللہ عنہم، تمام جنگوں میں ٹکڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کرائے۔ ہر جنگ میں فیصلہ کرنے کے لیے تو آ بیٹھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع ضروری ہے:

تجھے کس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جج بنایا ہے؟

خدا کی قسم! آج دنیا میں ایک ایک چیز کا وارث موجود ہے، مکانوں کے وارث موجود ہیں، دوکانوں کے وارث موجود ہیں، کوٹھی بنگلوں کے وارث موجود ہیں، زمین کے وارث موجود ہیں۔ نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے وارث قبروں میں جا کر سو گئے؟

آج ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وارث کوئی نہیں بنتا،

آج فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وارث کوئی نہیں بنتا،

آج عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا وارث کوئی نہیں بنتا،

آج سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا وارث کوئی نہیں بنتا،

آج طلحہ رضی اللہ عنہ کا وارث کوئی نہیں بنتا،

آج زبیر رضی اللہ عنہ کا وارث کوئی نہیں بنتا۔

جنہوں نے نبوت کو بچایا، جنہوں نے نبی ﷺ کے فاقے کھلوائے، جنہوں نے نبی ﷺ کو کھانے کھلائے، جنہوں نے نبی ﷺ کو پانی پلائے، جنہوں نے نبی ﷺ پر اپنی چادروں سے سایہ کیا، جس نے نبی ﷺ کو کندھوں پر اٹھایا، آج تم اس کو بخشنے کے لیے تیار نہیں۔

وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کو رب کا سلام آتا تھا۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو مکے میں مدینے میں ہر وقت حضور ﷺ کا دیدار کرتے تھے۔ تم ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذاق اُڑاؤ، شرم نہیں آتی۔

جنہوں نے نبی ﷺ کے لیے اولاد کی قربانی دی، جنہوں نے نبی ﷺ کو مال دیا، جنہوں نے نبی ﷺ کے لیے جان دی، جنہوں نے نبی ﷺ کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبوت کے محافظ:

ارے! تو اپنی کوٹھی کی حفاظت کرے گا، تو اپنے بنگلے کی حفاظت کرے گا، تو اپنی دکان کی حفاظت کرے گا۔

قربان جاؤں ان صحابہ رضی اللہ عنہم پہ جنہوں نے کملی والے ﷺ کی حفاظت کی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت بڑی عظمت کے مالک ہیں۔ ہتھیار چھیننے سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت پہ کوئی فرق نہیں آسکتا۔

اگر صحابہ رضی اللہ عنہم صحیح نہیں، غلط ہیں تو نبی ﷺ کی نبوت نامکمل ہے۔ پھر وہ کون ہیں؟ جنہوں نے نبی ﷺ سے لے کر قرآن تم تک پہنچایا، کلمہ تم تک پہنچایا، روزہ تم تک پہنچایا، نماز تم

تک پہنچائی۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام تم تک پہنچائے۔ وہ کون ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ؟

حضور ﷺ کی ہجرت:

ہجرت والی رات آئی۔ حجرے مبارک میں آپ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ مکے کے کافروں نے پروگرام بنایا کہ آج ہم نبی ﷺ کو ختم کر کے دم لیں گے۔ نبی ﷺ کو قتل کر کے دم لیں گے۔ دیکھا مکے کے کافروں کا یہ عقیدہ ہے۔ مکے کے کافر بیٹھ کر بکواس مار رہے ہیں۔ بیٹھ کر گپیں لگاتے ہیں۔ پتہ نہ چلا، ورنہ یوں کر دیتے، یوں کر دیتے، ہمیں معلوم نہ ہوسکا، آج یہ سارے موجود ہیں، کندھے سے کندھا ملائے کھڑے ہیں۔ یہ آج اگر آپ کو بچا کے نہ لے جاسکے تو میری خدائی کیا ہوئی۔

کافروں کو تو مزہ آئے گا۔ یہ سب موجود ہوں اور میں نکال کے لے جاؤں گا، فرمایا چلو، عرض کیا الہی؟ کیسے چلوں۔

فرمایا مٹھی بھر کر مٹی کی ان کی طرف پھینک دو، سب کی آنکھوں میں سرمہ میں ڈال دوں گا۔ ایسا ڈالوں گا جو قیامت تک نہ نکلے گا۔

جب آنکھوں میں مٹی پڑی تو ایک دوسرے کو کہنے لگے اوئے بدمعاش! میری آنکھوں میں مٹی پھینک دی۔ اس نے کہا جی! پہلے میری آنکھ میں پھینک کر پھر بکنا شروع کر دیا۔ تلواریں تو پاس ہیں، بس ایک دوسرے کی پالش کرنے لگ گئے۔

ابوجہل جو آیا، کہنے لگا تمہیں بھیجا تو کس کام کے لیے تھے، تم کبڈی کبڈی آپس میں کر رہے ہو۔

دو امانتیں، دو امین:

اللہ میاں کے محبوب ﷺ نے پوچھا الہ العالمین! آج کیسے نکلوں، مجھے مکے والے امین مانتے ہیں۔ میرے پاس مکے والوں کی امانت ہے۔ میں آج اس وقت کس کے حوالے کروں، اگر خیانت ہوگئی تو نبوت پہ داغ آئے گا، میں یہ کس طرح لوٹاؤں۔

فرمایا میرے محبوب ﷺ میں نے سارا انتظام کر رکھا ہے۔ یہ آپ کے علی المرتضی رضی اللہ عنہ شیر خدا ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ! سونے کی امانت تیرے حوالے، چاندی کی امانت تیرے حوالے، مکے والوں کی امانت تیرے حوالے، مکے والوں کی کھجوریں تیرے حوالے، مکے والوں

کے کپڑوں کی امانت تیرے حوالے۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میری امانت تیرے حوالے۔

اب اللہ میاں سے جا کے لڑائی کرو۔ اللہ میاں سے جا کے پوچھو کہ اس نے مکے والوں کی امانت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیوں کرائی؟

اپنے اپنے یقین کی بات ہے۔ بینک میں سارے لوگ جمع کرتے ہیں۔ ایک گنڈیری بیچنے والے کے پاس رکھو کہ پرسوں لے لوں گا۔ ریڑھی والوں کو کوئی کیوں نہیں دیتا؟ کوئی گھر کی چھت پہ کھڑا ہو کر کیوں آواز نہیں لگاتا ایک لاکھ روپیہ میرا ہے، کوئی امانت رکھ لو۔ اگر دے دیا تو وہ کہے گا لاکھ کے بدلے میں کچھ بھی نہیں دینا۔ وہ سارا ہی پی جائیں گے۔

تم کو بینکوں پہ یقین ہے کہ نہیں؟ سارے بینکوں میں جمع کرتے ہیں۔ اگر تو پیسہ یقین والی جگہ پر جمع کرتا ہے تو خدا بھی اپنے محبوب ﷺ کو یقین والی جگہ امانت کو جمع کروا رہا ہے۔

فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ! یہ میری امانت تیرے حوالے ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑا عالم الغیب ہے۔ اسے علم تھا کہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر تنقید کریں گے، ان کی عیب جوئی کریں گے، ان کی شان میں گستاخی کریں گے۔

اے محبوب ﷺ، بلال رضی اللہ عنہ تیرے دروازے پہ آیا، عثمان رضی اللہ عنہ تیرے دروازے پہ آیا، طلحہ رضی اللہ عنہ تیرے دروازے پہ آیا، زبیر رضی اللہ عنہ تیرے دروازے پہ آیا، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تیرے دروازے پہ آیا۔

ہجرت والی رات آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر خود تشریف لے چلے۔ تا کہ لوگوں کو پتہ چلے مقام ابوبکر رضی اللہ عنہ کا! ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت کا لوگوں کو علم ہو جائے، کس شان کا مالک ہے۔

جس کے مکان پر صدر آ جائے، تو پھولا نہ سمائے، گورنر آ جائے تو پھولا نہ سمائے، کمشنر آ جائے تو پھولا نہ سمائے۔

خدا کی قسم! اس گھر کا کیا کہنا جس گھر پر امام الانبیا ﷺ تشریف لائے۔

دستک دی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ باہر نکلے، میرے آقا ﷺ مجھے بلوایا ہوتا۔ اندھیرا ہے، میں خود حاضر ہو جاتا۔

فرمایا میں خود نہیں آیا، میرے خدا نے بھیجا ہے۔ فرمایا سواری تیار کرو۔

عرض کیا سواری میں نے تیار کر رکھی ہے۔ گھر میں خچر اونٹ نظر تو نہیں آتا۔

حضور ﷺ کی سواری:

عرض کیا جب تک ابوبکر رضی اللہ عنہ زندہ ہے، میں آپ کی سواری ہوں۔ آپ میرے شاہ سوار ہیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی استقامت:

چلتے ہوئے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے، بتانا نہیں ہم کدھر کو گئے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے چھوٹے بچوں پہ یقین ہے، آج ہم بھی تو کرتے ہیں نا! کسی کا قرض دینا ہو یا کسی سے چھپنا ہو تو بچہ آ کے کہتا ہے ابا جی! باہر سکوٹر پہ کوئی آدمی آیا ہے۔ آپ کو بلا رہا ہے۔

ابا بیٹے کو کہتا ہے جا کے کہہ دو میں گھر میں ہے ہی نہیں۔ اب بچے کو سمجھ تو ہے نہیں، باہر جا کے کہتا ہے میرے ابو جی کہتے ہیں کہ گھر پہ ہے ہی نہیں۔ ہمارے بچوں کو بات کرنے کا سلیقہ نہ رہا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بچی کا بات کرنے کا طریقہ تو دیکھو!

ابوجہل نے جب دیکھا کہ حجرے کے چاروں طرف کبڈی ہو رہی ہے۔ اندر حجرے میں دیکھا تو ہے ہی نہیں۔

ابولہب کا یہ عقیدہ، عتبہ شیبہ کا یہ عقیدہ، ولید بن مغیرہ کا یہ عقیدہ، امیہ بن خلف کا یہ عقیدہ۔ اگر نبی ﷺ اپنے حجرے میں نہیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یہاں ضرور ملے گا۔ انہیں چاہیے تھا کہ جب حجرے مبارک میں حضور ﷺ نہ ملے تو انہیں ادھر اُدھر باہر گلیوں میں ڈھونڈ نا تھا۔ محلے میں تلاش کرنا تھا۔

سیدھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دروازے پہ آئے اور آ کے دستک دی، تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باہر نکلی۔ پوچھا تمہارا نبی ﷺ ہے؟

وہ ہمارے بچوں جیسی نہیں تھی۔ کہنے لگی تم کون ہو ہمارے نبی ﷺ کے بارے میں پوچھنے والے؟ کہا ہم مکے کے سردار ہیں، مکے کے چوہدری ہیں، بڑے بڑے رئیس ہیں۔ کہنے لگی تم تھوڑے ہو، سارا مکہ اکٹھا کر کے لاؤ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے ان کا پتہ پوچھ کر دکھاؤ۔ جاؤ جاؤ طاقت آزمائی کرو، تم صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے محمد ﷺ کا پتہ نہیں پوچھ سکتے۔

ابوجہل آگے بڑھا۔ اسماء رضی اللہ عنہا کے بال پکڑ کر پتھر میں دے کے مارا۔ پتھر کی نوک پیشانی میں لگی، لہو کی دھار دور جا کے پڑی۔

وہ کہنے لگی او مارنے والو! تم میرا قیمہ تو بنا سکتے ہو، مگر کملی والے محمد ﷺ کا پتہ نہیں پوچھ سکتے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدنی کریم ﷺ کو کندھوں پہ اٹھا کے لے گئے۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ جب حضور ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر سوار ہو کر چلے، رحمت والے ہاتھ کہاں رکھے ہوں گے؟

جب کندھے پہ کوئی سوار ہو جائے تو کسی کے تو ہاتھ اس کے سر پر آئیں گے۔ بس اتنی بات کہتا ہوں، تم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ کہو، جس کے سر پر امام الانبیا ﷺ نے دونوں رحمت والے ہاتھ رکھے ہوں، اسے کچھ نہ کہو۔

نبوت و صداقت غار میں:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ساڑھے تین میل کی کھڑی چڑھائی۔ خالی آدمی اتنی نہیں چڑھ سکتا۔ چودہ سو سال گزر گئے لوگوں کو آتے جاتے، آج تک راستہ نہیں بنا تو اس زمانے میں کیا حال ہو گا، کوئی مائی کا لعل بدل دے کر کیسے دکھائے گا۔

نبوت کا بوجھ اُٹھا کر غار حرا تک لے گئے۔ عرض کیا یہاں پر تشریف رکھو، میرے آقا ﷺ میں اندر دیکھ لوں کوئی موذی جانور آپ کو تکلیف نہ پہنچا دے۔

اندر گئے، غار میں صفائی کی، سوراخ دیکھے، سوراخ ہیں۔ ایک نہیں، دو نہیں، چودہ سوراخ ہیں، اور میں مسجد میں باوضو بیٹھا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں ایک ایک سوراخ میں، میں نے ہاتھ ڈال کر دیکھا ہے، اتنے بڑے بڑے سوراخ ہیں کہ آدمی کا پورا ہاتھ چلا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اب کیا چیز ہے سوراخ بند کرنے کے لیے؟ اللہ میاں بھی نظارے دیکھ رہا ہوگا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اپنا کرتا اُتارا۔ نبی ﷺ کی جان کے لیے، نبی ﷺ کی شان کے لیے، نبی ﷺ کو دکھوں سے بچانے کے لیے، نبی ﷺ کو خطرے سے بچانے کے لیے، نبی ﷺ کو موذی جانور سے بچانے کے لیے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کرتا اتار کر اس کے ٹکڑے بنائے اور چودہ سوراخوں میں ذرا ذرا سا کپڑا رکھ دیا۔

کوئی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہاں کپڑے کی دوکان تو نہیں کھول رکھی تھی، جو اتار لیے ہوں گے۔ ایک کرتا ہی تھا۔ وہ ذرا سی لیر بھی تیرہ سوراخوں میں پوری ہوئی۔

سانپ نے جب ڈس لیا:

اب ایک سوراخ پھر بھی خالی رہ گیا، اب ان سوراخوں کے پیچھے ہے سانپ، ناگ، سانپ

اتنا طاقت ور جانور ہے، جدھر سے پانی آرہا ہو، دریا میں، نہر میں، یہ اس طرف چلا جاتا ہے۔ پرنالہ کوٹھے سے نیچے چل رہا ہو، سانپ اس پانی کے نچلے بہاؤ سے لے کر کوٹھے کی چھت تک چڑھ جاتا ہے، اتنا طاقت ور جانور ہے۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ سانپ اگر ذراسی ٹکر مارے، یہ لیر کپڑے کی کیا نہیں کرسکتی؟ ذراسی تو لیر رکھی تھی۔ اس نے ٹکر ماری اور پرے کر دیا۔ مگر سانپ پہلے سوراخ میں سے نہیں آتا جس میں کترر رکھی ہوئی ہے۔ وہ دوسرے، تیسرے، دسویں، گیارہویں، بارہویں، تیرہویں میں سے نہیں آتا، کپڑے میں آکر ٹکر نہیں مارتا۔ اپنے لیے راستہ ہموار نہیں کرتا۔ وہ چودھویں سوراخ میں سے آتا ہے۔ جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پاؤں لگایا ہوا ہے۔

تو یہ واضح ہوا کہ سانپ کا بھی یہ عقیدہ ہے، موذی جانوروں کا بھی یہ عقیدہ ہے، جب تک ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قدم نہ چاٹیں گے، نبوت کا دیدار ممکن نہیں، نبوت تک رسائی ممکن نہیں جب تک ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قدم نہ چاٹ لیے جائیں گے۔

اگر میری بات اچھی نہیں لگتی تو غار کے سانپ کی بات مان لے۔ انسان کی نہیں مانتا، سانپ کی تو مان لے۔ کسی کی بھی نہیں مانتا تو بس تیرا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ماننا تو ہے ہی نہیں، نہیں ماننی کسی کی؟

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیر کو سانپ نے چاٹا۔ اس کے منہ میں اللہ میاں نے زہر رکھا ہے۔ زہر کی تکلیف ہوئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ روئے، ہاتھ کو حرکت نہ دی۔ قلعہ باغ ملتان کے لوگو! آج تیرا بچہ ماں کی گود میں روئے گا، اس کے دوپٹے پہ آنسو پڑیں گے۔

بہن کی گود میں روئے گا اس کے کرتے پہ آنسو پڑیں گے۔
خالہ کی گود میں روئے گا اس کے دوپٹے پہ آنسو پڑیں گے۔
نانی کی گود میں روئے گا اس کے دوپٹے پہ آنسو پڑیں گے۔

خدا کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ! تیرا کیا کہنا، تم روئے تیرے آنسو رخ مصطفیٰ ﷺ پہ پڑے۔ تیرے آنسو مصطفیٰ ﷺ کے رخسار پر پڑے۔ حضور ﷺ بے دار ہوئے، فرمایا کیا بات ہے؟ تکلیف ہوئی؟ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ! تیرے سر پر ہاتھ رکھ کر آیا، تیرے کندھوں پر سوار ہو کر آیا، تیری جھولی پہ آرام کرتا ہوں، اپنا پیر اس طرف کر، میں اپنا لعاب دہن تیرے پیر پہ لگا کر یہ ثابت کر دوں۔ او دنیا والو! سر سے لے کر پاؤں تک ابوبکر رضی اللہ عنہ میرا ہے، میرا ہے، میرا ہے، اسے کچھ نہ کہو، اس کا تمام بدن میرا ہے۔

فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ! یہ تمہاری رات بڑی کٹھن رات ہے۔ یہ غار کی رات ہے۔ تجھے نیند آئی تو رحمت والی گود میں، ابوبکر رضی اللہ عنہ! قیامت کو تیرا بدلہ چکاؤں گا۔ کوئی تیرا دشمن قریب نہیں آسکے گا۔ اس لیے کہ آج تو جاگتا ہے میں آرام کرتا ہوں۔ کل میں تجھے بلاؤں گا اور میں جاگ کر تیری پہرے داری کروں گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانیاں دی ہیں تم کیا کرو گے۔ اللہ والوں سے محبت رکھو گے، بزرگوں سے محبت رکھو گے، علما سے محبت رکھو گے، قاریوں سے محبت رکھو گے، عابدوں سے محبت رکھو گے، امام اور خطیبوں کی خدمت کرو گے۔ کھانا کھلا دو گے۔ کپڑا دے دو گے۔ دو چار پیسے دے دو گے۔ مگر بیٹی دینا بڑا مشکل ہے۔ لڑکی دینا بڑا مشکل ہے۔ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ ہے، مدنی کریم ﷺ کی ۵۳ سال عمر ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چھ سال کی لخت جگر حضور ﷺ کی جھولی میں ڈال دی۔ اور ایسا وقت ہے حضور ﷺ کے پاس چار بیٹیاں زندہ بیٹھی ہیں۔ دو کی شادی کر چکے ہیں۔ چار لڑکیاں بیٹھی ہیں۔ گھر میں دو بیویاں موجود ہیں۔ قربان کر دیا، مال دیا، جان دی، اولاد دی، تمام کا تمام ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ پہ قربان کر دیا۔

پروانے کو ہے چراغ بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

آخری وقت میں سنت کا اہتمام:

تم تو اپنی شادیوں میں باجا بجاتے ہو۔ ہاں! چھ چھ حج کرلو گے، باجا پھر بھی بجاؤ گے۔ نمازیں پڑھو گے، گولے پھر بھی چھڑواؤ گے۔ پتہ تو چلے کسی کو، شادی ہوئی ہے کہ نہیں، کون ہے آج نبی ﷺ کی سنت کو پوچھنے والا!

شادی کی سنتیں کیا کیا ہیں؟ عقیقے کی سنتیں کیا کیا ہیں؟ بچہ پیدا ہوا ہے تو سنت کیا ہے؟ ابا جان فوت ہو گئے، ضرورت کے مطابق کفن بتاؤ۔ میری تو سفید داڑھی ہو گئی ملتان میں رہتے رہتے، آج تک کوئی عورت، کوئی مرد ایسا نہیں آیا کہ جس نے آ کر یہ کہا ہو کہ اللہ نے انعام دیا ہے، بچہ پیدا ہوا ہے، اب میں سنت کے مطابق کیا کام کروں۔

کوئی پوچھنے نہیں آتا، عقیقے کے مسئلے کوئی پوچھنے نہیں آتا، شادی کے مسئلے کوئی پوچھنے نہیں آتا۔ ہاں! جب کوئی مر جائے تو پھر قبیلے کا، برادری کا، چوہدری کھڑا ہوتا ہے، او میاں! سنت کے

مطابق غسل دینا۔او میاں! سنت کے مطابق کفن دینا، قبر میں سنت کے مطابق اتارنا۔

میرا ایک سوال ہے۔آج غسل بھی سنت کے مطابق ہو جائے گا، کفن بھی سنت کے مطابق ہو جائے گا، دفن بھی سنت کے مطابق ہو جائے گا۔مگر یہ تو بتاؤ مرنے والے چودھری نے ساری عمر فرضوں کی چھٹی کی، واجبات کو ٹھکرایا، آج مرنے کی سنتیں کیا کام آئیں گی؟

ساٹھ سال کی عمر گزری سیٹھ کی، ملک کی، خان کی، اس نے فرض نہیں پوچھے، واجبات نہیں پوچھے، حرام وحلال کو کبھی نہیں پوچھا۔

آج سنت کے مطابق کفن دو گے، تو کیا خیال ہے؟ جنت کا دروازہ کھل گیا، کفن نہیں دے گا تو اور کیا دے گا۔ یہ ابا جان جو مر گئے، اچار ڈالنے کے قابل یہ نہیں، دفن نہیں کرے گا تو ان کو گھر میں رکھے گا۔جب کوئی چیز تیرے کام کی نہیں، پھر سنتیں ڈھونڈتا ہے۔جب تیرے سے بے کار ہو گئی۔

اماں مر گئی اب سنتیں پوچھتا ہے

باپ مر گیا اب سنتیں پوچھتا ہے

ماما مر گیا اب سنتیں پوچھتا ہے

زندگی میں کبھی فرض کیوں نہیں پوچھے؟ کسی کوٹھی، بنگلے میں کبھی قرآن کی آواز نہیں آئی۔اگر کوئی مر جائے تو طالب علموں کو بلا کے لے جاتے ہیں۔راہ سے گزرنے والا، سبزی بیچنے والا بھی کہتا ہے کوٹھی ہے، یہ مدرسہ تو نہیں۔

یہاں قرآن کیسے پڑھا جا رہا ہے، یہاں مدرسہ ہے؟ یہ مدرسہ کس نے کھلوایا جی؟ اکھیا اے ہلوایا نہیں، ڈنڈے نال کھلیا اے۔فلاں بندہ مر گیا، قل خوانی ہو رہی ہے۔

اے مسلمان! جب تک تو مرے گا نہیں، تیرے گھر میں قرآن آئے گا نہیں، تو مرے تو قرآن مجید کو راستہ ملے۔زندگی میں قرآن کو راستہ نہ دیا۔کوٹھی، مکان، بنگلے، دوکان میں کبھی جگہ نہ دی۔آج مرنے کے بعد تلاوت کا بڑا زور ہے۔ بڑے ٹھنڈے ٹھنڈے سانس بھر رہے ہیں۔سارا خاندان، برادری ولی بنی بیٹھی ہے۔ ہاں جی! سب نے مرجانا ایں اور جب طبلہ، ڈھول بجتے ہیں پھر نہیں مرنا یاد آتا۔

ظالمو! تم نے سنت کا ڈھولک بجایا۔

تم نے نبی ﷺ کی بیٹیوں کا نام لے کر طبلہ اور سرنگی بجایا۔

اگر ایک گانے والا تیری بیٹی کا دو چار مرتبہ نام لے، تیرا خون کھول جائے گا۔تو کون ہے میری

بیٹی کا نام لینے والا؟

تو محمد ﷺ کی غیرت والی اس بیٹی کا نام لے کر طبلے پہ گاتا ہے۔

جس کا قیامت میں اتنا بڑا لحاظ ہوگا کہ میدان حشر برپا ہے، پل صراط لگی ہے، انبیا علیہم السلام گزر رہے ہیں۔

نبی اللہ ٹھہرو، خلیل اللہ ٹھہرو، ابراہیم خلیل اللہ نظریں جھکالو، اسماعیل ذبیح اللہ نظریں جھکالو، پیران پیر رحمہ اللہ نظریں جھکاؤ، بہاؤالحق رحمہ اللہ نظریں نیچے کرو۔

کیوں؟ اس لیے کہ خاتون جنت پل صراط سے گزرنے والی ہے۔

تم نبی ﷺ کی اس بیٹی کا نام طبلے اور سرنگیوں پہ گاتے ہو۔ جس کا قیامت میں خدا نے اتنا لحاظ کیا ہے۔ محبت کا دعوے بنا پھرتا ہے۔ محبت کر کے دکھاؤ تو سہی کہ محبت کیسے ہوتی ہے۔

چور کا انداز دیکھ:

ایک اور بات آپ کو بتادوں۔ میں تو یہاں ملتان ہی میں رہتا ہوں۔ مکانوں کے چور، دکانوں کے چور، پیسے کے چور، سونے چاندی کے چور، چوروں کا تو آپ کو پتہ ہے۔ کوئی نقب زنی کر کے، کوئی چھت پھاڑ کر، کوئی کسی طرح سے، کوئی کسی طرح سے چوری کرتا ہے۔

ایک نیا چور میں آپ کو بتاؤں۔ یہ جو نعرے لگاتے ہیں نا! میں نعروں کا چور آپ کو بتاؤں گا۔ پہلے کہے گا نعرہ تکبیر، پھر کہے گا نعرہ رسالت، پھر کہے گا نعرہ حیدری۔ تمہیں پتہ بھی نہ چلا اور بہت بڑی چوری ہوگئی۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا، تم نے چوری کی ہے، تو نبی ﷺ کے دروازے کا چور ہے۔ چوری کرنے کے لیے نبی ﷺ کا نام لے کر فوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ پہ پہنچا۔

کیوں کہ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام لیا، تو یہ گواہ جو ہیں پیسے کمانے والے یہ ناراض ہوجائیں گے۔ اسی لیے صدیق رضی اللہ عنہ، فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لے گا۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پہ پہنچے گا تاکہ وہ جو صحابہ کے دشمن ہیں، وہ راضی ہوجائیں۔ خدا ناراض ہو تو ہوجائے۔

اللہ نے بدلے کا انتظام کیا:

اسی لیے میں نے آپ کو یہ بتادی۔ اب پھر توجہ کرنا ان چوروں پر کہ اب وہ آگے آگے جاتے ہیں اور بیچ میں ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام نہیں لیتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دشمنی کرتے ہیں تا کہ ان سے کوئی ناراض نہ ہو جائے۔

اللہ میاں فرماتا ہے، جاؤ، جاؤ، اگر میرے صدیق رضی اللہ عنہ کا نام لینا نہیں چاہتے، اگر میرے امام مدینہ، شہید مدینہ کا نام نہیں لینا چاہتا، اگر تیرے دل میں ان کا درد نہیں ہے تو اللہ فرماتا ہے مجھے اس کا درد ہے۔ جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے دل میں بغض رکھے گا، دشمنی رکھے گا، ان کو گالیاں دے گا، میں ان کو سزا پولیس والوں سے نہیں دلواؤں گا، سیکورٹی والوں سے نہیں دلواؤں گا، ملٹری والوں سے نہیں دلواؤں گا، الٰہی! تو کیا کرے گا؟ فرشتوں سے مروادے گا؟ فرمایا نہیں، نہیں۔ اتنے کہاں ہیں جو فرشتے کو مارنے پڑیں۔ اتنے تگڑے کہاں سے آئے، جو فرشتوں سے پٹوانے پڑیں۔

الٰہی! تو جنوں سے پٹوائے گا؟ فرمایا نہیں، نہیں۔ جنوں سے پٹنے کے بھی نہیں قابل، فرمایا میری کبریائی کی قسم! جس سینے میں میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی عداوت ہوگی، بغاوت ہوگی، اس کا ہاتھ اور اسی کا سینہ اگر قیامت تک پیٹتا ہوا نہ مرجائے تو مجھے خدا نہ کہنا۔ تو فرمایا خود ہی جرم کرو اور خود ہی سزا لو۔ اپنے آپ کو خود ہی سزا دو۔

ایک بات آخری، آدمی جب دوسرے کا قصور سمجھتا ہے تو اس کو ہی مارتا ہے۔ ہے کہ نہیں؟ اپنا قصور سمجھتا ہے تو کہتا ہے ہائے!

یہ جتنے آپ کو مارتے ہیں نا! یہی قصوروار ہیں۔ سارا قصور انہوں نے کیا ہے۔

حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی سیرت ہیں، حضور ﷺ کے شاگرد ہیں، حضور ﷺ کے چلائے ہوئے راستے پر چلتے ہیں، حضور ﷺ کے مقتدی ہیں۔

حضور ﷺ امام ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقتدی ہیں،

حضور ﷺ استاد ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم شاگرد ہیں،

حضور ﷺ پیر ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم مرید ہیں،

حضور ﷺ تمام مدینے کی ریاست کے بادشاہ ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم میرے آقا ﷺ کے

وزیر ہیں، ان کی شان بہت اونچی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو سیرت کا قدردان بنائے۔ ربیع الاول کا مہینہ ہے سیرت کی کتابیں پڑھو، تفسیریں پڑھو۔ اللہ پاک ہم سب کو، ہماری آل اولاد کو، مدنی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غلام بنائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یتیم مکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا. وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ. تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ "وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ④" (الانشراح)

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن الکریم ○ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:۲۱)

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ . فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِرُعْبٍ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسَاجِدًا وَّطُھُوْرًا وَخُتِمَ بِھَا النَّبِیُّوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

اشعار:

سلام اس ذات اقدس پر جو والی تھی یتیموں کی
سلام اس روح انور پر جو والی تھی غریبوں کی
سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں کھا کر دعائیں دیں
سلام اس پر جس کے ساتھ کفار جنگ کرتے تھے
سلام اس پر جس کو وطن کے لوگ تنگ کرتے تھے
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں
سلام اس پر کہ جس کے پاس چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر کہ جس کا نام لے کر اس کی شیدائی
الٹ دیتے تھے تخت قیصریت اور دارائی
سلام اس پر کہ جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالد و حیدر کے افسانے

محترم بزرگو! عزیز دوستو! امام الانبیا، محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ کے سلسلے میں یہ جلسے منعقد کیے گئے ہیں۔ مجھ سے پہلے مجاہد اعظم شیخ القرآن کے صاحبزادے مولانا احسان الحق صاحب آپ کے سامنے سیرت کی غرض وغائیت اور مدنی کریم ﷺ کے اصلی پیغام کی طرف آپ حضرات کی توجہ دلا رہے تھے۔

وہ بات تو نہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے اس اللہ تعالیٰ کے بندے کو عطا فرمائی تھی،

وہ للکار، وہ گرج، وہ ولولہ، مگر خوشی ہے اس بات کی کہ اس اللہ والے کا جانشین بننے کا مولانا کو شرف حاصل ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ صحیح جانشین ثابت فرمائے۔ (آمین) ملک کی، قوم کی اور دین کی بالخصوص توحید کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

گالی دینا ہمارا مشن نہیں:

مجھے بھی سیرت کے سلسلہ میں کچھ عرض کرنا ہے، اب آپ میں کئی قسم کے آدمی آئے ہوں گے۔ کچھ لوگ تو اس نیت سے تشریف لاتے ہیں کہ آج دیکھتے ہیں کس کو برا کہا جائے گا؟ اس پر بڑے راضی ہو، کچھ اس نیت سے تشریف لاتے ہیں کہ دیکھتے ہیں کہ آج کس کس کو گالیاں دی جائیں گی؟

کراچی کے دوستو! ہمارے نزدیک تو یہ ویسے بھی جائز نہیں کہ آقا کی سیرت کا جلسہ کر کے کسی کو گالیاں دی جائیں، انہوں نے تو پتھر کھا کر پھول برسائے، گالیاں کھا کر دعائیں دیں۔

تاریخ شاہد ہے قدموں کے نیچے کانٹے ہیں، قدم مبارک میں چبھے ہوئے ہیں، رحمت دو عالم ﷺ نے اس وقت بھی دامن پھیلا کر رحمتیں مانگی ہیں۔

تو مجھے کیا ضرورت کسی کو گالیاں دینے کی، اور گالیاں دینا ہمارا مشن نہیں۔ البتہ کوئی صحیح بات کو گالی سمجھے تو پھر امیرا قصور نہیں، وہ اپنا علاج کروائے۔

محبوب ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا:

بہر حال یہ مہینہ حضور ﷺ کی تشریف آوری کا مہینہ ہے، خوشی کا مہینہ ہے۔ اسی مہینے میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، خداوند کریم نے قرآن میں اعلان فرمادیا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ وہ میرا محبوب اتنا مرتبہ ہے اس کے ذکر کو میں نے اپنے ذکر کے ساتھ بلند کر لیا، جب تک میری خدائی کا ڈنکا بجتا رہے گا، مجھے اپنے جلال کی قسم میرے محبوب کی مصطفائی ﷺ کا ڈنکا بھی بجتا رہے گا، میری خدائی کی کوئی انتہا نہیں، میرے محبوب کی مصطفائی کی کوئی انتہا نہیں۔

دعائے خلیل اور نوید مسیحا:

دنیا میں جب کوئی بڑا آیا کرتا ہے بڑے بڑے گلشن ہوتے ہیں، بڑے بڑے مکان اور بنگلے بنائے جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محبوب خدا کی تشریف آوری سے پہلے بیت اللہ کی تعمیر کا ذمہ لے لیا۔ اسماعیل مزدوری کے لیے تیار ہے، مستری کے کام کے لیے ابراہیم خلیل اللہ تیار ہے۔

تمام کے تمام پیغمبر تشریف لاتے ہیں آپ کی آمد کے لیے راہ ہموار کرتے ہیں، جب بیت اللہ کی تکمیل ہوگئی۔ آپ اور میں مالک سے پیسے مانگیں گے، اجرت مانگیں گے، معاوضہ مانگیں گے، اپنی محنت کا معاوضہ اور ثمرہ طلب کریں گے، بدلہ طلب کریں گے۔ مگر واہ خلیل جب بیت اللہ مکمل ہوا، حاجرہ موجود ہے، حضرت سارہ موجود ہے، اسماعیل ذبیح اللہ موجود ہے فرمایا میرے خاندان والو! جھولی پھیلالو، میں بڑی عجیب شے مانگنے لگا ہوں، میں اپنی مزدوری مانگنے لگا ہوں، میں اپنا معاوضہ طلب کرنے لگا ہوں، میں اپنی محنت کا بدلہ اور صلہ مانگنے لگا ہوں۔ خدا کی قسم حاجرہ کا دامن پھیلا ہوا ہے، حضرت سارہ کا دامن پھیلا ہوا ہے، اسماعیل کا دامن پھیلا ہوا ہے، مانگنے والے نے جھولی پھیلادی۔ الٰہی! ربنا وابعث اے میرے پروردگار! اس میری آل میں سے، ان لوگوں میں سے، اس میری نسل میں سے، رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ ان میں سے ایک ایسا پیغمبر بھیج، ایک ایسا رسول بھیج، ایک ایسا نبی بھیج۔ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ جو لوگوں کو تمام غلط چیزوں سے بچائے، صحیح صحیح تیری کتاب لوگوں کو سنائے۔ وَيُزَكِّيهِمْ ط وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ، حکمت کی باتیں بتائے، طرح طرح کے معجزات دکھائے، لوگوں کی عقل کو اندھا کردے، جو جتنے بھی ذہین بن کر آئیں، وہ جتنے بھی دانا بن کر آئیں، وہ جتنے بھی ہوشیار بن کر آئیں۔ وَالْحِكْمَةَ تمام کے تمام کی دانائی کو بیکار کردے۔ وَيُزَكِّيهِمْ ط اور لوگوں کے دلوں کے عیب کو صاف کردے۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ تو بڑا طاقتوں والا ہے، حکمتوں والا ہے، بڑا غالب ہے، زبردستوں کا زبردست ہے، خدا کی قسم کیا منظر ہوگا۔ خلیل اللہ نے دعا کی ذبیح اللہ نے آمین کہی۔

حضرت حاجرہ نے آمین کہی، حضرت سارہ نے آمین کہی،

نبوت کا سارا خاندان آمین کہتا ہے، جھولی پھیلائے کھڑا ہے، ابراہیم نے کیا مانگ لیا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت:

نبی ﷺ کے تذکرے آنے سے پہلے ہو رہے ہیں، فرمایا کون ہے جو میرے محبوب کا اعلان کرے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوگئے، الہ العالمین یہ ڈیوٹی میری لگاؤ میں اعلان کروں گا، بشارت میں دوں گا، لوگوں کو متنبہ خبردار کروں گا، لوگوں کو آگاہ اور مطلع کروں گا، لوگوں کو بتاؤں گا: مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ط (الصف:٦) فرمایا میرے عیسیٰ

(علیہ السلام) جہالت سے دنیا بھر گئی، ضلالت سے دنیا بھر گئی، شرک سے دنیا بھر گئی، کفر سے دنیا بھر گئی، جہالت نے ڈیرے ڈال لیے، کفر نے انگڑائیاں لی ہیں۔

اے میرے عیسیٰ علیہ السلام اتنا جلدی جا کہ باپ کا انتظار نہ کر، اور اتنا جلدی واپس آ کہ موت کا انتظار نہ کر۔ اگر باپ کا انتظار کیا میرے محبوب کے اعلان میں دیر ہو جائے گی، کم از کم نو ماہ لگیں گے۔ فرمایا: مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ (الصف:٦)۔ اے لوگو! میں تمہارے سامنے اک آنے والے در یتیم کی بشارت اور خوش خبری سنانے آیا ہوں، اس کا نام نامی اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہوگا، عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دے دی، سارے انبیا بتاتے چلے گئے۔

کوئی نبی علیہ السلام علاقے کا تھا، کوئی نبی علیہ السلام ایک شہر کا تھا، کوئی نبی علیہ السلام ایک ملک کا تھا، کوئی نبی علیہ السلام ایک زبان بولنے والوں کا تھا، کوئی نبی علیہ السلام تحصیل کا تھا، کوئی نبی علیہ السلام صوبے کا تھا، کوئی نبی علیہ السلام کسی برادری کا تھا، کوئی نبی علیہ السلام کسی خاندان کا تھا، فرمایا جاؤ اب جو نبی آ رہا ہے وہ ساری کائنات کا نبی ہے۔

انسان کا نبی، پرندوں کا نبی، مچھلیوں کا نبی، جنگل کے جانوروں کا نبی، جنوں کا نبی، فرشتوں کا نبی، نبیوں کا نبی۔

حکمت خداوندی:

تشریف لا رہے ہیں جہالت اور زیادہ بڑھی سرزمین عرب میں، کفر نے وہ انگڑائیاں لیں کہ ہر آدمی باہر ہو گیا۔ قریش کے خاندان میں حضرت عبداللہ حضور ﷺ کے والد ماجد ہیں، والد کو پہلے ہی اپنے پاس بلا لیا۔

اللہ بڑا بے نیاز ہے وہ جانتا تھا کہ اگر حضرت عبداللہ زندہ رہے اور کوئی بہن اور کوئی بھائی پیدا کیا تو لوگ اس پر بھی انگلی رکھ دیں گے کہ چلو پورا نبی نہیں، یہ نبی کا بھائی تو ہے یہ آدھا نبی تو ہوگا۔ بڑا عالم الغیب ہے خداوند کریم، شکم مادر ہیں کہ حضرت عبداللہ انتقال فرما گئے۔ لوگوں کو شبہ سے بچا لیا ورنہ خدا کی قسم اگر لوگ غلام احمد قادیانی کو نبی مان سکتے ہیں تو رسول کے بھائی کو کیسے چھوڑ دیتے؟ وہ تو خدا نے پہلے ہی کام کر دیا، میرا نبی آئے اکیلا آئے، میں بھی اکیلا میرے نبی ﷺ تو بھی اکیلا۔

میری خدائی میں کوئی ساجھی نہیں، تیری مصطفائی میں کوئی ساجھی نہ ہو، میرا ہمسر ساجھی کوئی نہیں، تیری نبوت میں بھی کوئی ہمسر نہیں۔

والد انتقال فرما گئے، یتیم پیدا ہو گئے، آج تو مر جائے تیرا بچہ یتیم ہو جائے، سارا خاندان آنسو بہائے گا، خدا کی قسم امام الانبیا شکم مادر میں یتیم ہو گئے، یہ بات ثابت کر دی کہ کل کو کوئی یوں نہ کہے نبی کو کہ آج تو توحید بیان کرنے لگا ہے، کل میری کمائی کھائی تھی۔ فرمایا میرے کالی کملی والے کو کوئی طعنہ دینے والا نہ ہو، پہلے ہی یتیم بنا دیا۔

جشن آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی فارس کی آگ بجھ گئی جو ہزاروں سال سے جل رہی تھی۔ قیصر و کسریٰ کے کنگرے گر گئے، طرح طرح کے بت کدوں میں زلزلے آ گئے، تمام دنیا میں چہل پہل ہو گئی۔

نجومیوں نے خبر دے دی ایک آنے والا آ چکا جس کے آنے سے شرک ذلیل ہو کر نکلے گا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی سعادت:

دائیاں آئیں مکہ مکرمہ میں بچے لینے کے لیے، بچے دیہات میں پالے جاتے تھے۔ جو آتی ہے سنتی ہے بچہ تو اس گھر میں ہے لیکن یتیم ہے، دودھ کے پیسے کون دے گا؟ معاوضہ کون دے گا؟ چپکے سے کھسک جاتی ہے، دوسروں کے بچے لے کر چلی گئی، حلیمہ دیر سے پہنچی راستے میں کہنے لگی اے دائیو! مکہ کے سارے بچے لے آئی ہو یا کسی کو چھوڑ کر بھی آئی ہو؟ کہنے لگی ایک یتیم باقی ہے۔

حلیمہ کہتی ہے کہ اگر مجھے بچہ نہ ملے گا، میں نہ لے سکوں گی، اس بیوہ ماں کے غم میں شریک تو ہو جاؤں گی، دروازے پر آتی ہے دستک دیتی ہے، آمنہ نے دروازہ کھولا، حلیمہ کہتی ہے آمنہ میں نے سنا ہے تیرے لال کو کسی نے پسند نہ کیا۔ حضرت آمنہ کہتی ہی حلیمہ خبردار، یوں نہ کہنا، بل کہ اصل بات یہ ہے کہ میرے لال نے کسی کو پسند نہ کیا۔

حلیمہ کہنے لگی چل زیارت تو کرا، تیرے یتیم کو دیکھ تو لوں، چادر اُٹھائی، حسن کا لشکارہ لگا، حلیمہ کی آنکھیں چندھیا گئیں، فکر پیدا ہوئی، یتیم کے نام سے کائنات کی دولت آمنہ اپنے گھر میں لیے بیٹھی ہے۔

حلیمہ کہتی ہے آمنہ تیرا لال مجھے بہت اچھا لگا ہے، فرمانے لگی: حلیمہ سیانی عورت ہو کر عقل کی بات کر، محبت کی ٹریفک دوطرفہ چلتی ہے، عاشق کی طرف سے بھی اور معشوق کی طرف سے بھی۔

اگر تیرے دل میں محبت ہے تو یہ بھی سوچ لے میرے لال نے بھی تجھے پسند کرلیا ہے۔ کہنے لگی آمنہ میں نے ہزاروں بچے دیکھے میں نے اتنا حسین بچہ نہیں دیکھا، آمنہ کہتی ہے کہ میں نے بڑے بڑے حسین دیکھے ہیں لیکن آج تک میری آنکھ نے بھی اتنا حسین بچہ نہیں دیکھا۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ حلیمہ، آمنہ تم تو ایک شہر میں رہتی ہو تم کیسے دیکھ لیتی؟ ایسا حسین تو میری آنکھ نے بھی نہیں دیکھا، آواز آئی جبرائیل! تم دیکھ کیسے لیتے، میں نے ایسی صورت والا آج تک پیدا کیا ہی نہیں، یہ صورت تو میں نے سنبھال کر رکھی تھی، یہ تو میں نے حفاظت سے رکھی تھی، یہ تو میں نے بچا کر رکھی تھی، اور یہ آخری نبی ہے۔ اللہ العلمین اب تو پیدا کیا کرو گے، ایک آیا، دوسرا آئے گا، تیسرا آئے گا، اب تو بنانے لگے ہو، فرمایا نہیں، مجھے اپنے جلال کی قسم! جس سانچے میں میں نے صورت مصطفیٰ ﷺ کو ڈھالا ہے اس کو بنا کر وہ سانچہ ہی توڑ دیا ہے اب ایسا کوئی نہیں آئے گا۔

نبوت کی روشنی:

سیدہ آمنہ خاتون کہتی ہے کہ میں بڑی حیران ہوئی، غلاظت سے پاک، گندگی سے پاک، صاف ستھرا چہرہ، مسکراتے ہوئے پیدا ہوئے، تشریف لائے تو میں نے جھک کر دیکھا میرے گھر میں روشنی کیسی ہوئی؟ یہ تابانی کیسی؟ یہ چاروں طرف چمک دمک کیسی؟

جب میری نظر پڑی تو دیکھتی کیا ہوں میرے یتیم کا سر سجدے میں ہے، یہ ثابت کرنے لگے کہ میری اماں نے سارے دروازوں سے ہٹا کر، لات سے، منات سے، عزیٰ سے، پانی سے، درختوں سے، آگ سے، بڑ سے، پیپل سے، سب سے دنیا کو ہٹا کر ایک دروازے پر سجدے کراؤں گا۔ میں یہی جبین نیاز ایک ہی کے لیے جھکنے کے لیے آئی ہے، کیا بات تھی محمد ﷺ جس رات تشریف لائے وہ رات نرالی، وہ گھر بھی نرالا، وہ ماں نرالی، وہ باپ نرالا، وہ جگہ نرالی، تمام چیزیں شان کے اعتبار سے بہت بڑی عظمت کی مالک ہیں، اور کیوں نہ ہو، بہت کچھ کہتا ہے: ؎

من موہنے نبی من ٹھار نبی
تیری ذات دیاں کیا باتاں نیں
جے بولن مونہوں پھل کھڑ دے
تیری بات دیاں کیا باتاں نیں
انوار دیاں برساتاں سن

اک دوجی نوں کیندیاں راتا سن
جس رات دے تڑکے آپ آئے
اس رات دیاں کیا باتاں نیں

وہ رات نرالی، وہ جگہ نرالی، کہتا ہے:

کیدے کرم ہو وے سرکار آؤندے
غم ٹل گئے اور گن ہاراں دے
فتدلی والی سیج اوتھے
ملاقات دیاں کیا باتاں نیں

برکت ہی برکت:

حضرت مصطفی ﷺ کو حلیمہ جلدی جلدی لے کر نکلنا چاہتی ہے، میں کمزور عورت ہوں کوئی اور نہ آنکلے، آمنہ کی نیت نہ پھر جائے، میں اس دولت کو جلدی لے کر نکلوں، کیا منظر ہوگا جب حلیمہ رحمت دوعالم ﷺ کو

حضرت آمنہ اٹھ کر آتی ہے حلیمہ زندگی کا کوئی پتہ نہیں میرے یتیم کو پھر دکھا دے۔ اور کہتی ہے حلیمہ یتیم سمجھ کر بے پرواہی نہ کرنا معاوضہ دینے میں جان لڑا دوں گی، بہت کچھ دوں گی، میرے یتیم کی قدر کرنا، بغیر باپ کا سمجھ کر بے پرواہی نہ کرنا۔

سیرت کی کتابوں میں موجود ہے حلیمہ نے سینے سے لگایا ہوا ہے، حلیمہ کہتی ہے کہ میرے سینے میں ٹھنڈک محسوس ہوتی تھی، گود میں لے کر بیٹھ گئی، حلیمہ کا خاوند آگے بیٹھا ہے، اللہ میاں نے اونٹنی کو سمجھا دیا کہ دیکھ میرے نبی کی طرف پشت کیے بیٹھا ہے اس لیے بے ادبوں کو اٹھا کر نہ لے جانا، نہیں چلتی، نہیں اُٹھتی۔

حلیمہ کہنے لگی: بختوں والا بچہ معلوم ہوتا ہے، آپ اپنی گود میں لے لیں، حلیمہ کے خاوند نے گود میں لیا، خود بخود اُٹھ کھڑی ہوئی اور بظاہر یہ کہنے لگی: اب ادب تم نے کیا اب قدم وہاں رکھوں گی جہاں نظر پڑے گی۔

اب جو دائیاں پہلے جا چکی تھیں انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ غبار اُڑ رہا ہے۔ برق رفتار اونٹنی بن گئی، بجلی کی طرح دوڑ رہی ہے، کوئی کہنے لگی ہٹو بچو کوئی لٹیرا پیچھے آ رہا ہے، دوسری کہنے لگی تو نے

تو چھ نمبر کی عینک لگائی ہوئی ہے، آگے آگے ستارے تو دیکھ ایسا معلوم ہوتا ہے لٹیرا نہیں رشد وہدایت کا سویرا آرہا ہے۔

حلیمہ اپنے گھر میں لے کر پہنچی اپنے خاوند کو کہنے لگی: بھوک لگی ہوگی کہ دیکھ بکری کے نیچے تھوڑا سا دودھ مل جائے، چھوٹا سا برتن نکال کر دیا وہ بھر گیا، پھر دوسرا برتن مانگا تیسرا برتن لیا، حلیمہ کے گھر کے برتن تو ختم ہو گئے لیکن بکری کے نیچے سے دودھ ختم نہ ہوا۔

یہ آنے والے مہمان کی برکت ہے، نبی ﷺ جہاں گئے برکتیں ہی برکتیں آئیں، بچپن گزر رہا ہے۔

حقوق کے محافظ:

خود حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں کبھی کبھی محبت میں آکر، فرط محبت میں آکر دوسری طرف کا دودھ بھی حضور ﷺ کو پلانا چاہتی کہ دوسرے کا حصہ بھی انہیں پلادوں، کہتی ہے رب ذوالجلال کی قسم! کبھی منہ نہیں لگایا، جس زبان سے خدا کا قرآن سنانا ہے، جس زبان سے اللہ پاک کی توحید بیان کرنی ہے، اس حلق میں دوسرے کا حق اگر چلا گیا تو پھر بیان کیسے ہوگا؟

نبی ﷺ کے بچپن کی تعلیم ہے، دوسروں کا حق نہ کھاؤ، دوسروں کا مال نہ کھاؤ، کسی کو لوٹو مت، کسی کو دجل وفریب اور دھوکہ نہ دو، آج ہماری زبان پر ہے کہ جب تک کوئی ہیرا پھیری نہ ہو کام ہی نہیں چلتا۔

اچھا اگر عزرائیل نے ہیرا پھیری شروع کر دی، آیا تو میرے لیے اگر تیرے پاس چلا گیا تو پھر؟ تم جو کہہ رہے ہو کہ اس کے بغیر تو کام ہی نہیں چلتا، کام چلتا کیوں نہیں ہے؟ تیرا نہیں چلتا، پہلے تو ہر میدان میں اتنی صفائی ہوا کرتی تھی کہ تاجر بھی، زمیندار بھی، ملازم بھی، امیر بھی، غریب بھی، ہر آدمی صفائی چاہتا تھا، صفائی سے لو صفائی سے دو۔ اب تو چھوٹے، بڑے، امیر غریب، حاکم محکوم تمام کے تمام لگے ہوئے ہیں۔ ۳۴ برس گزر گئے اسلام کو کمیٹیوں کے سپرد کرتے، کہ تم پرکھ کر دیکھو کہ اسلام پتلا ہے کہ موٹا ہے۔ جو آتا ہے اسلام کو کمیٹی کے سپرد کرتا ہے، اپنے گھر میں نہیں آنے دیتا، چل تجھے کمیٹی دیکھے گی کہ تو پتلا ہے کہ موٹا ہے۔ کمیٹی تجھے پرکھ کر دیکھے گی۔

نبی ﷺ کی سیرت کا یہ تقاضا نہیں، نبی ﷺ نے بچپن میں دوسرے کے حق کو منہ نہیں لگایا۔

آج ستر سال کا بوڑھا ہو کر سفید داڑھی ہے تو پھر بھی دوسرے کا حق کھانے سے باز نہیں آتا۔

حضور ﷺ کے ہاتھوں کی برکت:

امام الانبیا محبوب کبریا ﷺ نے پیدا ہوتے ہی جس شرک کی جڑیں کاٹنا شروع کیں تھیں، آج وہ عبادت بنا ہوا ہے، آج ہم نے اسے عبادت کا رنگ دیا۔

امام الانبیا محبوب کبریا ﷺ کو حضرت حلیمہ گود میں لیتی ہے، بڑا پیار کرتی ہے، کتنی خوش قسمت مائی ہوگی جس کو حضور ﷺ کی رضاعی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

تو کیا جانے۔ حضور ﷺ کا ایک دیوانہ، مستانہ، پروانہ ہے، ایک غلام ہے، اس کی کئی شادیاں ہیں، اس کی بیویاں کہتی ہیں، ہر بیوی کہتی ہے:

میں نے یمن سے عطر منگوا کر دیکھ لیا، میں نے فلسطین سے عطر منگوا کر دیکھ لیا، میں نے مصر سے عطر منگوا کر دیکھ لیا، جیسی خوشبو تیرے بدن سے آتی ہے وہ عطر کہیں ملتا نہیں، صحابی رضی اللہ عنہ رو پڑا، کہنے لگا جہاں سے مجھے یہ عطر ملا ہے، وہ دکان ختم ہوگئی، میں بڑا سخت بیمار تھا۔ مدنی کریم ﷺ مجھے پوچھنے کے لیے تشریف لائے، میں نے عرض کیا میرے بدن میں بڑا شدید درد ہے، بڑی تکلیف ہے، آپ نے اپنا رحمت والا ہاتھ میرے بدن پر پھیر دیا۔ اس دن سے آج تک میری بدن کی خوشبو کا کستوری اور زعفران مقابلہ نہیں کر سکے۔ نبی ﷺ نے جس کے بدن پر ہاتھ پھیرا ارے اس کی خوشبو ختم نہیں ہوتی، جو حلیمہ دو اڑھائی برس تک سینے سے لگا کر دودھ پلاتی رہی، حلیمہ کو کتنا اونچا مقام ملا ہوگا؟

غار حراء میں قرآن کا نزول:

بچپن گزرا، جوانی آئی، شباب آیا، عادت ہے اللہ اللہ کرنے کی، عبادت کرنے کی۔ کئی کئی دن کا کھانا دانہ لے کر غار حراء میں جا کر اعتکاف فرماتے ہیں۔ وہاں بیٹھے بیٹھے ایک دن فرشتہ آیا اور اس نے قرآن کریم کی پانچ آیتیں سکھا دیں، اتنا سرور آیا، اتنی لذت آئی، اتنا کیف آیا، اتنی حلاوت آئی، اتنا ذائقہ پڑا کہ حضور کریم ﷺ بے تاب رہتے تھے کہ خدا کا کلام کب فرشتہ لے کر آئے گا، کب وحی آئے گی۔

حضور ﷺ تو قرآن کا انتظار کرتے تھے، ہم انتظار کرتے ہیں کب ہماری کوٹھیاں، ہمارے بنگلے، ہمارے گھر، ہماری بیٹھک، بچے وہاں قرآن پڑھنے کے لیے بلائے جاتے ہیں، مرنے کے بعد تو ایک گلی سے گزرنے والا سوچتا ہے کہ یہاں مدرسہ کب سے کھلا؟ وہ کہتا ہے یہ مدرسہ

ہے؟ نہیں صاحب یہ فلاں کا مکان ہے، ابو فوت ہو گئے ہیں، قرآن خوانی ہو رہی ہے۔ جب تک میں اور آپ مریں گے نہیں ہمارے گھر کا قرآن کو راستہ نہیں مل سکتا۔

قرآن سنانے کے جرم میں:

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اعلان نبوت فرمانے کے بعد خدا کی قسم قرآن سنانے میں، لوگوں تک پہنچانے میں رات دن جو دکھ اٹھائے، جو پریشانیاں جھیلیں، وہ محتاج بیان نہیں۔

سیرت کی کتابیں اُٹھا کر دیکھو، حدیث پاک کی کتابیں اُٹھا کر دیکھو، ارشاد فرمایا: جتنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجھے ستایا گیا اتنا کسی کو نہیں ستایا گیا، سارا مکہ گواہ ہے۔

کوئی گلی ایسی نہیں، کوئی چوک ایسا نہیں، کوئی بازار ایسا نہیں جہاں پر محمد کریم ﷺ کو پتھر نہ مارے گئے ہوں۔

خود ارشاد فرماتے ہیں غیر تو غیر رہے، بیگانے تو بیگانے رہے سگے چچا کا یہ حال ہے، ابولہب کا یہ حال ہے، سر سے لے کر پاؤں تک جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں سگے چچا کے ہاتھ کا پتھر نہ لگا ہو۔

آج امتی کہتا ہے نہ کوئی برا مانے نہ کوئی ناراض ہو اور بس تمام کام یوں ہی تمام ہو جائیں۔ اس طریقے سے کیسے ادا ہوں گے؟ اللہ کا قرآن بھی آ جائے، نبی کی سنت بھی ادا ہو جائے، فرائض اور اور واجبات بھی ادا ہو جائیں، تمام چیزیں ادا ہو جائیں، اور قوم بھی، مخلوق بھی، امیر بھی، غریب بھی، سارے راضی ہو جائیں۔

علما کرام نے لکھا ہے: مدنی کریم ﷺ کی زبان میں اگر تاثیر نہیں اور کس کی زبان میں تاثیر ہوگی۔ بیت اللہ میں کھڑے ہو کر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں ایک کافر نے دھکا دیا پیشانی دیوار میں جا کر لگی ناک سے لہو جاری، منہ سے لہو جاری، قرآن کی برابر تعلیم ہو رہی ہے، تلاوت ہو رہی ہے، میرے آقا کی یہ سنت ہے کہ مار کھا کر قرآن پڑھا۔ مار کھا اور رب ذوالجلال کا نام بلند کر۔

تمہیں کیا معلوم کہ سرکار دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کن مشکلات سے دو چار ہونا پڑا۔ تم اور میں تو نہیں جان سکتے۔ ٹھیک ہے یہ بات مخفی نہیں اس کا کون انکار کرتا ہے کہ امام الانبیا کا حسن، آپ کا جمال،، خداوند کریم نے آپ کو جو صورت بخشی تھی، وہ سارے جہان سے نرالی تھی۔

اور یہ بھی تو دیکھ کہ اس حسن پر، اس چہرے پر، لوگوں نے پتھر مار مار کر اس کو زخمی کیوں کیا

ہے؟ وہ کیا بگاڑ ہے؟ وہ کون سی بات تھی جس پر اپنوں نے مارا، بیگانوں نے مارا، دن میں مارا، رات کو مارا، صبح مارا، شام مارا۔ اور حالت یہ ہوئی خود شہنشاہ کائنات ﷺ نے درختوں کے پتے کھا کر گزارے فرمائے۔

مظالم کے طوفان:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک وقت میں آٹھ دن تک ہمیں کھانا دانہ نہ ملا، اور دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔ آٹھ دن سرکار دو عالم ﷺ نے بھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی، صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی درختوں کے پتے کھا کر گزارے فرمائے۔ انہوں نے پتے کھا کر رب کا قرآن پڑھا آج تو مکھن کھا کر رب کا قرآن نہیں پڑھتا۔

بیماری میں پھنسا ہوا ہے ضلالت کی، گمراہی کی۔ خدا کے نور کو تیرے دل میں ٹھکانہ نہیں ملتا، تیرے دماغ میں خدا کے نور کو جگہ نہیں ملتی، اللہ کے قرآن کو جگہ نہیں ملتی۔ بس نشے میں پھرتے ہیں کئی لوگ کہتے ہیں میں چوہدری ہوں، میں شیخ ہوں، میں فلاں افسر ہوں، میں فلاں زمیندار ہوں، میری پیری بڑی چمکی ہوئی ہے۔

یہ تو کچھ بھی نہیں مدت نے آکر بڑوں بڑوں کا صفایا کر دیا۔ جب موت آتی ہے وہ صدر کو نہیں دیکھتی، وہ گورنر کو نہیں دیکھتی، وہ وزیر اور سفیر کو نہیں دیکھتی، وہ پیر اور فقیر کو نہیں دیکھتی۔ وہ تو یکدم آتی ہے، کوئی پتہ نہیں چلتا اس کے آنے سے ایک سیکنڈ پہلے بھی۔

مظالم کی وجہ سے قرآن نہیں چھوڑا:

تو میں عرض کر رہا تھا طائف کی مار دیکھو، مکے کی مار دیکھو۔ خدا کی قسم! میں ذمہ داری سے کہتا ہوں حضور ﷺ کا لہولہان چہرہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے دھویا، حضور ﷺ کا خون مبارک بہا لباس تر بتر ہو گیا۔

ایسی صورت میں اللہ کے قرآن کو نہیں چھوڑا، اللہ کی توحید کو نہیں چھوڑا احمد مصطفیٰ ﷺ نے۔ تیرہ سال معمولی زندگی نہیں، ہو سردار کائنات، ہو شہنشاہ کائنات، ہو امام الانبیا، ہو نبیوں کا نبی ﷺ ہو فرشتوں کا نبی، مارنے والے مکے کے لوگ مار مار کر اپنے اوپر فخر محسوس کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کا فقر:

حضرت مدنی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیٹ پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا اور

آپ ﷺ کے شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ وزن برابر اٹھا کر لے جاتے ہیں۔
آپ لیٹے ہوئے ہیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے آپ اٹھ بیٹھے۔ پشت پر نظر پڑی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دیکھ کر رونے لگے، بوریے کے نشانات پشت میں موجود ہیں۔ اے میرے آقا! قیصر و کسریٰ کے شہنشاہ عیش کرتے ہیں شہنشاہ کائنات کا یہ حال ہے۔ فرمایا اے فاروق گھبرا نہ، آخرت اللہ میاں نے ہمارے لیے بنائی ہے۔

ہم آج گدوں میں رہیں، آسائش میں رہیں، اس میں بس گئے، زیب وزینت ہو، بڑائی ہو، اونچی بلڈنگ ہو۔ یہ کام تو اس کا ہے کہ جس کو خدا کریم اونچا ایمان نصیب فرمادے۔

آج جتنوں کو قبر میں رکھ کر آتے ہو تمہارا کیا خیال ہے کہ تم ان کو باغ میں، گلشن میں چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ جانے اور رب کی ذات جانے، کیا بنتا ہے؟

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی کرامت:

علما کرام نے صحیح معنوں میں عشق کا حق ادا کر کے دکھلایا، ان پر مصیبتیں آئیں، تکلیف آئی کچھ بھی ہوا لیکن اللہ والے ایمان کا سودا نہیں کرتے تھے۔ شدائد آئے، آلام آئے، حادثات نے پریشان سے پریشان کیا، مذاق پر مذاق بھی لوگ کرتے تھے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تشریف فرما تھے، لکھنؤ کے کچھ لڑکوں نے مذاق کا پروگرام بنایا اور جا کر کہنے لگے: مولانا ایک جنازہ ہے آپ چل کر جنازہ پڑھائیں۔ اور ایک لڑکے کو کفن پہنا کر یوں ہی لٹادیا مذاق کے لیے کہ جب مولانا اللہ اکبر کہیں گے تو کفن سمیت اٹھ کر کہنا اللہ اکبر، دل لگی ہوگی، مولانا چلے گئے۔

اس کی حرکت کرنے سے مولانا سمجھ گئے کہ زندہ ہے مرا ہوا نہیں ہے۔ فرمایا وارث کون ہے؟ کسی نے کہا میں ہوں۔ فرمایا دل سے کہتے ہو کہ جنازہ پڑھادوں؟ ہاں پڑھادیں، تین دفعہ پوچھا، ھڑے ہو کر فرمایا، اللہ اکبر نیت باندھی، اب جو لڑکے تھے مذاق کرنے والے کہنے لگے: شی شی کھڑا ہو، اٹھ جب تک دوسری تکبیر ہوگئی اللہ اکبر۔ پہلے کہتے تھے شی شی، اب کہتے ہیں اٹھ، تیسری تکبیر ہوگئی۔ ایک نے زور سے کہا تجھے نیند آگئی؟ جب چاروں تکبیریں ہوگئیں، سلام پھر گیا۔

مولانا نے جوتے پہنتے ہوئے فرمایا اب تو قیامت ہی میں اُٹھے گا۔ اللہ والوں کا جس نے تمسخر اُڑایا، جس نے مذاق کیا، جس نے ان کی توہین کی، جس نے ان کی بے عزتی کی، خداو

کریم دنیا میں ہی بعض اوقات انتقام لیتے ہیں۔

اللہ والوں کو کرامتوں کے منکر ہم تھوڑے ہی ہیں؟ ہم تو یہ بات نہیں مانتے کہ فلاں درویش جو ہے وہ ریت کی چینی بنا دیتا ہے۔ آج کل بہت ضرورت ہے، دو چار درویش پیدا کرو، کچھ ہم بھی بنوالیں گے۔ چینی بہت مہنگی ہے پھونک ماری اور ریت کی چینی بنادی۔ چلو دوسری دس بارہ روپے کلو ملتی ہے، چلو فقیر دو چار کی دے گا۔ ایسی چیزیں بڑی یاد رکھیں، ولی اس لیے بنتا ہے اس کو اور کام نہیں۔

شاملی کا میدان اور حضرت ضامن شہید رحمہ اللہ:

ولی دین پر چل کر ولی بنتا ہے، نبی کی غلامی کر کے ولی بنتا ہے، نبی کی جوتیوں کے صدقے میں ولی بنتا ہے، نبی ﷺ کی سنت پر مر مٹنے سے ولی بنتا ہے۔

ہم نے دیکھا ایسے ایسے ولی شاملی کا میدان ہے۔ حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ مسکراتے پھرتے ہیں، انگریز سے مقابلہ ہے، گوروں سے لڑائی ہے، خدا کی قسم میں تو ایسے بزرگوں کا غلام ہوں جو شب بے داری کرتے تھے، اور صبح گھوڑوں کی پشت پر سوار ہو کر جہاد کرتے تھے، کافر کے مقابلے میں کھڑے ہو کر تلوار چلایا کرتے تھے، ان کا تو یہ کہنا تھا: ؎

مصلیٰ بیچ کر خنجر خریدا اے بے خبر صوفی
کہ تیری فقیری سے ٹھکرانے کو ہے شہنشاہی

نکل جا تلوار لے کر میدان میں کھڑا ہو جا، انگریز سے مقابلہ کیا، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گولیاں ماری، گولیاں چلائیں، خدا کی قسم سپہ سالاری کے فرائض حاجی امداد اللہ مہاجر مکی دے رہے ہیں۔

حضرت حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ مولانا قاسم نانوتوی ہیں، مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں۔ سارے ولی شاملی کے میدان میں انگریز کے مخالف، انگریز کے مقابلے میں جہاد کر رہے ہیں۔

اکابرین کا درخشندہ کردار:

تم ایک تو نام لو کہ فلاں قوت کے مقابلے میں جہاد کیا۔ خدا کی قسم! سید عطاء اللہ شاہ بخاری، اللہ پاک کی کروڑہار رحمتیں نازل ہوں مرد قلندر کی قبر پر، ساری عمر مرزائیوں کے خلاف جہاد میں گزاری، ختم نبوت کے دشمنوں کے خلاف قاضی احسان احمد شجاع آبادی، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، چوہدری افضل حق، ان تمام بزرگوں نے نبی کی نبوت کے لیے زندگی ختم کر دی۔

ہم تو ان اکابر کے غلام ہیں، ان ولیوں کو مانتے ہیں، ان بزرگوں کو مانتے ہیں جو انگریزوں

کے بھی دشمن تھے، جو ختم نبوت کے خلاف چلنے والوں کے بھی دشمن تھے، جو نبی کی نبوت کے چوروں کو پکڑتے تھے، اور جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عصمت کے چوروں کو پکڑا اور ان کا مقابلہ کیا۔

اور جاؤ پوچھو دہلی کی جامع مسجد کے زینے سے کہ مرزا مظہر کو گولی کہاں لگی۔ یہ لوگ بہت بڑے میدان کے مالک تھے اور ان پر کرامتوں پر ظہور بھی ہوتا تھا۔

انگریز کے باغی:

شاملی کے میدان میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے ماتھے میں گولی لگی، پیشانی میں انگریز نے گولی مار، کہاں گئے وہ لوگ، اب تو کوئی گولی مارے گا نوٹ کی، کوئی گولی مارے گا، تو حلوے کی مارے گا، کوئی گولی مارے گا تو کسی اور لالچ کی مارے گا۔ حضرت نانوتوی کی پیشانی میں گولی لگی، خون کی دھار دور جا کر پڑی، نیچے بیٹھ گئے۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے پوچھا مولانا کیا بات ہے؟ کہا حضرت گولی دماغ میں ٹھہر گئی نظر جواب دے گئی۔ خدا کی قسم! تاریخ پڑھ کر دیکھو میری تیری لکھی ہوئی نہیں۔

ہندوستان والوں سے جا کر پوچھو، دہلی والوں سے پوچھو، مظفر نگر والوں سے پوچھو، میرٹھ والوں سے پوچھو، آگرے والوں سے پوچھو، اس زمانے کے لوگوں سے جا کر پوچھو، کہ حضرت گنگوہی آگے بڑھے اور ہاتھ پھیرا، اور درود شریف پڑھ کر دم کر دیا۔ خدا کی قسم! فرماتے ہیں ایسا زخم ملا کہ گویا نشان بھی باقی نہ رہا، یہ لوگ تو بہت بڑی ہستی کے مالک تھے۔

حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی کرامت:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کو گرفتار کرنے کے لیے پنج لاکھ ایک جگہ ضلع ہے انبالہ میں، اس گاؤں میں حاجی صاحب تھے، انگریز نے چاروں طرف گھیرا ڈال دیا۔ مرید نے جس مکان میں چھپا رکھا تھا اس مکان کا انگریز کو پتہ لگ گیا، جب اس مکان کا دروازہ کھولا تو ایک راؤ صاحب تھے رونے لگے: الٰہی میں جو کر سکتا تھا وہ میں نے کیا اللہ والا پکڑا گیا۔

انگریز نے دروازہ کھولا، افسران نے جا کر دیکھا اطلاع دینے والوں کو ڈنڈے مارے کہ تم نے غلط اطلاع دی یہاں ہے ہی نہیں، سارا مکان دیکھ کر آیا، جب وہ چلا گیا اور راؤ صاحب اندر گئے جا کر دیکھا کہ حاجی صاحب مصلے پر بیٹھے قرآن پڑھ رہے ہیں، پوچھا حضرت یہاں تو افسر

آیا تھا، فرمایا پتہ نہیں میں تو تلاوت کر رہا ہوں مجھے کوئی خبر نہیں، اور لوگ بھی ایسے وفادار تھے۔

علما کے سچے غلام کا کردار:

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں، انگریز نے گاؤں کا چاروں اطراف سے گھیراؤ کر لیا انہوں نے جنگل میں ایک ٹھکانا بنا رکھا تھا اس میں بٹھا دیا۔ مار مار کر سارے گاؤں کا ناس کر دیا، ختم کر دیا، لوگوں کو مارا، عورتوں کو مارا، بچوں کو مارا، سب نے مار کھائی مگر مولانا کا پتہ کسی نے نہیں بتایا۔

آج جا کر دیکھو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قریب مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ اور مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ دونوں سوئے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مشعل راہ ہے:

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو سیرت ہے اور آپ کے جو فضائل وشمائل ہیں، آپ کے جو عادات واخلاق ہیں، وہ قرآن شاہد ہے، حدیث موجود ہے، نبی کا کردار موجود ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کردار دیکھ کر خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھلاتے ہیں، خود ننگا رہ کر دوسروں کو پہناتے ہیں۔

عطائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں، ایک لڑکا زیارت کرتا ہے اور عرض کرتا ہے یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، میری اماں کے پاس کُرتا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا اس وقت میرے پاس بھی نہیں، وہ پھر آ کر عرض کرنے لگا اے میرے آقا یہ جو کُرتا آپ نے زیب تن کیا ہوا یہی مانگ رہی ہے۔

کون ہے دنیا میں جو خود ننگا ہو کر کسی کو کپڑے اتار کر دے گا۔ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے: امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کُرتا اتار کر تہہ کر کے بچے کے حوالے کر دیا، خود ننگے ہو کر بیٹھے، قرآن آیا، وَلَا تَجۡعَلۡ يَدَكَ مَغۡلُولَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبۡسُطۡهَا كُلَّ الۡبَسۡطِ فَتَقۡعُدَ مَلُوۡمًا مَّحۡسُوۡرًا ﴿۲۹﴾ (الاسرائیل) اے میرے نبی میں نے کب کہا ہے اتنا دو، اتنا دو کہ ننگے ہو کر بیٹھو۔

جواب دیا میرے پروردگار! جب رحمت کی چادر اوڑھا کر بھیجا ہے اب جواب کیسے دوں؟ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرتے اتار کر غریبوں کو دیئے، تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیٹ پر پتھر

باندھے، دوسروں کو کھانے کھلائے، تیرے نبی ﷺ نے سردی میں، گرمی میں تکلیف اُٹھائی، دوسروں کو آرام پہنچایا، نبی ﷺ کی کسی سنت پر میں اور آپ عمل کرنا سیکھ لیں۔

کمالات اصحاب رسول ﷺ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جان کو وہ نبی ﷺ کی آج جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا، کسی کی جرأت ہے؟ کس کی مجال ہے کہ آج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ریس کرے، نگاہ نبوت نے ان کو ایسا رنگ دیا تھا۔ خدا کی قسم! صحابہ رضی اللہ عنہم وہ کمال کے لوگ تھے۔

حضور ﷺ استاد تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم شاگرد تھے،

حضور ﷺ امام تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم مقتدی تھے،

حضور ﷺ پیر تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم مرید تھے،

حضور ﷺ جرنیل تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم سپاہی تھے،

حضور ﷺ صدر تھے مدینہ کے، میرے آقا کے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما وزیر تھے۔

کیا کہنا ان لوگوں کا جن کی حضور ﷺ کے ساتھ اتنی بڑی نسبت قائم ہو گئی۔

سیرت اپناؤ:

آج مسلمان صرف جلسے کرتا ہے، صرف اِدھر اُدھر کی کہنے سننے والی بات کرتا ہے، عمل کے میدان میں آؤ، ورنہ تمہیں معلوم ہے کہ خداوند کریم جب سزا دینے پر آتے ہیں پھر ایسا پکڑتے ہیں چھڑانے والی کوئی طاقت نہیں۔

جاؤ سمرقند بخارا کے گلی بازاروں میں جا کر پوچھو جہاں امام بخاری نے ایک ایک وقت میں ڈھائی ڈھائی لاکھ لوگوں کو نبی کی حدیث پڑھائی۔

آج امام بخاری کی وہ مسجد شراب خانہ بنی ہوئی ہے،

آج امام مسلم کی مسجد جا کر دیکھو ڈانس گھر بنا ہوئی ہے،

امام یعقوب چرخی کی خانقاہ آج ڈانس گھر بنا ہوئی ہے۔

ان لوگوں کی اس وقت ایسی حالت ہو گئی تھی، مناظرے، مباحثے، ایک دوسرے کا گریبان پکڑے مسلمان کھڑے تھے، خدا کا عذاب آیا، ایسا کفر آیا، چوں کہ جتنا خ مجھے اور آپ کو ہے شاید اتنا کبھی ہوا ہو۔

آجا میرے نبی ﷺ کی اب بھی غلامی کرلے، خدا کی قسم! میرے نبی ﷺ کی سنت کی اتباع کے صدقے میں، اللہ کے قرآن کے صدقے میں ملک کی بھی، قوم کی بھی، سب کی حفاظت ہوجائے گی۔ مسلمان کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ تلواروں سے نہیں بچتا، وہ ہتھیاروں سے نہیں بچتا، وہ تو اللہ کی رحمت سے بچتا ہے۔

افغانستان کا حال تم سے چھپا ہوا نہیں، ایران کا حال تم سے چھپا ہوا نہیں، روزانہ اتنا بڑا اخبار پڑھتے ہو، سوٹ بن جائے اخبار میں، پھر ہوشیار نہیں ہوئے، پھر بیدار نہیں ہوتے، پھر جاگتے نہیں، مسلمان بن کر مرنے کی کوشش کرو، نبی ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل کرو۔

کھانے کی، پینے کی، سونے کی، جاگنے کی، تجارت کی، حکومت کی، زراعت کی تمام میدان میں آقا کالی کملی والے کی غلامی کرو۔

ذمہ داری کا احساس کرو:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ذمہ جو بات لگائی گئی اور جس کو جو علم ہوا انہوں نے اس کو وہ پروان پڑھائے۔

حضور ﷺ کے ناخنوں کی قدر کی، بالوں کی قدر کی، حضور اکرم ﷺ کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دیا، جس جگہ حضور ﷺ نے قدم رکھا لوگوں نے اس کا اکرام کیا۔

میں اور آپ حضور ﷺ کی سنت کا اکرام نہیں کرتے، قرآن کا اکرام نہیں کرتے۔ قرآن کہتا ہے: هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًاؕ ﴿۲۸﴾ (الفتح) اے لوگو! میں تمہارا محتاج نہیں، میں نے اپنے نبی ﷺ کو ہدایت دے کر بھیجا ہے، دین حق دے کر بھیجا ہے میں اس کو غالب کروں گا۔

کئی لوگ بیٹھ کر بحث کرتے ہیں اس زمانے کا مولوی اچھا نہیں، اس زمانے کے خطیب اچھے نہیں، امام صحیح نہیں۔ تم بہت صحیح ہو، اچھے دماغ والے، اپنے ذہین لڑکے تو سارے انگریز کے لیے، اندھے، لنگڑے، کانے وہ اللہ کے لیے۔ جس کو انگریز قبول نہ کرے وہ مدرسہ کے لیے، عربی مدارس میں ہوشیار دین دار بچہ نہیں پڑھتا، میرا تو اب ایک ہی سوال ہے اور یہ ہے کہ بڑے سیٹھ کا بچہ قرآن کیوں نہیں پڑھتا؟ تھانے دار کا بچہ قرآن کیوں نہیں پڑھتا؟ ڈی سی کی اولاد قرآن کیوں نہیں پڑھتی؟ کمشنر کی اولاد قرآن کیوں نہیں پڑھتی؟ بڑے بڑے سرمایہ

داروں کی اولاد قرآن کیوں نہیں پڑھتی؟ قرآن پڑھنے کے لیے تیلی، دھوبی رہ گئے ہیں؟
اللہ ہمیں میدان حشر میں کھڑا کر کے پوچھے گا: اے لوگو! تم نے میرے قرآن کریم کی کیا قدر کی؟ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ (طٰہٰ) جن لوگوں نے میرے قرآن سے منہ پھیرا۔ پشت کی، اعراض کیا، مجھے اپنی کبریا کی قسم قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھاؤں گا۔ پھر روئے گا، پچھتائے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار، کیا ہوا میں تو اچھا بلا دیکھنے والا تھا، یہ ٹھوکریں کیسی لگ رہی ہیں، آج ٹکریں کیسی؟ آج ٹھوکریں کیسی؟ میں تو دیکھنے والا تھا۔
آواز آئے گی، قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ (طٰہٰ) یاد کر تو نے قرآن سے پشت پھیری، تم نے میرے ذکر کو بھلایا، میرے نام کو بھلایا، آج میں نے تجھے بھلایا، دیکھ لے تیرا حال کیا بن گیا ہے؟ "اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ" (طٰہٰ:۱۲۸) اے لوگو! یاد رکھو جب میں برباد کرنے پر آتا ہوں، جب میں کسی کو مٹانے پر آتا ہوں، بچانے والا کوئی دنیا میں ہے ہی نہیں، کوئی نہیں۔

سیرت کا سبق:

محمد مدنی ﷺ کی سیرت نے ہمیں یہ سبق دیا ہے، دنیا کی زندگی بتائی جو دار الامتحان میں بیٹھے ہو، امتحان کے کمرے میں بیٹھے ہو، پیپر تیرے ہاتھ میں ہے، تو پرچہ حل کر رہا ہے اور سفید داڑھی ہوگئی ہے، اب بھی باز نہیں آتا، اپنے اوپر ظلم نہ کر، اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن نہ بنا، باز آجا، اب بھی باز آجا، خدا کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

اس لیے سیرت کا مطالعہ کر، اور اپنی زندگی کے بارے میں غور وفکر کر، دکان دار حساب کرتا ہے تو بھی حساب کر، ملازم حساب کرتا ہے کہ مہینے میں کتنوں کے پیسے دینے رہ گئے، کتنے بقایا بچے، تو بھی حساب کر، اتنی مدت میں کیا میں نے دین کمایا، لڑائی جھگڑے چھوڑ دے ان میں کیا رکھا ہے۔

علما دیوبند کا کردار:

اور اگر میدان میں آتا ہے تو پھر ان لوگوں کی طرح میدان میں آنا پڑے گا جنہوں نے ساری زندگی اللہ اللہ بھی کی، اور کفر کے مقابلے میں جہاد کیا۔

نہ وہ ڈرتے تھے، نہ وہ مرتے تھے، نہ وہ رویا کرتے تھے، خوف نہیں کھاتے تھے۔

الحمدللہ علما دیوبند کو اللہ نے یہ تحفہ بخشا ہے جن کو یہ سعادت فرمائی کہ وہ ہر میدان میں مقابلے میں آتے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمن ہوں، ختم نبوت کے دشمن ہوں، قرآن کے دشمن ہوں، اللہ کی توحید کے دشمن ہوں، وہ تمام مقابلوں میں زندگی تو کھپا جاتے ہیں، مگر دین میں ہیرا پھیرا نہیں کرتے، اپنے ملک میں دیکھ لو۔

حضرت مفتی صاحب کا اعزاز:

مفتی محمود صاحب آخری وقت تک، ہائے کوئی آپریشن روم میں مرے گا، کوئی ہسپتال میں مرے گا، کوئی سڑک پر مرے گا، کوئی بیوی بچوں میں مرے گا، مفتی محمود دارالحدیث میں فوت ہوا ہے۔

آپ دیکھیں کوئی شادی کے سفر میں مرے گا، کوئی تجارت کے سفر میں مرے گا، کوئی کسی سفر میں مرے گا، مفتی محمود حج کے سفر میں رخصت ہوا۔

کوئی کوئی چیز کھاتا ہوا، کوئی کوئی چیز پیتا ہوا، کوئی کسی کو گالی دیتا ہوا، کوئی گانے سنتا ہوا مرے گا، کوئی گانا گاتا ہوا مرے گا، مفتی محمود امام الانبیا کی حدیث کا حوالہ دیتا ہوا رخصت ہوا ہے، کون ان کا مقابلہ کرے؟

مولانا غلام اللہ خان کی خدمات:

مولانا غلام اللہ خان دبئی گئے، ادھر قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے، ادھر شہر تیار بیٹھا ہے، آواز آئی اے شیخ! آجا تم نے لوگوں کو قرآن سنانا ہے، اب میرے پاس آجا، گیا تھا حج کیا، عمرہ کیا، اللہ کے گھر کا طواف کیا، اللہ کے نبی ﷺ کے روضے پر سلام پڑھا، اور دبئی میں آکر قرآن سنتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

مولانا تھانوی رحمہ اللہ مدارس میں ۔ مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہ اللہ مدراس میں چمڑہ خریدنے نہیں گیا تھا، سونا خریدنے نہیں گیا تھا، چاندی خریدنے نہیں گیا تھا، کپڑا خریدنے نہیں گیا تھا، وہ پیتل اور تانبے کے برتن خریدنے نہیں گیا تھا، وہ سیرت النبی ﷺ کے اجلاس میں گئے تھے اور وہاں سے میت آئی۔ اور نبی کی سیرت بیان کرتے ہوئے موت آگئی، ان کا مقابلہ کون کرے گا؟

حضرت دین پوری رحمہ اللہ کا اعزاز:

حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری رحمہ اللہ نے بھی آخری دن میں بھی جب گردے ختم ہو چکے تھے، پھیپھڑے پھٹ گئے تھے، آخری دن میں بھی قرآن کریم کے سولہ سپاروں کی تلاوت کی تھی۔

اور بڑی بات ہے کہ تو سورہ یٰسین سنتا ہوا مرجائے حضرت دین پوری یٰسین پڑھتے ہوئے فوت ہوئے، خود پڑھتے ہوئے، ہمارے ہاں تو جلدی کرتے ہیں کہ سورۃ یٰسین اور پڑھ لو بات ٹھکانے لگ جائے، مسلم کا عقیدہ دیکھ؟ سورۃ یٰسین مرنے کی گولی ہے ایک دو اور مارو۔ اماں کہتی ہے بیٹی دو تین دفعہ سورۃ یٰسین پڑھ لے، بیٹی کہتی ہے اماں میں نے چار پانچ دفعہ پڑھ لی، بیٹی یٰسین سے ہی کام بنے گا اور پڑھ لے نمبر لگ جائے گا۔ کیا کہنا ہے تیری مسلمانی کا؟ بڑا مشکل ہے آج کہ آدمی قرآن کی تلاوت کرتا ہوا مرے، نبی ﷺ کی حدیث شریف پڑھتا ہوا مرے، درود شریف پڑھتا ہوا مرے، میرا ایمان اور عقیدہ ہے آقا پر درود پڑھتا ہوا مرجا، ادھر حضور ﷺ کی ذات پر درود پڑھے گا ادھر تیرے لیے پیغام آئے گا، آجا تو میرا ہے میں تیرا ہوں۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ سیرت کا مطالعہ کرو، سیرت کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ دو چار نعتیں کہو، دو چار نظمیں کہو اور سیرت کا حق ادا ہو گیا، بل کہ غور وفکر پیدا کرو کہ ہم بھی محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت اپنے اندر پیدا کریں، سنت کی پیروی کریں، اللہ پاک مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو معجزے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۲۸ (الفتح)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

گزشتہ کئی جمعوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ، سرکار دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عادات واخلاق، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائل وشمائل، حالات زندگی کا ذکر خیر کر رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کتنی رحیم ہے، کتنی کریم ہے۔ اللہ پاک نے قرآن کریم میں فرمایا کہ مؤمنین کے لیے میرا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑا رؤف ہے، بڑا رحیم ہے۔

امت کے حالات کو دیکھ کر جلدی دلبرداشتہ نہیں ہوجاتے، بڑے سے بڑے وقت میں سرکار مدینہ ﷺ نہ گھبرائے، امت کے بعض لوگوں کو یہ حصہ ملتا ہے اور بعض کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو وسیع الظرف ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ مزاج میں تحمل اور بردباری کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

ہے بچنا بڑا مشکل، اپنے مخالف کو دیکھ کر، میں نے تجھے معاف کردیا، یہ بہت بڑی بات ہے۔ جنہوں نے دکھ دیے ہوں، راستوں میں کانٹے بچھائے ہوں۔

حضور ﷺ کی وسیع الظرفی:

وہ عورت جو ہر روز، کوڑا کرکٹ، مٹی اکٹھا کر کے ٹوکری بھر کروہ کوٹھے پر بیٹھ جاتی تھی۔ سرکار مدینہ ﷺ کا انتظار کرتی تھی۔ حضور ﷺ کو دیکھ کر کوڑا کرکٹ سر کے اوپر پھینکتی تھی۔ آپ ﷺ اپنے سر مبارک کو جھاڑ کر گزر جاتے، کبھی سر اٹھا کر دیکھا نہیں، یہ پھینکنے والا کون ہے؟

ایک دن حضور ﷺ کے سر پر کوڑا کرکٹ، گرد وغبار نہ پڑا، تو آپ ﷺ نے پتہ لگایا کہ یہ کون ہے؟ جس کا آج وظیفہ بند ہوگیا، آج وہ کوڑا پھینکنے والی کہاں گئی؟ پتہ چلا کہ بیمار ہے۔

قربان جاؤں مدنی کریم ﷺ پر، اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس کی بچیوں نے جب حضور ﷺ کو دیکھا تو وہ خوف زدہ ہوگئیں کہ یہ تو وہ ہیں جن کے سر پر ہر روز ہماری اماں کوڑا کرکٹ پھینکتی ہے۔ گھر میں آج مرد بھی کوئی نہیں، نہ جانے آج کیا بنے گا۔

انہوں نے شور مچایا امی، امی، امی! وہ آگئے جن کے سر پر روز کوڑا پھینکتی ہو، وہ بھی گھبرائی کہ نہ جانے آج کیا ہوگا، مگر سرکار دوعالم ﷺ نے آگے بڑھ کر یہ فرمایا میں نے سنا ہے تو بیمار ہے، میں تیری بیمار پرسی کے لیے آیا ہوں۔ کوئی کام ہو دارو کا، دوائی کا، خدمت کا مجھے بتا، میں کرنے کے لیے تیار ہوں۔

وہ سوچنے پہ مجبور ہوئی، میں نے ساری عمر دشمنی کی، بے عزتی کی، امام الانبیا ﷺ کے سر پر مٹی اور کوڑا، اور یہ میری بیمار پرسی اور میری تیمارداری کے لیے آئے۔ بس کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی کملی والے! اب دیر نہ لگا۔ جلدی کر کلمہ پڑھا۔ ایسا نہ ہو مخالفت اور دشمنی پہ دم نکل جائے۔

آج میں اور آپ سبھی اس میں شامل ہیں، کہاں سے یہ سنتیں لائیں، ویسے تو لوگ بیٹھے بیٹھے کہتے رہیں گے۔ جب کھانے کا نمبر آئے گا، گوشت روٹی اور کوئی چیز کھائی ہوگی، بھئی! میٹھا لاؤ،

کھانا سنت ہے۔ میٹھا بعد میں کھانے کی سنت یاد ہے۔

یہ سنت کون یاد کرے شادی کے بارے میں کہہ دیتے ہیں جی سنت ہے، سنت ادا ہونی چاہیے، مطلب مطلب کی سنتیں بڑی یاد آتی ہیں ہم کو!

بڑھیا کی خدمت:

ابتدائے اسلام کا زمانہ تھا۔ حضور کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لائے۔ ایک مائی بوڑھی سر پر گٹھڑی سامان کی ہے۔ ہاتھ میں پانی پینے کے لیے ایک لٹیا ہے، گڑوی ہے، باہر نکلی اور وہ سامان اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتی۔

سرکار دو عالم ﷺ نے پوچھا مائی! کدھر کا ارادہ ہے؟ اس نے بڑی بڑی گالیاں نکالیں، کہنے لگی مکے میں جادوگر آ گیا، میرے گھر میں جادو پھیل گیا، میری بہو مسلمان ہو گئی، میرا بیٹا مسلمان ہو گیا، اس جادوگر کے جال میں پھنس گیا، میں تو اس کے جال سے نکل کر اپنے ایمان کو بچانے کے لیے فلاں دیہات میں چلی ہوں۔

مدنی کریم ﷺ نے فرمایا مائی! کمزوروں کا سامان اٹھانے کے لیے میں آیا ہوں، جس کا اس دنیا میں کوئی وارث نہیں، اس کا وارث بننے کے لیے آیا ہوں۔ یہ سامان مجھے دے دے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے سر مبارک پہ گٹھڑی اٹھا لی اور بوڑھی مائی کے پیچھے پیچھے چل دیے۔ اس نے اپنی منزل مقصود تک جہاں جہاں یاد آتا رہا، راستے میں ہزاروں گالیاں دیں، میرے گھر کا بیڑا غرق کر دیا، میرے گھر میں نیا دین پھیلا دیا، میرے گھر میں جادو پھیلا دیا، نئی نئی چیزیں آ گئیں، پرانا دین ختم کر دیا، میرے گھر کی رسوائی ہو گئی۔

میں اپنا دین بچانے کے لیے آئی ہوں۔ جہاں بڑھیا مائی نے جانا تھا، منزل مقصود پہ پہنچ گئی۔ ٹھکانے پہ پہنچ گئی، سامان کو نیچے اُتروا کر حضور کریم ﷺ کو جھولی پھیلا کے دعائیں دینے لگی اور کہنے لگی میرے بیٹا! جیسے اس جادوگر سے میں بچ کے آ گئی ہوں، جیسے اس نئے دین کے پھیلانے والے سے بچ کر میں آ گئی ہوں، میرا دین بچ گیا، میرا ایمان بچ گیا، اللہ کرے تو بھی بچ جائے۔

سرکار مدینہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا مائی! جس کو سارے راستے میں گالیاں دیتی آئی ہو، جو تیری گٹھڑی سر پہ اُٹھا کے لایا ہے، جو تیرے ساتھ آیا ہے، جسے جادوگر کہتی ہو، جسے گالیاں دیتے دیتی تھکتی نہیں ہو، وہی اللہ کا پاک پیغمبر محمد ﷺ تیرے سامنے موجود ہوں۔ اٹھ

کھڑی ہوئی، حضور کریم ﷺ کے قدموں پر گر پڑی اور کہنے لگی اگر تو وہ نبی ہے تو میں کہتی ہوں:

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کلمہ پکار اٹھی۔

نیک بندوں کی صحبت حاصل کرو:

آج کہاں یہ چیزیں ملیں گی۔ اگر آپ لوگ تلاش بھی کرتے ہیں تو صرف مولویوں کے لیے، اخلاق مولویوں کے اندر ہونے چاہئیں، کردار مولویوں کے اندر ہونے چاہئیں، پاک دامنی مولویوں کے اندر ہونی چاہیے، سچائی اور سچ بولنا مولویوں کے اندر ہونا چاہیے، باقی لوگ سارے ہی لعنتی ہو کے مر جانے چاہئیں، جھوٹ بول بول کے، خدا کا دروازہ تو سب کے لیے برابر ہے۔

یہ تمہیں کس نے تعلیم دی ہے سچ بولے تو مولوی، حلال کھائے تو مولوی، پاک دامن رہے تو مولوی، زنا سے بچے تو مولوی، قتل سے بچے تو مولوی، تمہارے لیے سب کچھ جائز ہے؟ یہ ایک ذہن ہے پوری دنیا کے مسلمانوں کا، کہ جی ہم تو عوام ہیں ہمارا کیا۔

مدنی کریم ﷺ کا دین بادشاہ کے لیے، پیر اور فقیر کے لیے، ایک مزدور اور ایک عام آدمی کے لیے، سب کے لیے اللہ کا دین برابر ہے۔ اس میں کسی کا لحاظ نہیں کہ بھئی اس کا تو یوں کر دیا جائے کوئی لحاظ نہیں، وہاں کوئی بات نہیں تو مسئلہ ہی نہیں۔

کتنے سانس لے رہے ہو، جتنے بھی سانس آ جا رہے ہیں، تمام لوگوں کے سانس کا حساب و کتاب ہوگا۔

اسی لیے تو بزرگ فرماتے ہیں کہ موت کو ہر وقت اور ہر لحہ اپنے سامنے رکھو، تیاری رکھو ہر دم، جب بلاوا آئے گا تو کہو میں جی تیار ہوں۔ اللہ والوں نے یہی تو تربیت کی۔

تم اللہ والوں کے قریب نہیں جاتے، فنکاروں اور ٹھگوں کے پاس جاتے ہو۔ نیک بندوں کے قریب بیٹھنا پسند نہیں کرتے، کیوں؟ اس لیے کہ وہ تمہاری خوشامد کرے گا نہ وہاں تمہارا جی لگے گا، نہ وہ چاپلوسی کرے گا۔

اگر کسی کو دین ایمان بنانا ہے تو اس کے لیے کوشش کرنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کسی کے پیچھے دوڑی نہیں پھرتی۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت تو آدمی کو خود تلاش کرنا پڑے گی۔ خدا کی جہنم اور خدا کی جنت دونوں چیزیں اس نے بنا دیں اور اعلان کر دیا:

"فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ" (الکہف:۲۹)

جس کا جی چاہے ایمان بناؤ، جس کا جی چاہا کفر اپناؤ۔ خدا کی خدائی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ساری دنیا اگر کفر میں پڑ جائے تو خدا کی خدائی میں ایک ذرہ برابر فرق نہیں آتا۔

اور اگر ساری، متقی اور پرہیز گاروں کی بن جائے تو خدا کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہو جاتا۔

یہ تو بندہ جو کچھ بھی کرتا ہے اپنے لیے کرتا ہے۔ بازار میں جاؤ، جس کے پلے سودا ہو، وہ جو چاہے سودا خرید لے۔ بس یہی بات ہے!

قیامت میں بازار لگے گا۔ جس کے پاس نیکیاں ہوں گی، جنت ملے گی۔ ورنہ لعنت کے دریا میں ڈوب کر جہنم میں جائے گا، کوئی کسی کو نہیں بلا سکتا۔ فرمایا:

"أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ" (البقرۃ:۱۶)

فرمایا یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے خریدا۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، قرآن دیا، ایمان دیا، دین دیا، اسلام دیا۔ مدنی کریم ﷺ کی عظمت ملی، محبت ملی، اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے سب کچھ حوالے کر دیا اور آج اس نے گمراہی خرید لی۔ قرآن اعلان کرتا ہے:

"أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ" (البقرۃ:۱۶)

یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی۔

قرآن کے الفاظ تو سنو، خدا تمہیں نصیب کرے، کس وقت خریدی؟ فرمایا:

"فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾" (البقرۃ)

ہدایت ملنے کے بعد، مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے کے بعد، مسلمان کہلانے کے بعد، ایمان دار کہلانے کے بعد اتنی بدعملی، اتنی بدتمیزی، اتنا برا کیا، کہ مرتے وقت ہی عذاب اور آخرت میں ذلیل ہو کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

میرے پاس تو محبت رسول ﷺ ہے:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کر دیا یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ اللہ، اللہ، اللہ! یہ پوچھنا بھی صحابی رضی اللہ عنہ کے بس کی بات تھی۔ کملی والے نے آگے کیا جواب دیا، فرمایا قیامت کا جو پوچھ رہے ہو، کیا تیاری کر رکھی ہے؟

یعنی یہ نہیں فرمایا فلاں دن، فلاں وقت، فلاں ساعت!

کسی نے پوچھ جو لیا، کملی والے قیامت کب آئے گی؟

فرمایا کیوں، کیا تیاری کر رکھی ہے؟ وہ بھی شاگرد کملی والے ﷺ کا تھا، پوچھ تو بیٹھا، مرید حضور ﷺ کا ہے، مقتدی حضور ﷺ کا ہے، دیدار رسول خدا ﷺ کا کرتا ہے، فوراً سنبھلا، اس نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ اللہ کے نبی ﷺ نے یہ جواب فرمایا کہ کیا تیاری کر رکھی ہے۔

صحابی رضی اللہ عنہ ایسا تھا کہ کہنے لگا میرے پاس تیری محبت کے سوا اور کیا ہے۔

فرمایا آقا! میرے پاس تیری محبت کے سوا اور کیا ہے؟

تم جیسا ہوتا تو کئی لوگوں کا سہارا لگاتا، کوئی نمازوں کی بات کر کے کھول دیتا، کوئی زکوٰۃ کی بات کر کے کھول دیتا، کوئی حج کی بات کر کے کھول دیتا، کئی خیرات کی بات کر کے کھول دیتا، کوئی سخاوت کی بات کر کے کھول دیتا، کیا جواب دیا ہے صحابی رضی اللہ عنہ نے، تمہارے میرے دماغ میں بھی نہ آیا ہوگا ساری عمر میں، کہتا ہے کملی والے ﷺ! میرے پلے تیری محبت کے سوا اور کیا ہے!

صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں حضور ﷺ نے یہ الفاظ سنے تو مسکرا دیے۔

آج ہمارے پلے کیا تیاری ہے؟

رات دن قرآن کہتا ہے تیاری کرو، تیاری کرو، وقت آیا، وقت آیا، قیامت آئی، آگئی موت ہماری تو پھر بھی کوئی تیاری نہیں۔

قرآن کریم للکار للکار کے کہتا ہے:

"قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ" (النساء: ۷۷)

دنیا بہت تھوڑے دنوں کا سودا ہے۔

سمجھ لو کہ صبح آئی کہ شام آئی، شام آئی کہ نہ آئی۔ قرآن کریم نے ہر طریقے سے زندگی کے نظام کو، ہر قسم کے شعبہ جات کو پورا پورا کرنے کے لیے راہ عمل دی۔

میں ایک بات آپ کو بتا دینا چاہتا تھا اور وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اس امت کے سامنے کس قسم کے نمونے نہیں رکھے، اخلاق و کردار میں سے کون سی بات حضور ﷺ نے چھوڑی۔ ہم اپنا پیٹ پہلے بھرتے ہیں، دوسرے کے لیے اگر سوچتے بھی ہیں تو وہ بھی بعد میں، یہاں معاملہ کچھ اور ہے۔

حضور ﷺ پر فاقہ کی حالت:

غزوہ خندق کا زمانہ ہے۔ مسلمانوں پر بڑی تنگی اور بڑی پریشانی کا وقت ہے۔ یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کہتی ہے۔ حضور ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا، جو صحابی

رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے آیا، اس نے اپنا کرتا اپنے پیٹ سے اٹھایا، اس نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پہ ایک پتھر باندھا ہوا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیکھ رہے تھے اس کے پیٹ پہ پتھر ہے۔ امام الانبیا حضرت محمد ﷺ نے رحمت والے ہاتھوں سے اپنا کرتا مبارک اٹھایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا، حضور ﷺ کے پیٹ پہ دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

آج کتنا کھاتے ہو پھر بھی ناشکری، کتنا پیتے ہو پھر بھی ناشکری، کتنا کچھ کھانے کو مل رہا ہے، پھر بھی ناشکری، کچھ نہیں، کچھ نہیں!

حضور ﷺ کا معجزہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا اس حالت میں، جابر رضی اللہ عنہ فوراً دوڑا اور دوڑا دوڑا گھر گیا اور بیوی سے کہا، غضب ہو گیا، تباہی ہو گئی، کمال ہو گیا، حضور ﷺ کو اتنی بھوک ہے، اتنا فاقہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے پیٹ مبارک پہ دو پتھر باندھے ہوئے ہیں۔

بیوی کہنے لگی جلدی جا کر حضور ﷺ کی دعوت کر آؤ۔ کھانا کھلائیں گے، یہ جو ہیں، یہ دو سیر ہوں، یہ ڈیڑھ سیر ہوں اور یہ بکری کا بچہ ہے، ہم اسے ذبح کرتے ہیں، بہت جلدی تیار کرتے ہیں، میں کھانا بناتی ہوں اور تم جاؤ دعوت کر کے آؤ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں آئے۔ کیوں کہ کھانے کی مقدار، آٹے کی مقدار بڑی تھوڑی تھی۔ حضور ﷺ کے کان کو منہ لگا کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک تو آپ ﷺ اور یہ صحابی رضی اللہ عنہ جس نے پیٹ پہ پتھر باندھ رکھا ہے، اور اگر آپ کے علم میں ہو جو ایک دو اور جو زیادہ ہی بھوکا ہے، میرے گھر میں دعوت ہے، چلو، آپ لوگوں کا کھانا میرے یہاں ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عجیب بات کہی، حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور اعلان کر دیا۔ تمام کا تمام لشکر چلے، سب کی جابر رضی اللہ عنہ کے گھر دعوت ہے۔ بل کہ اعلان کر دیا سب چلو سارا مدینہ چلے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ وہیں تو کھڑے تھے۔ بس قدموں کے نیچے سے زمین نکل گئی کہ یہ کیا بنا، کھانا تو تین چار آدمیوں کا بمشکل بنے گا، یہ بارہ ہزار سے زیادہ بڑا لشکر ہے۔ آپ ﷺ

نے سب کو اعلان کر دیا، اب کیا بنے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے پریشانی کے عالم میں گھر گئے، گھر والی کو کہنے لگے کہ کام خراب ہو گیا۔ بیوی کہنے لگی کیوں؟

کہنے لگا اللہ کی بندی! میں نے ایک تو حضور ﷺ کی دعوت کی تھی اور ایک دوسرا جو پتھر باندھے آیا تھا اور میں نے عرض کیا تھا اور کہا تھا کہ ایک دو اور جو اس طرح کا تنگ ہو، ان کی دعوت ہے۔ حضور ﷺ نے تو سارے لشکر کو اعلان کر دیا کہ چلو جابر رضی اللہ عنہ کے گھر دعوت ہے۔

سبحان اللہ! عورتیں بھی کبھی کبھی ایسی بات کر دیتی ہیں، جو باقی عورتوں کو نہیں آتی، مگر وہ اس زمانے میں عورتیں بھی کہاں؟!

اب تیلی لگانے والی تو ہیں، جلتی پہ تیل چھڑکنے والی تو ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی کہنے لگی آپ کو پریشانی کی کیا بات ہے؟ ایک بات حضور ﷺ کے کان مبارک میں آپ نے کھانے کی مقدار بتائی کہ نہیں؟ تم نے جو حضور ﷺ کی دعوت تھی، کھانا بتایا تھا؟

ہاں! میں نے تو بتا دیا تھا کہ تھوڑے سے جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے۔

پھر کہنے لگی آپ پریشان کیوں ہیں اور میں پریشان کیوں ہوں۔ لانے والا جانے، کھلانے والا جانے۔ ہمیں اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ ہم نے تو دعوت کی ہے حضور ﷺ کی، حضور ﷺ نے سارے لشکر کی کی، ہم نے تو نہیں کی نا! لشکر والوں کی۔ اب حضور ﷺ نے سب کی دعوت فرمائی ہے۔ اب وہ خود ہی جانے اور ان کا خدا جانے۔

آپ ﷺ تشریف لے آئے۔ کھانے کی مقدار کا تو پتہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہنڈیا جو ہے، اس کو کھولنا مت۔ اور وہ جو آٹا ہے، جب تک میں نہ آؤں، پکانا مت شروع کرو، آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک آٹے میں ڈال دیا اور ہنڈیا میں بھی ملا دیا، اس کے بعد پکانا اور کھلانا شروع کیا گیا۔

علما کرام نے لکھا ہے کہ بارہ ہزار کا لشکر بھی کھا گیا، کھانا جتنا تھا، اتنا ہی باقی سارے کا سارا لشکر کھا گیا، سارے کا سارا مدینہ کھا گیا۔ اب یہاں سے ہمارے زمانے کے جو مُردوں کا کفن اُتارنے والے لوگ ہیں، یہاں سے وہ ختم کا نکالتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ختم کر دیا تو بارہ ہزار آدمیوں نے کھا لیا۔

چلو ہم بھی مانتے ہیں آج یہ ختم دے کر ایک کا کھانا دو کو تو کھلا کے دکھائیں!

ارے! وہ تو معجزہ ہے محمد عربی ﷺ کا، اور وہ تو حضور ﷺ کے لعاب مبارک کی برکت ہے۔ یہ تمہیں کس نے کہا ہے کہ حضور ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ کے کھانے پہ بیٹھ کر ختم پڑھا ہے۔ یہ تو معجزہ ہے محمد عربی ﷺ کا اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ہاتھوں پر ہزاروں نہیں، لاکھوں معجزوں کا اظہار فرمایا۔

غلط باتیں مت پھیلاؤ:

یہاں سے غلط چیزوں کا اجرا کرنا بہت بڑی حماقت ہے۔

ایک جگہ حضور ﷺ تشریف لائے۔ انہوں نے دونوں مردہ بچوں کو چھپا کے رکھ دیا، حضور ﷺ نے فرمایا کہاں ہیں؟

انہوں نے کہا کہ جی وہ تو سوئے ہوئے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا جب تک ان کو لاؤ گے نہیں، اس وقت ہم کھائیں گے نہیں، جب بچوں کو لایا گیا تو مردہ تھے۔

حضور ﷺ نے بچوں کو فرمایا تم زندہ ہو جاؤ، وہ کہنے لگے جب تک ہماری بکری کا بچہ زندہ نہ ہو، ہم زندہ نہیں ہوتے، حضور ﷺ نے بکری کو زندہ کیا، جب وہ بچے زندہ ہوئے۔

حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استقامت:

یہ جو غزوہ خندق ہے اس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔ قرآن میں ذکر ہے۔ اب میں سورۃ احزاب کے تیسرے رکوع کی آخری آیت کا ترجمہ کر رہا ہوں۔

یہ اتنا مشکل وقت پڑا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہ، ایک تو گرمی سخت تھی اور چاروں طرف سے جن یہودیوں نے عہد و پیمان کر رکھا تھا، انہوں نے بدعہدی کر دی۔ وہ سارے کے سارے صحابہ رضی اللہ عنہم پہ یک دم ٹوٹ پڑے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیچ میں آ گئے۔ میدان میں نہ پانی، نہ روٹی، نہ جوتی، نہ کپڑا، نہ اسلحہ، نہ لینا، نہ دینا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کئی کئی دن ہو گئے، پانی کی بوند نہ ملی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غش کھا کھا کر شہید پہ شہید ہو گئے۔

لیکن قربان جاؤں، یہ قرآن اللہ کا آج بھی تمہارے سامنے موجود ہے۔ کبھی کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے وقت میں بھی یہ بات نہ کہی، یہ بھی نہ کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ! کچھ تیاری تو کرو، یوں ہی خواہ مخواہ آ کے مروا دیتے ہو، پہلے موقع تو دیکھا کریں آپ، ہو کیا رہا ہے، یوں ہی

لوگ بھوکے پیاسے مر گئے، نہیں!

اتنی ثابت قدمی تھی، اتنا ایمان تھا، اتنا جذبہ تھا، حضور ﷺ کی بات پر اتنا یقین تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کہ آج اس دنیا میں جتنا ایمان ایک صحابی رضی اللہ عنہم کو تھا، اربوں کھربوں مسلمان مل کر بھی ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے برابر یقین پیدا نہیں کر سکتے۔

جب حضور ﷺ کے دیوانوں، مستانوں اور پہلوانوں کے ہاتھوں کافروں کا ایک بہادر پہلوان مارا گیا اور نعش تھی مسلمانوں کے پاس، اور وہ کافر کہنے لگے ہمارے پہلوان کی نعش دے دو۔ ہم تمہیں دس ہزار روپیہ دیں گے۔

اب ان کے پاس تو روپیہ کی کمی نہیں تھی، اور یہ مسکین بھوک اور فاقے سے مر رہے تھے۔ اگر یہ کہتے کہ ہم بیس ہزار لیں گے تو وہ دے دیتے۔ ان کے پاس کمی نہیں تھی، انہیں ضرورت تھی، کپڑا لے لیتے، پانی لے لیتے، پریشانی دور کر لیتے، میدان جنگ کا سامان بنا لیتے۔ مگر مدنی کریم ﷺ کے سامنے جب یہ بات رکھی کہ دس ہزار روپیہ ہم دیتے ہیں، ہمیں ہمارے بہادر کی نعش دے دو۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ، اپنے بہادر کی نعش مفت میں لے جاؤ۔ ہم مُردوں کی قیمت کھانے والے نہیں۔

جب حضور ﷺ کے لبوں سے یہ بات نکلی، اللہ کا دریائے کرم جوش میں آیا، فرمایا:

"وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ" (الاحزاب ۲۵)

فرمایا میرے نبی ﷺ اب آپ اطمینان رکھیں، کوئی ضرورت نہیں، اب میں تیرا خدا خود ان سے جنگ کروں گا۔ اب میں لڑوں گا ان سے، اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ برکت دی کہ ایک آدمی کا کھانا اللہ نے بارہ ہزار کو کھلا دیا۔

ان واقعات سے معجزہ کا ظہور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اتنے معجزات ہمارے نبی ﷺ کو دیے کہ ہم سب کی زندگی ختم ہو سکتی ہے مگر سرکار ﷺ کے معجزے ختم نہیں ہو سکتے۔

حضور ﷺ کا ایک اور معجزہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی کے دروازے پہ پڑا تھا، بھوک نے مجھے اٹھنے نہیں دیا۔ بھوک کی وجہ سے کئی دن کا فاقہ ہو گیا۔ میں کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھنے کا بہانہ کر کے بلایا کہ شاید یہ ہی مجھے اپنے ساتھ

لے چلے۔ وہ بھی مسئلے کا جواب دے کر چلے گئے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا یقین ہوا کہ ان کے گھر بھی کچھ نہیں۔

پھر میں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مسئلہ یا قرآن کی آیت پوچھنے کے بہانے متوجہ کیا، وہ بھی جو چیز میں نے ان سے پوچھی تھی، بتا کے چلے گئے۔ غالباً ان کے یہاں بھی فاقہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے مسئلہ پوچھنے کے بہانے سے حضور ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ مسکرائے اور میرا مطلب سمجھ گئے۔ اشارہ کیا کہ میرے ساتھ آ، میرے پیچھے پیچھے چلا آ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ آپ ﷺ اپنے دولت کدہ پر تشریف لائے۔ اپنے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ کچھ کھانے سے پینے کی کوئی چیز ہے؟ جواب ملا ہاں! ایک دودھ کا پیالہ ہے۔ ہدیہ آیا ہے کہیں سے، آپ کے لیے ہدیہ دیا کسی نے، آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ منگوالیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لو میرا کام بن گیا، میرا داؤ لگ گیا، مجھے ہی فرمائیں گے لے پی لے۔ رج کے پیوں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ فرماتے ہیں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! وہ مسجد نبوی میں ستر، اسی "اصحاب صفہ" کے جو طالب علم ہیں نا، اب ساروں کو بلا کے لا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اقرار بھی میں نے کرنا ہی تھا کہ جی ہاں! کہوں گا۔

پر دل میں بھی سوچ رہا ہوں کہ ہے تو ایک ہی پیالہ!

تم جیسا اگر ہوتا نا! تو جو گلی میں ملتا، اس کو کہتا کہ آج کے دن ادھر کوئی نہ آئے۔ وہ تو صحابہ رضی اللہ عنہ تھے، اشارے پہ جان دیتے تھے۔

راستے میں جو بھی ملا، اس کو دعوت دی۔ واپسی پہ جو بھی ملا، سب کو کہہ دیا، لشکر اکٹھا ہوگیا، سب بیٹھ گئے۔

اب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دل میں ایک پروگرام بنایا۔ مجھے عادت شریفہ کا پتہ تھا کہ دائیں طرف سے شروع کیا کرتے تھے۔ سوچا دائیں طرف شروع میں بیٹھ جاؤں گا۔ آگے بچے، یا نہ بچے!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سبحان اللہ! کمال ہوگئی میری حیرانگی کی، جب میں

اٹھا شروع میں تو حضور ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھڑا ہو جا اور سب کو پلا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب تو میری تسلی ہوگئی کہ اب تو مجھے مل گیا؟ اب میرا نمبر بعد میں ہی آئے گا، اللہ غنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دائیں طرف سے شروع کیا۔ سینکڑوں سے زیادہ تھے، جنہوں نے رج رج کے پیا، سیر ہو ہو کے پیا، سارا لشکر پی کر چلا گیا۔

اب حضور ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! اب تو تو باقی اور میں باقی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے آقا ﷺ! آپ ﷺ نے بھی تو نوش نہیں کیا، فرمایا میں ساری امت کا نبی ہوں، ساری امت کو پلا کے پھر پیوں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے تین سانس لے کر، بڑے بڑے سانس لے کر، رج رج کے پیا اور پیالے میں جھانک بھی رہا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک قطرہ بھی کم نہ ہوا۔

حضور ﷺ نے آخر میں پیا:

اور یہ الفاظ سن کر آج لکھ کر لے جاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سب کو پلا کر حضور ﷺ نے پیا، نوش فرمایا، آج اتنے لوگوں کا بچا ہوا کون پیتا ہے؟

کسی افسر کو تو پلا کر دیکھنا!

چلو افسر تو دنیا دار ہے، سارے مریدوں کو پلا کر کسی پیر کو پلا کر دیکھنا،

گلاس، پیالہ وہ مارے گا پھینک کے، اپنا پیا ہوا مریدوں کو دے دے گا کہ سارے پی لو تبرک ہے اور مریدوں کا جھوٹا وہ کیسے پیے گا۔

یہ تو حضور ﷺ کی دعا ہے:

یہ تو امام الانبیا محبوب، کبریا، شہنشاہ کائنات محمد عربی ﷺ کا نرالا اخلاق ہے، نرالا کردار ہے، رالی عادت ہے، نرالی ہی طبیعت اور مزاج اللہ پاک نے دیا ہے۔

خدا کی قسم! اگر حضور ﷺ کی دعا نہ ہوتی تو آج ہم لوگ یا کتے ہوتے یا خنزیر ہوتے، یا بندر نا گئے ہوتے۔

آج اس سرور کائنات ﷺ کی دعا کے صدقے میں تم انسانیت کے روپ میں پھرتے ہو۔ ورنہ یہ قرآن گواہ ہے صبح کو آدمی سوئے، اٹھے تو کتے بن گئے۔ شام کو آدمی سوئے، صبح کو اٹھے تو بندر بن گئے۔ آج کون سا گناہ ہے جو ہم نہیں کرتے۔ کیا ہم شراب نوشی نہیں کرتے، کیا ہم زنا نہیں کرتے، کیا ہم بدکاری نہیں کرتے، کیا ہم جھوٹ نہیں بولتے، کیا کیا نہیں کرتے ہم؟

جناب مدنی کریم ﷺ نے سربسجود ہو کر دعا مانگی۔ الٰہی! اے میرے پروردگار! آواز آئی جی میرے محبوب ﷺ!

عرض کیا میری امت کی شکل نہ بدلنا جب تک قیامت میں حساب و کتاب نہ ہو جائے۔ آواز آئی ہم نے منظور کر لیا۔

پھر دعا مانگی الٰہی! میری امت پر یکدم قحط کا عذاب نہ آئے، بھوک کا عذاب نہ آئے، پیاس کا عذاب نہ آئے۔

"وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۝۳۳" (الانفال)

میرے محبوب ﷺ! جب تک آپ ﷺ ان لوگوں میں ہیں، میرا وعدہ رہا، میں کوئی عذاب ان کو نہ دوں گا۔

حضور ﷺ ساری رات رویا کرتے تھے الٰہی! میں نہیں، میرا نام لیوا جتنے ہیں، میں تو سب کے لیے دعا کرتا ہوں۔ آج اس نبی ﷺ کی دعا کی قدر نہیں کرتے، نماز کی پرواہ نہیں کرتے، حرام و حلال کی پرواہ نہیں کرتے۔

نوجوانو! ہم نے کتنی جوانیاں خاک میں ملتی دیکھیں۔ ہم نے بڑے بڑے کڑیل جوانوں کے جنازے اٹھتے دیکھے۔

اب بھی وقت ہے کہ آدمی توبہ کر کے سیدھا ہو جائے، اپنے گناہوں پہ ندامت کے آنسو بہائے، نماز کا حساب و کتاب کر کے اس کی پابندی کرے، روزے کی پابندی کرے اور صبح و شام اللہ سے پناہ مانگے۔

میرے عرض کرنے کا مطلب یہ تھا کہ حضور کریم ﷺ کے معجزات بڑے بے شمار ہیں۔ امت کے افراد میں بھی کمی نہیں ہے۔ ہم سب کو چاہیے کہ وقت کی قدر دانی کریں اور اپنے آپ کو آخرت کے لیے جس قدر ممکن ہو سکے، تیاری کریں۔ سویرے اٹھو، کم سے کم ہر رات آدمی ایک

تسبیح استغفار کی، ایک تسبیح درود شریف کی، یہ تو کم سے کم ہو ہی جائے۔

بکواس کرتے سو جاتے ہیں، بکواس کرتے اُٹھ جاتے ہیں۔ بھلا ہے کوئی زندگی کا معاملہ! اللہ سے معافی مانگتا سو جا، اللہ سے معافی مانگتا اُٹھ جا۔

یہ ساری چیزیں میں نے اس لیے عرض کیں کوئی وقت پورا کرنے کا حساب نہیں، کہ نہ جانے کس کو توبہ کی توفیق ہو جائے۔

تین تسبیحات:

کم سے کم ان تسبیحوں کو ہر آدمی مرد وعورت پکڑ لے۔

ایک تسبیح درود شریف کی:

ایک تسبیح:

"سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"

اور ایک تسبیح:

"استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ"

اور ایک تسبیح درود شریف کی:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَیْہِ"

جب ایک بار بندہ درود پڑھے گا دس بار اللہ کی رحمت آئے گی، دس گناہ معاف ہوں گے، دس درجے بلند ہوں گے، دس خطائیں معاف کر دی جائیں گی۔

کتنا بڑا ہے۔ خصوصاً بوڑھوں کو چاہیے کہ وہ گپوں میں اپنا وقت خراب نہ کریں۔

خدا کی قسم! قبر میں جانے کے بعد تجھے ایک سانس کی مہلت نہ ملے گی۔ اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَدِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیَنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ ۖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؕ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۲۹﴾ (التوبہ)

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ۔

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمِ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

سارے حضرات اخلاص سے، محبت سے، عقیدت سے، اس نیت سے کہ کل قیامت کے خطرناک دن میں نہ اولاد کام آئے گی، نہ بیوی کام آئے گی، نہ دولت، نہ وزارت، نہ صدارت، بل کہ میری تیری نجات کے لیے، بخشش کے لیے، مغفرت کے لیے یتیم مکہ ﷺ کی شفاعت کام آئے گی۔ اتنا پیار سے درود پاک پڑھ کہ اللہ کے خزانے میں یہ درود شریف جمع ہو جائے اور قیامت میں تیرے آنے سے پہلے تیرا انتظار کرے۔

اشعار:

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
جیسے منہ سے بولتا قرآن وہ تقریر ہے
سوچتی ہے علم دنیا مصطفیٰ کو دیکھ کر
کیسا ہوگا وہ مصور جس کی یہ تصویر ہے

حضرات علما کرام! محترم بزرگو! عزیز دوستو!

ربیع الاول کا مبارک مہینہ ہے، اس مہینے میں مسلمان ولادت باسعادت کے اجلاس اور محفلیں منعقد کرتے ہیں، جناب محمد عربی ﷺ کی محبت کا ثبوت دیتے ہیں، اللہ پاک میری آپ کی اس مجلس میں، محفل میں حاضری کو قبول ومنظور فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین)

اللہ جل شانہ عظیم بے نیاز ذات ہے، سیرت کا عنوان اتنا لمبا اور طویل ہے اور اتنا عریض ہے کہ دنیا کا کوئی ایک آدمی کیا، پوری دنیا اگر مل کر سیرت کا عنوان لکھنے لگے یتیم مکہ کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

حضور ﷺ مقصود کائنات:

تجھے کیا پتہ ہے؟ تجھے تو آج تک یہ معلوم نہ ہوا کہ کس کا امتی ہے، تو عام نبی کا امتی نہیں، تو تو نبیوں کے نبی کا امتی ہے، تو تو رسولوں کے رسول ﷺ کا امتی ہے، تو تو اس یتیم مکہ کا امتی ہے جس کے بارے میں خدا نے فرمادیا: لو لاك لما خلقت الاخلاق. اے محبوب اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو یہ جہاں نہ بناتا۔

اللہ جل شانہ نے روحوں کی تخلیق اور پیدائش کے اعتبار سے ہے جس دن آدم علیہ السلام کی روح بنائی تھی میری تیری روح بھی اللہ نے اس دن بنائی تھی، عوام سمجھتے ہیں کہ وہ تو لگا ہے روز روحیں بنا رہا ہے، بھیج رہا ہے تھکتا نہیں ہے، اسے کیا فرصت ہے بنانے کی کوئی لیبر اس کو چاہیے، منصوبہ

بندی کے کمیشن چاہیے، اس کی ذات ہے۔ اِذَا قَضٰٓی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَهٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۱۱۷﴾
(البقرہ) اللہ فرماتے ہیں کہ میں تو کہتا ہوں کسی چیز کو ہو جا، وہ ہو جاتی ہے، اللہ فرماتے ہیں:
زمین نہ تھی، آسمان نہ تھا، چاند نہ تھا، سورج نہ تھا، دن نہ تھا، رات نہ تھی، پہاڑ نہ تھے، دریا وسمندری ندی نالے نہ تھے، آدمی نہ تھے۔

خدا کا اجلاس اور عہد انبیا:

کوئی چیز نہیں، اللہ پاک جل شانہ نے عالم ارواح میں اجلاس بلایا، ملتان کے مسلمانو! وہ جلسہ کتنا شان دار ہوگا جس جلسے کا صدر خدا ہو، اور اجلاس بلانے والا ئیں خدا، اور شریک ہونے والی تمام انبیا کی ارواح، شریک ہونے والے انبیا، صدارت کرنے والے خدا، اور جس کے لیے یہ جلسہ بلایا ہے وہ ہے محمد مصطفیٰ ﷺ۔

ملتان کے لوگ کہیں گے کہ عجیب گپ لگائی ہے، یہ قرآن کی بات ہے گپ نہیں ہے، قرارداد خدا نے پیش کی، فرمایا: وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیۡتُکُمۡ مِّنۡ کِتٰبٍ وَّحِکۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ ؕ (آل عمران:۸۱)

اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پیغمبرو! اے میرے نبیو! اے میرے رسولو! میں نے تم سب کو اس لیے بلایا ایک عہد لے لوں، ایک پیمان لے لوں، ایک آپ لوگوں سے اقرار لے لوں۔

اے آدم علیہ السلام صفی اللہ، اے نوح علیہ السلام نجی اللہ، اے ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ، اے اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ، اے عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ، اے موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ، اے داؤد علیہ السلام خلیفۃ اللہ

اے ایوب علیہ السلام، اے یوسف علیہ السلام، سارے کے سارے نبی آج وعدہ کرو، اپنے نبوت کے دور میں شریعت نافذ کرو گے، خدا کے احکام چلاؤ گے، لیکن اپنے دور میں میرے یتیم مکہ ﷺ کی ختم نبوت کے ڈنکے بجاؤ گے۔

تم ابھی بھی شان نہیں سمجھے، خدا کے سوا، فرشتوں کے سوا کوئی چیز نہیں بنی، آمنہ کے در یتیم کے تذکرے ہو رہے ہیں، عالم ارواح میں نبوت کا اعلان کرایا جا رہا ہے، اتنا بڑا پیغمبر ہزاروں نہیں لاکھوں برس پہلے سرداری کا اعلان کیا جا رہا ہے، وعدہ کرو آج یہاں کہ ہر پیغمبر، ہر نبی اپنے اپنے دور میں میرے یتیم مکہ کی پہچان کراتے جاؤ گے، اور پھر بات یہی پر ختم نہیں ہوتی، قرآن کریم

ہے، اللہ کو حالاں کہ پتہ ہے کہ میرے جتنے نبی ہیں، آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میرے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ کوئی تمہارا میرا انتخاب نہیں خدا کا انتخاب ہے، اللہ نے بنائے ہیں، نبیوں کا انتخاب خدا کرتا ہے، اپنے دور کے نمائندوں کا انتخاب ہم کرتے ہیں۔

دور حاضر میں ہمارا کردار:

آج کل کی بات تو ذرا کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے ویسے بھی بوڑھا ہو گیا ہوں، جیل کے قابل نہیں رہا جیل میرے قابل ہے میں جیل کے قابل نہیں۔

انگریز کے زمانے کی بات کرو، سردار سکندر حیات، یہ سردار شوکت حیات ہے نا، اس کے باپ کی وزارت تھی، آخر خلاف موافق تو لوگ ہوتے ہیں نا، ایک جلوس نکالا لوگوں نے، اور نعرے لگاتے ہوئے آئے: سکندر ٹٹو ہائے ہائے۔

اس کی کوٹھی پر پہنچے، تو اس کی ماں نے بھی سن لیا، کہنے لگی بیٹا یہ کیا؟ ادھر پنجاب کا وزیر اعلیٰ ہے اور ادھر غلط باتیں، وہ کہنے لگا امی آپ ذرا تشریف رکھیں، تھوڑی دیر میں کچھ اور بھی سن لینا وہ جلوس کوٹھی پر گیا، ان میں جو بڑے بڑے دو سردار تھے دو اندر لے لیے اور باقی سب کو باہر بھیج دیا، پتہ نہیں ان کو کیا دیا، کیا وعدہ کیا، بس واپس جو ہوئے نعرہ بدل گیا۔

ابھی ابھی خبر آئی ہے سکندر سب کا بھائی ہے۔ نہ کسی نے یہ پوچھا کہ تم اندر جو گئے، کیا کھا کر آئے ہو، کیا پی کر آئے ہو، کباب کھا کر آئے ہو، یہ نعرہ بدلا تو کیوں بدلا۔

اقرار خداوندی اور انبیا:

اللہ کی طرف سے آواز آئی: قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ کیا تم سب نے اقرار کر لیا، کون پوچھ رہا ہے؟ (اللہ) سارے انبیا کی روحوں نے جواب دیا: قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ، ہم سب اقرار کرتے ہیں، فرمایا: قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴿۸۱﴾ (آل عمران) اس دستاویز پر تم بھی گواہ رہنا میں خدا بھی گواہ رہوں گا۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴿۸۲﴾ (آل عمران)، اس قرارداد کے خلاف جو بات کرے گا وہ ظالم فاسق وفاجر ہو کر مرے گا۔

کس وقت کی بات ہے یہ عالم ارواح کی بات، پوری کائنات میں سے ابھی کوئی بھی نہیں، لیکن اللہ جل شانہ یتیم مکہ کی شان کا جھنڈا بلند فرما رہے ہیں، اتنا بلند۔

حضور ﷺ کا حسب ونسب پاک ہے:

سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا حسب بھی پاک ہے، نسب بھی پاک ہے، میں تھوڑی سی تشریح کردوں، مجھے پتہ ہے تم سارے کے سارے مفسر اور شیخ الحدیث بیٹھے ہو۔

فرمایا حسب بھی پاک ہے، نسب بھی پاک ہے، فرمایا میرے باپ عبداللہ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک، اور میری اماں حضرت آمنہ سے لے کر اماں حوا تک، درمیان میں جتنی عورتیں آئیں، جتنے مرد آئے، ہزار آئے، دو ہزار آئے، جتنے آئے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کسی مرد اور عورت کے دل سے کبھی بھی برائی کا ارادہ بھی نہیں گزرا۔

تیرے نبی ﷺ کا حسب نسب کتنا پاک ہے، چاہے وہ کافر تھے، مشرک بھی آئے درمیان میں، لیکن بدمعاشی کا ارادہ کسی کے دل سے بھی نہیں گزرا، اتنا حسب نسب پاک ہے۔

حضور ﷺ کے والد کی عظمت:

اور تشریح کردوں، اللہ بیت اللہ کی سب کو زیارت نصیب فرمائے (آمین)۔ حضرت عبداللہ مکے کے بازار سے گزر رہے ہیں، ایک لڑکی تھی یہودیہ اس کی نظر پڑی، نگاہ پڑی حضرت عبداللہ پر، اس نے راستہ روک کر ایک بات کہی نوجوان، جانتی بھی نہیں، پہچانتی بھی نہیں، بس کہنے لگی نوجوان میرے ساتھ شادی کرلو، حضرت عبداللہ چل دیے، نہ جواب دیا نہ ہاں وغیرہ کی، شکر ہے تم وہاں نہیں تھے، میں ہوتا یا تم ہوتے ہم فوراً راضی ہوجاتے، نیت یہ ہے اندازہ کرو، خود تصور کرو، ساری کائنات میں ساری مخلوق میں اللہ پاک نے جس بندے کا اپنے محبوب کے باپ بنانے کے لیے انتخاب کیا، اس کے اندر کتنی شرم ہوگی؟ کتنی حیا ہوگی؟ کتنی عزت ہوگی؟ کوئی جواب نہ دیا حضرت عبداللہ نے اور نکل گئے۔

سال ڈیڑھ سال کے بعد اسی لڑکی کی پھر نگاہ پڑی حضرت عبداللہ پر، راستہ روک کر کہنے لگی: نوجوان یاد ہے، پھر بھی کوئی جواب نہ دیا، میں نے شادی کی فرمائش کی تھی، تم نے میرے متعلق پتہ نہیں کیا کیا خیالات پیدا کیے ہوں گے، میں کوئی بازاری عورت ہوں، کنجری ہوں یہ بات نہیں، میں تورات کی حافظہ ہوں، تورات مجھے زبانی یاد ہے، میں یہودی کی لڑکی ہوں، میری تورات میں اس نبی ﷺ کے باپ کی علامتیں نقشہ سارا لکھا ہوا ہے جب تیرے چہرے پر میری نگاہ پڑی، مجھے کتاب میں لکھا ہوا نقشہ یاد آیا، میرے دل نے گواہی دی کہ تو اس نبی کا باپ بنے گا، تیرے

ماتھے میں نور نبوت چمک رہا تھا، میں اس لالچ میں کہتی تھی اس کی ماں میں بن جاؤں۔

اور کہتی ہے کہ بغیر پوچھے بتاؤں تیری شادی ہو چکی ہے اور وہ نور نبوت آج تیرے ماتھے میں نہیں ہے جو اس دن تھا، تم نے وہ نور نبوت کسی عورت کے پیٹ میں منتقل کر دیا۔

ملتان کے مسلمانو! یہودی کی لڑکی کو نبی کے باپ کی پہچان ہو گئی تھی، تمہیں آج تک خود نبی کی پہچان نہ ہوئی، تمہیں آج تک نبی کے قرآن کی پہچان نہ ہوئی، نبی کی لائی ہوئی شریعت کی پہچان نہیں ہوئی، معمولی بات نہیں ہے۔

راہب کی دعوت:

حضور ﷺ کی عمر آٹھ سال کے قریب ہے شام کو قافلہ جا رہا ہے، ساتھ لے لیا، راستے میں پہاڑوں میں ایک راہب ملا اس کی نظر پڑی حضور کریم ﷺ پر، ابو طالب کو کہنے لگا کہ آج شام تم سب کی میرے ہاں دعوت ہے، انہوں نے کہا ٹھیک ہے شام بھی ہو گئی تھی۔ مسافر کو اور کیا چاہیے کافی بڑا قافلہ تھا، ابو طالب نے کہا کہ سارا سامان اکٹھا کر کے پہرے دار حضور کریم ﷺ کو بٹھا دیا، بچہ سمجھ کر کہ تو یہاں بیٹھ جا، ہم کھانا کھا کر آئیں گے اور تیرے لیے بھی ساتھ لے آئیں گے، ابو طالب نے سارے ساتھی ساتھ لے لیے، اور اب وہ راہب جو تھا، دستر خوان بچھا ہوا ہے، کھانا لگا ہوا ہے، وہ کبھی ادھر دیکھتا ہے کبھی ادھر دیکھتا ہے۔ ابو طالب سے کہنے لگا ایک نو عمر بچہ بھی تمہارے ساتھ تھا، ہاں تھا، اب کہاں ہے؟ کہا وہ سامان کے پاس بیٹھا ہوا ہے کہنے لگا جوتے ماروں گا سب کو، دعوت تو میں نے اصل میں اسی کی کی ہے تم تو سب کے سب اس کا صدقہ کھانے آئے ہو، تم میرے کوئی رشتہ دار لگتے ہو، میری جب اس پر نظر پڑی تو اس لیے میں نے دعوت کا اہتمام کیا، تم اسے پیچھے چھوڑ کر آئے، خبردار! تم سے کسی نے کھانے کو ہاتھ لگایا۔

ایک پردیس اور دوسری ڈانٹ ملی، ابو طالب بھاگا ہوا گیا اور سامان کے قریب سے حضور ﷺ کو اٹھا کر لے گیا اور جا کر سامنے ساتھ بٹھا لیا۔ اب اس نے اپنی کتاب کھولی، ابو طالب سے کہنے لگا: یہ بچہ تیرا کیا لگتا ہے، کہنے لگا: ھذا ابنی یہ میرا بیٹا ہے۔ راہب کہتا ہے جھوٹ بولتا ہے، تو اس کا باپ نہیں ہے، یہ کتاب دیکھ اس کتاب میں اس کے باپ کا سارا نقشہ موجود ہے۔

ابو طالب نے کہا میرا بھتیجا ہے اب ٹھیک کہتا ہے، اگلے صفحے پر تیرا نقشہ بھی ہے میری کتاب میں۔ راہب نے نبی کو پہچان لیا، یہودی لڑکی نے نبی کے باپ کو پہچان لیا، اور تجھے مرتے وقت

کلمہ نہیں آتا یوں ہی مر رہا ہے، کتنے بڑے افسوس کی بات ہے۔

فضائل درود شریف:

کس کس کی بات بتاؤں، کس کس نے پہچانا، ہزار ہا واقعات ہیں۔ حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا، آمنہ کے پیٹ میں ہیں حضور کریم ﷺ۔ سامعین آپ درود شریف پڑھتے رہا کرو۔ قرآن میں کس نے کہا اے لوگو! تم بھی نماز پڑھ لیا کرو میں بھی پڑھتا ہوں، تم بھی روزے رکھو میں بھی رکھتا ہوں، تم بھی زکوٰۃ دو میں بھی زکوٰۃ دیتا ہوں۔ درود شریف کے بارے میں اللہ کہتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط (الاحزاب: ۵۶) لوگو! سب سے پہلے کائنات میں خدا ہو کر میں نبی پر درود بھیجتا ہوں، میرے نوری فرشتے بھی پڑھتے ہیں، تم بھی پڑھا کرو، یہ تو وہ عبادت ہے جس میں ہمارے ساتھ خدا بھی شامل ہے، جبرائیل بھی شامل ہے، میکائیل بھی شامل ہے، سارے فرشتے شامل ہیں۔

لوگوں کی عادت خراب ہو گئی۔ اصل تو خود توفیق نہیں، اور اگر میرے جیسا کوئی کہہ دے تو چار پانچ پڑھیں اور باقی خاموش، قدر نہیں۔ حضور ﷺ کی والدہ کا انتخاب بھی اللہ نے کیا، ماں کا انتخاب بھی اللہ نے کیا۔

حضور ﷺ کی وجہ سے:

سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میں جس پتھر پر پاؤں رکھتی ہوں موم ہو جاتا ہے، درختوں کے پاس سے گزرتی ہوں درخت مجھے سلام کرتے ہیں، پتھروں کے پاس سے گزرتی ہوں پتھر مجھے سلام کرتے ہیں، یہ چاند مجھے کئی مرتبہ سلام کرنے آیا، یہ سورج مجھے سلام کرتا ہے، پانی لینے جاتی ہوں پانی مجھے کھینچنا نہیں پڑتا پانی خود بخود اوپر آ جاتا ہے، جہاں سے گزرتی ہوں پہاڑوں سے آواز آتی ہے مبارک ہو آمنہ، درختوں کے تنوں سے مبارک کی آواز آتی ہے۔

اور جب حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت آمنہ کا تین دن کا فاقہ تھا۔ ایک بات یہاں سمجھ لو آج کہ اللہ پاک کا نظام اسی طرح ہے کہ قارون کے پاس دولت ہے، فرعون کے پاس دولت ہے، ہامان کے پاس دولت ہے، اور نبی کے یہاں فاقہ ہی فاقہ ہے۔

حضور ﷺ تشریف لائے، بڑے بڑے لوگوں نے اعتراض کیے۔ کسی سردار کے ہاں نبوت آتی، کسی بڑے جاگیردار کے ہاں ہوتی، اللہ فرماتا ہے: اَھُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ

رَبِّكَ ؕ، ظالموتم کب سے میری رحمت کو تقسیم کرنے والے بن گئے؟ میں ہوں، فرمایا: وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ (الزخرف) میں یتیموں کو چاہوں پیغمبر بنادوں، کسی کو چاہوں آسمانوں کے معراج کرادوں، تم کون ہو میری رحمت کو تقسیم کرنے والے؟ تم دولت ہی دولت کرتے مرجاؤ گے۔

امت کا حال دیکھو، جس نبی ﷺ کی آمد پر آسمان نے عطر کی بارش برسائی، جس نبی ﷺ کی ماں کا حال یہ ہے، جس نبی ﷺ کے باپ کا حال یہ ہے، جس نبی ﷺ کا حسب نامہ اتنا پاک ہے، جس نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اتنے اونچے ہیں، غلام اتنے اونچے ہیں، پروانے اتنے اونچے ہیں، دیوانے اتنے شان والے ہیں، کبھی اپنی شان کی طرف نظر کرو، اپنا بھی کبھی حال دیکھو۔

جب اس امت کو فرشتے مار مار کر دھکیلتے ہوئے لے جائیں گے، ان کو دوزخ کی طرف سے لے جاتے ہوئے دیکھ کر نوری فرشتے بھی روئیں گے۔

گستاخ صحابہ رضی اللہ عنہم کی خانہ تلاشی:

آج کے مسلمان کو نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی پہچان نہیں ہوئی۔

صدیق رضی اللہ عنہ کی پہچان کوئی نہیں، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی پہچان کوئی نہیں، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی پہچان کوئی نہیں، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پہچان کوئی نہیں،

گالیاں نکالتے ہیں ان حضرات کو، اور یوں اس کو ثابت کرنے کے لیے پورا زور لگایا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا ہے، دلائل کی بات اور رہی، قرآن وحدیث کی بات اور رہی، خدا کی قسم آنکھوں والے بیٹھے ہو جو آدمی صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دیتا ہے، اسے کافر بتادیتا ہے کہ یہ لعنتی چہرہ ہے، تمہیں پتہ چلے نہ چلے صدیق رضی اللہ عنہ کا گستاخ، فاروق رضی اللہ عنہ کا گستاخ، خدا اور میں بتاتا نہیں، مجھے ایسا آدمی معلوم ہے سو دفعہ دھو کر استری کرا کر صحابہ کرام کو گالی دینے والے کا اس کو کپڑا لا کر دو، سونگھ کر بتادے گا کہ یہ لعنتی کا کپڑا ہے، تم کہاں رہتے ہو؟ اور کام کوئی نہیں رہا۔

حضور ﷺ کی آزمائش:

کون تھا اس وقت جب نبی ﷺ کے دکھوں کا زمانہ تھا، تم تھے اس وقت جب حضور کریم ﷺ نے اتنا دکھوں کا زمانہ گزرا اور میں باوضو ہوں میں قسم دیتا ہوں۔

فرمایا لوگو! ۲۳ برس میں ایک دفعہ بھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا، اور فرمایا: اشد الناس بلاء الانبیاء ثم امثل ثم امثل ، فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا، پیغمبرو، رسولوں جتنے اللہ کے نام کے لیے دکھ اٹھائے ، لوگو ان سب کے مقابلے میں مجھ اکیلے کو زیادہ ستایا گیا، کتنے دکھ کتنی پریشانیاں ہیں، ایک دن کی بات نہیں۔

مظالم کی انتہا:

صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں مسلمان بھی نہ تھا، میرا باپ بھی مسلمان نہ تھا، ہم جہاز چلانے والے تھے مکہ شہر میں سودا خریدنے کے لیے آئے، میری آنکھ نے دیکھا بہت بڑا گراؤنڈ ہے، میدان ہے، مکہ سارا موجود ہے، چوہدری بہادر موجود ہے، نوجوان موجود ہیں۔ میری آنکھ نے دیکھا سارا مکہ مارنے والا، ایک یتیم مکہ مار کھانے والا، کسی کے ہاتھ میں پتھر، کسی کے ہاتھ میں چھڑی، کسی کے ہاتھ میں روڑا، مار رہے ہیں، اکیلے مار کھا رہے ہیں، اتنا مارا لباس مبارک بھی خون میں ڈوب گیا، روکنے والا کوئی نہیں، ٹوکنے والا کوئی نہیں، منع کرنے والا کوئی نہیں۔ ایک عورت نے پہاڑ پر کھڑی ہو کر آواز لگا دی اے زینب! تم کہاں چلی گئی، تیرے ابا کو لوگوں نے مار ڈالا، سیدہ زینب دوڑتی ہیں پانی کا برتن ساتھ لائی ہیں، میرے ابا کو لوگ روز مارتے ہیں پیاس لگی ہوگی، اور قدرتی بات ہے جن بیٹیوں کا بھائی نہیں ہوا کرتا ان کے حصے کی محبت بھی باپ سے ہوتی ہے، دوڑتی، گرتی پڑتی آئی ہے، پانی کا برتن زمین پر رکھ دیا، سیدہ زینب لپٹ گئی ابا کو۔ محدثین نے لکھا نبی کریم ﷺ کے خون میں سیدہ زینب کے کپڑے بھی خون آلودہ ہو گئے۔ روئی سیدہ زینب اے لوگو! اے مکے والو! امام الانبیا کو نہ مارو، شہنشاہ کائنات کو نہ مارو، یتیموں کے سروں پر ہاتھ پھیرنے والے کو نہ مارو، غریبوں، بوڑھوں، کمزوروں کا سامان اُٹھانے والے کو نہ مارو۔ چہرے کا دیدار تو کبھی کرو، جس چہرے پر پتھر مار رہے ہو اس چہرے کی تو قرآن میں اللہ نے قسمیں کھائی ہیں، سیدہ زینب روتی ہیں، قصور بتاؤ، خطا بتاؤ، میرے ابا کا جرم بتاؤ، گناہ بتاؤ، یوں ہی نہ مارو، سارے نہ مارو، کیوں مارتے ہو؟ اگر میرے ابا نے تمہارا قرضہ دینا ہو میں قسم اٹھاتی ہوں تمہاری چکی چلا کر اپنے باپ کا قرضہ میں اتاروں گی، نہ مارو۔

کبھی سیرت کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتا، پڑھتا نہیں، دیکھتا نہیں کہ کن کن دکھوں سے گزرنا پڑا ہے، کن کن کٹھن راستوں سے گزرنا پڑا ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے کہنے سننے سے مکے والے شرما کر چلے گئے۔ حضور کریم ﷺ زمین پر تشریف فرما ہوئے، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے برتن اُٹھا کر عرض کیا ابا پانی تو پی لو، سیدہ زینب کہتی ہیں کہ میرا جگر پھٹ گیا، جب آپ نے برتن لے کر منہ میں کلی کی تو منہ سے بھی خون نکلا۔ آج میرے جیسے مولوی، تیرے جیسے حاجی بڑے خوش بیٹھے ہیں، ہم بڑے نمازی ہیں، ہم بڑے ولی ہیں، بڑے کامیاب ہیں۔ موت کا جھٹکا تو لگنے دے ساری کامیابیوں کا پتہ چل جائے گا۔ تیرے تصور میں بھی کبھی نہیں آیا کہ کیا کیا دکھ اٹھائے اس یتیم مکہ ﷺ نے۔ لیٹ گئی حضرت زینب، ابا کیوں مارتے ہیں لوگ، اے میرے ابا! فرمایا تیرا ابا ان لوگوں کو اللہ کا قرآن سناتا ہے اس لیے مارتے ہیں، لیٹ گئی حضرت زینب، چلو یہ نہیں سنتے نہ سنایا کریں، گھر تشریف لے چلو۔

امی جان سنیں گی، رقیہ بہن سنے گی، ام کلثوم سنے گی، فاطمہ سنے گی، میں سنوں گی۔ ان لوگوں میں آیا ہی نہ کرو ہمیں قرآن سنایا کرو، یہ نہیں سنتے انہیں نہ سنایا کرو۔ سرکار دو عالم ﷺ نے بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا فرمایا بیٹی تجھے معلوم نہیں میری بڑی مجبوری ہے، میں بڑا مجبور ہوں۔ وانذر عشیرتك الاقربين. مجھے خدا کا حکم آیا ہے میرے محبوب قرآن سناتا جا مار کھاتا جا۔ میری ہڈیاں ختم ہو سکتی ہیں، میری جان ختم ہو سکتی ہے میں اللہ کے قرآن کو نہیں چھوڑ سکتا۔ ساری زندگی اسی طرح گزری، تیرہ سال مکے میں رات دن دکھوں پر دکھ ہیں، پریشانیوں پر پریشانیاں ہیں۔

حضور ﷺ کا فقر وفاقہ:

حدیث کی کتابوں میں ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ کھانا بھی ساتھ لے کر آئے، راشن بھی ساتھ لے کر آئے اور سامنے رکھ کر رو دیا عثمان نے، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے سنا پانچ دن کا فاقہ ہو گیا۔ فرمایا ہاں عثمان، خدا کی قسم جو بات عثمان نے کہی ہے نہ تو کہہ سکتا ہے نہ تیرا باپ کہہ سکتا ہے۔

یوں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پانچ دن کا فاقہ کیوں کیا، جب آپ کو پتہ ہے یہ میری جان بھی تیری ہے یہ میرا مال بھی تیرا ہے، کون کہہ سکتا ہے اتنی بات، پھر کون سی فراخی آئی؟

قرآن وحدیث کی قدر نہیں:

میں کہتا ہوں جاؤ ذرا گنبد خضری کے مکین سے جا کر پوچھو کہ اے اللہ کے پیغمبر! کالی کملی

والے! تیرا اس قرآن پر کیا خرچ ہوا، تیرا اس کلمے پر کیا خرچ ہوا؟

آج دنیا میں مکانوں کے وارث موجود ہیں، سامانوں کے وارث موجود ہیں، دوکانوں کے وارث موجود ہیں، زمینوں، باغوں، جائیدادوں کے وارث موجود ہیں، ایک ایک انچ کا وارث موجود ہے، کبھی سوچو کہ اللہ کے قرآن کے وارث قبروں میں جا کر سو گئے، قرآن کے وارث چلے گئے۔

گلہ کر دو کوئی پوچھنے والا نہیں، بے ادبی کر دو کوئی پوچھنے والا نہیں، توہین کر دو کوئی پوچھنے والا نہیں، کیوں؟ وارث سارے قبروں میں چلے گئے۔

والدین ذریعہ جنت:

والدین کی قدر نہ رہی، ماں کی قدر نہیں ہے، احترام نہیں، عزت نہیں، ماں ماں ہوتی ہے۔ یہاں سے بچپن میں ایک رسالہ نکلتا تھا اس میں ایک واقعہ لکھا ہوتا تھا کہ ایک لڑکا ایک لڑکی کے پیچھے لگ گیا، تو ماں اس کو ڈانٹنے لگی بیٹا شریف لوگ ہیں، شریف خاندان ہے، غلط لڑکیوں کے پیچھے نہیں لگا کرتے۔ ایک دن لڑکی کو کہا کہ تو ہمارے گھر کیوں آتی ہے وہ ناراض ہوگئی۔ لڑکے سے کہا کہ میں آئندہ تیرے ساتھ بات نہیں کروں گی، اس نے کہا میں مر جاؤں گا، کہنے لگی مرجا، تیری ماں نے گالیاں دیں ہیں، چلو میری ماں تیری ماں ہے معاملہ ختم کرو، اس نے کہا پھر گالی کیوں دی ہے؟ اس نے کہا کیا سبب ہو کہ تو راضی ہو جا۔ اس نے کہا کی اپنی ماں کا کچا کلیجہ لا کر دے اس کو چباؤں گی جب راضی ہوں گی۔

محبوبہ کو خوش کرنے کے لیے دوڑا، سوئی ہوئی ماں کو خنجر مار کر قتل کر دیا، اس کا جگر اور کلیجہ نکال کر پلیٹ میں رکھ کر دوڑ لگائی ہے محبوبہ کو پیش کروں گا راضی ہو جائے گی۔ دوڑتے دوڑتے ٹھوکر لگی گر پڑا۔ یوں لکھا تھا کہ کٹے ہوئے کلیجے سے آواز آئی بیٹا چوٹ تو نہیں لگی؟ تمہیں کس نے بتایا کہ ماں بے کار ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ:

موسیٰ علیہ السلام کی ماں جب انتقال کر گئی۔ کوہ طور پر گئے، آواز آئی موسیٰ علیہ السلام! سنبھل کر چلنا، وہ جھولیاں پھیلا کر دعائیں کرنے والی چلی گئی۔

آج کل کا جوان کتنا ظالم، جابر اور شیطان ہے ماں کو بیوی کے برابر تو کیا اس سے کم بھی نہیں سمجھتا، بیوی اور ماں کی لڑائی ہو جائے تو بیوی کو کہتا ہے آپ چپ کر جائیں اسے بھونکنے کی

عادت ہے کتی ہے بھونکتی رہے گی۔ ماں کو کتی بنانے والو! تم امن ڈھونڈتے ہو، تم سکون ڈھونڈتے ہو، تم برکتیں مانگتے ہو۔

دعا تقدیر بدل دیتی ہے:

حدیث میں آتا ہے کہ ماں کی دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔ تم اتنے بڑے ظالم ہو دعا کرانے کے لیے پیروں کے پاس جاؤ گے، دعا کرانے کے لیے مولویوں کے پاس جاؤ گے۔

ماں کو کبھی نہیں کہتا کہ ماں میرے لیے دعا کرنا، کیوں ہمارے پاس آتے ہیں، دعا کرا اپنا کاروبار اچھا نہیں ہے۔ اور ہمارا حال یہ ہے کہ اگر دعا کرا کر ہمیں کچھ دے کر نہ جائیں تو ہم کہتے ہیں کہ بڑا بے ایمان ہے سوکھی دعا کرا کر چلا گیا۔

خدا کی قسم ساری زندگی ماں عزت کے لیے جھوٹ بولتی ہے۔ پہلے روٹی مجھے کھلاتے ہیں میرے بہو اور بیٹا بڑے اچھے ہیں۔ حالاں کہ وہ پوچھتی بھی نہیں۔ تیری بیوی کی پرانی جوتی اور اترے ہوئے کپڑے پہنتی ہے، اور تیرے بچوں کے بچے ہوئے ٹکڑے کھاتی ہے تو پھر بھی باز نہیں آتا۔

والدہ کی دعا سے:

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی سے ہم نے کئی مرتبہ پوچھا حضرت ہمیں پتہ ہے آپ فاضل دیو بند بھی نہیں، مدرسہ امینیہ سے فاضل نہیں، مظاہر العلوم سہارن پور سے فارغ نہیں، اور آپ کا اتنا کیکپا ہے گورنر کانپتے ہیں، وزیر اعظم کانپتا ہے، کئی دن کہتے رہے پھر بتاؤں گا۔ ہم طالب علم تھے ایک دن ہم نے پکڑ لیا، یہ حضرات طالب علموں سے بڑا پیار کرتے تھے، کہنے لگے کہ اگر میں بتادوں گا تو تم مجھے فسادی کہو گے، ہم نے کہا بتاؤ ہم نہیں کہیں گے۔ فرمانے لگے جب میں اپنے گھر سے نکلتا ہوں، ماں کے قدموں میں بیٹھتا ہوں، ماں سے دعا کراتا ہوں پھر نکلتا ہوں۔

اور جب گھر آتا ہوں کبھی نہیں بیوی کے پاس گیا۔ ماں کی جوتیوں میں بیٹھتا ہوں، دعا کراتا ہوں وہ میرے سر پر ہاتھ پھیرتی ہے اس کی دعا کا یہ صدقہ ہے کہ ساری دنیا مجھ سے ڈرتی ہے۔ تمہیں میں کیسے مناؤں کہ ماں کا اتنا بڑا مقام ہے۔

جنت کا مشروب:

حضور ﷺ کی ولادت کے بعد سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھے پیاس لگی، تو ایسا پانی پلایا اور ایسی عورتوں نے پلایا، نہ زندگی میں کبھی دیکھی تھیں اور نہ پھر ملیں گی، اور نہ ایسا پانی ملا۔ انہوں نے

مجھے پانی پلایا اتنا سفید، اتنا میٹھا اور اتنا ٹھنڈا تھا کہ زندگی میں کبھی نہیں پیا۔

تم مرد سارے بیٹھے ہو عورتوں کو سونا بھی نصیب نہیں، فلم دیکھنے کے لیے رات بیٹھی رہتی ہیں لیکن بیان سننے کے لیے کہاں بیٹھتی ہیں، نیند آتی ہے، بچے تنگ کرتے ہیں، قبر میں کوئی ان شاء اللہ نہیں تنگ کرے گا۔

دعا کے لیے حضرت ملتانی کی خدمت میں:

میری مسجد میں ایک دن جمعہ کے دن اسی شہر کا آدمی آیا اور آکر کہنے لگا حضرت میری دادی فوت ہوگئی ہے دعا کر دینا۔ میں نے کہا بیمار تھی؟ کہنے لگا نہیں، پھر کیا ہوا؟ اچھی بھلی V.C.R دیکھ رہی تھی، اچھی بھلی بیٹھی بیٹھی لیٹ گئی اور مرگئی۔ میں نے کہا مبارک ہو اتنی نصیبوں والی دادی ہے V.C.R کے آگے مرگئی۔ میں نے کہا کہ جلدی جا اور قبر پر لکھ دے حضرت V.C.R شہید۔ اور اس کا عرس کرنا ہر سال۔ اتنی مقدر والی مائی جو V.C.R کے آگے مرگئی۔

امت کی بربادی:

مدنی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سیاتی علی الناس زمان۔ میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا اتنی بربادی آئے گی، اتنی تباہی آئے گی، قل پڑھتے ہوئے موت نہیں آئے گی، قرآن پڑھتے ہوئے موت نہیں آئے گی، درود پاک پڑھتے ہوئے موت نہیں آئے گی، ادھر موت کا جھٹکا لگے گا ادھر منہ سے کنجری کا گانا ہوگا۔ فرمایا میری امت کی بربادی ایسے آئے گی ہر گھر سے، ہر کمرے سے، ہر کوٹھی سے، ہر بنگلے سے، ہر سواری سے کنجری کی آواز آنے لگی گی۔ موت کا جھٹکا لگا ہے، جان نکل رہی ہے کہیں نہ کہیں سے کنجری کی آواز آرہی ہے، غسل دے رہے ہیں کہیں نہ کہیں سے کنجری کی آواز آرہی ہے، کفن پہنا رہے ہیں کہیں نہ کہیں سے کنجری کی آواز آرہی ہے، جنازہ پڑھ رہے ہیں کہیں نہ کہیں سے کنجری کی آواز آرہی ہے، میت کو قبر میں اتار رہے ہیں کہیں نہ کہیں سے کنجری کی آواز آرہی ہے۔

مقصد رسالت ﷺ:

سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت کے بعد میں اٹھی کہ دیکھوں لڑکا ہے کہ لڑکی ہے، بیوہ عورت ہوں کوئی سہارا نہیں ہے اللہ کرے بچہ ہو، اللہ کرے لڑکا ہو۔ فرماتی ہیں تو میرے گھر میں اندھیرا تھا، میں نہیں سمجھی کہ روشنی کیسے ہوگئی، چاندنی کیسے ہوئی، سارا گھر منور،

میں جلدی سے اُٹھی، دیکھوں کیا ہے؟ فرماتی ہیں کہ میں تو دیکھ کر حیران ہوگئی میرے یتیم نے سر سجدے میں رکھا ہوا ہے اور انگلی کا اشارہ آسمان کی طرف، اماں میں ایک کے در پر جھکانے آیا ہوں، ایک کے در پر سجدے کرانے آیا ہوں، میں سب کو ایک کا بنانے آیا ہوں۔

محبت رسول ﷺ:

اس لیے اللہ پاک نے قرآن میں اعلان کر دیا:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱" (آل عمران)

خدا نے اعلان کر دیا کہ اگر تم چاہتے ہو مجھ سے محبت کرنا، تم میرے نبی کی غلامی کرو۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
خدا کی رضا ہے رضائے محمد ﷺ

فرمایا: قل اطیعوا اللہ والرسول، میرے نبی ﷺ کی غلامی کر میری بندگی ہوگی۔ میرے نبی ﷺ کا دیوانہ بن جا، پروانہ بن جا، مستانہ بن جا، میرے نبی کے صحابہ کی عزت کو سنبھالنے والا بن جا۔ میں تیرے گناہوں کو نہیں دیکھوں گا، میں دیکھوں گا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تیرے دل میں کتنی محبت ہے؟ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کتنی محبت ہے؟ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی کتنی محبت ہے؟ میرے نبی ﷺ کے اہل بیت سے کتنی محبت ہے؟

خلیفہ اول کی دین کے لیے مشقت:

اس اسلام کے لیے، دین وشریعت کے لیے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مارا گیا، مار مار کر لہولہان کر دیا گیا، بے ہوش ہو گئے، گھر میں زخمی پڑے ہیں، اور تمہیں نہیں پتہ میں کس کا نام لے رہا ہوں؟ میں اس کا نام لے رہا ہوں اللہ کی زمین پر، آسمان کے نیچے، سب سے پہلے جس نے یتیم مکہ کا دامن پکڑا اس کا نام لے رہا ہوں، سب سے پہلے جس نے کلمہ پڑھا، سب سے پہلے جس نے نبی ﷺ کا ساتھ دیا۔

صدیق رضی اللہ عنہ کی کمائی:

ایک عبارت سمجھو۔ عشرہ مبشرہ کتنے صحابی رضی اللہ عنہم ہیں؟ دس صحابی رضی اللہ عنہم ہیں، عربی کا لفظ ہے ڈیڑھ لاکھ صحابہ کا نچوڑ اور مغز دس صحابی ہیں۔ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کا عطر دس صحابہ رضی

اللہ عنہم ہیں۔ان میں سے ایک ابوبکر رضی اللہ عنہ،عمر رضی اللہ عنہ،عثمان رضی اللہ عنہ،علی رضی اللہ عنہ،طلحہ رضی اللہ عنہ،زبیر رضی اللہ عنہ،سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ،عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ،یہ دس صحابی ہیں۔ان میں سے دوتو خودآئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خودتشریف لائے اور عمر فاروق کو نبی نے مانگ لیااور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خودآئے،اوردس میں سے تین گئے باقی کتنے بچے؟(سات)ان میں حضرت عثمان بھی ہیں،طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم بھی ہیں،سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی ہیں،عبدالرحمٰن ابن عوف بھی ہیں یہ ساری کی ساری محنت،یہ سارے عشرہ مبشرہ صحابی رضی اللہ عنہم،ساری کی ساری صدیق اکبر رضی اللہ عنہم کی کمائی ہے،صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مال خرچ کیا،ان کو سمجھایا،منامنا کر لایا،نبی ﷺ کا غلام بنایا تو صدیق رضی اللہ عنہ کے کھاتے میں گئے یا کسی اور کے کھاتے میں گئے۔جب یہ سات صدیق کے کھاتے میں جائیں گے تو ڈیڑھ لاکھ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی صدیق رضی اللہ عنہ کے کھاتے میں جائیں گے۔

اندازہ لگا جتنے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں یہ ساری صدیق رضی اللہ عنہ کی کمائی ہے اور ڈیڑھ لاکھ صحابہ صدیق رضی اللہ عنہ کی کمائی ہے۔تو پھر کیا نتیجہ نکلا سارا اسلام صدیق کی کمائی ہے جب اور مسلمان بنے،مکے والوں نے سنا خدیجہ مسلمان ہوگئی،بیوی ہے کوئی بات نہیں،خاوند کے ساتھ رہنا پڑتا ہے شادی جو کی ہے،سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے،مکے والے کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں بچہ جو ہے کھاتا اسی گھر میں ہے پیتا اسی گھر میں ہے اسلام نہیں لائے گا تو کیا کرے گا؟

صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان سے:

اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا تو خدا کی قسم زمین پھٹ گئی،مکے میں تہلکہ مچ گیا اب خیر نہیں،حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے مال دار ہوشیار نے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا اب اس نبی کو کوئی نہیں چھیڑ سکتا۔تمہیں پتہ نہیں میں کون سے ابوبکر کی بات کررہا ہوں۔

صدیق رضی اللہ عنہ نے غلام آزاد کرائے:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مکے کی گلیوں کا چکر لگایا کرتا تھا،ان دنوں میں جس دن کسی صحابی کا پتہ چلا نہیں اور مارا نہیں،میں چکر لگاتا لگاتا،اور ہم گلیوں میں پھرتے ہیں پیسے کمانے کے لیے،اوندھا لٹار کھا ہے اور چھ سات کافر مار رہے ہیں۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ پر نظر پڑی ، اوندھا لٹا رکھا ہے اور چھ سات کافر مار رہے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اتنی لمبی زبان باہر نکلی ہوئی تھی میں قریب گیا کہنے لگا ظالمو! نہ مارو یہ تو ابوفقیہہ ہے، اللہ کا بندہ ہے نہ مارو، کہنے لگا اچھا اللہ کا بندہ ہوگا تو پھر ہم تو ماریں گے، غلام ہمارا اور کلمہ اس نبی کا پڑھے۔اب دو ہی راستے ہیں کہ یہ کلمہ کا انکار کردے یا جان سے مرجائے۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں قریب کھڑا تھا ظالموں نے پشت پر چھلانگیں لگانی شروع کردیں۔ کہتے ہیں کہ ابوفقیہہ کی پسلیاں ٹوٹنے کی آواز آنے لگی، میں نے کہا ظالمو! مارو نہ اسے فروخت کردو میں خریدلوں گا۔انہوں نے منہ مانگے دام مانگے، میں نے دے دیے، ان میں سے ایک کافر کہنے لگا ابوبکر ہم جانتے تھے کہ تو بڑا عقل مند ہے، قریش کا سردار ہے، بڑا ہوشیار ہے۔آج پتہ چلا کہ تو تو کچھ نہیں بالکل پاگل ہے، پوچھا کیوں؟ کہ یہ غلام ہمارا دردسر بنا ہوا تھا، تو یوں ہی مانگ لیتا ہم تیرے حوالے کردیتے، اتنی بڑی رقم اس کی لگادی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں بھی تمہیں بڑا عقل مند جانتا تھا آج پتہ چلا کہ تم پرلے درجے کے گدھے بھی ہو، ابوفقیہہ اور تم نے اتنی سی قیمت مانگی، اس کی قیمت میری جان مانگتے وہ بھی میں دے کر اس کو خرید کر آزاد کرتا۔خرید کر آزاد کردیا، اس کے زخموں کی مرہم پٹی کی، پانی کا پیالہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دوڑ کر لائے، اتنا مارا کہ پسلیاں توڑ دیں، زبان خشک ہوگئی، کپڑے جھاڑے اور پانی پیش کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے۔سچا عاشق تھا میرے تیرے جیسا نہیں۔

کہنے لگا ابوبکر رضی اللہ عنہ تنگ نہ کر۔فرمانے لگے میں غریب ہوں، مسکین ہوں، بے کس بے بس ہوں، میرے پاس کچھ نہیں، اللہ جزائے خیر دے گا تم نے میری جان کو خرید کر آزاد کردیا۔دعا کرو لیکن مجھے مجبور نہ کر، اس لیے میرے عشق کے خلاف ہے، میرا عشق اجازت نہیں دیتا میں پانی پیوں، جن کے لیے مار پڑی ہے، جن کے لیے مجھے مارا گیا، میری پسلیاں توڑی گئیں، مجھے رات دن مارا گیا اس کلمے کی وجہ سے۔جب تک میں شربت دیدار نہ پی لوں اس وقت تک ایک بوند پانی کی میرے حلق سے نہیں گزرے گی۔میں عاشق ہوں میرا عشق اجازت نہیں دیتا، میری سود وگداز اجازت نہیں دیتی، میری محبت اجازت نہیں دیتی اور کہنے لگا کہ ؎

کوئی مجنوں بتاتا ہے کوئی کہتا ہے دیوانہ
یہ مرض عشق احمد کا ہوا بیمار میں بھی ہوں

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سہارا دے کر چلا رہے ہیں ابوفقیہہ کو۔آج کوئی مار کھا کر تھانے

جائے گا، کوئی ہسپتال جائے گا، کوئی یاروں کے ہاں جائے گا، کوئی برادری کے پاس جائے گا۔ مبارک ہو ابوفقیہہ تم کالی کملی والے ﷺ کے دربار میں آ رہے ہو۔ حدیث کی کتابوں میں ہے جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ابوفقیہہ کو لیے دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر ابوفقیہہ کو سینے سے لگالیا اور یوں پوچھا ابوفقیہہ کیا حال ہے؟ سنا ہے بڑی مار پڑی ہے۔ عرض کی آپ کا دیدار ہو گیا میرے دکھ ختم ہو گئے، میرے غم ختم ہو گئے۔ میں اس وقت بہت خوش ہوں، زیارت کے لیے سب کچھ قربان اور کہنے لگا:

تیرے چہرے پر فدا شمس وقمر
تیری زلفوں پر تصدق شام وسحر
رخسار پر ٹھہرے کس کی نظر
تیری پیاری ادا کا کیا کہنا
اے احمد مرسل نور ھدیٰ
تیری ذات وصفات کا کیا کہنا
پڑھتے ہیں ملائکہ صلی علی
تیری شان اولی کا کیا کہنا

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوفقیہہ میں نے سنا ہے کہ تو نے پانی نہیں پیا۔ ہاں یا رسول اللہ ﷺ نہیں پیا۔ فرمایا کیوں؟ عرض کیا اس وقت میں پانی پیتا، میرے منہ میں پانی جاتا۔ اب پیئوں گا ہاتھ آپ کا ہوگا منہ میرا ہوگا۔ مجھے یہیں حوض کوثر کا مزہ آئے گا۔ تم کیا جانو ان دیوانوں کی قدر۔ جاؤ گنبد خضری کے مکین سے جا کر پوچھ کر آؤ تیرے غلاموں کی، صحابہ رضی اللہ عنہم کی کیا قدر ہے؟ دیوانے، پروانے، مستانے کون ہیں؟

صحابی رضی اللہ عنہ کی زیارت:

سعودی حکومت نے پرانا سارا مدینہ خرید کیا۔ ان کو مسجد قبا کی کالونی بڑھا کر دی، جب حرم بنانے کے لیے بیت اللہ شریف کی طرح حرم نبوی کو بھی بڑھا رہے ہیں اتنا بڑھایا کہ جنت البقیع سے دیوار جا ملی، کھدائی کرتے کرتے ایک قبر نکل آئی اور اس قبر والے کے پاؤں پر کوئی جو کھودنے والی چیز تھی وہ ذرا سی لگ گئی۔ ہائے چودہ سو سال کے بعد تازہ لہو بہنے لگا۔ پتہ چلا مالک بن سنائی

شہید رضی اللہ عنہ کی قبر تھی قبر میں سے نکالا، خدا کی قسم اہل مدینہ نے صحابی رضی اللہ عنہ کی زیارت کرلی۔ جنت البقیع میں لے جا کر دفن کیا۔ مدینہ والو مبارک ہو، نبی ﷺ کے دیوانے، مستانے، پروانے کی زیارت ہوگئی۔ اتنا بڑا مقام ہے اتنی بڑی شان ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی۔

سنو حضور ﷺ نے یوں پانی کا پیالہ اُٹھایا، ابوفقیہہ نے ادبا یوں ہاتھ بڑھادیا، فرمایا نہیں نہیں اب منہ تیرا ہوگا ہاتھ میرا ہوگا، میں ہی پلاؤں گا۔ پلایا ہے ایک سانس لے کر پیا، فرمایا اور پی، فرمایا اور پی، اور پی۔ ہائے کیا مزہ آیا ہوگا جب نبی ﷺ نے ابوفقیہہ کو پانی پلایا ہوگا۔ یہ ساری صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خادم اور غلام بنائے (آمین)۔ اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جوتیوں کے صدقے میں ہم سب کی نجات فرما (آمین)۔

قیامت کے دن:

حدیث پاک میں آتا ہے قیامت کے دن اللہ پاک جب حساب کتاب شروع کریں گے تو حضور ﷺ سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کھڑا کردیں گے کہ میری اُمت کا حساب شروع کریں۔ اللہ پاک فرمائیں گے تو تو ایسے آدمی کو لے آیا اس نے زندگی میں کبھی مجھ سے حساب نہیں کیا، اس سے حساب کرتے مجھے شرم آتی ہے۔

جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکار:

اندازہ لگاؤ اتنا عظیم آدمی۔ اور فرمایا حکم ہوگا جا جنت کے آٹھوں دروازے تیرے نام لے لے کر کب سے آواز دے رہے ہیں۔

ستر ہزار نہیں ستر لاکھ صدیق کے ساتھ جنت میں:

اور فرمایا اے ابوبکر آجا، تیرے لیے نہیں ستر ہزار آدمیوں کو ساتھ جنت میں لے جا، ستر ہزار کا حساب کتاب معاف۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا منہ بنایا کہ تھوڑے ہیں فرمایا جا جا ستر لاکھ لے کر جا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس گھر کا، در کا غلام بنائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَلَا نَذِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

" سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ① وَاٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَجَعَلۡنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِیۡ وَکِیۡلًا ② ذُرِّیَّۃَ مَنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَبۡدًا شَکُوۡرًا ③ " (الاسرائیل)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمِ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○

گزشتہ دو جمعوں میں اسلام کے عظیم رکن زکوٰۃ کے بارے میں کچھ معلوماتی مضمون عرض

تھا، اس سے یہ نیت ہرگز نہ تھی کہ آپ حضرات سے کچھ مانگنا مقصود ہے۔ بل کہ قرآنی آیات اور احادیث پاک ﷺ کا ترجمہ ذکر کر کے نیت یہ ہے کہ اللہ پاک جس کو عمل کی توفیق عطا فرما دے وہ عمل کرے۔ اور آخرت کے عذاب سے اور دنیا کی ذلت سے محفوظ ہو جائے ورنہ آپ جانتے ہیں ،مزاج سے واقف ہیں، ستائیس اٹھائیس سال گزر گئے کسی کو تنگ کرنے کا مزاج نہیں، کسی کے دروازے پر دستک دینے کی عادت نہیں، کسی کے سامنے جھولی پھیلانے کی عادت نہیں۔

جو تاجر، جو زمین دار، جو حاجی خوشامد کرا کر زکوٰۃ دیتا ہے میں اس کو اچھا آدمی نہیں سمجھتا۔ فرض تیرا ادا ہو، منتیں میں کرتا پھروں، اللہ پاک نے جیسے نماز فرض کی ہے اسی طرح سے زکوٰۃ فرض کی ہے نہایت اہم فریضے ہیں دونوں۔ چناں چہ دو جمعے میں نے اسی پر خرچ کیے۔ اسی نیت سے کہ نہ جانے کہاں کہاں تک کیسٹ پہنچتی ہے۔ لوگوں کو عمل کی توفیق ہو جائے۔

رجب میں قبیح فعل:

یہ رجب المرجب کا مہینہ ہے ویسے تو خیر سے آپ کونڈے تو کھا کر آئے ہوں گے؟ نماز یاد رہے نہ رہے، روزہ رکھے نہ رکھے، حرام کھائے، حلال کھائے، پرواہ نہیں۔ کونڈوں کی تاریخ ضرور یاد رکھی ہے۔ اللہ پاک بھی بڑا بے نیاز ہے جو عبادت اسے قبول نہ ہو اس کا نام بھی اچھا نہیں رکھنے دیتا، جو چیز اللہ کو قبول نہ ہو منظور نہ ہو، اس کا نام بھی صحیح نہیں ہوتا، یہ کوئی عبادت ہے؟ برابر والی عورت برابر والی سے پوچھتی ہے کہ تم نے اپنے کونڈے کر لیے ہیں؟ ہم تو اپنا کونڈا رات کو کریں گے، ہم نے تو اپنا فجر کے وقت کر لیا تھا۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا نام لے کر کونڈے کرنے والو تم کو شرم آنی چاہیے۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا پوتا ہے، خاندان نبوت کا فرزند ہے، اس نے تمہارا کیا بگاڑا؟ تم اس کا کونڈا کیوں کرتے ہو؟ کونڈا اپنا کر، اپنے باپ کا کر۔ مسلمان اتنا بھولا بھالا نہیں سمجھتا چال کو، نہیں سمجھتا سازش کو، نہیں سمجھتا کسی کی فتنہ پردازی کو، اپنی سادگی میں رہ جاتا ہے۔

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس نے کونڈے نہ کیے نہ فرمائے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کونڈے کیے نہ فرمائے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کونڈے کیے نہ فرمائے، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے نہیں کیے، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نہیں کیے، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے نہیں کیے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے نہیں کیے، امام زین العابدین

رحمہ اللہ نے نہیں کیے، امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے نہیں کیے، امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ نے نہیں کیے، امام تقی رحمہ اللہ نے نہیں کیے، امام نقی رحمہ اللہ نے نہیں کیے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے نہیں کیے، امام شافعی رحمہ اللہ نے نہیں کیے، امام مالک رحمہ اللہ نے نہیں کیے، علامہ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے کبھی کونڈے نہیں کیے، علی احمد ہجویری رحمہ اللہ نے کبھی کونڈے نہیں کیے، بہاء الحق زکریا ملتانی رحمہ اللہ نے کبھی کونڈے نہیں کیے، یہ تو بعد میں لوگوں نے رسم بنائی اور بنائی کیسے آپ حیران ہوں گے پہلے پتہ تو لگایا کرو کہ یہ چیز چلی کہاں سے ہے؟

نبی ﷺ کا رشتہ دار:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوم وفات ہے، اتنا بڑا جلیل القدر آدمی اندازہ لگا اس نسبت کا کیا کہنا جس کی سگی بہن سرکار مدینہ کے گھر میں ہو، خیال کر کے قدم اُٹھاؤ، نبی کا رشتہ دار ہے، قریبی عزیز ہے، قریبی رشتہ دار ہے۔

کاتب وحی:

پھر مدنی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: اللهم اجعل معاوية هاديا مهديا۔ الٰہی اس کو ہادی بنا کر اس کو مہدی بنا۔ پھر جبرائیل امین جب قرآن کریم لے کر تشریف لایا کرتے تھے، نبی کریم ﷺ کو دے کر ابھی جبرائیل علیہ السلام آسمان پر نہیں پہنچتے تھے پہلے امیر معاویہ کے پاس بلاوا آجاتا ہے جلدی چلو قرآن آگیا، قرآن سمیٹنے کے لیے تجھے کالی کملی والے نے بلایا ہے۔

تیری سبزی کی دوکان کا منشی ایمان دار، غلے کی دوکان کا منشی ایمان دار، کپڑے کی دوکان کا منشی ایمان دار، چینی کے کارخانے کا منشی ایمان دار، قرآن کریم لکھنے والا منشی، کالی کملی والے کا منشی کیسے بے ایمان اور بددیانت ہے؟

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوم وفات:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوم وفات ہے۔ یعنی ۲۲ رجب کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ خوشی میں شیعوں نے حلوہ پکایا اور تم سنی ان کے ساتھ لگ گئے۔ تم نے تو پتہ ہی نہیں کرنا کہ یہ چیز کہاں سے آئی ہے؟ قرآن سے دشمنی ہے، قرآن سے عداوت ہے، مصطفیٰ کریم ﷺ کے فرمان سے دشمنی اور عداوت ہے، رسم جو نکلے گی اسے ہم فوراً پکڑیں گے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت:

کئی ہزار شہر تعمیر کیے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے۔ اتنا بڑا عاشق تھا مدنی کریم ﷺ کا۔ آخری وقت جو آیا وصیت فرمائی کہ فلاں سونے کی ڈبیہ فلاں بکس میں موجود ہے جب میری موت آجائے، جب میرے غسل سے فارغ ہو جاؤ، جب میرا منہ ہمیشہ کے لیے کفن میں چھپانے لگو وہ سونے کی ڈبیہ لانا اس میں امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس وقت والے جب حدیبیہ کے مقام پر آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کے بال اتروائے۔ میں نے سونے کی ڈبیہ میں وہ بال مبارک اور ناخن مبارک سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں۔ اے لوگو! میرے آقا کے موئے مبارک اور ناخن مبارک میری آنکھوں پر رکھ دینا۔ کسی نے پوچھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان ناخنوں سے کیا فائدہ ہوگا؟ ان بالوں کو آنکھوں پر رکھنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ فرمایا کہ پروردگار عالم کی عدالت ہوگی، میری پیشی ہوگی، میرا رب مجھ سے پوچھے گا، او معاویہ رضی اللہ عنہ دنیا سے کیا لایا؟ میں عرض کروں گا الٰہی تیرے محبوب کے ناخن اور موئے مبارک لے کر آیا ہوں۔ کتنا بڑا عاشق تھا، کتنا بڑا اللہ کے رسول کا پیارا تھا۔

احترام پیغمبر ﷺ کی وجہ سے:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں پاس سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہ بیٹھی ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہے، پیغمبر کی گھر والی ہے، ہم سب کی اماں ہے، سب کی اماں ہے، بہن ہاتھوں کی انگلیوں سے یوں کنگی کی طرح کر رہی ہیں، کون سی بہن؟ آج تیری میری بہن کو کیا پتہ کہ دین کیا ہے؟ آج ہماری بیٹیوں کو کیا معلوم کہ ہمیں قرآن کیا کہتا ہے؟ آج ہماری بہن بیٹیوں کو کیا پتہ ہے کہ حدیث پاک میں ہم سے کیا مطالبہ ہے؟ انہوں نے تو کپڑے پہننے ہیں، روٹیاں کھانی ہیں، موت آئی مرجانا ہے، دین کا پتہ نہ کرنا۔ خدا کی قسم سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مدنی کریم ﷺ کے گھر رہتی ہے، مدینے پاک میں رہتی ہے۔ ابوسفیان ابھی ایمان نہیں لایا تھا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا والد ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا والد ہے، بیٹی سے ملنے کے لیے مدینے پاک میں آگیا، آکر دروازے پر دستک دی کون ہے؟ جواب ملا میں ابوسفیان ہوں، بیٹی دروازہ کھولو میں تجھے ملنے آیا ہوں۔ ادھر دروازہ کھولا اندر بستر بچھا ہوا ہے ابوسفیان نے بیٹھنے کی تیاری کی ام حبیبہ نے وہ بستر لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا۔ ابوسفیان کو غصہ لگا کہنے لگا بیٹی گستاخ

ہوگئی ہو اس گھر میں آ کر، نبی ﷺ کے گھر میں آ کر، مدینے میں آ کر بے ادب ہوگئی ہو۔ عرض کیا ایسا نہیں، پھر؟ سارا جہان ابا کے نیچے بستر بچھایا کرتا ہے تم نے لپیٹ کر رکھ دیا۔ تم نے بستر بچھایا ہوا ایک طرف کر دیا، بجائے بچھانے کے بچھا ہوا ایک طرف رکھ دیا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پر قربان جاؤں، ہماری ماں کے شان کے فوراً کہنے لگی ابا! اس گھر میں آ کر ادب سیکھ لیا، نبی کے گھر میں آ کر ادب سیکھ لیا، کیسے؟ کہنے لگی او میرے ابا جان آپ میرے ابا ہیں میں آپ کی بیٹی ہوں، اپنا دوپٹہ بچھا سکتی ہوں، میں اتنی بے ادب نہیں بستر نبی پاک ﷺ کا ہو، ابا مشرک ناپاک ہو۔ امام الانبیا کالی کملی والے کے بستر پر کافر ابا کو نہیں بٹھایا جا سکتا۔ وہ بستر جس پر جبرائیل آتا ہو، وہ بستر جس پر قرآن نازل ہوتا ہو، وہ بستر جس پر اللہ کی کروڑ ہا رحمتیں برستی ہوں، ابا کافر کو اسی بستر پر نہیں بٹھایا جا سکتا۔ میں نے ادب کرنا سیکھ لیا ہے۔

اللہ، رسول ﷺ کا پیارا:

یہ ایسا عجیب گھرانہ ہے جب نہیں آئے تھے تو نہیں آئے تھے جب آئے تو پھر بدلے چکا دیے ابوسفیان کے گھرانے نے۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی کے سر پر ہاتھ پھیر رہی ہیں، انگلی سے کنگی کر رہی ہے، جیسے بالوں کو یوں کرتے ہیں۔ سبحان اللہ سر امیر معاویہ کا ہے ہاتھ ہماری اماں ام حبیبہ کا ہے، اور تشریف لانے والے شہنشاہ کائنات ہیں۔ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ تم جان جاؤ کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتنا بڑا آدمی ہے۔ اور یہ تو پرانی یاداشات سے کام لے رہا ہوں ہفتہ بھر میں مجھے تیاری کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اور اس نیت سے کہ کسی کو چڑانا نہیں، نہ اپنا نام بلند کرنا ہے۔ اس نیت سے عرض کر رہا ہوں کہ کل قیامت میں ان حضرات کے بارے میں اللہ کی عدالت کے میں کہنے کے لیے میرا منہ بھی باقی رہ جائے کہ میں بھی تمہارے ثناخواہوں میں تھا، ہم بھی تمہارے نام لیوا ہیں۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کنگھی کر رہی ہے اپنی انگلیوں سے۔ سرکار مدینہ ﷺ تشریف لے آئے فرمایا: ماتصنعی اے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کیا کر رہی ہو؟ دیکھ تو رہے تھے، مگر یہ بھی ایک پیار کا انداز ہوتا ہے، یہ بھی ایک محبت کا انداز ہوتا ہے۔ جیسے آپ کسی یار دوست کی دکان پر جائیں آپ کو پتہ بھی ہے کہ وہ کپڑا بیچ رہا ہے، کپڑا ناپ رہا ہے آپ پوچھتے ہیں کہ آج کل کیا ہو رہا ہے؟ دیکھ رہے ہو کہ کپڑا ناپ رہا ہے، کپڑا بیچ رہا

ہے، سبزی بیچ رہا ہے، کریانے کی دکان کر رہا ہے، یا روٹی کھا رہا ہے دیکھ تو رہے ہو پھر کہتے ہو کہ آج کل کیا بن رہا ہے؟ سرکار دو عالم ﷺ نے پوچھا: ما تصنعی یا ام حبیبہ. اے ام حبیبہ کیا کر رہی ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ میرے آقا ھذا اخی یہ میرا بھائی ہے پیار کر رہی ہوں۔ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا: تجھے تو اس لیے پیار ہے کہ تیرا بھائی ہے، لیکن میں تجھے کیا بتاؤں انی احب یہ تو مجھے بھی بڑا پیارا لگتا ہے۔ اتنا پیارا ہے کہ جیسے ہی جبرائیل مجھے قرآن دے کر جاتا ہے میں فوراً معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر قرآن اسی سے لکھواتا ہوں۔ یعنی ساری امت میں حضور ﷺ کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کی وہ ذات ہے۔ آسمان سے قرآن اترنے کے بعد سب سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قلم سے گزرتا تھا۔

اسلام میں رسومات کی گنجائش نہیں:

بہت بڑی شان کا مالک ہے۔ اور ہم ہیں کہ جس دن ان کی وفات کا دن ہے اسی دن حلوے بنا رہے ہیں، خوشی منا رہے ہیں۔ پتہ تو ہے نہیں جو عورتوں نے کہہ دیا وہی چل گیا۔ قبر میں اللہ میاں کے فرشتے آ کر پوچھیں گے نا: من ربك ؟ ما دينك؟ من نبيك؟ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ اس وقت کہہ دینا کہ گھر والی سے پوچھیں گے پھر بتائیں گے، عورتوں پر ایمان، قرآن پاک کی پوری تفسیر اٹھا کر دیکھو اس قسم کی کسی رسم کی کوئی گنجائش ہے؟ معراج شریف کتنی فضیلت والی بات ہے اس کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اس کے بارے میں کوئی نہیں کہتا کہ اللہ پاک نے اس مہینے میں کتنی عظمت بخشی۔ اب ہمارے ہاں کی جتنی عورتیں ہیں یہ معراج شریف کا نہیں کہتیں۔ آپس میں پوچھتی ہیں کہ تیرے بیٹے کی کونسی تاریخ آئی شادی کی۔ کونڈوں کی ۱۳ تاریخ کا ہے۔ کیا ذہنیت بگڑی ہوئی ہے جس قوم کو کلمہ نہ آتا ہو، جس قوم کو سبحانک اللھم نہ آتا ہو، جس قوم کو نماز نہ آتی ہو، جن لوگوں کو درود واستغفار نہ آتا ہو، وہ باقی دین کا کام کیا جانیں اور کریں گے؟ کونڈوں کا پتہ ہے اور معراج شریف کا پتہ ہی نہیں۔

آقا ﷺ آزمائشوں میں:

تو امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے بڑا مقام بخشا اور نرالے معجزات بخشے۔ خود حضور ﷺ فرماتے ہیں: اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم امثل ثم امثل او کما قال النبی ﷺ۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں جتنا اللہ کی راہ میں سارے نبیوں کو

ستایا گیا، سارے نبیوں کواذیتیں دی گئیں، سارے نبیوں کوتکلیفیں پہنچائیں گئیں، اتنی تمام انبیا کے مقابلے میں مجھ اکیلے کوستایا گیا۔

مجھے لوگوں نے رات کو مارا، دن کو مارا، صبح مارا، شام مارا، ۱۳ برس تک مدنی کریم ﷺ کو مکے والوں نے وہ مارا کہ جس کی انتہانہیں۔

سادگی:

پہاڑ کے ایک درے پر بیٹھے ہیں ابوجہل آیا مارا ایک پتھر، لہو کی دھاروہ جا کر پڑی۔تم جنٹل مینی کرتے ہورات دن، کپڑے کے جوڑوں کی باری نہیں آتی۔آؤ شہنشاہ کائنات کی جس لباس میں موت آئی وفات ہوئی خدا کی قسم بارہ پیوند لگے ہوئے تھے، سادہ کھانا، سادہ پینا۔اماں حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن زیتون کے تیل کا ڈبہ تھا، اس میں گرد تھی نیچے جمی ہوئی، اللہ اکبر کہتی ہیں میں نے روٹی لے کر اس ڈبے کے اندر گھسا دی وہ تھوڑی سی چکنی ہوگئی۔اور پھر میں نے سرکار مدینہ کے سامنے رکھ دی، فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ مزے لے لے کر نوش فرماتے تھے۔اور یوں فرمایا حفصہ رضی اللہ عنہا قیامت کے دن اس نعمت کا بھی سوال کیا جائے گا۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جو کے آٹے کی روٹی پکاتی تھی، چھلنی کبھی استعمال نہ کی پھونک مارتی تھی چھانک اڑ گیا سو اڑ گیا باقی اندر ہی پکتا تھا۔آج کھا کر تو دکھائے کوئی، بڑے دعوے داروں کو دیکھا ہے جو ہر وقت سنت، سنت، سنت کرتے پھرتے ہیں، کھانے پینے کی سنت کو وہ بھی نہیں نبھا سکتے۔اپنے کھانے کے لیے بس کھانے تیار کریں گے، برابر میں بیوہ یتیم بچوں کو لیے بیٹھی ہے مجال ہے کہ اسے آٹا دے دیں۔ارے سنت تو تیرے نبی کی یہ ہے کہ خود پیٹ پر پتھر باندھ دوسرے کو کھلا۔ان سنتوں پر کون چلے؟

نبیوں اور امام الانبیا کا معراج:

تو امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس کو اللہ پاک نے کتنا نوازا کہ معراج کا معنی ملاقات۔

کسی کو معراج جنت میں، کسی کو معراج کشتی میں، کسی کو معراج آگ میں، کسی کو معراج چھری کے نیچے میں، کسی کو معراج آری کے نیچے، کسی کو معراج بیماریوں کے کیڑوں کے نیچے، کسی کو معراج کنوئیں میں، کسی کو معراج تختہ دار پر، کسی کو معراج آسمان پر، سارے معراج فرش پر

ہوئے۔ کالی کملی والا کا عرش پر ہوا، اور کیوں؟ علما کرام نے لکھا ہے عرش عظیم کو اٹھانے والے فرشتے، سدرۃ المنتہیٰ پر رہنے والے فرشتے، پہلے، دوسرے، تیسرے، چوتھے، ساتویں آسمان پر رہنے والے فرشتے، بیت المعمور میں اربوں کھربوں رہنے والے فرشتے، تمام کے تمام فرشتوں نے تمنا کی، یہ آرزو کی، یہ حسرت کی، اس شوق کا اظہار کیا۔ الٰہی جس کالی کملی والے کا دیدار بلال کرے، سلمان فارسی کرے، سہیل کرے، سیدہ زنیرہ کرے، سمیہ اس کا دیدار کر کے طاقت ور ہو جائے قیمہ بن گئی مگر ایمان نہ چھوڑا۔ فرشتے کہتے ہیں الٰہی اس کالی کملی والے کا ہمیں بھی دیدار کرا، اس محبوب کی ہمیں بھی زیارت کرا۔

تو پروردگار عالم نے معراج شریف کا پروگرام بنایا۔ اس دنیا کو یہ بتانا مقصود تھا کہ تم بڑے بڑے تمدن والے بنتے ہو، تہذیب کے مالک بنتے ہو، معاشرے کے مالک بنتے ہو، اگر چہ میرا محبوب غریب ہے۔

ذات صفات کے اعتبار سے نرالا، صفات کے اعتبار سے نرالا، ہستی کے اعتبار سے نرالا، دوکان، مکان میں نے اس کو عمداً نہیں دیے۔ بظاہر تمہیں مسکین نظر آتا ہے۔ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ﴿٦﴾ (الضحیٰ) یتیم پیدا ہوا غریب نظر آتا ہے لیکن مقام اتنا اونچا ہے کہ عرش اعظم ہو اور کالی کملی والا جوتوں سمیت چلا آئے۔

سبحان کا معنیٰ:

سارے معراج زمین پر ہوئے مگر محبوب دو عالم ﷺ کا معراج عرش بریں پر ہوا۔ اس واقعہ کو ذکر کرنے کے لیے اللہ نے لفظ سبحان فرمایا۔ اور یہ جو ہمارے بے چارے ان پڑھ لوگ ہیں، تھوڑے پڑھے ہوئے لوگ ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ترجمہ مولوی کرتا ہے، سبحان، تو وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ میاں چھینٹوں سے پاک ہے، اللہ پاک ہے، کوئی نہیں سمجھتا کہ کیا مطلب ہے پاک سے؟ اللہ میاں نعوذ باللہ؟

پیشاب پاخانے سے پاک ہے، چھینٹوں سے پاک ہے، اولاد سے پاک ہے، بیوی سے پاک ہے، قبیلے اور خاندان سے پاک ہے، ماں باپ سے پاک ہے، برادریوں سے پاک ہے۔

لفظ سبحان کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کسی پلیدی سے پاک ہے۔ بل کہ سبحان فرمایا: وہ اپنے شریکوں سے پاک ہے، کوئی اس کا ساجی نہیں، کوئی ہمسر نہیں، کوئی اس کا شریک نہیں۔ فرمایا:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا (الاسراء)، پاک ہے وہ ذات، کس سے پاک؟ انجینئروں سے پاک ہے، لیبر سے پاک ہے، اسباب سے پاک ہے، وسائل سے پاک ہے، محتاجگی سے پاک ہے کوئی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ اس کی شان یہ ہے: اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۱۱۷﴾ (البقرہ)

جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے، حکم ہوتا ہے ہوجا، وہ ہوجایا کرتا ہے۔ ایک اور چیز ذرا سمجھیں آپ، اللہ پاک فرماتے ہیں میں نے زمین اپنی مرضی سے بنائی، آسمان اپنی مرضی سے بنایا، چاند اپنی مرضی سے بنایا، سورج اپنی مرضی سے بنایا، ستارے اپنی مرضی سے بنائے، پہاڑ اپنی مرضی سے بنائے، سمندر اور دریا اپنی مرضی سے بنائے، پھول پتی کلیاں باغ و بہار اپنی مرضی سے بنائے، سارا نظام عالم میں نے اپنی مرضی سے بنایا۔

میرے محبوب جب تجھے بنانے کی باری آئی میں نے تیری روح سے پوچھ پوچھ کر تجھے بنایا۔ تیری شان اتنی بڑی ہے کہ جیسے تو نے چاہا میں نے ویسے بنایا، جب محمد کریم ﷺ کی اتنی اعلیٰ درجے کی صورت ہو، نہ کائنات میں کوئی ایسا آیا اور نہ آسکے گا، کیوں؟ نبی تو نبی رہے، ہمارا تو عقیدہ ہے۔

سن تیرا قاری کہتا ہے:

آؤ کئی لوگ تمہیں کہیں گے یہ نبی کو نہیں مانتے، نبی کی شان کو نہیں مانتے، ان کے دھوکے میں نہ آیا کرو۔ قاری حنیف کا عقیدہ نوٹ کر کے لے جاؤ، میرا عقیدہ ہے، ایمان ہے، میرے بزرگوں کا عقیدہ ہے، میرے استادوں کا عقیدہ ہے، علماء دیوبند کا عقیدہ ہے، کہ نبی تو نبی جس ماں نے نبی کو جنم دیا ہے، ہمارا عقیدہ ہے ساری کائنات میں ایسی ماں نہیں آسکتی۔ ہمارا عقیدہ ہے نبی پاک ﷺ نے زمین کے جس ٹکڑے پر قدم مبارک رکھ دیا اس زمین کے ٹکڑے کا ساری زمین مل کر مقابلہ نہیں کرسکتی۔

ہمارا تو عقیدہ اور ایمان ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کے منہ کا لعاب اور پانی کا مقابلہ سارے جہان کے مشروبات ملاؤ، اعلیٰ درجے کے سینٹ لاؤ، خوشبو ملاؤ، تمام چیزیں ملا کر کالی کملی والے کے لعاب کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ تو جوتے سمیت مسجد میں آکر دکھا تجھے کوئی حاجی تھپڑ مارے گا، شرم نہیں آتی مسجد میں جوتے پہن کر آگیا، حضور ﷺ کی وہ نعلین ہے، حضور ﷺ کا وہ جوتا مبارک ہے۔

آواز آئی: عرش میرا ہے، جوتا تیرا ہے۔ بن ٹھن کا چلے آؤ۔ کون مقابلہ کرسکتا ہے۔ لیکن تم نے

توحضور ﷺ کو چھوڑ دیا، حضور ﷺ کا نام لے کر ٹھگوں کے پیچھے لگ گئے، جھوٹ بولنے والوں کے پیچھے لگ گئے، مکر کرنے والوں کے پیچھے لگ گئے، پیٹ پالنے والوں کے پیچھے لگ گئے، تم ٹھگنے والوں کے پیچھے لگ گئے۔ جو تمہارے ایمان پر بھی، تمہاری عزت پر بھی، تمہاری آبرو پر بھی ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ تم ان کی باتیں مانتے ہو، ابھی میں نے نہیں بتایا کہ معراج کا مہینہ نہیں مانتے، کونڈوں کا مہینہ مانتے ہیں۔

حضور ﷺ عبد تھے:

توحضور ﷺ کو اللہ پاک نے ایسی جگہ پہنچایا جہاں کوئی نہ گیا۔ فرمایا: سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا۔ او لوگو! پاک میری ذات، کیا مطلب؟ سمجھو کہ کل کو تم کہہ سکتے ہو کہ کیسے جاسکتے ہیں آسمانوں پر، کیسے سدرۃ المنتہیٰ پر جاسکتے ہیں، کیسے عرش عظیم پر جاسکتے ہیں۔ فرمایا کیسے کیسے نہ کرو، ایسے ویسے کی بات نہیں، میں لے جانے پر آؤں تو پھر کیا مطلب؟ ایک اور بات سمجھتے جاؤ کئی لوگ آپ کو دھوکہ دیں گے کہ دیکھو اگر آدم علیہ السلام کی اولاد میں ہوتے، رقیہ رضی اللہ عنہ کے ابا ہوتے، زینب رضی اللہ عنہا کے ابا ہوتے، ام کلثوم رضی اللہ عنہ کے ابا ہوتے، عبدالمطلب کے پوتے ہوتے، ابو طالب کے بھتیجے ہوتے، عبداللہ کے بیٹے ہوتے، عبدالمطلب کے پوتے ہوتے، اگر یہ ساری چیزیں ہوتیں تو آسمانوں پر کیسے جاسکتے تھے؟ خدا نے یہی تو فرمایا: اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ، سب کچھ ہے۔

چار بیٹیوں کا باپ ہے، تین بیٹیوں کا والد ہے، خدیجہ رضی اللہ عنہ کا گھر والا ہے، عبدالمطلب کا پوتا ہے، عبداللہ کا بیٹا ہے، آمنہ کا دولارہ ہے، حلیمہ رضی اللہ عنہا کا لخت جگر ہے، بلال رضی اللہ عنہ اور صہیب رضی اللہ عنہ کا آقا ہے۔

اسی صورت کے ساتھ، اسی لباس کے ساتھ، میں آسمان پر اپنے محبوب کا فرشتوں کو دیدار کرانا چاہتا ہوں۔ بدل کر نہیں لے گئے، اسری بعبدہ لے گیا میں اپنے بندے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو۔ فرمایا معبود میں ہوں، اتنی بڑی شان کے باوجود بھی معبود میں ہوں وہ میرا عبد ہے۔ فرمایا کالی کملی والے! سجدہ میرے لیے، درود تیرے لیے۔ قیام میرے لیے، سلام تیرے لیے۔

تعارف حطیم اور کفار:

توحضور اکرم ﷺ کو معراج شریف کے لیے لے جانے لگے۔ آپ حطیم میں سوئے ہوئے

ہیں، حاجیوں نے دیکھی ہوئی ہے وہ جگہ، اللہ سب کو نصیب فرمائے۔ (آمین) آدھا کعبہ جو ہے وہ بغیر چھت ہوا ہے اس کو حطیم کہتے ہیں۔ اگر یہ مسئلہ بیان کروں تو تم میں کئی برا مان جائیں گے۔ مکے والے تھے تو مشرک، تھے تو کفر میں، نبی ﷺ کو تو پتھر مارتے تھے لیکن انہوں نے جو خانہ کعبہ بنایا، حلال کے پیسے اتنے اکٹھے ہوئے کہ آدھا چھت سکے اور آدھا بغیر چھت رہ جائے۔ واہ مکے والو تمہاری اس بات کا کیا کہنا کہ تم نے آدھا کعبہ بغیر چھتا تو چھوڑ دیا لیکن حرام کا پیسہ نہ لگایا۔ ایک اور بات ان کافروں کی سنو، پلے باندھ لو کام آئے گی، کئی کافر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے تو سارے کپڑے اتار دیتے تھے، ننگے ہو کر بات تو بری تھی کہ ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کریں۔ لیکن جب ان سے پوچھا گیا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ کپڑے اتار کر بیت اللہ کا طواف کر رہے ہو؟ کہنے لگے حرام کے کپڑے پہن کر طواف کرتے شرم آتی ہے۔ ہمارے کپڑوں میں حرام ملا ہوا ہے کبھی ہم نے سوچا، یہ تو ہر وقت کہتے ہو میں بھی کہتا ہوں، سال ہو گیا دعا مانگتے مانگتے، ایمان سے رو رو کر کئی مرتبہ دعا مانگ چکا ہوں، منظوری نہیں، لباس کا خیال نہیں۔ فرمایا لباس تیرا حرام، پیٹ میں روٹی حرام ہے، آنکھ میں تیری حرام ہے، کان میں تیرے حرام ہے، ہاتھ تیرا حرام کو لگتا ہے، پیر تیرے حرام کی طرف چلتے ہیں، قبولیت کیسے ہو؟ یہ بھی تو مسلمان کہلاتے ہیں، جمعہ پڑھنے آئے کسی کی جوتی اٹھا کر لے گئے۔ اور بڑا خوش ہو کر جاتا ہے میں نے بڑی کمائی کر لی، جوتا مار لیا۔ ہاں ہاں تجھے قبر میں جوتے ہی پڑیں گے، تجھے قیامت میں جوتے ہی پڑیں گے، جہنم میں آگ کے جوتے ہی کھائے گا۔

دو راتیں دو رفیق:

تو مدنی کریم ﷺ کی ذات اقدس آرام فرمائے۔ حطیم کہتے ہیں کعبہ کے اس حصے کو جو بغیر چھتا ہے، اس میں حضور کریم ﷺ آرام فرما ہیں۔ جبرائیل آیا یہاں بھی کئی مضمون نکلتے ہیں، بھئی دین ہے نا، اللہ غنی۔

معراج والی رات میں جبرائیل امین علیہ السلام آئے۔ اور ہجرت والی رات رحمۃ للعالمین صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر خود تشریف لائے۔ معراج والی رات جبرائیل علیہ السلام جنت والی سواری براق لے کر آیا، اور ہجرت والی رات میں صدیق رضی اللہ عنہ خود سواری بن گیا۔ جبرائیل علیہ السلام معراج کرا کر چھوڑ گیا، صدیق رضی اللہ عنہ ایسا جڑا کہ آج تک ساتھ

ہے۔ معراج خوشی کی رات ہے، ہجرت والی دکھوں اور غم ناک رات ہے۔ ارے جو دکھ میں کام آئے وہ یار سچا جو خوشی میں کام آئے وہ یار سچا ہے؟ ابوبکر کا وہ گھرانہ ہے جو دکھوں میں کام آیا ہے۔ تو جبرائیل امین آئے، میکائیل کو ساتھ لائے۔ عرض کیا الٰہی یہ تو سوئے ہوئے ہیں ان کو بے دار کیسے کروں؟ کیسے جگاؤں؟ آواز آئی جبرائیل! خبردار بے ادبی نہیں کرنی، بے ادبی سے ہرگز نہیں بلانا۔ یا محمد کہہ کر جگاؤں فرمایا نہیں۔ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ، میرے محبوب سے اونچی آواز کرنے والو تمہارے اعمال برباد کر دیے جائیں گے، یا رسول اللہ کہہ کر جگاؤں فرمایا نہیں نہیں، کوئی کھڑکا دھڑکا کر دوں جاگ جائیں گے فرمایا ہرگز نہیں، کھانسی کر دوں فرمایا ہرگز نہیں۔ او میرے پروردگار میں آپ کا فرشتہ جبرائیل امین، لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں فرشتوں کا سردار ہوں۔ میں آپ کے سر مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ دوں جاگ جائیں گے فرمایا ہرگز نہیں۔ الٰہی کپڑا مبارک پکڑ کر کھینچ لوں فرمایا ہرگز نہیں، ہاتھ کی انگلی مبارک پکڑ کر کھینچ دوں فرمایا ہرگز نہیں، پیر مبارک کی انگلی پکڑ کر کھینچ دوں فرمایا ہرگز نہیں، کسی جگہ پر ہاتھ رکھ دوں فرمایا نہیں، نہیں۔

الٰہی اور کیا طریقہ ہو جگانے کا؟ کپڑا کھینچنے کی اجازت نہیں، انگلی مبارک دبانے کی اجازت نہیں، سر پر ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں۔ عرض کیا الٰہی! پیر پر اپنا ہاتھ رکھ دوں فرمایا نہیں، الٰہی پھر کس طرح بیدار کروں؟ کس طرح جگاؤں؟ یہی طریقے ہیں جگانے کے۔ فرمایا جبرائیل آج سے پہلے ہزاروں عاشقوں نے اپنے معشوقوں کو ان تمام طریقوں سے جگایا ہے، سارے طریقے مستعمل ہیں یہ سارے طریقے پرانے ہیں، یہ تمام کے تمام طریقے بے کار ہو چکے ہیں، ہزاروں محبوبوں نے اپنے محبوبوں کو جگایا، ہزاروں عاشقوں نے اپنے معشوقوں کو جگایا، ہزاروں دولہوں نے اپنی دلہنوں کو جگایا۔ جبرائیل علیہ السلام یہ سارے پرانے طریقے ہیں، جبرائیل علیہ السلام جگانے کے انداز نرالے ہونے چاہیے، محبوب نرالہ ہے، نرالی شان ہے میرے محبوب کی، اس لیے انداز نرالے ہونے چاہیے۔

یا اللہ وہ انداز کیا اختیار کروں؟ کیا صورت ہے وہ؟ فرمایا ساری دنیا جانتی ہے کہ تو نورانی ہے، نور کا بنا ہوا ہے، نوریوں کو سردار ہے، ہر نبی کے پاس پیغام لے آنے جانے والا ہے۔ آسمانی ساری کتابیں تو نے دنیا میں پہنچائیں۔ بڑا مقرب فرشتہ ہے، کروڑوں نہیں، لاکھوں نہیں، اربوں کھربوں فرشتوں کا تو سردار ہے۔ لیکن میں نے سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ کا

استعمال کیا ہے۔آؤ دنیا کو سمجھائیں کہ جبرائیل امین چھ سو پروں والا، نورانی تاج والا پاؤں میں لیٹا پڑا ہے اور آمنہ کا دریتیم آرام فرما رہا ہے۔

فرمایا کہ جگانے کا یہ طریقہ اختیار کر میرے محبوب کے قدموں میں لیٹ جا، اور یہ جو تیرے سر پر نورانی تاج ہے نا اس کو لیے ہوئے لیٹ جا، اس کے اوپر کا جو پر ہے جہاں ہزاروں، کروڑوں رحمتیں برستی ہیں اس سے تھوڑی سی میرے محبوب کے پاؤں کے تلوے میں خیرات کر دے۔فرمایا دنیا والو! بحث نہ کرو، میرے محبوب کو بشریت سے نہ نکالو، عبدیت سے نہ نکالو۔

عبداللہ کا بیٹا مانو، عبدالمطلب کا پوتا مانو، حلیمہ کا دولارہ مانو، سارے جہاں کا صدقہ مانو، فاطمۃ الزہراء کا ابا مانو۔لیکن اس کا مقام اتنا بڑا ہے کہ اربوں کھربوں فرشتوں کا سردار اس کے پاؤں میں لیٹا پڑا ہے۔

شق صدر:

حضور کریم ﷺ بے دار ہو گئے، جاگ گئے۔ دیکھا جبرائیل ہے، کیا بات ہے؟ اللہ سائیں نے بلایا ہے۔ میں تیار ہوں۔ چناں چہ جب دوسرے ملک کو لوگ جاتے ہیں تو ٹیکے لگائے جاتے ہیں، تاکہ وہاں کی آب وہوا متاثر نہ کرے۔حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے میرا سینہ چاک کیا، اور پرات نور کی بھر کر میرے سینے میں داخل کر دی۔گویا عرش پر جانے کے لیے ٹیکے لگائے۔آپ ﷺ نے وضو فرمایا، تیار ہو گئے۔ جنت کا براق پیش کر دیا گیا اس پر سوار ہو جاؤ۔روایات میں آتا ہے: آج کل تو موٹر، کار، سکوٹر، سائیکل کا زمانہ ہے، جن لوگوں نے گھوڑے پالے ہیں، بڑے بڑے شوخ گھوڑے جب سواری کے لیے کھولے جاتے ہیں، زین رکھی جاتی ہے، اپنے بدن میں جرجری کرتے ہیں، شوخی کرتے ہیں، جنتی براق نے یوں سر ہلایا۔ سامنے کالی کملے والے ﷺ ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کان میں کہہ دیا او براق تو نے کس کے سامنے سرتابی کی، یہ تو امام الانبیا ہیں۔اگر چہ اللہ نے تیرے سے پوچھ لیا کہ سرکار کے سامنے سر کیوں ہلایا تھا تو کیا جواب دے گا۔علما نے لکھا ہے کہ جنتی براق کو اتنی بات سن کر پسینے آ گئے۔او براق کو تو پسینے آ گئے لیکن کبھی ساٹھ سال کے بوڑھے کو بھی شرم آئی کہ وہ بھی کبھی پسینے میں ڈوبا۔

شکل میری مصطفیٰ کریم ﷺ والی نہیں، لباس میرا مصطفیٰ کریم ﷺ والا نہیں، کھانا پینا میرا کالی کملی والے کا نہیں۔ بیرونی زندگی، گھریلو زندگی، کاروباری زندگی، تمام زندگی میرے خلاف

ہے مدنی کریم ﷺ کے متعلق، ہمیں کبھی پسینہ نہ آیا۔

فرشتوں کا استقبال:

ستر ہزار فرشتہ استقبال کے لیے، آگے دوڑے گا ستر ہزار فرشتہ، دائیں طرف سلام پڑھتا ہوا چلے گا ستر ہزار فرشتہ، بائیں طرف سلام پڑھتا ہوا چلے گا ستر ہزار فرشتہ، پیچھے درود پڑھتا ہوا چلے گا، دو لاکھ اسی ہزار فرشتہ ہے۔

نبی ﷺ بلانے پر آتے ہیں مگر:

کسی نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ نبی کو اگر کوئی بلانے آتے ہیں تشریف لاتے ہیں؟ نیند میں نہ ہونا ذرا یاد کر کے لے جاؤ، فرمایا کیوں نہیں آتے؟ شرط یہ ہے کہ لے جانے والا جبرائیل علیہ السلام ہو اور چاروں طرف دو لاکھ اسی ہزار فرشتہ ہو، اور بیت المقدس میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا استقبال میں بیٹھے ہوں، اور بلانے والا خدا ہو، اور سفر ہو آسمانوں کا، تو عرش پر نبی جا سکتا ہے۔ اور اگر کوئی اتنا بڑا انتظام نہیں کر سکتا، پھر نبی نہیں آتا۔ یہ جو لوگوں نے عقیدہ بنا رکھا ہے بیٹھے رہے پان بھی چباتے رہے، چائے بھی پیتے رہے، غزلیں گاتے رہے، جب دیکھا گیارہ ساڑھے گیارہ بج گئے، کھڑے ہو جاؤ بھئی نبی آ گئے، کھڑے ہو گئے، تھوڑی دیر کھڑے ہو گئے، بیٹھ جاؤ بھئی چلے گئے۔

شاہ جی مرحوم نے سمجھا دی کہ نبی اتنی بڑی شان کا مالک ہے، اتنی عظمتوں کا مالک ہے کہ اللہ نے بلایا تو کتنا بڑا اہتمام کیا۔

اللہ نے سارا نظام روک دیا:

اور سنو یاد کر کے لے جاؤ تم فوراً پسینے میں آ جاتے ہو کہ جی یہ تو نبی کو مانتے ہی نہیں۔ آؤ میں نبی کو کیا مانتا ہوں۔ جب حضور کریم ﷺ کو اللہ نے معراج عطا فرمائی تو حکم ملا اے رات ٹھہر، اے چاند سکون اختیار کر گردش بند کر دے، ٹھہر جا، اے سورج تو بھی ٹھہر جا، اے ستارو تم بھی ٹھہر جاؤ، دریاؤ! تم اپنا طلاطم بند کر دو، ہواؤ! تم بھی ٹھہر جاؤ، کلیو! چٹخنا بند کر دو، پھولو! تم اپنی پتیوں کو اکٹھا کر لو، آسمانو! تمہارے اندر تیاری ہو جائے، زمین تو بھی گردش بند کر دے، آسمان تم بھی گردش بند کر دو۔

او جبرائیل علیہ السلام آ جا، سارے نظام عالم کا مین سوئچ نکال دے، ساری کائنات کھڑی ہو جائے استقبال کے لیے میرا محبوب آ رہا ہے، سرکار تشریف لا رہے ہیں، سارا نظام عالم

کھڑا ہو جائے استقبال کے لیے۔ اس لیے تو علما نے لکھا ہے کہ یہ سارے کا سارا قصہ تھوڑی سی رات میں پاس ہو گیا، اس لیے پاس ہو گیا کہ نہ رات آگے چلی اور نہ ڈھلی نہ ختم ہوئی۔ چاند ٹھہر گیا، سورج ٹھہر گیا، آسمان ٹھہر گیا، زمین ٹھہر گئی، دریا اور سمندر ٹھہر گئے، فضا ٹھہر گئی۔

سب کچھ نبی کے لیے روکا تو رک گئے۔ تمہیں کبھی نبی کے حکم کے لیے روکا جائے، تم بھی کبھی رکتے ہو؟ ابھی تم کتنے اچھے اچھے آدمی آئے بیٹھے ہو دور دور سے، اور قرب وجوار والے بیٹھے کہیں جوا کھیل رہے ہوں، کئی ادھر ادھر بیٹھے مقدر کے مارے اور دن کو کام کرتے ہیں، آج سوئے پڑے ہوں گے۔ یہ تقدیر کا لکھا ہوا ہے ان کا گناہ نہیں، مقدر میں ہی نہیں، کئی تم میں سے بارہ ساڑھے بارہ بجے آکر بیٹھ جاتے ہیں۔

جمعہ کے روز ثواب کی تقسیم:

اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن جو پہلے مسجد میں آئے اس کو اونٹ کے برابر ثواب ملے گا۔ اور تم میں سے بعض ایسے ہوں گے کہ ابھی خطبے کی اذان کو دیر ہے چلے جائیں گے، کیا بارہ بجے والا اور دو بجے والا برابر ہیں؟ (نہیں) کوئی اس غرض سے آتا ہے کہ چل کر دو آنسو بہاؤں گا میرا نامہ اعمال چمک جائے گا۔ کوئی بدبخت اس نیت سے آجاتا ہے کہ سلام پھرتے ہی بھاگوں گا، کسی کی جوتی ہی بغل میں دباؤں گا۔ الگ الگ مقدر ہیں، الگ الگ تقدیریں ہیں۔

اعلیٰ سواری:

تو مدنی کریم ﷺ کو اللہ کریم نے اپنی عظمتیں عطا فرمائیں۔ اس قدر اکرام فرمایا کہ اس کائنات میں کسی کا ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ حضور پاک ﷺ کو اللہ پاک نے براق پر سواری دی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: جبرائیل آجا، میرے آگے سوار ہو جا، نوری جبرائیل کہتا ہے میری کیا مجال ہے کہ آپ کی سواری پر سوار ہوں۔ فرمایا میں آگے کو ہو جاتا ہوں پیچھے سوار ہو جا، اس نے کہا میری جرأت ہی نہیں کہ میں آپ کی سواری پر سواری کروں۔ فرمایا کہ پھر میرے ساتھ نہیں چلے گا؟ عرض کیا چلوں گا تو سہی، کیسے؟ فرمایا کالی کملی والے جہاں تیرا پاؤں رکاب میں رکھا ہوا ہے، یہاں نیچے میں اپنا نورانی تاج لگا کر چلوں گا، تاکہ دنیا کو پتہ چلے بشر کا کیا مقام ہے؟ عبد کا کیا مقام ہے؟ اور جبرائیل امین کا کیا مقام ہے۔ فرمایا ایک طرف میں، ایک طرف میکائیل دونوں رکابوں کے پیچھے ہم اپنے تاج لگا کر چلیں گے، رحمت دو عالم، سید دو عالم حضرت محمد رسول

اللہ ﷺ فرماتے ہیں جہاں میری نظر پڑتی تھی براق کا قدم وہاں پڑتا تھا۔ دو تین جگہیں راستے میں آئیں جبرائیل نے نمازیں پڑھوائیں، ہم ان سفروں کے بارے میں خیال نہیں کرتے،۔ اللہ پاک ہمیں معراج والے کے طفیل اور صدقے میں معافی عطا فرمائے (آمین) اور ہماری مشکلوں کو آسان فرمائے (آمین) ہماری حاجتوں کو پورا فرمائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصال رسول ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ

(الاحزاب:۲۱)

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ فی الکلام المجید: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ؁ (البینہ)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری اور آپ کی آمد کے سلسلہ میں کچھ معلومات عرض کی تھیں، اور گزشتہ جمعہ یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ آئندہ جمعہ کو سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دنیا سے روانگی کے بارے میں کچھ عرض کروں گا۔

بارہ وفات:

بارہ ربیع الاول متفقہ طور پر آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات شریف کا دن ہے، پیدائش میں تو اختلاف بھی ہے۔ محدثین کی رائے یہ ہے کہ نو ربیع الاول کو حضور ﷺ کی پیدائش ہوئی اور وفات میں کسی کا اختلاف نہیں۔ تو جو دن رسول اکرم ﷺ کی وفات شریف کا دن ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس دن نڈھال ہو گئے، ٹکریں ماریں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، جنگلوں کو نکل گئے، دیوانے ہو گئے، اس لیے کہ ان کو عشق تھا، محبت تھی۔ ایک ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے دیدار کے لیے سارا خاندان ذبح کرایا تھا، ایک ایک صحابی نے محض ایمان کی وجہ سے اور حضور کریم ﷺ کی غلامی کی وجہ سے گھر بار برباد کیے تھے، خاندان قربان کیے تھے، اپنا سب کچھ کھو کر ایک کالی کملی والے کی ذات کو پایا تھا۔ ہمارا چونکہ خرچ کچھ نہیں ہوا اس لیے ہم نے بارہ ربیع الاول کو تماشے کا دن بنایا، مصنوعی کعبے بنائے، ابرہہ اگر بیت اللہ کی جگہ ایک کوٹھا بنائے تو وہ کافر، اور پاکستان کا مسلمان اگر دوسری جگہ خانہ کعبہ بنا کر اس کا طواف کریں وہ مسلمان ہیں۔ پچھلے سال کا اخبار اب تک محفوظ ہے جو ہمارے یہاں ملتان میں نبی کی پیدائش کی خوشی میں یہاں عورتوں کی بے حرمتی ہوئی تھی۔

قرب قیامت میں:

قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے تمام چیزوں کی اطلاع دی اور مدنی کریم ﷺ نے تمام چیزوں سے خبردار فرمایا۔ فرمایا اے لوگو! ایک وقت ایسا آئے گا کہ صبح کو آدمی مومن ہوگا شام کو موت آئی تو جنازہ کافر کا اٹھ رہا ہوگا۔ فرمایا میری امت پر ایک وقت ایسا وقت آجائے گا شام کو مومن ہوگا، ایمان دار ہوگا، صبح کو موت آگئی تو جنازہ کافر کا اٹھ رہا ہوگا۔ یہاں تک ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے ایک منٹ پہلے آدمی کامل ایمان دار ہوگا، دو منٹ کے بعد موت آئی تو پلے ایمان کی رتی نہیں۔ ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے: سیأتی علی الناس زمان، میری امت پر ایک وقت ایسا آئے گا، لا یبقی من الاسلام الا رسما. نہ لوگوں میں اسلام رہے گا مگر رسم اس کی لا یبقی من القرآن الا اسمہ نہ لوگوں میں قرآن باقی رہے گا، مگر نام اس کا، بجائے اس کے مدنی کریم ﷺ کے دین سے وابستہ ہوتے، حضور ﷺ کی شریعت کے تابعدار ہوتے، قرآن وسنت کی غلامی کرتے، اپنی مرضیات کو دین اسلام کے سامنے جھکا دیتے،

اور دین کا نام لے کر، نبی ﷺ کا نام لے کر، ڈھول تماشے، بھنگڑے ڈالنا، ناچ کرنا، باجے بجانا، خدا کی قسم یہودیوں کی فطرت ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے ولادت کا جلوس نہیں نکالا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تقریباً سوا سو سال تک حضور ﷺ کے بعد زندہ رہے۔ ذمہ داری سے کہتا ہوں کبھی مدینہ منورہ میں جلوس نہیں نکالا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اڑھائی برس حکومت فرمائی، بارہ ربیع الاول تین دفعہ آیا، مدینے پاک میں ایک دن بھی جلوس نہیں نکالا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بارہ برس تک حکومت فرمائی، بارہ مرتبہ ربیع الاول کی تاریخ آئی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینے کی گلیوں میں ایک دن بھی جلوس نہیں نکالا، سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے تقریباً ساڑھے گیارہ برس تک حکومت فرمائی ایک دن بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے نام کا جلوس نہ نکالا۔ ساڑھے سات برس تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکومت فرمائی انہوں نے کالی کملی والے ﷺ کی اور نبی کا خاندان ہونے کے باوجود کبھی جلوس نہیں نکالا۔ سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما بھی کافی عمر تک زندہ رہے، سن ۶۲ ہجری تک زندہ رہے انہوں نے ساری عمر میں کبھی اپنے نانا کا جلوس نہیں نکالا۔ طلحہ زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت خالد رضی اللہ عنہ، یہ تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما، بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے مگر کبھی بھی امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جلوس نہیں نکالا۔

سنت کے مقابل بدعت:

اور پانچ چار سال پہلے یہاں بھی نہیں نکلتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب سے دس برس پہلے جو لوگ مر گئے وہ کافر تھے، انہوں نے تو نہیں نکالا۔ آؤ قرآن مجید اٹھاؤ انیسواں سپارہ ہے، پہلا رکوع ہے امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حوض کوثر پر مقام محمود پر تشریف فرما ہوں گے، امت آئے گی، لوگ آئیں گے اور فرشتے ان کو گرز مار مار کر واپس کریں گے، حضور ﷺ فرمائیں گے آنے دو میرے امتی معلوم ہوتے ہیں، فرشتے عرض کریں گے یارسول اللہ ﷺ ان لوگوں نے آپ کے اُٹھ جانے کے بعد، آپ کی وفات کے بعد ایسی ایسی بدعت پھیلائی، اتنا شرک پھیلایا، اتنی دین سے بغاوت کی، حضور اکرم ﷺ کا چہرہ انور سرخ ہو جائے

گا۔ فرمایا: وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا۔ اے میرے پروردگار عالم یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے قرآن کا مذاق اُڑایا، جنہوں نے دین کا تمسخر اُڑایا، جنہوں نے اسلام کی بے عزتی کی، جنہوں نے توہین کی۔ و کذلك جعلنا لكل نبي عدوا من المجرمين، یہ میرے دشمن ہیں، جیسے پہلے نبیوں کے دشمن ہوا کرتے تھے۔ اندازہ لگا جس کو نبی اپنا دشمن بنا دے اس کے لیے ٹھکانہ کہاں ہے؟ آج تابعداری کرنے والے لوگ اُٹھ گئے، آج غلامی کرنے والے لوگ اُٹھ گئے، آج ایک ایک سنت پر عمل کرنے والے لوگ اُٹھ گئے، مجبور ہیں لوگ کہتے ہیں، آج عمل کرنا بڑا مشکل ہو گیا اس لیے کہتا ہے:

نرالا محبت کا دستور دیکھا
وفا کرنے والوں کو مجبور دیکھا

اچھی غلامی ہے، اچھی تابعداری ہو رہی ہے، جس بات کو مٹانے کے لیے مدنی کریم ﷺ نے پتھر کھائے آج مسلمان اسی کو زندہ کر رہے ہیں۔ اے کاش مدینہ منورہ ہوتا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی زندہ ہوتا، پھر گلے کاٹ کر پھینکتا اور پوچھتا کہ تم پرلے درجے کے منافق ہو، تم نے دین کو چھوڑا، شیطانیت کو فروغ دیا۔ سورۃ لقمان میں موجود ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ تمام چیزیں ان لوگوں نے ایسی بنالیں، دین چھوڑا، تماشہ اختیار کیا، نبی کی سنت چھوڑی، ڈھول ٹپے بجائے۔

حضور ﷺ کی وفات کا صدمہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو:

حضور ﷺ کی وفات کا دن خدا کی قسم عشق والا آدمی پانی نہیں پی سکتا، تجھے کیا معلوم تیرا بچہ اگر فوت ہو گیا، ماں آج تک یاد کر کے روتی ہے میرا بچہ یوں بولا کرتا تھا، میرا بچہ یوں کھیلا کرتا تھا، بچے کی موت کا صدمہ ماں کو معلوم ہے، بھائی کی موت کا صدمہ بھائی کو معلوم ہے، خاوند کی موت کا صدمہ عورت کو معلوم ہے۔ ذرا اس جوان سے پوچھو جس نے سگے بھائی کا جنازہ اٹھتا دیکھا، ہم نے اور تم نے رشتہ داروں کے جنازے دیکھے، کسی نے بیٹے کی موت کا صدمہ اُٹھایا، کسی نے بھائی کی موت کا صدمہ اُٹھایا، کسی نے گھر والی اور بیگم کی موت کا صدمہ اُٹھایا۔ خدا کی قسم بلال کی قبر سے جا کر پوچھو جس نے کالی کملی والے کا جنازہ دیکھا۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھو، ابوفقیہہ سے جا کر معلوم کرو اس دن تیری کیا حالت بنی تھی۔ جنہوں نے مدنی

کریم ﷺ کے لیے پسلیاں تڑوادیں، جنہوں نے مدنی کریم ﷺ کے ساتھ ہو کر ایک ایک مہینے تک درختوں کے پتے چبائے۔

مدینہ منورہ ہے، مدنی کریم ﷺ کو بے ہوشی ہے، نماز کا وقت ہے حجرے مبارک کے چاروں طرف دیوانے کھڑے ہیں، اندر سے اطلاع ملی، بے ہوشی ہے نماز میں نہیں تشریف لا سکتے۔ خدا کی قسم بلال نے ٹکر ماری اور کہنے لگا: لم تلدنی امی. اے میری اماں مجھے جنم نہ دیتی تو اچھا تھا، میں دنیا میں پیدا ہی نہ ہوتا، یہ صدمہ کیسے اُٹھاؤں گا۔ ابو ہریرہ کو دیکھا بے ہوش پڑا ہے کسی نے پوچھا ابو ہریرہ تو آٹھ آٹھ دن کی بھوک کیسے کاٹ لیتا ہے، تو کئی دن کی پیاس کیسے کاٹ لیتا ہے، کہتا ہے میں اپنے آقا کا چہرہ انور ذرا تاڑ کر دیکھتا ہوں میری بھوک ختم ہو جاتی ہے، تکلیف تو ان حضرات کو ہوئی۔ زنیرہ کو صدمہ پہنچا جس نے حضور ﷺ کی وجہ سے دونوں آنکھیں نکلوا دیں، لبینہ کو دکھ پہنچا جس کا مکے کے بازار میں کھڑا کر کے چمڑا ادھیڑ دیا گیا۔ آج مدینے کے یتیم رو رہے ہیں ہمارا وارث کون بنے گا، آج مدینے کی بیوہ رو رہی ہے ہمارا وارث کون بنے گا، آج مدینے کے غریب رو رہے ہیں کون ہمارا ٹھکانہ بنے گا، سارے مدینے میں اندھیرا چھایا ہوا ہے، پھیل گئی خبر مدنی ﷺ کو اتنی بے ہوشی ہے کہ آخری وقت ہے چاروں طرف دیوانے رو رہے ہیں، عورتیں بے ہوش پڑی ہیں، مرد بے ہوش پڑے ہیں۔ خدا کی قسم ایک ایک عورت نے چار چار رشتہ دار ایک ایک دن میں کٹوا دیے اور حضور ﷺ کو دامن پکڑ کر کہتی ہے میرے آقا آپ سلامت ہیں تو میرا سب کچھ سلامت ہے، چاروں طرف دیوانے ہیں، مجبور محض لوگ کھڑے ہیں، غریب ہیں جنہوں نے عشق کا مرکز مدنی کریم ﷺ کی ذات کو بنا لیا تھا، کوئی کہتا ہے:۔

بے زبانی ترجمانی شوق بے حد ہو تو ہو
ورنہ پیش یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں
گرا کر چار آنسو حال دل سب ان سے کہہ دینا
دیا مجھ کو زبان کا کام چشمِ خون فشاں تو نے

کیا کروں میں، کہاں جاؤں، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا تلوار لے کر کھڑا ہو گیا جس نے یوں کہا: محمد عربی ﷺ کی وفات ہو گئی اس کی گردن کاٹ دوں گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے آخری کلام وخطاب:

تشریف لائے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلوایا فرمایا لوگو میری تمہاری شاید آخری ملاقات ہو ،میری بات سن لو فرمایا: الصلوٰۃ، الصلوٰۃ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، او ما ملکت ایمانکم غلاموں کا، ملازموں کا خیال رکھنا۔فرمایا لوگو یہ قرآن مجید مدنی کریم کی تمہارے پاس جائیداد ہے، قیامت میں تم سے امانت واپس لے لوں گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم حیران ہیں کہ بنے گا کیا؟ ہوگا کیا؟ ارے بلال، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سہیل اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما تو الگ رہے۔کھجور کی جس لکڑی کو کمر کا سہارا دے کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، جب چھوڑ دیا، منبر بنایا، تمام کتابیں شاہد ہیں، کہ کھجور کا تنا تڑپنے لگا، رونے لگا، بلبلانے لگا، حضور ﷺ نے اُٹھ کر سینے سے لگا کر پوچھا کیوں؟ زندگی میں جدائی ہوگئی،لکڑی کو دکھ ہوا، صحابہ رضی اللہ عنہم کو کتنا دکھ ہوا ہوگا، جانور روئے، پرندے روئے، اور میں آج بھی کہتا ہوں نیک آدمی کی موت پر زمین روتی ہے، اے میرے پروردگار میرے اوپر سجدے کرنے والا کہاں گیا؟ مسجدیں روتی ہیں اے میرے پروردگار میں مسجد جس کی وجہ سے اتنی آباد تھی، آج بے رونق پڑی ہے، اٹھ کر چلا گیا وہ زمین یاد کر کے روتی ہے، جہاں سجدے میں آنسو بہاتا ہے، وہ رونے والا کہاں گیا، آسمان روتا ہے، سمندر کی مچھلیاں روتی ہیں، جنگل کے پرندے نیک آدمی کو روتے ہیں۔ارے امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات پر کون نہیں رویا ہوگا۔ مدینے کی عورتیں جنہوں نے مدنی کریم ﷺ کی پسینے کی اتنی قدر کی سو سال تک حضور ﷺ کے پسینے کو عطر کی شیشی میں رکھا، تم سے آج تک قرآن نہیں سنبھالا جاتا، نبی ﷺ کی سنت میں بے ایمانی کی، قرآن مجید کو ٹھکرا کر اور طرح طرح کی بدمعاشیاں پھیلا کر کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔

جبرائیل وعزرائیل علیہما السلام کی آمد:

آخری وقت ہے مدنی کریم ﷺ کا، بے ہوشی ہو جاتی ہے، پریشانی ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم روتے ہیں، فاطمۃ الزہراء کا جگر پھٹا جاتا ہے، میرے ابا یہ حالت کیا بنی، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سوچ رہی ہیں، کبھی آسمان کو دیکھتی ہیں کبھی مدنی کریم ﷺ کے چہرے کو تکتی ہیں اے میرے پروردگار اب کیا بنے گا۔وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جس نے تین مہینے تک چوبیس گھنٹے ایک کھجور کھا کر گزارہ کر لیا، تین مہینے ایک کھجور کے دانے پر گزارہ کر لیا۔وہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جس

نے اپنے ابا کے ساتھ آٹھ آٹھ دن کا فاقہ کاٹا۔ آج پریشان بیٹھی ہیں، دروازے پر دستک ہوئی، کیا مجھے گھر میں داخل ہونے کی اجازت ہے؟ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کہہ اُٹھیں اے دیہاتی گوار کہیں کے تجھے اجازتوں کی پڑی ہے میرے ابا بے ہوش ہیں، میرا جگر پھٹا جاتا ہے تو اجازتوں میں پڑا ہوا ہے۔ مدنی کریم ﷺ کو تھوڑا سا افاقہ ہوا، جواب سن لیا فرمایا لخت جگر، ارے نور نظر کس کو دیہاتی کہتی ہو؟ کسے گنوار بتاتی ہو، کس کو دیہات کا باشندہ کہتی ہو، یہ عزرائیل علیہ السلام ہے، ملک الموت ہے، آج تک اس نے کسی سے اجازت نہیں مانگی۔

یہ تو وہ ہے جو بچوں کو یتیم بنا دے، یہ تو وہ ہے جس نے کوٹھیوں کو ویران کر دیا، یہ تو وہ ہے جو بنگلوں کو برباد کر دے، یہ تو وہ ہے جو عورتوں کے سہاگ کو سیکنڈوں میں اجاڑ کر رکھ دے۔

اجازت ہوئی، فوراً جبرائیل امین تشریف لے آئے، اللہ پاک کی طرف سے سلام پہنچایا۔ سیرت کی کتابوں میں موجود ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: کالی کملی والے جنت کے کس حصے میں آپ کا مزار بنایا جائے؟ توجہ کرنا، سرکار مدینہ ﷺ کی محبت دیکھ، وفا دیکھ، اور اپنی جفا دیکھ، نبی ﷺ کی قربانی دیکھ، نبی تجھے کس وقت یاد کرتا ہے، اور تو اپنے منہ پر ہاتھ پھیر کر بھی دیکھ تو نے نبی ﷺ کو کس طرح یاد کیا۔ جبرائیل امین علیہ السلام نے پوچھا جنت کے کس حصے میں بنایا جائے، فرمایا: ؎

جا بنا کر خلد میں میرا مزار
امت عاصی بھی ہوجائے گی بے قرار

اے جبرائیل علیہ السلام میرا مزار تو تم جنت میں بنا دو گے، میرے بلال رضی اللہ عنہ کا کیا بنے گا، سہیل رضی اللہ عنہ کا کیا بنے گا، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا کیا بنے گا، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا کیا بنے گا، جنہوں نے آنکھیں نکلوائیں، جن کا میری وجہ سے سارا چمڑا جلا دیا گیا، ان کا کیا بنے گا۔ ؎

کس طرح سے کیوں کر گوارہ کروں
امت عاصی کو کیوں کر چھوڑ دوں

یہاں زمین پر بناؤ کم سے کم قبر کو دیکھ کر اپنے اپنے دل کو تسکین تو دیا کریں گے، نبی نے آخری وقت میں بھی وفاداری کا امت کو کتنا بڑا ثبوت دیا ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے پھر اجازت چاہی، اجازت مل گئی، آپ اپنا کام کریں، کام کرتے کرتے ابھی گھٹنوں مبارک کے قریب پہنچا، مدنی کریم ﷺ کا اصل تو پہلے گھبراہٹ تھی

ارے لوگو بیان کرنے کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ میں اور آپ بھی فکر کریں، ارے آخری وقت ہے، ٹھنڈے پانی کا پیالہ مانگا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لا کر دے دیا، اس کے بعد پانی پیا نہیں قریب رکھ لیا، رحمت والا ہاتھ بھگو کر منہ پر چھینٹے مار رہے ہیں۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں اے میرے محبوب! یہ گھبراہٹ کیسی، یہ پریشانی کیسی، فرمایا میری عائشہ تو نہیں جانتی موت کتنی گھبراہٹ والی چیز ہے۔

موت کا جھٹکا:

بنی اسرائیل کے دو پیغمبر، دو نبی قبرستان میں گئے اور انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ العالمین ایک مردہ ہم پر ظاہر کردے ہم قبر کا حال پوچھیں گے۔ علما کرام نے لکھا ہے کہ اللہ پاک نے حکم دیا کہ ایک مردہ زندہ ہو کر ہمارے سامنے آجائے۔ انہوں نے پوچھا بتا قبر میں کیسی گزرتی ہے وہ رو پڑا، کہنے لگے بڑی دور کی پوچھی، قبر کا حال پوچھ رہے ہو، تم مجھ سے یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ موت کا جھٹکا کتنا شدید ہے۔ کہنے لگا ہزار برس سے زیادہ میری موت کو گزر گئے آج تک میرے پیروں کے ناخن بھی کڑوے ہیں، اتنی تلخی، اتنا کڑوا پن موت کی وجہ سے منہ میں آتا ہے لاکھوں برس تک رہتا ہے۔

فرمایا میری عائشہ رضی اللہ عنہا تو نہیں جانتی موت کتنی گھبراہٹ والے شی ہے اور کتنوں کو اجاڑ کر رکھ دیتی ہے۔

امام الانبیا ﷺ کا امت سے پیار:

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو امت سے کتنا پیار ہے۔ آج ہمارے یہاں موت آتی ہے بے ہوشی یا ہوشی، لڑکی کو سامنے کھڑا کرتے ہیں، پہنچانتا ہے؟ کہتا ہے کہ نہیں، ماں بچی پہچاننا چھوڑ دیتی ہے تکلیف کی وجہ سے، باپ بیٹے کو نہیں پہچانتا، دادا پوتے کو نہیں پہچانتا، خاوند بیوی کو نہیں پہچانتا، بیوی خاوند کو نہیں پہچانتی۔ ارے اتنی پریشانی کا عالم ہے کہ موت کے وقت پہچان ختم ہو جاتی ہے۔

مگر کالی کملی والے ﷺ نے بارہ ربیع الاول کو بھی تجھے پہچانا، آخری وقت میں بھی تجھے یاد کیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ دن بھر بیٹھ کر غم میں گزارتے، درود شریف سارا دن پڑھتے، قرآن کی تلاوت کرتے۔ جس نبی کا ساری ساری رات قدم مبارک پر قرآن پڑھتے ہوئے سوج آ گئی، جس نبی نے دس دس پارے ایک ایک رکعت میں قرآن کے تلاوت کیے آج اسی نبی کا آخری وقت ہے،

دیوانے، پروانے پریشان ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنا کام کر رہے تھے گھٹنے کے قریب پہنچے تو فرمایا عزرائیل تکلیف ہو رہی ہے۔ تو اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کان لگایا ایک ہی جملہ تھا: رَبِّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ، مولا میری امت کو معاف کر دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اطلاع ہوئی کہ دو جہاں کے سردار کا وصال ہو گیا، رخصت ہو گئے۔

آدم صفی اللہ نہ رہے موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نہ رہے
تو ہم کیا رہیں گے جب رسولِ خدا نہ رہے

حقیقی عاشق کون؟

بے شمار لوگوں کو یقین نہیں آتا تھا کہ میرا محبوب اور موت، مدینے والی سرکار اور موت، دو جہاں کے بادشاہ اور موت۔ مسجد نبوی میں کہرام مچ گیا، سارا مضافات مدینہ سارا عرب رونے لگا۔ عشق تھا اس درجے کا عشق تھا، صحابہ کو جس صحابی کو ناخن بھی ملا، ایک ناخن ملا سو برس تک سونے کی ڈبیا میں آقا دو عالم ﷺ کے ناخن کو سنبھال کر رکھا۔ جس کو ایک بال ہاتھ آ گیا مدنی کریم ﷺ کا پانچ پانچ سو سال تک اس کی حفاظت کی، اور شاید میں نے ذکر کیا ہو، یاد نہیں میرے۔ ہم لوگوں کے ذمہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ کھیل تماشے کرنے والے، یہ ڈھول بجانے والے، چوڑے یہ ہمارے ذمہ لگاتے ہیں کہ یہ تو نبی کو مانتے ہی نہیں۔

علماء دیوبند کی محبت رسول ﷺ:

ہمارے دار العلوم دیوبند میں جو ہندوستان پاکستان اور پوری دنیا میں سب سے بڑی یونی ورسٹی ہے۔ دار العلوم دیوبند کے مدرسہ میں ایک رومال موجود ہے جو مدنی کریم ﷺ کے چوغہ مبارک، آپ ﷺ کے پہنے ہوئے استعمال کردہ چوغہ مبارک اس رومال میں لپٹا ہوا کئی سال تک رکھا رہا۔ وہ رومال جس رومال کو نبی کا بدن مبارک نہیں، نبی کے پہنے ہوئے کپڑے کو وہ رومال لگا ہے دیوبندیوں کے مدرسہ کے خزانے میں سونے کی ڈبیہ میں آج تک رکھا ہوا ہے اور اس کی زیارت کرائی جاتی ہے، بادشاہوں کے ذریعے ہوتا ہوا وہ رومال ان لوگوں تک پہنچا ہے ہم تو نبی کے کپڑے کے لگے ہوئے کپڑے کا بھی اکرام کرتے ہیں۔

صرف میں نہیں مدینے میں کتا، بلی، مرغی ایک جگہ پر چرتے پھرتے ہیں کتا بلی کو نہیں چھیڑتا، بلی مرغی کو نہیں چھیڑتی، مدینے کا جانور شرم کرتا ہے تمہیں ڈھول بجاتے، تماشا کرتے شرم نہیں آتی؟

ہزاروں من زعفران جمع کرو، جو مدینے کی ہوا میں خوشبو آج ہے آج وہ تم کستوری اور عنبر سے پیدا نہیں کرسکتے۔ چودہ سو سال کے بعد بھی حضور ﷺ کے جسم کو نہیں، حضور ﷺ کے روضہ اقدس سے جو ہوا ٹکرا کر آتی ہے اس میں نرالی خوشبو ہے تو حضور ﷺ کے پسینے کی خوشبو کیسی ہوگی۔

اگر صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ ہوتے؟

اگر آج صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ ہوتے تو تم سے پوچھتے کہ تم کس کا تماشہ کر رہے ہو۔ پرسوں ترسوں بارہ ربیع الاول کو نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ میں لڑائی ہوئی جلوس والوں کی، وہ کہنے لگے کہ ہم گھوڑا نکالتے ہیں ہمیں کافر کہتے ہو، تم نے سنڈے نکالے ہوئے ہیں جلوس میں، اندازہ لگا، گھوڑے، گدھے، اونٹ، سنڈے، جلوس نبی کا۔ میں اگر تیرے باپ کا جلوس نکالوں تو تجھے ناراضی نہیں لگے گی۔

یہ جلوس دین نہیں:

نبی ﷺ نے قرآن دیا، نبی ﷺ نے حدیث دی، نبی ﷺ نے فرمان دیا، نبی ﷺ نے اللہ کا پیغام دیا اس کا اکرام کر۔ اور ایک بات میں تمہیں بتلاؤں اگلی بات عرض کرنے سے پہلے، دیکھ لو، نوٹ کرلو، دین کے کام میں حکومت کبھی نہیں مدد کرے گی، کبھی نہیں سرپرستی کرے گی۔ یہ کیا وجہ ہے کہ جلوس کی قیادت کہیں ڈی سی نے کی، کہیں اے سی نے کی، کہیں گورنر نے کی، کہیں تھانے دار نے کی۔ پتہ چل گیا کہ یہ دین کا کام نہیں، اگر دین کا ہوتا افسر بالکل قریب نہ آتا، لکھ لو یہ بات ساری عمر میں افسر کبھی دین کے قریب نہیں آئے گا، اس لیے پتہ چلا کہ یہ دنیا ہے، یہ لعو ولہب ہے، یہ کھیل تماشا ہے یہ بنگھڑا ہے، یہ نبی کا جلوس اور نبی کی خوشی نہیں۔ اور نبی کی وفات ہو اور قہقہے لگاتا پھرے، نبی ﷺ کی وفات ہو اور تو باجے بجائے۔

ایک سوال:

میں ایک بات پوچھتا ہوں تیرا جوان بیٹا مر گیا، جواب بیٹے کا جنازہ پڑا ہو اور برابر میں میرا گھر ہو، میرے بیٹے کی شادی ہو، میں اگر ڈھول بجاؤں، آخر موت میں نے تو نہیں دی تیرے بیٹے کی، اللہ نے دی ہے، لیکن تیرا کلیجہ منہ کو آئے گا کہ اے ظالم میرے بچے کو دفن تو ہونے دو، ارے سامنے جنازہ پڑا ہے تو کھیل تماشہ کر رہا ہے۔

وفات پیغمبر ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ خطاب:

ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ادھر نبی ﷺ کا جنازہ ہے اور ادھر کھیل ہو رہا ہے۔ تمام صحابہ کرام دیوانہ وار چکر لگاتے پھرتے ہیں ایک دوسرے کے گلے لگ کر روتے پھرتے ہیں، بیٹھے ہیں دیوانے، کوئی جنگلوں کو نکل گیا، کوئی مدینے کی گلی میں پڑا ہے، کوئی مسجد میں پڑا ہوا ٹکریں مار رہا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آ کر آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے چادر اُٹھائی پیشانی پر بوسہ دیا، اس کے بعد مسجد نبوی میں تشریف لے گئے تمام صحابہ کو اکٹھے کر کے فرمایا: اے لوگو! وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ ۔ محمد ﷺ کی ذات رسول کی ہے، پیغمبر کی ہے، نبی کی ہے، وہ گزر گئے، وہ رخصت ہو گئے، اللہ نے اپنے پاس بلا لیا۔ اَفَاۡئِن مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ (آل عمران: ۱۴۴) کیا تم نبی کا دین چھوڑ دو گے، کیا نبی کے دین میں گڑبڑ کرو گے۔ اگر تم عبادت محمد ﷺ کی کرتے تھے قَدْ مَاتَ وہ تو رخصت ہو گئے، اگر تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرتے ہو هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وہ زندہ ہے، وہ قائم ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھ کر سنایا، تقریر کی، صحابہ کرام کی سمجھ میں بات آئی، کچھ تسلی ہوئی۔ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ تین دن تک حضور ﷺ کا جنازہ پڑا رہا بالکل غلط ہے، البتہ تاخیر ضرور ہوئی، کیوں، کون دفن کرے سب کا حال تو غیر ہے۔ اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا چھ مہینے زندہ رہی اپنے ابا کے بعد، حضرت علی رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں ایک دن مسکراتی نہیں دیکھی، پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا، ہر وقت رویا کرتی تھی اور کہا کرتی تھیں اے لوگو! کن ہاتھوں سے میرے ابا کی قبر پر مٹی ڈالی، ان حضرات کو صدمہ پہنچا، انہیں تکلیف پہنچی، دیر ہوئی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آ کر انتظام کیا۔

حضور ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ کی سادگی:

اور ایک اور بات بتا دوں نبی ﷺ کے غلامو! اے نبی کے جانثارو، نبی کی شفاعت کے امیدوارو، توجہ کرنا۔ مدنی کریم ﷺ کی وفات جس لباس میں ہوئی کم از کم بارہ پیوند تھے۔ تو چوڑا ہوا پھرتا ہے، اکڑتا پھرتا ہے تیرے آقا اور میرے، سارے جہان کے آقا اور مولا آخری وقت میں اس حالت میں خدا کے یہاں رخصت ہوتے ہیں کہ اس کے بٹن کے بجائے کانٹے چبھے ہوئے ہیں، اس حالت میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔ اور یہی وجہ تھی کہ صدیق اکبر رضی

اللہ عنہ کا جب آخری وقت آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں نیا کپڑا دیکھ کر پوچھا ہے بیٹی یہ کیا ہے؟ عرض کیا ابا میں نے کفن کے لیے کپڑا منگوالیا، فرمایا نہ، نیا کفن مجھ پر نہ ڈالنا اس لیے کہ میں حضور ﷺ کے دربار میں جا کر شرمندہ نہ ہو جاؤں۔ فرمانے لگے عائشہ یہ کپڑا مدینے کی کسی بیوہ کو دے دینا، اپنا ڈوپٹہ بنالے، اپنا پردہ کرلے گی، میں اس لباس میں جاؤں گا جس لباس میں اب موجود ہوں، مدنی کریم ﷺ کو اسی حالت میں وصال ہوا۔ تو سوچنے والی بات ہے جن لوگوں نے مدنی کریم ﷺ کو قبر میں اتارا، جنہوں نے لحد میں اتارا، جنہوں نے آخری دیدار کیا ہو تو کس حالت سے کیا ہوگا، کہ اب آج کے بعد یہ شمع نظر نہ آئے گی تو دکھ تو انہیں پہنچا، پریشانی تو انہیں پہنچی، ہمیں کیا تکلیف ہو۔

سورۃ نصر کا نزول:

اس لیے جب سورۃ اذا جآء نصر اللہ کا نزول ہوا سارے صحابہ خوش تھے کہ دین کامل ہو گیا، اللہ کی مدد آ گئی، اور فوج کی فوج اسلام میں داخل ہوں گی۔ لوگوں نے دیکھا ابو بکر علیحدہ بیٹھ کر رو رہا ہے، پوچھا اے صدیق تجھے کیا ہوا؟ تو کیوں رویا؟ آج کی سورت تو بڑی خوشی کی سورت اتری ہے، جو سورۃ نازل ہوئی اذا جآء نصر اللہ اس میں تو خوشی ہے، مگر پیغمبر ﷺ کا رازدان تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، رونے لگے، کہنے لگے اے لوگو! فرمایا جب اسلام میں فوج کی فوج آ جائے، جب اللہ کی نصرت آ جائے پھر آپ اپنے رب کی تسبیح بیان کریں۔ تمہیں کیا بتاؤں اس سورۃ سے مجھے پتہ چل گیا یار کی جدائی کا وقت آ گیا، اس لیے میں پریشان ہوں کہ حضور ﷺ کا آخری وقت آیا ہے تو یہ سورت نازل ہوئی ہے۔

بنت صدیق رضی اللہ عنہ اہلیہ رسول ﷺ:

وہ صدیق رضی اللہ عنہ جس نے تن، مال، دولت، جان، بیٹی، 52 سال کی عمر تھی مدنی کریم ﷺ کی، جب چھ برس کی لخت جگر حضور ﷺ کی جھولی میں ڈالی ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے۔

نئے آدمی آئے ہوں گے میں نے دو تین جمعے پہلے بتایا تھا کہ محبت کا پتہ یوں چلتا ہے، نعرے لگانے سے نہیں۔ دو بیویاں گھر میں موجود ہیں، چار بیٹیاں ہیں، دو شادی شدہ ہیں، دو ابھی کنواریاں ہیں، ایسی حالت میں رشتہ کون دے، اور حضور ﷺ نے مانگا نہیں، صدیق نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک تمنا ہے کہ میری لخت جگر ہو اور آپ کی گھر والی بن جائے، باون سال

کی عمر تھی جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا چھ برس کی عمر کی بچی ہے، صدیق نے حضور ﷺ کی جھولی میں ڈالی ہے، ایمان کا پتہ چلتا ہے۔ آج کسی کے پاس بچی ہے میں بھی آپ لوگوں میں سے ہوں ہر آدمی تلاش کرتا پھرتا ہے کہ گورنر مل جائے، ڈی سی مل جائے، کوئی سرمایہ دار مل جائے، کوئی سمگلر مل جائے، کوئی کاروں والا مل جائے۔ اور ویسے جب بات چلے گی تو کہے گا کہ نبی سے جتنی محبت مجھے ہے کسی کو بھی نہیں، تو عشق بڑی چیز ہے مگر عشق صادق ہو، اس لیے کہتا ہے: ؎

جنہوں کا عشق صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں
لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

ان کے اعمال سے پتہ چلتا ہے کہ محبت کس کو ہے اور کتنی ہے؟

بنت فاروق رضی اللہ عنہ اور اہلیہ رسول ﷺ:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حفصہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کرلے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب نہ دیا، تو ناراض ہوئے کہ دیکھو یہ بھلا آدمی ہے میں نے بیٹی پیش کی یہ بولا بھی نہیں ہے، جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مدنی کریم ﷺ سے ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بات یاد دلائی، فاروق رضی اللہ عنہ تجھے یاد ہے جب تم نے اپنی بیٹی کی پیشکش کی تھی اور میں بولا نہیں تھا، کہا ہاں یاد ہے بڑا غصہ آیا اس دن مجھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھے پیشکش کی تھی اور میں نے جھولی پھیلا کر دعا کر دی تھی کہ یا اللہ میری بیٹی حضور ﷺ کے نکاح میں ہے فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی بھی حضور ﷺ کے نکاح میں چلی جائے۔ کیسے تھے یہ لوگ، ایسے ہیں عاشق جن کو عاشق کہلانے کا حق ہے۔ غزلیں گاتے ہیں، منہ پر داڑھی نہ مونچھ جیسے پنڈت نہرو کا چاچا ہو، عشق دیکھو سو چڑھتا جائے گا عشق، نبی کی شکل سے نفرت ہے۔ نبی کی صورت سے پیار کر، صحابہ رضی اللہ عنہم کی صورت سے پیار کر، حسین کی صورت سے پیار کر، شیخ عبدالقادر جیلانی کی صورت سے پیار کر، بہاؤالحق زکریا ملتانی کی صورت سے پیار کر، شاہ رکن عالم کی، علی احمد ہجویری، بابا فریدالدین گنج شکر، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، ، خدا کی قسم ایک بھی ایسا نہیں جو نماز چھوڑتا ہو اور داڑھی منڈواتا ہو، ایک بھی ولی ایسا نہیں۔ یہ تو ہماری چودھویں، پندرہویں صدی ہے کہ کوئی جتنا ننگا زیادہ پھرے اتنا بڑا ولی اللہ اور مشکل کشاء، بالکل ننگا جو ہے نا بالکل ننگا سر سے لے کر پاؤں

تک، پیچھے پیچھے پھر رہے ہیں لوگ، بابا جی، بابا جی، بابا جی، کیا بات ہے بھائی کہ جی بابا جی پہنچے ہوئے ہیں، بابا کو تو اپنا تن چھپانے کی عقل نہیں، بابا تو سب کچھ دکھاتا پھر رہا ہے، تجھے بیٹے دے گا یہ؟ اور پھر ہمیں کہتے ہیں کہ ولیوں کو نہیں مانتے، ولیوں کو منوا ننگوں کو تو نہ منوا، کون کہتا ہے کہ ولیوں کو نہیں مانتے، میں ایسے ولیوں کو مانتا ہوں۔

سچے ولی:

میں مکہ مکرمہ گیا، اللہ سب کو زیارت نصیب فرمائے (آمین) نیک آدمی، متقی پرہیزگار آدمی جس سے میری ملاقات ہوئی، عالم تھا، محدث تھا، ولی اللہ تھا اور اگلی بات بتاؤں، ناراض تو ہوں گے تھوڑے سے، وہ آدمی تھا چودہ اگست کو جس دن ہمارے پاکستان کا جھنڈا لہرایا اس دن پاکستان چھوڑ کر چلا گیا تھا کہ اب یہاں خیر نہیں مولانا خیر محمد صاحب پھل والے بہاول پور کے تھے حدیث شریف پڑھایا کرتے تھے سارا دن یوں کاٹتے کہ اپنے ہاتھوں سے پکاتے اور طالب علموں کو حدیث پڑھایا کرتے تھے، انہوں نے بتایا کہ میں نے خواب دیکھا:

بیت اللہ کا طواف ہو رہا ہے، خلیل اللہ طواف کر رہے ہیں، کلیم اللہ طواف کر رہے ہیں، ذبیح اللہ طواف کر رہے ہیں، نوح نجی اللہ طواف کر رہے ہیں، آدم صفی اللہ ہیں، یعقوب علیہ السلام ہیں، یوسف علیہ السلام ہیں، ایوب علیہ السلام ہیں،

انبیاء علیہم السلام کی جماعت بیت اللہ کا طواف کر رہی ہے اور پیچھے پیچھے عطاء اللہ شاہ بخاری چل رہا ہے، طواف میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ چل رہا ہے تو فرماتے تھے کہ میں نے پوچھا شاہ جی یہ مرتبہ کیسے ملا؟ انبیاء کے ساتھ بیت اللہ کا طواف، فرمانے لگے کہ اللہ نے یوں کرمی فرمادی کہ عطاء اللہ شاہ تم نے میرے محبوب ﷺ کی ختم نبوت کے لیے ساری عمر جیل میں کاٹ دی، مصیبتوں میں کاٹ دیں، آجا نبیوں کے ساتھ طواف کرتا رہ، تو ہمارے ولی یہ ہیں جو نماز نہ چھوڑیں، جو اللہ کا قرآن نہ چھوڑیں، جو نبی ﷺ کا دامن نہ چھوڑیں، ہمارے ولی ہیں۔ ننگوں کو ہم ولی نہیں مانتے، ہمیں وہابی کہو، دیوبندی کہو کچھ بھی کہو ہم ننگے کو مشکل کشاء تو کچھ لینے دینے والا تو ہم نبی کو بھی نہیں مانتے صرف ایک اللہ کی ذات ہے دعا آپ کریں، دعا میں کروں، دعا مدنی کریم ﷺ نے فرمائی، دعا حسین نے فرمائی، دعا علی المرتضیٰ نے کی سب نے اللہ سے مانگا تو بھی اللہ سے مانگا کر۔

دین کا مفہوم:

یہ تھا میری معروضات کا آخری حاصل ۔خداوند کریم نے دنیا میں ہمیں اس لیے نہیں بھیجا کہ چلو میں بتاؤں عبادت خدا کی ، یہ ہے دین کا حاصل، عبادت خدا کی کر، بدنی عبادت ہو یا مالی عبادت ہو، نظریاتی عبادت ہو یا پیسے کی عبادت ہو، کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، اطاعت مصطفیٰ ﷺ کی ہو گی ۔ خدا کے بعد خدا کوئی نہیں، مصطفیٰ ﷺ کے بعد مصطفیٰ کوئی نہیں ۔ قیامت تک اور بعد میں بھی خدا کی خدائی جب تک ہے میرے آقا مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مصطفائی بھی باقی ہے، وہ خدائی میں وحدہ لاشریک ہے یہ مصطفائی میں وحدہ لاشریک ہے، اس کا ثانی کوئی نہیں، اس کا ثانی کوئی نہیں۔ بتانا یہ چاہتا تھا کہ امت جس راستے پر چلی ہے خدا خیر کرے۔دس محرم کو تو وہ جلوس نکالتے تھے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا، اور بارہ ربیع الاول کو پانچ چار برس سے، بل کہ زیادہ زوردوں تو سال سے ہوا ہے، میں لاہور تھا، لاہور میں خانہ کعبہ بنایا، بت بنائے اس کے چاروں طرف بت گھوم رہے ہیں، بت گھوم رہے ہیں، تیرے نبی نے بت توڑے تھے امتی بن کر بت بناتا ہے تجھے شرم نہیں آتی ، تین سو ساٹھ بت بیت اللہ سے نکال کر باہر پھینکے۔ خلیل اللہ نے بت توڑے، حبیب اللہ نے بت توڑے، حسین نے بتوں کو توڑ کر سارا خاندان تو دے دیا مگر دین پر آنچ نہ آنے دی۔ اور پھر عورتوں کو کیا چاہیے سارے شہر کی عورتیں نکل کر آئیں دیکھنے کے لیے کہ چلو بیت اللہ دیکھ کر آئیں گی۔عورتیں بے چاری عقل مند تو ہوتی نہیں، سمجھ دار تو اتنی ہیں نہیں۔ ہم چڑھنے لگے غار ثور پر تو درمیان میں عورتیں بیٹھی تھیں، چڑھتے چڑھتے تھک گئیں بے چاری، ایک کہنے لگی سوہنے نبی تجھے کیا ضرورت تھی پہاڑوں پر چڑھنے کی، ہمیں بھی تنگ کیا۔ خدا کی قسم میں نے اپنے کانوں سے لفظ سنے، تجھے کیا ضرورت آئی تھی جو پہاڑوں پر چڑھ بیٹھا۔ دوسری کہنے لگی اس طرح نہیں کہتے وہ آپ نہیں آئے تھے، چھپنے آئے تھے کافر مارتے تھے، تو آگے سے وہ کہتی ہے خانہ خراب ان کو مارنے والا کون پیدا ہوا تھا۔ خود ہی فیصلے اور خود ہی مقدمے۔ عقیدہ دیکھ میں نے اپنے کانوں سے سنا بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے، باوضو منبر پر بیٹھا ہوں، عورتیں آپس میں کہتی ہیں بیت اللہ کو، اس میں اللہ سائیں کی قبر ہے، اللہ کی پناہ، اتنا بھی پتہ نہیں کہ اللہ کی بھی قبر بنتی ہے کہ نہیں، تو کیا ان کے عقیدہ ہوں گے اور کیا ان کے عمل ہوں گے؟ پھر اس کعبے کو دیکھنے آتی ہیں، جلوس میں

شریک ہونے کے لیے آتی ہیں، دونوں طرف عورتیں چلتی ہیں، یہ تمام رسمیں یہودیوں کی ہیں، یہ ساری رسمیں عیسائیوں کی ہیں۔

نبی ﷺ کے دربار میں شرمندہ ہونے سے بچو، اللہ کے دربار میں شرمندہ ہونے سے بچو، آگے ہمارے پلے کچھ نہیں ہے۔ اگر بالکل ننگے ہو کر مریں تو کیا ہاتھ آئے گا، اللہ پاک مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عظمت انبیا علیہم السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۝۸ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ۙ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝۹ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ۭ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝۱۲ وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَھَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۳ (الصف)

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِیٍٔ مَّا نَوٰی

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ اَحْیٰی سُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِاْئَةِ شَهِیْدٍ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اگر ہو اس میں خامی تو سبھی کچھ نامکمل ہے

جناب صدر محترم! حضرات علما کرام! محترم بزرگو! عزیز دوستو! قابل صد تکریم اور تعظیم مبارک باد کے مستحق ہیں لیاقت آباد کے مسلمان۔

عظمت انبیا کا عنوان بڑا مقدس عنوان ہے، بہت ہی عظیم عنوان ہے اور بڑا مطہر عنوان ہے ہم لوگ چوں کہ عربی پڑھتے نہیں، سیکھتے نہیں، جانتے نہیں اس لیے عربی لفظ کی جو اصلی حقیقت ہوتی ہے وہ ہم پر بڑی دیر سے منکشف ہوتی ہے۔

انبیا علیہم السلام کی قربانی:

انبیا جمع ہے نبی کی، اب ہم کیا سمجھیں نبی کا کیا مقام ہے، وہ براہ راست پروردگار عالم کا نمائندہ ہوتا ہے جیسے آپ کے ملک میں صدر کے گورنر ہوتے ہیں یوں بھی گورنر تو بدلتے رہتے ہیں کبھی کوئی نبی نہیں بدلا، خدا نے جس کو تاج نبوت اڑھا دیا، بس اڑھا دیا۔ چوں کہ خدا غلطی نہیں کھا سکتا۔

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج

وہ آگے پیچھے کی ساری باتوں کو جانتا ہے۔ لہٰذا اس سے غلطی سہو کیسے ہو؟ خداوند عالم جس کو

اپنا نمائندہ بنائے وہ اس کے بارہ میں سب سے پہلے جانتے ہیں کہ کس حیثیت کا مالک ہے اور اس اللہ پاک نے ایسے ایسے مستقل مزاج نبی بنائے، آدمی کی عقل حیران ہے، فہم وادراک اس کا جواب دے جاتا ہے کہ ایک اللہ کا نبی، اللہ کے نام کی وجہ سے ایک دن نہیں، دو دن نہیں، سال دو سال نہیں، سو دو سو سال نہیں، ساڑھے نو سو سال مار کھاتا ہے، ساڑھے نو سو سال۔

اور علما کرام نے لکھا ہے کہ لوگ چاروں طرف سے اکٹھے ہو کر اس پیغمبر کو اس نبی کو ان اللہ کے نمائندے کو اتنے پتھر مارتے تھے کہ سر سے لے کر پاؤں تک پتھروں میں چھپ جایا کرتے تھے۔

اس ڈیوٹی دینے کے باوجود، قرآن کریم میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں آئی کہ وہ نبی رو دیا ہو؟ اور اس نے عرض کیا ہو کے الٰہی میں کہاں تک مار کھاؤں؟

بل کہ پروردگار عالم نے فرمایا:

کہ اتنی سخت شدید مار کھانے کے بعد بھی رات کو سر سجدے میں رکھ کر رویا کرتے تھے، الٰہی! اے میرے پروردگار!

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ (الاعراف)

اے میرے مالک، جو کہ حق تھا تیری توحید کو پہنچانے کا میں نہ پہنچا سکا، مجھے معاف کر دے۔

شان کبریائی سے زیادہ کوئی نہیں جانتا مرکز کی طاقت کو نبی سے زیادہ کوئی جانتا، ادھر سے آواز آتی ہے:

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ (المائدہ) میں خدا بڑی طاقت کا مالک ہوں۔

ساڑھے نو سو سال تک حضرت نوح علیہ السلام نے سارا دن پتھر کھائے اور ساری ساری رات آنسو بہائے، گھبرائے نہیں۔

امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج:

پھر ان تمام نبیوں کا سردار آیا، کسی کو خداوند کریم نے معراج کرایا کشتی میں، کسی کو معراج کرایا آگ میں، کسی کو معراج کرایا چھری کے نیچے، کسی کو معراج کرایا آرے کے نیچے، کسی کو معراج کہیں کرایا، سارے معراج زمین پر ہیں اور ایک معراج آسمان اور عرش پر ہوا ہے۔ سارے نبیوں کے معراج زمین پر، ایک آمنہ کے در یتیم کا معراج عرش بریں پر۔ اور فرمایا کہ عرش کا

معراج یہ ہے کہ کالی کملی والے ﷺ کے قدم کو پہنچا، آسمان کا معراج یہ ہے کہ وہ کالی کملی والے ﷺ کو قدم کو پہنچا، سدرۃ المنتہیٰ کا معراج یہ ہے کہ وہ سرکار مدینہ ﷺ کے قدم کو پہنچا، بیت المقدس کا معراج یہ ہے کہ وہ کالی کملی والے ﷺ کے قدم کو پہنچا، تمام کائنات کا معراج یہ ہے کہ وہ سرکار مدینہ ﷺ کے قدم کو پہنچا۔ اسی کو کہتا ہے:

میری معراج یہ ہے کہ میں تیرے قدم کو پہنچا
تیری معراج یہ ہے کہ لوح وقلم کو پہنچا

دوسرے انبیا کرام علیہم السلام کو معراج ہوئے، کوئی اتنی زیبائش نہیں، کوئی زیب وزینت نہیں، مگر یہاں مدنی کریم ﷺ کو اللہ پاک نے معراج کرانے کا انتظام کیا۔

اور علما کرام نے لکھا ہے عرش عظیم کو اٹھانے والے فرشتوں نے تڑپ کر عرض کیا، الٰہی! اس محبوب کا دیدار بلال کرے، صہیب کرے، ابوذر کرے، طلحہ وصحابہ کریں، ہم نوری فرشتے محروم رہیں، ہمیں بھی دیدار کرا۔

تو اللہ پاک جل شانہ نے معراج کرایا، تو فرمایا: اے رات ٹھہر جا، دن ٹھہر جا، چاند اپنی گردش بند کردے، ستارے اپنی گردش بند کردے، ہوا اپنی گردش بند کردے، سارا نظام عالم، نظام زمین، نظام آسمان، تمام کا تمام ساقط ہوجا اور استقبال کے لیے سارا عالم کھڑا ہوجائے کیوں کہ میرا محبوب آرہا ہے کسی چیز کو حرکت کی اجازت نہیں تمام اشیاء اپنی جگہ پر ساقط ہوجائیں کوئی معمولی بات نہیں کائنات کا سردار آرہا ہے دوجہاں کا سردار آرہا ہے، کس شان سے بلایا، کس عظمت سے بلایا، بیت المقدس میں دیکھو، وہاں سارے انبیا کی استقبالیہ کمیٹی بیٹھی ہے، اور ادھر فرمایا، دولاکھ اسی ہزار فرشتہ استقبال کے لیے آجائے۔

ستر ہزار فرشتہ دائیں طرف دوڑے، ستر ہزار فرشتہ بائیں طرف دوڑے، ستر ہزار فرشتے آگے دوڑے، ستر ہزار فرشتے پیچھے دوڑے۔ دو لاکھ اسی ہزار نوری فرشتے تمام کے تمام آجائیں، استقبال کریں چاروں طرف چلیں، اور تمام کائنات کو بتادے کہ آج کائنات کا دولہا عرش عظیم پر آرہا ہے۔

اور ادھر حضور اکرم ﷺ آرام فرمارہے ہیں جبرائیل امین آگئے الٰہ العالمین یہ تو آرام فرمارہے ہیں کیسے بیدار کروں؟ کیسے جگاؤں؟ آواز دوں؟

فرمایا نہیں! اسر پر ہاتھ لگادوں فرمایا ہرگز نہیں! انگلی مبارک پکڑ کر دبادوں فرمایا، ہرگز نہیں!

قدم مبارک پکڑ کر تھوڑا سا کھینچ لوں، فرمایا ہر گز نہیں، کسی جگہ سے گدگدا دوں، فرمایا ہر گز نہیں، کپڑا پکڑ کر کھینچ لوں، فرمایا ہر گز نہیں، عرض کیا انہیں پھر بیدار کیسے کروں؟

فرمایا یہ جتنے طریقے تم نے بتائے ہیں ہزاروں عاشقوں نے اپنے معشوقوں کو یوں جگایا ہے، بیدار کیا ہے، ہزاروں دولہوں نے اپنی دلہنوں کو بیدار کیا ہے، ہزاروں چاہنے والوں نے اپنی چاہت کو اس طریقے سے بیدار کیا ہے۔

جبرائیل محبوب نرالا ہے، جگانے کے انداز بھی نرالے ہونے چاہیے۔کیا طریقہ کار ہو، فرمایا: کچھ بھی ہو، ایسا طریقہ کار ہو آج تک نہ کسی نے استعمال کیا ہو اور نہ آئندہ کوئی کر سکے، کیا صورت ہو؟

فرمایا: کہ یہ جو تیرے سر پر نوری تاج ہے، کروڑوں فرشتوں کی سرداری کا جو تاج ہے، اس میں جو نورانی پر لگے ہوئے ہیں میرے محبوب کے قدموں میں لیٹ جا اور لیٹ کر اس تاج کے ہلکے سے پر سے میرے محبوب کے قدم مبارک کے تلوے میں تھوڑی سی خراش کر دے۔

جبرائیل کہتا ہے کہ الٰہی اس سے کیا فائدہ ہوگا؟

فرمایا: اس سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ دنیا کو پتہ تو چلے گا کہ نوری کس طرح جگا رہا ہے اور آمنہ کا در یتیم سویا ہوا ہے، پتہ تو چلے۔ چناں چہ جبرائیل امین نے اسی طرح جگایا، نوری براق لے کر آیا۔

حضور ﷺ آزمائشوں میں:

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ عظمت ہی عظمت ہے اور ہم کیا عظمت جانیں گے خدا جن کا خود ثناء خواں ہو، ان کی عظمت کو خدا جانتا ہے، قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے جا بجا فرمایا:

إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذْنِهِۦ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿٤٦﴾ (الاحزاب)

میرے محبوب ﷺ کی یہ شان محض ہے وہ بشیر بھی ہیں، وہ نذیر بھی ہیں، وہ سراج منیر بھی ہیں، وہ تو اور نوروں کو اجاگر کرنے کو تشریف لائے، کائنات میں اندھیرا چھا گیا تھا، ظلمت کدہ بن گئی تھی دنیا، کوئی کسی کا نام لیوا نہ تھا کوئی کسی کے حق کو شناخت کرنے والا نہ تھا، پہنچانے والا نہ تھا، امام الانبیا محبوب کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فاران کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر ساری دنیا کو ایک خطبہ ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اگر کامیابی چاہتے ہو، آؤ، آؤ اللہ کی توحید کے پجاری بن جاؤ، میں محمد رسول اللہ کی

ختم نبوت پر ایمان یقین جمالو۔

اور آپ ﷺ کو اس راہ میں جن مسائل سے دو چار ہونا پڑا، جن مشکلات سے دو چار ہونا پڑا، سارا جہان جانتا ہے میں آپ سے یہ کہتا ہوں مکے کے اس وقت کی کوئی گلی ایسی نہیں جہاں سرکار مدینہ ﷺ کو مار نہ پڑی ہو، کوئی چوک ایسا نہیں کوئی محلہ ایسا نہیں، کوئی علاقہ ایسا نہیں، جہاں محمد عربی ﷺ کو لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے نہ مارا اور کمال یہ کہ مکے کے مردوں نے مارا، لڑکوں نے مارا، عورتوں نے مارا، اپنوں نے مارا، غیروں نے مارا، اور قربان جاؤں کالی کملی والے ﷺ نے مار سب کی کھائی کام خدا کا کیا۔

کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ سردار مدینہ ﷺ نے جھولی پھیلا کر یوں دعا مانگی ہو: اے اللہ! میری ہڈیاں لوگوں نے زخمی کر دیں، میرا بدن زخمی کر دیا، اب میں برداشت نہیں کر سکتا، یہ بات نہیں۔

حضرت زید کہتے ہیں میں طائف میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھا، ساتھ تھا، تبلیغ فرمائی۔ لوگوں کو اللہ کا قرآن سنایا، اللہ کی توحید لوگوں کو بتائی، اور یہ بتایا:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ (الملك:۱)

تمام ملک اسی کا ہے، ساری برکتیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝۱ (الملك)

ہر چیز اسی کی قدرت ہے۔ اسی کا نظام چلتا ہے ایک ایک درخت کے پتے کا مالک وہ ہے زمین سے ایک ایک ذرے کا مالک وہ ہے پہاڑ کے ایک ایک سنگ ریزے کے مالک وہ ہے۔ سمندر کے ایک ایک قطرے کا مالک وہ ہے۔ فرمایا:

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۶۲ (الزمر)

سارے جہاں کا کارساز وہ ہے مالک وہ، مختار وہ ہے سارے جہاں کی بگڑی بنانے والی اس پروردگار کی ذات ہے۔

صحابی کہتا ہے تبلیغ فرما کر روانہ ہونے لگے۔ مایوس ہو کر لوٹنے لگے، طائف والوں نے بچے پیچھے لگا دیئے، اندازہ لگاؤ، طائف والوں نے اس چہرے کو زخمی کیا جس کے دیدار کے لیے آسمان کے فرشتے آتے ہیں، مشتاق نظر آتے ہیں، کہ کون سی گھڑی آئے ہمیں بھی دیدار ہو۔

صحابی کہتا ہے چاروں طرف سے پتھراؤ شروع ہو گیا، میں نے بڑی کوشش کی، میں آگے بڑھ کر پتھر کھاؤں، میں ہر طرف دوڑا، اچانک میرے کانوں میں مدنی کریم ﷺ کی پنڈلی مبارک

میں سے کڑاخ کڑاخ سے پتھروں کے لگنے کی آواز آنے لگی، اتنا مارا، اتنا مارا، حضور ﷺ چکر کھا کر زمین پر بیٹھ گئے۔ ستانے نہ دیا ہاتھ پکڑ کر دھکا دیا جلدی کرو، طائف سے باہر نکلو۔ صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے نعلین مبارک لہو میں ڈوب گئے، جنگل میں تشریف لائے، کھجور کے سائے میں تشریف فرما ہو گئے۔ صحابی کہتا ہے کہ میرا اندازہ تھا کہ آج تو بددعاء نکلے گی، آج ان کا بیڑہ غرق ہو جائے گا، آج ان کی بربادی ہو جائے گی۔

مگر رحمت دو عالم ﷺ نے جھولی پھیلائی، میں قریب ہوا آسمان کی طرف چہرہ انور اٹھایا اور دعا مانگی اے زمین و آسمان کے رب! اے آسمان و زمین کے پروردگار! دیکھ لے میرا کیا حال بن گیا؟ اب تو تو مجھ سے راضی ہو جا، میری ہڈیاں ختم ہو جائیں، میرا بدن ختم ہو جائے، سارا بدن لہولہان ہو جائے، تیری ذات کی قسم! میں مار کھاتا رہوں گا، تیرا نام لوگوں کو سناتا رہوں گا۔

نگاہ نبوت کا کمال:

اس دین کے لیے آج ہم یہ چاہتے ہیں کہ پھونک مارنے سے دین نافذ ہو جاتا ہے، اخبارات میں بیان آجائے تو اسلام نافذ ہو جاتا ہے، یا صرف کلمہ پڑھنے سے نجات ہو جاتی ہے یہ اگر مسئلہ پوچھنا ہو تو صحابہ کرام سے پوچھو جن کو نگاہ نبوت نے ایسا رنگا، ایسا رنگا، کمال کر دیا، خود نبی کی ذات تو وہاں ہے جو نبی کے پاس بیٹھے وہ اتنے اونچے بن گئے، وہ اتنی عظمت والے بن گئے، وہ اتنی شان والے بن گئے، وہ اتنی عظمت والے بن گئے، وہ اتنے رتبے والے بن گئے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ساری دنیا کی نمازیں، ساری دنیا کے روزے، ساری دنیا کے حج، ساری دنیا کی خیرات، ساری دنیا کی عبادات، ایک پلڑے میں رکھو اور صحابی کی یہ نیکی کہ اس کی آنکھ نے سرکار مدینہ ﷺ کا دیدار کیا ہے اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ جنہوں نے نمازیں بھی ایسی صورت میں پڑھیں۔

آج تو ہم لوگوں پر سفر میں نماز معاف ہو جاتی ہے، کھانا پینا بڑھ جاتا ہے، نماز معاف ہو جاتی ہے، بیماری علامت ہے موت کی، بیماری مرض نشانی ہے موت کی، اور آج کا مسلمان بیمار پڑا نہیں اور نماز غائب ہوئی نہیں، خدا کے قہر سے ڈرو، بے نمازی بن کر نہ مر، نافرمان بن کر نہ مر، سفر میں نماز کا خاص طور پر خیال کر، تجھے کیا معلوم ہے کہ واپس لوٹ کر آئے گا کہ نہیں۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جن کو نگاہ نبوت نے رنگا تھا کہ دشمن کے مقابلے میں ہیں اور ایک صف حضور کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہے۔

اور سنو اللہ پاک نے اتنا لحاظ کیا صحابہ کا، اگر تمہارا قبلہ سے منہ مڑ جائے گا نماز ٹوٹ جائے گی، سینہ پھر جائے گا تو نماز ٹوٹ جائے گی، ہاتھ کو حرکت دو گے تو نماز ٹوٹ جائے گی، پاؤں کے انگوٹھے زمین سے اٹھ جائیں گے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

اور فرمایا: میرے نبی کے صحابہ تم تلوار چلاؤ، تم قتل کرو، تم شہید ہو جاؤ، میں خدا تمہیں نماز میں شامل کیے ہوئے ہوں، تمہاری نماز نہیں ٹوٹتی، فرمایا:

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ (آل عمران:۱۶۶)

جنگ کے موقع پر نماز، رسول اللہ کی امامت غائب نہیں، نمازیوں کی نماز غائب نہیں، تلواریں چل رہی ہیں اور ادھر نماز ہو رہی ہے، سجدے ہو رہے ہیں، رکوع ہو رہے ہیں، غلامی ہو رہی ہے، حمد وثناء ہو رہی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعائیں ہو رہی ہیں یعنی یہ لوگ اس موقع پر بھی نماز کی پابندی کرتے تھے اور آج کا مسلمان اچھا بھلا نماز کی احتیاط نہیں کرتا، پابندی نہیں کرتا۔

مدنی کریم ﷺ کو تیرہ برس تک اس قدر دکھ اٹھانے پڑے اگر آپ حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کریں خدا کی قسم! آدمی کا جگر پھٹتا ہے۔

خانوادہ نبوت کا فاقہ:

اے لیاقت آباد کے مسلمانو! سارے جہاں کے سردار کے پانچ دن کے فاقے، پیغمبر کی بیٹیوں کی اتنی لمبی فاقہ کشی، آواز نکلنی بند ہو گئی۔

حضور ﷺ تشریف لائے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے ہیں آپ نے دیکھا حضرت خدیجہ رو رہی ہیں۔ فرمایا: خدیجہ ساری عمر میں افسردہ کبھی نہیں ہوئی، پریشان نہیں ہوئی، آج کیا بات ہے۔ فرمانے لگی، میں اپنے اوپر جھیل سکتی ہوں، اپنے اوپر جھیل رہی ہوں، یہ ننھی منھی بچیاں، یہ رقیہ، یہ ام کلثوم، یہ زینب، یہ فاطمہ پانچ برس کی، ان کی بھوک کی وجہ سے آواز تک نکلنی بند ہو گئی۔

اندازہ لگا جس پیغمبر کی بیٹیوں کا یہ حال بنا ہو، خود ان کا حال کیا ہوگا، اور یہ حال ایک دو دن کا نہیں، ڈھائی برس تک چلا ہے، کلمہ پڑھنے والوں کو درختوں کے پتے نہ ملے، حضرت جنگل کی طرف تشریف لے جانے لگے۔ ایک صحابی نے آ کر حضور ﷺ کو ہدیہ دیا، وہ ہدیہ روپیہ نہیں تھا، درہم نہیں تھا، دینار نہیں تھا، وہ کھانے کی چیزیں نہیں تھی، ایک صحابی نے حضور ﷺ کو جھاڑیوں کے پتے دیے۔

شہنشاہ کائنات کی زندگی دیکھو، اور آپ واپس تشریف لائے، بنات رسول کی، اپنی بیٹیوں

کی لائن بنائی، اور رحمت والے ہاتھوں سے وہ جھاڑی کے پتے، رحمت والے دامن سے نکال کر اپنی بیٹیوں میں تقسیم فرمائے، اور فرمایا لخت جگر یہ پتے کھاؤ، قرآن پڑھو، موت آجائے خدا کا قرآن نہیں چھوڑنا، کیا شان ہے؟ کیا عظمت ہے؟ کس حالت میں حضور کریم ﷺ کی ذات نے اللہ کی توحید اور قرآن کو نبھایا ہے۔

میری تو آج بھی تمنا ہے، میں تو آج بھی جانتا ہوں، موت تو برحق ہے میں تو آج بھی چاہتا ہوں کہ تیری آگر آج موت آجائے، کفن میں تجھے رکھا ہوا ہو، لوگ آرہے ہوں، دیدار کررہے ہوں، ذکر کررہے ہوں، میں کہتا ہوں:

کہ تیری اماں اگر تیری صورت دیکھنے آئے تو سورۃ یٰسین پڑھتی ہوئی آئے، بہن تیرا منہ دیکھنے آئے تو سورۃ ملک کی تلاوت کرتی ہوئی آئے، خالہ منہ دیکھنے آئے تو سورۃ مزمل پڑھتی ہوئی آئے، رشتہ دار آئیں سورۃ رحمان پڑھتے ہوئے آئیں، قل ہو اللہ پڑھتا ہوا آئے، سورۃ بقرہ پڑھتا ہوا آئے۔

میں تو چاہتا ہوں جب تیرا جنازہ گھر سے اٹھے قرآن کی چھاؤں میں روانہ ہوا جائے، سارے گھر والے تجھے قرآن کی چھاؤں میں، قرآن کریم کی ہواؤں میں، قرآن کریم کی روشنی میں رخصت کردیں، اس سے بڑی بات کیا ہوسکتی ہے؟

عظمت ہی عظمت:

حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو اللہ نے معجزات کے تھوڑے خزانے دیئے ہیں، اللہ غنی، پانی کے پیالے میں انگلی رکھ دی، قافلے والوں نے پانی طلب کیا، کالی کملی والے پانی نہیں جانور پیاسے ہیں، آدمی پیاسے ہیں آپ ﷺ نے پیالے میں انگلی رکھ دی، آواز آئی، میرے محبوب پانی چاہیے، جی اللہ پانی چاہیے۔

فرمایا اگر موسیٰ کی طرح پتھر میں لکڑی مار کر آپ کو پانی دیا، پھر کلیم میں اور حبیب میں فرق کیا ہوگا؟ وہ کلیم اللہ تھے، آپ حبیب اللہ ہیں، پتھر میں لکڑی نہیں لگوانی، پھر کیسے پانی ملے گا؟

فرمایا: یہ پیاری انگلی اشارہ کرو چاند کا جگر پھٹ جائے، یتیم کے سر پر پھیرو بادشاہ بن جائے، یہ پیاری انگلی دعا کے لیے اٹھ جائے تو جہان میں تبدیلی آجائے، اور فرمایا یہ نگاہ اگر آسمان کی طرف اٹھ جائے تو قبلہ پھر جائے، تم اگر یوں دیکھو گے تو چمگاڈر پیشاب کرجائے گا، کالی کملی والے نے یوں دیکھا تو قبلہ بدل گیا۔

فرمایا: یہ پیاری انگلی، اگر کنکران ہاتھوں میں آئے تو کلمہ پڑھنے لگے، درختوں کو اشارہ کر دے، جڑوں سے اکھڑ کر آ جائیں، اشارہ کر دو واپس چلے جائیں اونٹ کے سر پر رکھ کر پوچھو وہ اپنی فریاد کرے، چڑیا سے اشارہ کر کے پوچھو تیرا کیا حال ہے، وہ اپنا دکھ بتائے، فرمایا: یہ پیاری انگلی پانی کے پیالے میں دیکھو، انگلی تیری ہوگی کرم میرا ہوگا، ایسا چشمہ جاری کروں سارا قافلہ پانی پی لے۔

کسی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو نوکری نہیں کرتا، کاروبار نہیں کرتا، دھندہ نہیں کرتا، تجھے بھوک نہیں ستاتی؟

فرمایا: جب میں تنگ ہوتا ہوں، میں اپنے آقا کا چہرہ دیکھتا ہوں، میری بھوک ختم ہو جاتی ہے، میری پیاس ختم ہو جاتی ہے۔

ہم کیا سمجھیں عظمت انبیا؟ کھجور کا تنا مسجد نبوی میں سوکھا ہوا، خشک تنا، جس سے پشت مبارک لگا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کچھ کمزوری آ گئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد میں منبر بنایا، پہلا جمعہ آیا، حضرت منبر پر تشریف فرما ہوئے، کتابوں میں موجود ہے، خشک لکڑی ارے بے جان لکڑی، کھجور کی لکڑی، تر بھی نہیں پھلتی بھی نہیں ہے، خشک ہے، بلبلا پڑی، چیخ چیخ کر رونے لگی، حضرت نے اٹھ کر سینے سے لگا لیا، فرمایا: کیا بات ہے؟ آواز آتی ہے آقا زندگی میں ہی جدائی ہو گئی، ہر آٹھویں دن مہر نبوت کا بوسہ مل جایا کرتا تھا، اب منبر بن گیا میں روؤں نہ تو کیا کروں؟ جدائی ہو گئی۔

ارے نبی کی جدائی کا لکڑی کو پتہ چل گیا، تمہیں آج تک پتہ نہ چلا تمہیں ان کوٹھیوں کا پتہ ہے، تمہیں ان بنگلوں کا پتہ ہے، تمہیں دولت کا پتہ ہے، تمہیں گوداموں اور دوکانوں کا پتہ ہے، خدا کی قسم! تم کیا جانو کہ سرکار مدینہ ﷺ کی غلامی کا کیا مزا ہے؟

اور میں تو ایک اور بات کہتا ہوں کہ عظمت انبیا کا عنوان مسلمانوں سے نہیں، کافروں سے پوچھو لو مزہ آ جائے گا، نا ماننے والوں سے پوچھو مزہ آ جائے گا۔

کفار مکہ کا اعتماد:

مکہ مکرمہ ہے اللہ سب کو زیارت نصیب فرمائے (آمین) امیہ ابن خلف اپنے گھوڑے کو پانی پلا رہا ہے، حضور پاک ﷺ پاس سے گزرنے لگے، کھانسنے لگے، حضور ﷺ نے پوچھا کیا کر رہا ہے؟ کہنے لگا یہ گھوڑا تیار کر رہا ہوں اس پر چڑھ کر نعوذ باللہ آپ کو قتل کر دوں گا۔ آپ ﷺ

نے فرمایا: ان شاء اللہ میں محمد رسول اللہ تجھے قتل کروں گا، بات آئی گئی ہوگئی۔

مگر امیہ ابن خلف نے گھوڑا بھی اسی وقت چھوڑ دیا، اور روتا ہوا گھر گیا، گھر والی کہتی ہے کیا ہوا ہے؟ کہتا ہے بیڑہ غرق ہوگیا، کیا بات بنی؟ امیہ کہتا ہے اس کالی کملی والے نے میرے قتل کی خبر سنادی، دونوں میاں بیوی بیٹھ کر رونے لگے، محلہ آگیا، کیا ہوا؟ دونوں کہتے ہیں تباہی پڑگئی، بربادی ہوگئی اس آخر الزمان پیغمبر نے، بلال کے آقا نے، صہیب کے آقا نے، ابوذر غفاری کے آقا نے، محمد کریم ﷺ نے میرے قتل کی خبر دے دی۔

کافر کہنے لگے تیری بھی عقل ماری گئی، ارے وہ تو کمزور لوگ ہیں، ہم ان کو روزانہ مارتے ہیں، ہر وقت ان کو مارتے ہیں، تمہیں کیا صدمہ ہوا؟ کہنے لگا: مارنا کوئی دلیل نہیں، میں نے تم سب سے زیادہ مارا، ان کے غلاموں کو مارا، خود ان کو بھی مارا۔

لیکن اے مکے والو! ایک بات بتاؤ، چالیس سال سے زیادہ ہم میں گزارے ہیں، ایک بات بتادو، جو اس زبان سے نکلی ہو، کبھی غلط نہیں ہوئی، پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں کالی کملی والے کا فرمان غلط نہیں ہوسکتا، میں نہیں کہتا، کسی صحابی کی یہ بات نہیں، دشمن کی بات ہے، مخالف کی یہ بات ہے وہ کہتا ہے اس جیسا سچا اس کائنات میں کوئی آیا ہی نہیں۔

چناں چہ جنگ بدر کا موقع آیا، چھپ کر بیٹھ گیا، بڑی مشکل سے گھسیٹ کر لائے چودھری، اور پھر حضور کریم ﷺ نے ایک صحابی سے چھڑی لے کر اس کے کندھے پر ماردی، چلاتا ہوا گیا، زخمیوں میں پڑا تھا، کان کٹے پڑے تھے، ناک کٹے پڑے تھے، کندھے کٹے ہوئے تھے، پاؤں لوگوں کے کٹے ہوئے تھے، اس کو ذرا سی خراش تھی، چیختا تھا۔

علما نے لکھا ہے بیل کی طرح آواز ہوگئی، اور جب کافروں نے عار دلائی کہ یار ذرا سی خراش ہے، اے چودھری تجھے شرم نہیں آتی؟ کہ ان لوگوں کا پتہ نہیں کیا کیا کٹا ہوا ہے؟ اور تو چیخ رہا ہے، ہائے! ہائے! ہائے!

لیاقت آباد کے غیور مسلمانو! خدا کی قسم! اس دشمن دین نے کیا بات کہی؟ وہ کہنے لگا: تمہیں معلوم نہیں کسی کو فاروق رضی اللہ عنہ نے مارا، کسی کو عثمان رضی اللہ عنہ نے مارا، کسی کو کسی نے مارا، کسی کو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مارا، کسی کو زبیر رضی اللہ عنہ نے مارا، کسی کو عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے مارا، کسی کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مارا، اور تمہیں کیا معلوم مجھے کالی کملی والے نے مارا ہے۔

اور کہنے لگا غصہ سے اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے، میں پھر بھی مارا جاتا، چیختا چیختا مر گیا، تو مکے کے کافر

کا بھی یہ عقیدہ اور یقین ہے کہ حضور کریم ﷺ جیسی زبان سچ بولنے والی اس کائنات میں آئی ہی نہیں۔

تذکرہ معجزات:

اس نبی آخر الزمان ﷺ نے کیا کیا دکھ نہیں اٹھائے، کیا کیا پریشانیاں نہیں اٹھائیں، اور ان کے ماننے والوں نے کیا کیا صدمے نہیں دیکھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتنی اونچی شان ہے کہ آج کوئی نقشبندی خاندان کا مرید ہے، کوئی صابری خاندان ہے، کوئی قادری خاندان ہے، کوئی چشتی خاندان ہے۔ صحابہ وہ ہیں جو کالی کملی والے کے براہ راست مرید ہیں۔

کیا کہنا ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کیا کرتے تھے، کیا شان ہے ان لوگوں کی، ارے ان مقتدیوں کا کیا کہنا جن کا امام، امام الانبیا ہو اس فوج کا کیا کہنا جس فوج کا کمانڈر انچیف محمد رسول اللہ ﷺ ہو، جو پسینے تک کے قدر دان تھے۔

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دکھتی آنکھوں پر لعاب لگا دیا تو شفاء ہو گئی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیر میں سانپ کاٹ گیا، اپنی پیاری انگلی سے وہاں لعاب مل دیا تو زہر ختم ہو گیا۔

کیا شان ہے، کیا عظمت ہے، کیا تقدس ہے، کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے برتری عطا کی ہے، اور کیوں نہ ہو، خلیل اللہ مانگنے والا ہو، ذبیح اللہ آمین کہنے والا ہو، حضرت ہاجرہ اور حضرت سارہ آمین کہنے والی ہوں، اور جس کو مانگ رہے ہوں وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہو۔

آزمائش ہی آزمائش:

پھر اس محمد رسول اللہ ﷺ نے کتنے بڑے بڑے صدمے اٹھائے، اس دین متین کی خاطر، غزوہ احد میں ہمیں خود آپ زخمی، چہرہ انور سے لہو ٹپک رہا ہے، دندان مبارک شہید ہو گئے، خون تھوک رہے ہیں، خود کی ایک کڑی چہرہ کے اندر چلی گئی، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے دانتوں میں پکڑ کر کھینچی، دو دانت اوپر کے دو دانت نیچے کے چار دانت نکل گئے، واہ ابو عبیدہ تم کتنے خوش نصیب ہو، کسی کے دانت درد کی وجہ سے نکلیں گے، کسی کے دانت جڑ چھوڑ کر نکلیں گے تمہارے دانت امام الانبیا کی تکلیف دور کرتے ہوئے نکل گئے، ادھر لہو تھوک رہے ہیں، ادھر پریشانی ہے، چٹائی جلا کر راکھ زخموں میں بھری جارہی ہے، ادھر کسی نے آکر بتا دیا، اے کالی کملی والے تیرے پیارے چچا کے کئی ٹکڑے کر دیے گئے، ذاتی رنجش کوئی نہیں، عناد کوئی نہیں، جھگڑا کوئی نہیں، تنازعہ کوئی نہیں، اتنی سی بات ہے

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (الصف:۱۱)

آؤ اللہ کے راستے میں جاؤ، جان قربان کردو، مال قربان کردو، نام پیدا کرلو، کامیاب ہوجاؤ گے، ایسی غلامی؟

غسیل الملائکہ:

سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی، شادی ہوئی، سوئے ہوئے ہیں دولہا دلہن، باہر سے آواز آئی:

اِنْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (التوبہ:۳۸)

آؤ کفر نے اسلام کو للکارا ہے۔

حضرت حنظلہ اٹھے، اور یوں بیوی پر نظر جمار کھی ہے، گھر والی صحابیہ تھی، کہنے لگی: کیا بات ہے پریشان کیوں ہو؟

ڈر رہا ہوں میں جانا چاہتا ہوں جہاد میں، کبھی تو رونا نہ شروع کردے، ہچکچانا شروع کردے، سسکیاں لینی نہ شروع کردے، میرا دل نہ تم توڑ دینا۔ کہنے لگی: جس نگاہ نبوت نے تجھے مرد مومن بنایا ہے مجھے بھی اسی دربار سے کلمہ محمد ملا ہے۔

تم کیا کہتے ہو میں روؤں گی، میں سسکیاں لوں گی، تمہاری راہ میں رکاوٹ بنوں گی۔ جاؤ، اگر تمہیں مجھ سے پیار ہے، محبت ہے، تو دلہن کے الفاظ ساتھ باندھ کرلے جاؤ، جاؤ اور واپس آنے کی کوشش نہ کرنا۔ حنظلہ کی دلہن کیا بات ہے تجھے پیار نہ ملا؟ کہتی ہے بڑا ملا، محبت نہیں ملی؟ بڑی ملی، پھر کیوں کہتی ہو واپس نہ آئے، کہنے لگی تمنا یہ ہے، کل خدا کی عدالت ہو، اللہ کا تخت لگا ہوا ہو، عدالت ہو انصاف ہو، اور اللہ پاک یہ آواز لگائیں اے شہیدوں کے رشتہ دار آؤ، میں آگے بڑھ کر کہوں گی، میں بھی ایک رات کے شہید کی بیوی کہلاتی ہوں۔

حنظلہ وہ ہے جس کو نوری فرشتوں نے غسل دیا، لاش نہیں ملتی تھی، اندازہ لگاؤ جس کو سرکار تلاش کرتے ہوں وہ کتنے مقدروں والا جوان ہوگا۔ فرمایا: جاؤ جاؤ میرے حنظلہ کو ڈھونڈ کرلاؤ، یوں چہرہ انور اٹھایا، فرمایا: ٹھہر جاؤ، حنظلہ کا غسل، کفن، دفن، تمام کے تمام نوری فرشتوں نے اپنے ذمہ لگالیا ہے، وہ اسی میں مصروف ہیں۔

تذکرہ سید الشہداء:

تو مدنی کریم ﷺ کو خبر دی گئی تیرا پیارا چچا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیا گیا۔ آپ ﷺ تشریف لائے، اللہ، اللہ، سرکار ﷺ کی چچا کے چہرے پر نظر پڑی، تو ناک نہیں، ادھر جھانک کر دیکھا تو دونوں آنکھیں نہیں، اور نظر کو وسعت دی تو دونوں کان نہیں، تھوڑی سی نظر نیچے کی تو دونوں لب نہیں، منہ میں جھانک کر دیکھا تو زبان نہیں، اور نیچے کو نظر کی تو پیٹ میں جگر اور کلیجہ نہیں، دونوں ہاتھ نہیں، دونوں پاؤں نہیں، رحمت دو عالم ﷺ زمین پر چکر کھا کر بیٹھ گئے اور جھولی پھیلا دی، اے میرے اللہ! اگر تجھے یوں ہی منظور ہے۔

اگر میری پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا عورت زاد یہاں نہ آتی، اگر تو یوں ہی راضی ہے، میں اپنے چچا کے ٹکڑے اٹھانے کو تیار نہیں، دیکھ لے کیا حال بن گیا میرے پیارے چچا کا؟ ٹکڑے جوڑے گئے، گٹھڑی بنائی گئی، کفن کے لیے چادر لائی گئی، اور چچا ہو پیغمبر کا، بہادر شیر ہو، گیارہ ٹکڑے اللہ کی راہ میں کر دیے گئے ہوں۔

مگر حالت یہ ہے کہ کفن کے لیے صرف ایک چادر ہے اور وہ بھی اتنی چھوٹی کہ سر ڈھانپتے ہیں تو پاؤں کھلتے ہیں، پیر ڈھانپو تو سر کھلتا ہے، پیغمبر ﷺ نے روتے ہوئے فرمایا، میرے پیارے چچا کے پاؤں پر درختوں کے پتے ڈال دو۔

صابر پیغمبر:

اندازہ لگا عظمت انبیا کیسے ہوگی؟

ارے اتنے بڑے بڑے دکھ اٹھا کر بھی پیغمبر کا پیمانہ صبر کبھی لبریز نہیں ہوا، کبھی بددعا نہیں کی، کبھی کسی کے پیچھے نہیں لگے، مار کھائی اور سارے صحابہ کو مار کھانے کی عادت ڈالی، جو کی روٹیوں پر گزارہ فرمایا۔

میرا اور آپ کا اکثر لوگوں کا خیال ہے ذرا توجہ کرنا ایک بات یاد آئی: اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم اگر غریب آدمی ہیں اور وہ غربت میں رہے تو کیا کمال ہے؟ جب اسے ملتا ہی کچھ نہیں، کہاں سے لائے؟ سرکار کا یہ فقر، سرکار کی یہ غربت اختیاری تھی۔ اللہ نے پوچھا! میرے محبوب اگر آپ اجازت دیں اور چاہیں یہ احد پہاڑ سونے کا بنا دوں۔ فرمایا: میرے محبوب! جس زمین کے ٹکڑے پر تھوک دو گے وہ سونا بن جائے گا، جہاں قدم رکھ دو گے، چاندی بن جائے

گی، اللہ نے پوچھا مگر رحمت دو عالم ﷺ نے جواب دیا ہے۔ الٰہی ایک دن کھلا؟ جو کھا کر تیرا شکر ادا کروں، اور ایک دن بھوکا رکھ تیرے نام پر صبر کیا کروں۔

آپ ﷺ مدینہ ریاست کے بادشاہ ہوں، اتنا اتنا آیا کہ مدینے کو امیر بنا دیا، جب کمی تھی، کمی بھی اتنی تھی کہ ایک کھجور کا دانہ اور اس میں تین صحابی شریک فرمائیے۔ سرکار کی فوج کا راشن دیکھو، ایک کھجور کا دانہ، اس میں تین آدمی شریک کہ تینوں تقسیم کر لینا۔ ہمیں اگر کوئی ایک گائے بھی دے کہ تینوں تقسیم کر کے کھالینا، ایک ہی ہڑپ کر جائے گا، ان حضرات کے یہاں تو سارا ہی کمال تھا۔

ایمان صحابہ:

ایک اللہ والے نے زمین خریدی مکان بنانے کے لیے، اس نے بنیادیں کھودیں، وہاں سے سونے سے بھرا ہوا مٹکا نکل آیا، آج ہمارے مقدر میں کہاں کہ سونے کے بھرے ہوئے مٹکے نکلیں۔ اور اگر نکل آئے گا تو ہم کسی کو بتائیں گے تھوڑا ہی بل کہ اس دن مزدوروں کو بھگا دیں گے، جاؤ، جاؤ بھائی! آج ہم کام نہیں کرتے، ہمارا موڈ ٹھیک نہیں ہے جاؤ کہیں یہ ساجی نہ بن جائے۔

مگر یہ غلام ہے کالی کملی والے ﷺ کا، مٹکا سونے کا بھرا ہوا اٹھا کر لے کر گیا جس سے زمین خریدی، کہتا ہے میں نے زمین کے پیسے دیئے یہ سونے کا بھرا ہوا مٹکا تیرا ہے، سنبھالو اپنا بھائی، آگے وہ بھی کوئی غیر نہیں تھا، وہ کہنے لگا کہ سچی بات یہ ہے نہ مجھے میرے باپ نے بتایا، نہ میرے دادا نے بتایا، نہ میں نے دفن کیا، اب یہ مٹکا تیرا ہے، جس کی زمین، سونا اس کا، یہ میرا نہیں تیرا ہے۔

کئی آپ کو ملیں گے کہ صحابہ لڑا کرتے تھے، اس لیے میں نے یہ بات کی کہ میں تمہیں بتا دوں کہ صحابہ کیسی لڑائی لڑا کرتے تھے۔

اب ہماری لڑائی ہے دکان میری، دوسرا کہتا ہے میری۔ یہ کاروبار میرا، وہ کہتا ہے میرا، یہ زمین میری، وہ کہتا ہے میری۔

اور صحابہ لڑ رہے ہیں میں بھی مانتا ہوں، وہ کہتا ہے سونے کا بھرا ہوا مٹکا میرا نہیں تیرا ہے، وہ جو سونے کا مٹکا لے کر آیا تھا اس نے آدمی اکٹھے کیے اور کہنے لگا:

اے لوگو! جب سے میں نے کلمہ پڑھا، رب کائنات کی قسم ہے میرے حلق سے پرائے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں گزرا، میں اس سونے کو دیکھنے کو بھی تیار نہیں، اس زمین والے کو کہو کہ یہ اپنا سونا سنبھالے۔ وہ کہنے لگا مالک کائنات کی قسم ہے جب سے میں نے کلمہ پڑھا میرے حلق سے

پرائے مال کا لقمہ کبھی نہیں گزرا، میں اپنی آخرت کیوں خراب کروں، زمین تیری، سونا تیرا، اٹھا کر اپنے گھر لے جا، لڑ رہے ہیں صحابہ۔ لڑتے لڑتے جج کے پاس چلے گئے، جج بھی انہیں میں سے ہے، آج کل کا اگر کوئی ہوتا چلو میاں اگر تمہارا دونوں کا نہیں ہے تو چلو ہماری کوٹھی میں پہنچا دو، اور اگر میرے جیسا وہاں کوئی کھڑا ہوتا تو کہتا میاں آؤ، میرے مدرسے کی رسید کٹوا لو۔

خدا کی قسم! جب یہ واقعہ سنتے ہیں تو کئی مرتبہ دل کرتا ہے کہ یار اس وقت ہم موجود نہ ہوئے وگرنہ کچھ نہ کچھ رگڑا لگانا چاہیے تھا۔

دونوں نے انکار کر دیا، وہ کہتا ہے کہ میرا نہیں، یہ کہتا ہے کہ میرا نہیں، جج بھی ان میں سے ہے کہنے لگا (سارے کہو سبحان اللہ) کیسے فیصلے ہوا کرتے ہیں، جج نے پوچھا ان دونوں لڑنے والوں سے کہ تمہارے پاس اولاد کیا ہے؟ ایک نے کہا کہ میرے پاس لڑکا ہے، دوسرے سے پوچھا تیرے پاس کیا اولاد ہے؟ اس نے کہا لڑکی ہے۔ پھر کہنے لگا: میرے حکم سے اس لڑکے کی اور اس لڑکی کی شادی کرو۔ ان کا نکاح کرو، اور یہ سونے کا بھرا ہوا مٹکا اس جوڑے کے حوالے کر دو، یہ ان کو دے دو یہ ان کا حق ہے۔ آج ہم لوگ ان چیزوں کو گناہ نہیں سمجھتے، خدا کی قسم! یہی قبر میں بربادی کا ذریعہ بن جائے گا۔

سیرت اپناؤ:

آخری وقت میں فرمایا: جس کا میں نے حق دینا ہو وہ وصول کر لے، جس کا میرے ذمہ قرض ہو وہ لے لے، زبان سے اگر میں نے کسی کی توہین کی ہو اس دنیا میں بدلہ لے لے، آخرت میں مطالبہ نہ کرے۔

شہنشاہ کائنات ﷺ کا عدل دیکھو، نمونہ دیکھو، سیرت دیکھو، آخری وقت میں بھی کتنا خوف خدا ہے۔

اور ذمہ داری سے کہتا ہوں جس لباس میں سرکار مدینہ ﷺ کی وفات ہوئی گیارہ پیوند لگے ہوئے تھے، ہر وقت کوٹھی بنگلے کا تصور نہ رکھ، اس لیے قرآن کریم کہتا ہے:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ (الاسرائیل: ۳۷)

تو میری زمین پر اکڑ کر نہ چل، تو میری زمین کو چیر نہیں سکتا، میرے پہاڑوں سے بلند نہیں ہو سکتا۔ عمل دیکھو مدنی کریم ﷺ کا، آپ میرے لیے اور آپ کے لیے نمونہ چھوڑ کر گئے ہیں۔

اور یہ قرآن کے بارے میں فرمایا: پوری امت اس کی وارث ہے، میں قرآن کریم تمہارے حوالے کر کے جاتا ہوں، اہل بیت نے اسی پر عمل رکھا، صحابہ نے اسی پر عمل رکھا، علامہ سید عبدالقادر جیلانی نے اسی پر عمل رکھا، اور ایسے ایسے اللہ والے آئے، ایسے ایسے نیک آئے، کہ ان کی سجدے میں موت آئی۔ نماز ایک بڑا اہم فریضہ ہے کسی مرد و عورت کو معاف نہیں، اس لیے توبہ کرو، استغفار کرو، اللہ کے حضور میں عاجزی کرو، اور اپنے آپ کو خدا کے بندے سمجھو، حضور ﷺ کا امتی سمجھو، اور نماز کی پابندی کرو۔

ایک بات سن لو، رب کائنات کی قسم ہے اگر یہ امت دوزخ کی طرف گئی تو فرشتے روئیں گے۔ قرآن کہتا ہے:

سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ (الملك)

تم نے قرآن نہیں سنا، اے جہنم میں جانے والو! نہیں سنا قرآن؟ قرآن کریم سنتے سنتے بھی اگر تم جہنم میں جا رہے ہو؟ تو حیرت ہے تمہاری زندگی پر، مسلمانو! پانی تو آدمی ویسے بھی پیتا ہے، اگر یہ نیت کر کے تین سانس لے لے کہ میرے آقا کی سنت ہے، پیاس بھی بجھ گئی، پیٹ بھی بھر گیا، اور ثواب بھی مل گیا، کھانا تو ویسے بھی کھانا ہے، اگر دائیں ہاتھ سے شروع کر دو، بسم اللہ پڑھ کر شروع کر دو، ارے پیٹ بھی بھر جائے گا۔ اور قیامت میں آپ ﷺ فرمائیں گے، یہ تو وہ ہے جو میرے طریقے کے بغیر نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا۔ ہر بات میں سنت کی تابعداری کرو۔ اللہ پاک مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت نوح علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا. وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○۱ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○۲ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ○۳ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○۴ (نوح)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

قرآن کریم میں اللہ پاک حضرات انبیا کرام علیہم السلام کے واقعات کو دہراتے ہیں اور بیان فرماتے ہیں مطلع کرنا، خبردار کرنا، ہوشیار و بیدار کرنا مقصود ہے امت محمدیہ ﷺ کو۔ فلاں

نبی کی امت نے بغاوت کی۔ فلاں نبی کی امت نے سرکشی کی، فلاں نبی کی امت نے دین حق سے بغاوت کی اس کو ہم نے یوں ذلیل وخوار کیا، تو من جملہ ان پیغمبروں کے ایک اللہ کا بہت برگزیدہ اور بہت لاڈلا پیغمبر ہے۔ سیدنا نوح علیہ السلام

حضرت نوح سیدنا نوح علیہ السلام کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے اصل نام عبدالغفار ہے نوح آپ کا لقب پڑ گیا۔ خازن والے نے لکھا ہے کہ ایک کتا تھا جس کے بدن پر خارش تھی، وہ بڑا گندا ہوا تھا، وہ جب حضرت نوح علیہ السلام کے قریب سے گزرنے لگا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے نفرت کی، حقارت کی، تو لکھا ہے کہ کتے کو اللہ نے زبان دی اور وہ کہنے لگا کہ اے نبی کیا یہ میری مرضی تھی کہ میں کتا بن جاؤں؟ اور یہ بیماری میں اپنی مرضی سے لایا ہوں، آپ نبی خود نہیں بنے بل کہ اس بے نیاز نے آپ کو بنایا ہے، میں کتا خود نہیں بنا، اس مالک کائنات نے مجھے کتا بنایا ہے اور یہ بیماری مجھے اس کی لاحق کی ہوئی ہے، آپ نے نقش پر اعتراض نہیں کیا، بل کہ نقاش پر اعتراض کیا ہے، مجھ پر اعتراض نہیں کیا، بل کہ میرے بنانے والے پر اعتراض کیا ہے، اس سے نفرت کی ہے۔

علما نے لکھا ہے کہ کتے کی زبان سے یہ الفاظ سن کر سیدنا حضرت نوح علیہ السلام اتنے روئے، اتنے روئے کہ نوح یا نوحہ کے معنی عربی میں رونے کے ہیں، رونے والا ہی نام پڑ گیا، حضرت نوح علیہ السلام ایک کتے کی بات پر رو پڑے۔ ہم قرآن کریم کی بات پر بھی نہ روئے، ہم اللہ سبحان وتعالیٰ وتقدس کے کلام کو سن کر بھی نہ روئے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت توحید:

مدنی کریم ﷺ کے فرمان کو سن کر بھی نہ روئے، خداوند کریم نے حضرت نوح علیہ السلام کو بہت عمر عطا فرمائی تھی اور ایک مستقل قوم کے لیے راہنما، راہبر بنا کر بھیجا، حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کی توحید کا پیغام امت کو پہنچایا، قرآن کریم نے ان ساری باتوں کو دہرایا ہے۔ فرمایا:

"اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ" (نوح:۱)

تحقیق بے شک ہم نے بھیجا، حضرت نوح کو پیغمبر بنا کر، تاج نبوت اڑھا کر ان کی قوم کی طرف۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا

البتہ تحقیق میں نے بھیجا، وہ اپنی قوم کی طرف نبی بن کر آئے۔ ہدایت لے کر آئے، میری

توحید کے پیغام لے کر آئے۔

اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ① (نوح:۱)

تا کہ قوم دردناک عذاب سے بچ جائے، مصیبتوں سے بچ جائے، پریشانیوں سے بچ جائے، تباہ کاریوں سے بچ جائے۔ سیدنا نوح علیہ السلام تاج نبوت اوڑھ کر اللہ کے برگزیدہ بندے بن کر، نبی بن کر، اپنی قوم کے سامنے تشریف لائے اور فرمانے لگے:

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (الاعراف:۵۹)

اے لوگو میں تمہاری طرف ہدایت لے کر آیا ہوں، اللہ کی توحید کا پیغام لے کر آیا ہوں، اور اگر تم نے ٹھکرا دیا۔

اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۵۹ (الاعراف:۵۹)

تمہیں دردناک عذاب برباد کرے گا۔

ایک جگہ اور ہے:

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۙ② (نوح:۲)

اے میرے برادری، اے میرے خاندان کے لوگو، اے میرے تایا، چچا، اے میرے عزیز، اے میرے رشتہ دار، اے میرے ملک کے باشندو، اے میرے شہر میں رہنے والو!

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۵۹ (الاعراف)

میں تمہاری طرف راہ ہدایت لے کر آیا ہوں، میری بات پر ذرا غور کرو قوم سرکش ہو چکی تھی، قوم بدمعاش بن چکی تھی، قوم شرک کی لعنت میں ڈوب چکی تھی، قوم شرک کی لعنت میں گرفتار ہو چکی تھی۔

اندازہ لگاؤ ایک طرف اللہ کا پاک پیغمبر ہے تاج نبوت اوڑھ کر آیا، قوم سامنے کھڑے ہو کر کہتی ہے:

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۶۰ (الاعراف)

کہنے لگے: اے نوح! ہم سارے ٹھیک ہیں، گمراہ تو نظر آتا ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۶۱ (الاعراف)

اے میری قوم تم گمراہی میں پڑ گئے، تم جہالت میں پھنس گئے، تم شرک کی لعنت میں گرفتار ہو گئے، مالک کائنات کو بھول گئے، پیدا کرنے والے کو بھول گئے، بے نیاز کو تم نے بھلا دیا، اس

بندہ نواز کو بھلا دیا، اس کارساز کو بھلا دیا، اس بگڑی بنانے والے کو بھلا دیا، اس اولاد دینے والے کو بھلا بیٹھے، کھلانے والے کو بھلا دیا، پلانے والے کو بھلا دیا، پہنانے والے کو بھلا دیا۔ ساری کی ساری خدائی کو چھوڑ کر اس کے بندوں کے پیچھے لگ کر شرک شروع کر دیا۔

جب کسی قوم کی تباہی آیا کرتی ہے وہ اللہ کے نبی کو کہتے ہیں، آپ گمراہ ہیں، ساری قوم کھڑی ہوگئی، سیدنا نوح علیہ السلام نے پھر کہا، پھر فرمایا، پھر فرمایا۔ یا قوم، اے میرے برادری، اے میرے وطنیو! اے میرے شہر کی باشندو، میری زبان بولنے والو، میرے خاندان کے لوگو، میرے رشتہ دارو۔

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲ (نوح)

میں تمہیں ڈرانے کے لیے آیا ہوں۔ پروردگار کے عذاب سے بچانے کے لیے آیا ہوں، میری مان جاؤ۔

اعبدو اللہ. اسی کی عبادت کرو، سجدہ رکوع اسی کے لیے، طواف اسی کے لیے، اسی کے گھر کا طواف کرو، اسی کی چوکھٹ پر پیشانی جھکاؤ، اسی کے لیے رکوع کرو، اسی کے لیے تمام خیرات دو، تمام کی تمام چیزیں اسی کے لیے

اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اللہ کے غیروں کو نہ پکارو،

یغفر لکم من ذنوبکم. تمہارے گناہ بھی وہ معاف کر دے گا، تمہاری خطاؤں کو بھی وہ بخش دے گا۔

اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ (نوح:۴)

آخر کار تمہاری موت آئے گی، تم برباد ہو جاؤ گے،

لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ (نوح)

تم تمام کے تمام انجام کو جان لو گے۔

توحید کے جرم میں حضرت نوح علیہ السلام پتھروں میں:

قرآن کریم شاہد ہے:

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝۵ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝۶ (نوح)

اے میرے پروردگار عالم! میں ان کو رات کو بلاتا ہوں، دن کو بلاتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے ایک دن نہیں، دو دن نہیں، ہفتہ دو ہفتہ نہیں، مہینہ دو مہینہ نہیں، سال دو سال نہیں، سو دو سو سال نہیں، ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ فرمائی۔ کس حالت میں تبلیغ فرمائی، دعوت کھا کر نہیں، استقبال کرا کے نہیں، پھولوں کے ہار پہن کر نہیں، نعروں کی گونج میں نہیں۔

خدا کی قسم! کیا وقت ہوگا۔ اللہ کا پیغمبر بازار میں، چوک میں، گلی کوچوں میں ہر وقت کھڑے ہو کر اللہ کا نام لوگوں کو سناتے ہیں۔ فرمایا:

رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ (نوح)

اے میرے پروردگار! میں نے رات کو بھی بلایا، دن کو بھی بلایا۔ ان لوگوں نے میری توحید کے جواب میں بدلے میں مجھے پتھر مارے، ایک دن نہیں مارا، دو دن نہیں مارا، ساڑھے نو سو سال تک پتھر مارے، اور اتنے پتھر مارتے تھے۔ علما کرام نے لکھا ہے روزانہ اتنا پتھر برستا تھا، نوح علیہ السلام پتھروں میں چھپ جایا کرتے تھے۔

علما کرام نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کوئی ہڈی صحیح سالم نہیں تھی۔

مردوں نے مارا، عورتوں نے مارا، جوانوں نے مارا، بوڑھوں نے مارا، اپنوں نے مارا، بیگانوں نے مارا، رات کو بھی دن کو بھی۔

خدا کی قسم! کتنے حوصلے والا نبی ہوگا، ساڑھے نو سو برس تک پتھر کھائے، اور قوم کو ایک دن بھی ذرا سی کنکر اٹھا کر نہ ماری، ایک پتھر بھی نوح نے کبھی اٹھا کر بدلے میں نہیں پھینکا۔ آج لوگ کہتے ہیں:

علما کی زبان میں تاثیر نہیں، خطیبوں کی زبان میں تاثیر نہیں، قرآن پڑھنے والوں کی زبان میں اثر نہیں۔ خدا کی قسم! جب قوم بگڑتی ہے تو پیغمبر کو مارتی ہے، اللہ کے نبی کو مارتی ہے، حالاں کہ نبوت اللہ کی طرف سے ملتی ہے، تاج نبوت اوڑھ کر آیا، پیغام خدا کی طرف سے لے کر آیا، پیغام خدا کا، نبوت خدا کی دی ہوئی، اور سر پھوڑتا ہے نوح علیہ السلام کا۔

یوں لکھا علما نے کہ لہولہان ہو جایا کرتے تھے روزانہ، تیرے پاؤں میں ایک دن ٹھوکر لگ جائے اور انگلی پک جائے، دوبارہ اگر ٹھوکر لگے، دم نکل جاتا ہے کہ نہیں؟ حضرت نوح علیہ السلام کے جس زخم پر کل پتھر لگا تھا، اسی پر آج لگا ہے، پرسوں بھی اسی پر لگا، روزانہ انہی زخموں پر پتھر لگتے ہیں، مگر ہمت نہیں ہاری، کیسے ہمت ہار جائے، اگر اللہ کا نبی پکا ہے، اور ادھر قوم جو شرک کرتی تھی وہ بھی پکی ہے۔

قوم نوح علیہ السلام کے پانچ پیر:

پانچ پیر قرآن نے بتائے ہیں جو انہوں نے بنا رکھے تھے۔ پانچ پیر، شاید ہمارے والوں نے وہی سے نقل کیا ہے پنجتن۔ قرآن کہتا ہے میں نہیں کہتا۔ اگر آج تجھے قرآن کا کوئی حصہ اچھا نہیں لگتا تو خدا کے ساتھ جا کر لڑائی کرو۔

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ (نوح)

اے نوح جا جا ہم اپنے پانچ پیروں کو نہیں چھوڑیں گے۔

علما کرام نے لکھا ہے کہ یہ پانچ بزرگ آدمی تھے۔ نیک آدمی تھے، موت آ گئی۔ ان کی قبریں بنا کر خدا بنا لیا، انہیں کی پوجا پاٹ شروع کر دی، انہیں کی نظریں نیاز شروع کر دی، انہیں کو سجدے رکوع ہونے لگے، انہیں کو حاجت روا ماننے لگے، اب ایک طرف قوم پانچ پیروں کو مانتی ہے، اور اللہ کا پیغمبر ساڑھے نو سو برس ایک اللہ کی ذات کے لیے پتھر کھاتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قربانی:

مفسرین نے لکھا ہے کہ لوگوں کو پتہ تو تھا کہ نوح کے آنے کا وقت ہو رہا ہے، پہلے سے پتھروں کے ڈھیر لگا کر بیٹھ جایا کرتے تھے، اللہ کا پیغمبر آئے تو اسے ماریں گے، ساری عمر نوح کسی کے گھر کھانا کھانے نہ گئے، پانی پینے نہ گئے، فرمایا:

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ (الانعام: ۹۰)

اے میری قوم میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، بدلہ نہیں مانگتا، پیسہ ٹکا نہیں مانگتا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ (الانعام)

مشیت تمہیں سکھانے آیا ہوں، اگر نہیں مانو گے تو برباد ہو جاؤ گے۔ ہم تو ایک دن بھی نہیں برداشت کر سکتے۔ سچی بات ہے کتنے توحیدی بنے پھرتے ہو۔ ایک دن نہیں سہارا جاتا، اللہ پاک کا پیغمبر کتنا اولو العزم۔ خدا کا نبی ہوگا، جس نے ساڑھے نو سو سال تک مار کھائی اور اللہ کا نام لوگوں کو سنایا۔ کچہری میں، مارکیٹ میں، بازار میں، محلوں میں، گلیوں میں، کوچوں میں، ہر جگہ نوح علیہ السلام پیغام خداوندی لے کر پہنچے۔ اور یہاں بتایا کہ لوگو یہ تمہارے پانچ پیر حاجت روا نہیں ہیں۔ یہ مشکل کشا نہیں ہو سکتے، ایک اللہ کی ذات سب کی حاجت روائی کرتی ہے۔

مشرک کے مقدر میں توبہ نہیں:

ہائے، کسی کو ایک دن کی مزدوری نہ ملے تو اسے کتنا دکھ ہوتا ہے، مہینے کی تنخواہ مرجائے جگر پھٹ جاتا ہے، ہوں میری مہینے کی تنخواہ کھا گیا۔ اگر کوئی فصل بعد کر اس کی مزدوری نہ دے، اسے کتنا دکھ ہوتا ہے، نوح علیہ السلام کے سامنے چھ سات نسلیں بدلیں، اندازہ لگا پیغمبر کے حوصلے کا۔

دادے نے مارا، باپ نے مارا، پوتے نے مارا، پڑپوتے نے مارا۔ پھر اگلے پوتے پوتیوں نے مارا، نوح علیہ السلام کے بارے میں مفسرین نے لکھا۔ نو نو نسلوں نے برابر مارا، ان کے باپ دادا مارتے گئے، ان کے پھر باپ دادا، پھر ان کے یعنی نو نو آٹھ آٹھ پشتیں بدل گئیں۔ مگر نوح علیہ السلام کے پتھر نہ بدلے۔ ان لوگوں کو آگاہ کیا، خبردار کیا، باز آجاؤ! باز آجاؤ! باز آجاؤ! بجائے ماننے کے نفرت شروع کردی۔

وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ (نوح)

اللہ کے نبی کو دیکھ کر منہ پر کپڑا اڈال لیا کرتے تھے، خدا کے نبی کی شکل نہ دیکھو، کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے، نبی کی بات نہ سنو، گانا بجانا سنو، نبی کا کلام نہ سنو، اللہ کے پیغمبروں کی شکل نہ دیکھو (نعوذ باللہ) منحوس شکل ہے۔

ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝ (نوح)

بہت فرمایا کہ اللہ سے معافی مانگو، شرک سے توبہ کرلو، مگر مشرک کے مقدر میں توبہ ہوتی نہیں۔ شرک ایک ایسی لعنت ہے کہ جس سے چھٹکارا بڑی مشکل سے ہوتا ہے، کوئی نہ کوئی اس کی تاویل بنالیتا ہے۔

یہ بھی تو آخر خدا کے بندے، یہ بھی خدا ہی نے بنائے ہیں، پھر پیغمبر کو ٹھکرانے کی کیا ضرورت تھی؟ زندگی تلخ ہوگئی نوح علیہ السلام کی مار کھا کھا کر، اور کب تک نہ ہوتی، میں اور آپ دو دن نہیں مار کھا سکتے، ایک وقت بھی مارا کھانا ہمارے لیے اللہ کی توحید کے لیے بڑا مشکل ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے لیے مار کون کھائے؟ عورت کے پیچھے قتل ہونا آسان ہے، زمین جائیداد کے پیچھے جان دینا آسان ہے، روپے پیسے کے پیچھے مرجانا آسان ہے، کوٹھی بنگلے کے پیچھے مرجانا آسان ہے، اللہ کے نام پر کون مرے؟

حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے:

ایک اللہ کا نبی ہے جس نے رات دن ساڑھے نو سو سال تک صبح، شام مار کھائی لیکن پیغمبر نہ تھکا۔ ان کی نسلیں بدل گئیں، مارنے والے بدلتے گئے، بدلتے گئے، مگر مار کھانے والا ایک ہے۔ پہلی نسل نے مارا، دوسری نسل نے مارا، تیسری نسل نے مارا، چوتھی نسل نے مارا، پانچویں، چھٹی، ساتویں، آٹھویں، نویں، دسویں نسل نے مارا۔ ان مارنے والوں کی تو دس نسلیں بدل گئیں، مار کھانے والا ایک اللہ کا پیغمبر ہے کب تک مار کھاتا، پیمانہ صبر لبریز ہو گیا، اللہ کے پیغمبر نے جب حوصلے کا پیمانہ لبریز ہوتا دیکھا۔ خدا کی قسم! نہ جانے کتنا دکھ پہنچا ہوگا، کتنی تکلیف، پہنچی ہوگی، دامن پھیلا دیا، جھولی پھیلا دی۔ اللہ کے حضور عرض کر دیا:

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ (نوح)

اے میرے مالک ایک بھی ان کا زمین پر گھر آباد نہ چھوڑ۔

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ (نوح)

اے میرے پروردگار میں ان کی کئی نسلیں دیکھ چکا ہوں، یہ ہاتھ بدل گئے، پتھر بدل گئے، میری جان نہ بدلی، اب میں پتھر کھا کھا کر تھک گیا ہوں۔ الٰہ العالمین جوانی گزری، شباب گزارا، اب میرا بڑھاپا آچکا ہے۔ اب میرے پروردگار یہ میرے بڑھاپے والی گردن اب پتھر کھانے کے قابل نہیں رہی۔ میں اب تھک چکا ہوں، میں اب مار کھا چکا ہوں، اے میرے رب آباد نہ چھوڑ، برباد کر ان کو۔

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے قوم کا سلوک:

آواز آئی میرے نوح! ہم تو کبھی سے انتظار کر رہے تھے کہ میرے نبی کی زبان سے نکلے اور میں ان کو برباد کر دوں۔ آیا پھر میری طرف سے طوفان، آپ اپنے لیے کشتی بنالیں، جو اہل ایمان آپ کے ساتھ لگے ہوئے ہیں، ان لوگوں کے لیے کشتی بنالیں، آپ سیدنا نوح علیہ السلام نے کشتی بنانی شروع کی تو قوم نے مذاق اڑایا۔ ہوں! پینے کے لیے پانی نہیں ہے، اور نبی کی کشتی بن رہی ہے، یہ کشتی زمین پر چلا کرے گی، یہ کشتی ہوا میں اُڑا کرے گی، یہ کشتی پہاڑوں پر چڑھا کرے گی، مذاق ہو رہا ہے۔

جب نوح علیہ السلام نے کشتی مکمل کر لی قوم کے بدمعاش لوگوں نے کشتی میں پاخانہ کرنا شروع

کر دیا۔ اگر ایک دو بگڑے تو کوئی سنبھال لے۔ جب ساری قوم بگڑ جائے تو ان کو کون سنبھالے؟ بوڑھوں نے، جوانوں نے، عورتوں نے، مردوں نے، نوح علیہ السلام کی کشتی کو پاخانے سے بھر دیا، لبریز کر دیا۔ اللہ کے نبی نے اللہ کے حضور التجا کی الٰہی یہ کیا بنی؟ تیرے حکم کے ساتھ میں نے کشتی بنائی، یہ مذاق بھی کرتے رہے اور انہوں نے کشتی کی کیا بے حرمتی کی، فرمایا:

وَاصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا

اے میرے نبی آپ کشتی بنالیں، اور یہ جو آپ کہتے ہیں:

قَالَ اِنۡ تَسۡخَرُوۡا مِنَّا فَاِنَّا نَسۡخَرُ مِنۡكُمۡ كَمَا تَسۡخَرُوۡنَؕ‏ ۝۳۸ (ھود)

آج یہ آپ ہنستے ہیں، کل یہ برباد ہوں گے، میں آپ کو ہنسنے کا موقع دوں گا۔

الٰہی یہ کیا ہوا؟ یہ کشتی ساری انہوں نے خراب کر دی، ذلیل کر دیا کشتی کو۔ فرمایا: میرے پیغمبر گھبرا نہ، میں تو صرف تیری زبان کا انتظار کر رہا تھا، شاباش میرے نبی، ساڑھے نو سو سال تک پتھر کھائے مگر اف نہ کی، ہائے نہ کی، چیخ نہیں ماری، ڈھارنہ کی، کبھی یوں بھی نہیں کیا، اے لوگو! مجھے نہ مارو، فرمایا: آپ گھبرائیں نہ، میں آگیا ہوں، طوفان آنے والا ہے۔

یا اللہ! ساڑھے نو سو برس میں نے کمائی کی اور میرے پلے 84 آدمی پڑے، اندازہ لگاؤ، ایک سال میں ایک آدمی بھی نہیں پڑتا، سو سال میں دس آدمی ملے نوح علیہ السلام کو، چوراسی آدمی ساڑھے نو سو برس تک کی تبلیغ کے بعد ملے۔ اندازہ لگاؤ! ایک صدی مار کھاؤ، خدا کے نام کی رٹ لگاؤ، خدا کے نام کا وظیفہ بتاؤ، رات دن اللہ، اللہ، اللہ احد، اللہ اکبر، اس کا نام لو اور پھر سو سال کے بعد دس آدمیوں نے مانا تو کیا مانا؟

اللہ میاں نے فرما دیا: میرے نوح گھبرا نہیں اس کشتی کا سارا انتظام میں کر دوں گا۔ اگر انہیں سے صفائی نہ کرائی، اگر دھو دھو کر ان کو میں نہ پلواؤں تو میری خدائی کیا ہوئی؟ ساری قوم میں خارش کی بیماری پھیل گئی۔ امیر غریب، عورت، مرد، سارے خارش میں مبتلا ہو گئے، ایک بندہ اس پاخانے والی کشتی میں گرا وہ آیا اور کہنے لگا کہ میں اس کشتی میں گر گیا تھا اور جہاں جہاں سے وہ پاخانہ لگا خارش ختم ہو گئی پھر میں نے ہاتھوں سے اٹھا کر مل لیا۔ پڑ گئی ٹوٹ کر قوم جیسے میلوں پر نہیں پڑتی، جا رہے ہیں ٹولیوں کی ٹولیاں۔

ساڈی ڈاچی دیاں ٹلیاں نیں
میں نے پیر مناون چلیاں نیں

گروہ کے گروہ، غول کے غول، موٹر کی موٹر بھر کر جاتی ہے۔ بڑے میاں نے کھڑے ہو کر اعلان کر دیا۔ اے میری پوری قوم، آ جاؤ، خارش کی دوا مل گئی، کشتہ مل گیا، دوا بھی مفت کی برتن لے لے کر آ رہے ہیں، پھر چاندی کے برتنوں میں پاخانہ ڈال کر لے گئے۔ چاٹ رہے ہیں، میری زبان پر بھی خارش ہے، ٹانگوں میں مل رہے ہیں، آنکھوں پر مل رہے ہیں، سرمہ ڈال رہے ہیں، اب وہ ختم ہونا ہی تھا، دور تک بات پھیل گئی۔ دوا مل گئی، باقی قوم آ رہی ہے کشتی کو دھو دھو کر پی رہی ہے۔ آواز آئی اے میرے نوح آ جاؤ:

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ (هود)

اے میرے نبی یہ تو میں نے اپنی قدرت کی تھوڑی سی جھلک دکھائی ہے۔ اسی طرح برباد کر دوں گا۔ آپ میرے نبی ہیں۔ فرمایا! مجھے میری کبریائی کی قسم! جب تیرا لہو بہتا تھا، میں دیکھ رہا تھا، اے میرے نبی! جب تیرے سر میں پتھر لگتے تھے، جب تیرے چہرے پر پتھر لگتے تھے، جب تیری پیشانی زخمی ہوتی تھی، جب لہو بہتا تھا، مجھے اپنی کبریائی کی قسم! میں انتظار کر رہا تھا، کب میرے نبی کی زبان سے نکلے، کب میں ان کا تختہ نکالوں، ساری کشتی کو دھو دھو کر پی گئے۔

قوم نوح پر عذاب الٰہی:

سیدنا نوح علیہ السلام نے اعلان کر دیا کہ خدا کا طوفان آ رہا ہے انہوں نے کہا دیکھ لیں گے۔ تو طوفان لا ہی ایک مرتبہ، ہم کوئی کمزور نہیں ہیں ہم بہت طاقت وروں کی اولاد ہیں۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کفار مکہ کہا کرتے تھے۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾

اگر تو سچا ہے، تو عذاب لاتا کیوں نہیں؟

سیدنا نوح علیہ السلام دوپہر کا وقت ہے، روٹیاں پکوانے کے لیے تندور پر تشریف لے گئے۔ ایک بوڑھی عورت تنور پر کام کرتی تھی، روٹیاں بھی پکا رہی ہے اور کہنے لگی: اے نوح! سارا جہاں تو جھوٹ بولتا تھا تو بھی جھوٹ بولنے لگ گیا۔ صحیح آدمی پر اعتراض کرنا بڑا آسان ہے۔ عورتیں بھی اعتراض کرتی ہیں، مرد بھی کرتے ہیں، آدمی کہتے ہیں مولویوں نے بیڑہ غرق کر دیا،

مولویوں نے یوں کر دیا، غنڈوں کا، بدمعاشوں کا، رشوت خور افسروں کا کوئی نام نہیں لیتا، کس طرح نام لیں ان کے ساتھ جو تعلقات ہیں۔

اللہ کے پیغمبر کو بوڑھیا نے طعنہ دیا۔ اے نوح علیہ السلام! تجھے تو جھوٹ نہیں بولنا چاہیے، تجھے کتنے دن گزر گئے طوفان، طوفان کرتے، آج تک تیرا طوفان دیکھا نہیں۔ نوح علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

فرمانے لگے: اے بوڑھیا! خدا کے قہر سے ڈر جا، وہ اس بات پر قادر ہے کہ تیرے تنور میں پانی ابل پڑے۔ کہنے لگی: آگ میں سے؟ فرمایا: ہاں! آگ میں سے۔

علما کرام نے لکھا ہے نوح علیہ السلام نے پشت پھیری۔ اور تنور سے پانی اچھل کر ابل کر باہر آیا۔

قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾ (ھود)

ساری عمر محنت کی، ساری عمر پتھر کھائے، ساڑھے نو سو برس چکر لگائے، گلی گلی کے دھکے کھائے، 84 آدمی مسلمان ہوئے۔

ان سب کو بٹھا لیا، اور کشتی میں سوار کر لیا، اور اللہ کے حکم سے ہر چیز کا جوڑا جوڑا اس میں رکھ لیا۔ زبردست طوفان آیا، کشتی بہنے لگی۔ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بلایا۔

قرآن مجید کس کی کتاب ہے؟ (اللہ کی) اور اللہ عالم الغیب ہے، وہ جانتا ہے ہمارے دلوں کے راز کو، اب ایک سوال پیدا کرو کہ جی پرائی قوم مروائی ہوگی بدعاء کر کے، پرائے بیٹے مروانے آسان ہیں، پرائے لوگوں کو مروانا آسان ہے، اپنے تو بچائے ہوں گے۔ نبی کا بیٹا نبی، ولی کا بیٹا ولی، قلندر کا بیٹا قلندر، آخر نبی کا بیٹا ہے، کچھ بھی کرے، قرآن کریم نے اس کا بھی جواب دے دیا۔

مشرک بیٹا طوفانی موجوں میں غرق:

سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو آواز دی:

ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ﴿٤٢﴾ (ھود)

اے میرے بیٹے! آ جا، ایمان والی کشتی میں سوار ہو جا، اللہ کی توحید کو تسلیم کر لے، اس بات کو مان جا، خداوند کریم کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ اس کے سوا مصیبت دینے والا کوئی نہیں، دے کر دور کرنے والا کوئی نہیں،

ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ (هود)

کافروں کے ساتھ نہ جا، مارا جائے گا، میرے بیٹے،

کہنے لگا: جاؤ میاں، پانی سے ڈراتے ہو، یہ پہاڑ تھوڑے اونچے ہیں، ان پہاڑوں پر چڑھ بیٹھوں گا، کہاں تک پانی آئے گا، کتنا پانی آئے گا، یہ ترجمہ میں خود نہیں کر رہا قرآن مجید میں ہے:

قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ (هود:۴۳)

آج کے دن پہاڑ نہیں بچا سکتے، درخت نہیں بچا سکتے، ٹیلے اور بند نہیں بچا سکتے،

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ

مگر جن کو اللہ کی کریمی چادر ڈھانپ لے وہ بچے گا، جس پر خدا کرم کرے گا، جس پر خدا رحم کرے گا، اور پہاڑ پتھر کوئی چیز آج خدا کے غضب سے نہیں بچا سکتی۔ سمجھایا بہت بیٹے کو مگر نہ مانا۔ جب پہاڑ کے قریب کشتی گزرنے لگی اللہ کے نبی کی نظر پڑی تو بیٹا کنعان غوطے کھا رہا ہے کبھی اوپر آتا ہے، کبھی نیچے جاتا ہے، غوطے کھا رہا ہے، باپ آخر باپ ہوتا ہے۔ باپ کی شفقت نے جوش مارا، باپ کی محبت نے انگڑائی لی، اللہ کے دروازے کو کھٹکھٹا دیا۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ (هود:۴۵)

اے میرے پروردگار تیرا وعدہ تھا، تیروں کو بچا لوں گا۔

وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ (هود)

یہ میرا بیٹا میرے سامنے غوطہ کھا رہا ہے، ڈوب رہا ہے، میرے پروردگار، بچا بچا، میرا بچہ گیا، بچا لے۔

آواز آئی: اے نوح، اے میرے نبی، یہ تیرا بیٹا ہے؟ ہاں جی۔ میں اس کو بیٹا کہہ کر بلاتا رہا، یہ مجھے ابا جی کہہ کر بلاتا رہا۔ میری بیوی نے جنا، میری بیوی کی چھاتیوں کا دودھ پیا، میرے گھر میں پلا، میرا ہے۔

آواز آئی: يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ (هود:۴۶) اے میرے نوح یہ تیرا نہیں۔

الٰہی میرا کیونکر نہیں؟ میں جھوٹ نہیں بولتا، میری پشت سے پیدا ہوا، میری بیوی نے جنم دیا، میرے گھر میں پلا، میری گود میں پلا، میرے کندھوں پر کھیلا، ابا کہہ کر بلاتا رہا، میرا کیوں نہیں؟

فرمایا اے نوح! اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ میں خدا کہتا ہوں کہ تیرا نہیں ہے۔

الٰہی کیسے نہیں، فرمایا:

اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ (هود:۴۶)

اے میرے نبی تیرے عمل اور ہیں، اس کے عمل اور ہیں، تیرے عقیدے اور ہیں اس کے عقیدے اور ہیں تیرا اعتقاد اور ہے اس کا اعتقاد اور ہے۔

اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۔اے میرے نبی بات سن لو، اب تو تم نے میرے سامنے اپنے بیٹے کا نام لے لیا، خبردار اگر تم نے دوبارہ نام لیا۔

فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ

یہ اتنا پکا مشرک ہے، یہ اتنا بڑا کافر ہے اگر تیری زبان سے بیٹے کا دوبارہ نام نکل گیا، مجھے میرے کبریائی کی قسم! تاج نبوت اتارلوں گا۔

الٰہی میرا کچھ تو لحاظ کر، ساڑھے نو سو سال تک پتھر کھانے والا نبی ہوں۔ میری ہڈیاں ختم ہوگئیں، میری جان ختم ہوگئی، میں نے پچاس کم ہزار برس تیرے نام کی وجہ سے مار کھائی، اے میرے مالک! اگر میں نے بیٹے کا نام لے لیا تو آپ جلال میں آگئے۔

فرمایا: میرے نوح، اگر اور گناہ ہوتا میں معاف کر دیتا۔ جس نے میری جگہ میرے سامنے دوسرا خدا بنایا ہو میں اسے کیسے معاف کردوں؟ میری غیرت کے خلاف ہے، ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ فرمایا:

اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ (هود)

یاد رکھو! یہ میرا اتنا مغضوب بندہ ہے، میں اس سے اتنا ناراض ہوں، اتنا بے زار ہوں، چاہے تیرا بیٹا کیوں نہ ہو؟ جو بھی شرک کر کے آئے گا میں اس سے اتنا ناراض ہوں۔ اگر نبی ہو کر ساڑھے نو سو سال مار کھانے والا نبی بھی، اگر اس کی سفارش کرے گا، میں تاج نبوت تو اتارلوں گا، مگر معاف ہرگز نہ کروں گا۔ پتہ چلا کہ شرک خدا کے نزدیک ایسی بڑی لعنت ہے اور اتنا عظیم گناہ ہے کہ خدا اسے معاف ہی نہیں کرتا۔

اللہ کے پیغمبر کو فوراً سمجھ آگئی۔ میرا پروردگار ناراض ہوگیا۔ ہائے نبی سے زیادہ خدا کی ناراضی کون سمجھ سکتا ہے؟ نبی سے بڑا حوصلے مند کون ہوسکتا ہے؟ فرمایا:

رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ (هود: ۴۷)

اے میرے معبود، اے میرے پروردگار! تیری کبریائی کی قسم، تیرے رحم و کرم کی قسم، معاف کردے، میں آئندہ کبھی ایسی چیز کا نام بھی نہیں لوں گا۔ اور جو تم کہتے ہو کہ فلاں غوث نے اللہ میاں سے زبردستی کروالیا۔

دیکھ لیا، یہ میں نے خدا کا قرآن سنایا ہے، کون جبر کرے گا، ارے ساڑھے نو سو سال مار

کھانے والا نبی جبر نہیں کرسکا، جس کی ہڈیاں ختم ہوگئیں، جس کی کھال ختم ہوگئی، جس کی شکل وصورت کو لوگوں نے مار مار کر بگاڑ دیا، اور وہ نبی، آؤ اللہ کا دربار کتنا عظیم دربار ہے۔ نوح علیہ السلام نے جھولی پھیلا دی:

وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ﴿۴۷﴾ (ھود)

اے میرے پروردگار اگر تم نے مجھ پر کرم نہ کیا، اگر رحمت کی چادر نہ اڑائی، تو میں باوجود نبی ہونے کے خسارے پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا، مارا جاؤں گا میں۔

نبی کو اتنی بات ہونے کے باوجود بھی، اللہ میاں نے ڈانٹ پلا دی، نبی پھر اللہ کے حضور میں عاجزی کرتا ہے، اور خداوند کریم جو ہوا، بادشاہ ہوں کا بادشاہ جو ہوا، بے نیاز جو ہوا، چاہے تو ایک آن میں سارے جہان کو برباد کردے، چاہے ایک آن میں ساری کائنات کو بسا دے۔

سیدنا نوح علیہ السلام کا واقعہ قرآن کریم میں بار بار دھرایا گیا، قوم نے پاگل کہا، دیوانہ کہا، گمراہ بتایا، دھکے مارے، گھسیٹتے پھرے بازاروں میں، کشتی میں پاخانے کیے اور خداوند کریم نے پھر بھی بیٹے کے بارے میں اتنی سی بات نہ سنی۔

مفسرین نے لکھا ہے اور قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ کا آخری رکوع ترجمہ کبھی دیکھنا تم کہو گے چلو جی بیٹا تو نافرمان ہوسکتا ہے، شادی کے بعد بیٹے یوں ہی ہو جایا کرتے ہیں، بیوی تو نہیں بدلا کرتی، اللہ کے پیغمبر کا دکھ تو دیکھو! نوح علیہ السلام کے دکھ کو کون سمجھے گا؟

قوم دشمن، برادری دشمن، چچا تایا دشمن، بیٹا دشمن، گھروالی بھی دشمن۔ اندازہ لگاؤ! نوح علیہ السلام کے جگر پر کیا بیتی ہوگی، جب کہ گھروالی بھی نہیں مانتی۔

فرمایا: آجا کشتی میں سوار ہو جا، اس نے کہا کہ ٹھہر کر آؤں گی، دیکھ کر آؤں گی کہ تیری بات سچی ہے کہ نہیں۔ پہلے دیکھ آؤں، پیچھے سے دیکھ کر آتی ہوں قوم کو، بیٹے کو بھی، بیوی کو بھی دونوں کو غرق کر دیا گیا۔

اور قرآن نے بیوی اور بیٹے کا خاص طور پر ذکر اس لیے کیا، کہ تم جو کہتے ہیں کہ فلاں نسل بچ جائے گی، فلاں کی نسل سیدھی جنت میں جائے گی، یہ نبی کی بیوی، نبی کا بیٹا، نبی کے کہنے کے باوجود خدا نہیں مانتا۔ تو کون ہے؟ کہ تجھے جنت کا تالا اور چابی یوں ہی پکڑوا دے گا۔ دماغ میں بات جو آئی ہوئی ہے لوگوں کے، کہتے ہیں کہ اگر قرآن شریف کا ورقہ اگر گندی نالی میں گر جائے تو پھر بھی قرآن ہے نا، میاں سید سید ہے چاہے وہ کتے ریچھ لڑائے، چاہے وہ سور اور خنزیر کا شکار

کھیلے، بے شک نماز نہ پڑھے، داڑھی اتارے، مونچھیں رکھے، شراب پیئے، چرس، بھنگ، افیون دنیا بھر کے عیب کرے، پھر سید کا سید اس کے سید ہونے میں، کوئی فرق نہیں آتا۔ اس لیے قرآن مجید نے کھوپڑی کو صاف کرنے لیے نبیوں کے واقعات سنائے۔ اب تو اصل سید ملتا نہیں، کیوں کہ شاہ صاحب تو مر گئے، سیاہ صاحب رہ گئے، ہاں، ہاں

سید کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے:

جس نے بخاری کو دیکھا ہے، ذرا گردن تو جھکاؤ، سید وہ کہلاتا ہے، شکل دیکھو خدا یاد آجائے۔ اور ہمارے علاقے کے یا ہمارے ملک کے جتنے سید ہیں وہ کالے سیاہ، الٹا توا، ایمان سے بڑے بڑے دانت، ٹیڑھا ناک، اندر دھنسی ہوئی آنکھیں، بگڑا ہوا چہرہ، ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے پہلے ہی جہنم میں جل کر آئے ہیں۔ بے دینی کی پھنکار پڑتی ہے ورنہ سید! اللہ، اللہ، اللہ۔

سید خود تو بھوکا رہتا ہے اور دوسروں کو کھلاتا ہے۔ سید خود ننگا رہتا ہے اور دوسروں کو پہناتا ہے۔ سید خود رات کو پہرہ دیتا ہے، ساتھیوں کو آرام کراتا ہے۔

یہ ہمارے زمانے کے اچھے سید ہیں، کبڈی، کبڈی، کبڈی رات دن پھر رہے ہیں دنیا کے پیچھے ، نہ نماز، نہ روزہ، نہ قرآن، نہ دین، نہ ایمان، نہ کلمہ، نہ لینا نہ دینا خدا کی خدائی، تم جو مرضی کرو۔

فرمایا: جاؤ اب تم سید بھی ہو تو ساٹھویں نسل ہوگی، میں نے نبی کی بیوی کا لحاظ نہیں کیا، تو کون ہوتا ہے؟ جا، جا، تیری نسل تو تیسویں پینتیسویں تو ہوگی۔ میں نے نبی کے بیٹے کا لحاظ نہیں کیا تو کون ہوتا ہے؟ یہاں تو اعمال کی بات ہے، کردار کی بات ہے۔

کردار بناؤ، اعمال اچھے کرو، پھر چاہے قوم کا فقیر ہو، قوم کا میراثی ہو، قوم کا شیخ ہو، راجپوت ہو، کوئی بھی ہو، یہاں تو اعمال دیکھے جائیں گے۔ اگر اعمال غلط ہیں تو پھر سیدھا جہنم میں جانا پڑے گا۔

خداوند کریم قرآن کریم سنا سنا کر ہمیں خبردار کر رہے ہیں، آگاہ اور متنبہ کرتے ہیں۔ محمد عربی ﷺ کی امت کو سمجھا رہے ہیں، دیکھو! فلاں برباد ہوئے، فلاں کا بیڑا غرق ہوا، تم بچ جاؤ، تم بچ جاؤ، اللہ ہماری خیر خواہی کرتے ہیں۔ خداوند کریم ہم سب کو قرآن کریم سمجھنے اور سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلیل علیہ السلام کی قربانیاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيَنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا. وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرہ)

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ: قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ (الانعام)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اَنَا ابْنُ الذَّبِيْحَيْنِ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

قرآن کریم کی یہ آیات دو جگہوں سے مختلف تلاوت کی گئیں۔ احکم الحاکمین نے پروردگار عالم نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام جو صرف پیغمبر ہی نہیں، نبی نہیں، ہزاروں نبیوں کے جد امجد ہیں کتنا مبارک ہوگا وہ اللہ والا جو خود بھی پیغمبر، بیٹا بھی پیغمبر، پوتا بھی پیغمبر، ساری لڑی پیغمبروں کی۔

اللہ نے اس اللہ والے کی بڑی آزمائش کی، اور قدم قدم پہ آزمائش کے میدان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پورے اترے، بات کرنا بڑا آسان ہے اس کا نبھانا اور بھگتنا بڑا مشکل ہے۔

حضرت خلیل اللہ کی ذات ہے ہزاروں من لکڑی کے کوئلوں میں، شعلوں میں چخا میں پنگھوڑے میں بٹھا کر، درمیان میں حضرت خلیل کو پھینک دیا، دنیا کی پوری طاقت کا یہ پروگرام ہے کہ خلیل اللہ کو جلا کر خاک کر دیا جائے، اور رب جلیل کی قوت کا یہ پروگرام ہے کہ میرے خلیل کا ایک بال بھی نہ جلے، پوری دنیا کفر سے بھری ہوئی ہے، بادشاہ سے لے کر معمولی آدمی تک سارا کفر ہی کفر تھا، اللہ کی ذات کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے، خود بت بناتے تھے، خود پوجتے تھے، خود رگڑتے تھے، خود ان کے سامنے ہاتھ باندھتے تھے، صبح سے شام تک ایک پتھر کو چھیلا پھر رگڑا، صاف ستھرا کیا، شام آئی، اسی کے آگے ہاتھ باندھ کر بیٹھ گیا۔ میری مشکل آسان کردے، میری فلاں حاجت پوری کرے، میری فلاں پریشانی کو دور کردے۔ خدا ہنستا ہے، اے ظالم! جب تو سارا دن اس پر کلہاڑے چلاتا رہا، اگر یہ تیری مشکل کشائی کرتا، تو تجھے نہ کہتا کہ تو پھر مجھے کیوں کاٹتا ہے؟

مولانا تاج محمد امروٹی رحمہ اللہ کا ایک جملہ ہے، فرمایا کرتے تھے پنجابی زبان میں:

"رب رٹھے تے مت کھسے"

"خدا جب ناراض ہوتا ہے تو سب سے پہلے عقل چھنتی ہے"

پھر یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ وہی اللہ والا بزرگ ہے، ہم نے اعلان سنا کہ فوت ہوگیا، پھر اس کے لیے کفن لائے، پھر ہم صابن لائے، پھر ہم خوشبو لائے، پھر ہم تختہ لائے، پھر ہم نے پانی گرم کیا، پھر ہم نے اپنی مرضی کے ٹائم پر نہلایا، پھر اس کو کفن پہنایا، پھر اس کو چارپائی پر ڈالا، پھر کندھوں پر اٹھایا اور پھر ہم نے قبر کے نیچے خود اتارا، پھر خود ہم نے مٹی ڈالی، پھر قبر کو بند کیا، پھر اس پر پکی قبر ہم نے بنائی۔ اور پھر یہ سارا کرنے کے بعد سجدے میں پڑ گئے کہ میری مشکل آسان کردے۔

سیدنا خلیل آتش نمرود میں:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اسی شرکی، کفر کی طاقت نے بڑا پریشان کیا، علی الاعلان کہنے لگے: اے سفیرو! اے امیرو! آؤ، اپنے خداؤں کی امداد کرو، اپنے معبودوں کی امداد کرو، اپنے حاجت رواؤں کی امداد کرو، ان کی مدد کرو، ان کنتم فاعلین، اسے جلادو، اس نوجوان کو ختم کردو، اس اللہ والے کو ختم کردو، اس خلیل کو ختم کردو، ایک کا ماننے والا ہے، یہ ایک ہی کا پجاری ہے، یہ ایک ہی کا طلب گار ہے۔ یہ کیوں کہتا ہے کہ اور کوئی نہیں، کوئی نہیں، الا اللہ ایک میرا پروردگار ہے جو سارے نظام کا مالک ہے اس لیے کہتے ہیں:

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا اٰلِهَتَكُمْ (الانبیاء:۶۸)

آؤ جلادو اپنے خداؤں کی مدد کرو، اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾ (الانبیاء) اگر تم کچھ کرنے والے ہو، ابراہیم کا وجود اقدس، ابراہیم کی جان کوئلوں میں پڑی ہے، شعلوں میں پڑی ہے، آگ کے ڈھیر کے بیچ میں پڑی ہے، بارش برسانے والا فرشتہ آیا، اور آکر کہنے لگا: خلیل مجھے حکم دو میں بارش برسادوں، ساری آگ بجھ جائے گی، ختم ہوجائے گی۔ حضرت خلیل نے یہ نہیں فرمایا جلدی کر، فرمایا: اے فرشتے تو کس کے حکم سے آیا؟ مجھے پروردگار نے بھیجا ہے، اے فرشتے! کیا میرا یہ حال میرے رب کو معلوم ہے؟ فرشتہ کہنے لگا: ہاں! معلوم ہے۔ فرمایا: درمیان سے ہٹ جا، خلیل جانے رب جلیل جانے۔ جس کا نام لیتے ہوئے میں یہاں تک پہنچا ہوں، جس جرم کی پاداش میں مجھے یہاں پھینکا گیا، فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ﴿۱﴾ (الملک)

اسی کا ملک ہے، اسی کا رواج ہے، اسی کی ملک میں بادشاہت ہے۔

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ﴿۱﴾، ہر چیز پر وہی قادر ہے۔ اے فرشتو! تمہاری امداد کی کوئی ضرورت نہیں، تمہارا تعاون نہیں چاہیے، تمہاری نصرت نہیں چاہیے، صرف ایک پروردگار کی رضا مجھے چاہیے، وہ راضی ہوجائے بس، حضرت خلیل نے جب یہ فرمایا، پروردگار عالم نے وہیں سے آواز دی:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ۙ (ابراہیم)

اے آگ ٹھنڈی ہوجا، میرے خلیل پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا۔

یہی ابراہیم ہے، پروردگار عالم نے سیدہ ھاجرہ عطا فرمادی، چھوٹی سی بچی ہے، حضرت سارہ

نے اپنے خاوند حضرت خلیل کے ساتھ مائی ھاجرہ کا نکاح کر دیا، جوان ہوئی اسماعیل پیدا ہو گئے، دو بیٹے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے، اسحاق جس سے ہزاروں انبیا کرام علیہم السلام پیدا ہوئے، اور دوسرے حضرت اسماعیل علیہ السلام جن کی آل میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس تشریف لائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری آزمائش:

اللہ میاں نے آزمایا اس کو حق حاصل ہے جس طرح چاہے آزمائے، بے نیاز جو ٹھہرا، آواز آئی اے میرے خلیل! اس ھاجرہ کو ساتھ لو، اس بچے کو گود میں لو اور میں اپنے بیت اللہ کی بنیادیں ڈلواؤں گا، ان دونوں کو اس میدان میں چھوڑ کر آؤ، سیدہ ھاجرہ کو بھی ساتھ لو، اسماعیل کو بھی ساتھ لو، میدان میں چھوڑ کر آؤ ساتھ میں حضرت ھاجرہ، بچہ گود میں ہے اور خدا بڑا کارساز ہے۔ میں تمہیں کتنا بتاؤں کہ وہ کتنا بے نیاز ہے، وہ کتنا قادر مطلق ہے، ذرا اس کے حکم تو دیکھو۔

یوں فرمایا: خلیل یہ جو میری بندی ھاجرہ ہے، جب میدان میں چھوڑ کر چلو، اس کو خدا حافظ کہنے کی تجھے اجازت نہیں، یوں کہنے کی اجازت نہیں کہ میں تمہیں یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں، بغیر بولے، بغیر کہے یہاں چھوڑ کر واپس ہو جاؤ۔ حضرت ھاجرہ گود میں اسماعیل کو لے کر بیٹھ گئی، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس ہو لیے، تو پہلے سمجھی تھی کہ شاید کسی ضرورت کے لیے چلے ہوں گے، لیکن حضرت ابراہیم دور پہنچ گئے۔

اب حضرت ھاجرہ کو خیال ہوا کہ یہ تو کہیں اور چلے ہیں، ذرا دماغ میں تصور تو بساؤ، سو سو میل میں کوئی آبادی نہیں، کوئی بستی نہیں، کوئی بندہ نہیں، کوئی چرند پرند نہیں، کچھ بھی نہیں۔ حضرت ھاجرہ نے آواز دی: اے ابراہیم! کہاں چلے؟ ابراہیم نے مڑ کر نہ دیکھا۔ پھر آواز لگائی: اے ابراہیم کہاں چلے ہو؟ ذرا بتاؤ تو سہی، مڑ کر نہیں دیکھتے، دل میں آیا کیا بات ہوئی، ناراض تو نہیں ہو گئے؟

عرب کی قد آور مائی، تندرست مائی، پیغمبر کی گھر والی، اور ایک نبی کو گود میں لیے بیٹھی ہے، دوڑ لگائی حضرت ھاجرہ نے، اور دوڑ کر حضرت خلیل کا راستہ روک لیا اور دامن پکڑ کر کہنے لگی: خدا کے لیے بتاؤ مجھے! میں جوان عورت ہوں یہ تمہارا لخت جگر ہے، نور نظر ہے، کتنا خوب صورت بچہ ہے، یہاں پرند کوئی نہیں، چرند کوئی نہیں ہے، آدمی کوئی نہیں، آبادی کوئی نہیں، ہمیں یہاں کیوں چھوڑ کر چلے ہو؟

اللہ پاک کا حکم ہے میرے خلیل، خبردار میری اجازت کے بغیر زبان کو حرکت نہیں دینی، اللہ کی

اجازت کے بغیر، نبی اپنے ہونٹوں کو حرکت نہیں دیتا، اپنی زبان کو حرکت نہیں دیتا، ہاں، ناں، نہیں کر سکتا جب تک اس مولا کا حکم نہ ہو، جب تک اس کی اجازت نہ، اس وقت تک وہ ہاں ناں نہیں کر سکتا۔

حضرت ھاجرہ پلا پکڑے کھڑی ہیں، اور پھر رونے لگی خدا کے لیے میرے قصور بتاؤ، میرا جرم بتاؤ، میری خطا بتاؤ، میرا گناہ بتاؤ، میں معافی چاہوں گی، کس جرم کی پاداش میں مجھے یہاں چھوڑ کر چلے ہو؟

حضرت ھاجرہ سوچتی ہے کہ کمال ہی ہو گیا، بولتے بھی نہیں، اللہ کی مرضی کے خلاف، نبی پیغمبر اپنی گھر والی سے کلام نہیں کرتا اور ہم لوگ باوجود منع کرنے کے پرائی عورتوں سے گپیں مارتے ہیں۔ حضرت سیدہ ھاجرہ نے پوچھا اے خلیل! کہیں اس پروردگار کا یوں حکم تو نہیں؟ اب بتاؤ حکم بھی ہے اور بیوی پوچھ رہی ہے، ایمان داری سے بتاؤ مسجد میں بیٹھے ہو، باوضو ہو، ہاں کہنے میں کیا حرج تھا؟ اگر خلیل اللہ ہاں کہہ دیتے، اس میں کیا حرج ہے۔ اندازہ لگاؤ اللہ کے حضور میں نبی، پیغمبر رسول کتنے اس کے در کے محتاج ہیں، اس کی اجازت کے بغیر نبی ہاں نہیں کہتا، خدا کی ذات آج تک ہماری سمجھ میں ہی نہیں آئی، موت کے وقت تو وہ خود ہی سمجھا دے گا جب لگے گا موت کا جھٹکا، پھر خدائی ہماری سمجھ میں ضرور آجائے گی، لیکن اس وقت سمجھ میں آنے سے بنے گا کچھ نہیں۔

حضرت ھاجرہ نے پھر کہا خلیل اس پروردگار کا یوں حکم تو نہیں؟ نبی کسی پر ظلم نہیں کرتا، نبی کسی کو ستاتا نہیں، نبی کسی کو پریشان نہیں کرتا، کیا بات ہے اس کا یوں حکم تو نہیں؟ حضرت خلیل کے منہ میں زبان بھی ہے، لیکن ذرا سا سر کا اشارہ کیا ہاں، یوں بس۔

اب چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت ھاجرہ وہیں بیٹھ جاتی، دھاڑ دھاڑ کرتی، ہائے مر گئی، ہائے مر گئی، میرا تیرے ساتھ نکاح نہ ہوتا، میں تیرے ساتھ نکاح نہ کرتی، میں نے کیا حاصل کیا تیرے ساتھ رہ کر، بچہ میری گود میں ہے اس کو تو ساتھ لے جاؤ، یہ میرے پاس کیوں چھوڑ کر چلے ہو؟ کمال ہے حضرت ھاجرہ کی، اللہ تعالیٰ کی کروڑ ہا رحمتیں نازل ہوں سیدہ ھاجرہ کی قبر مبارک پر (آمین)

خدا کی رضا جوئی ہو تو ایسی ہو، خدا کو خوش کرنا ہو تو ایسا ہو، خدا کو ماننا ہو تو ایسا ہو۔ جہاں کھڑی تھی وہاں نہیں بیٹھی بل کہ پاؤں کے نشان تھے، جہاں حضرت خلیل پہلے بٹھا کر آئے تھے، دوڑ کر گئی، اور وہیں جا کر بیٹھی اور کہنے لگی: خلیل پھر چلے جاؤ، میں جانوں اور میرا جہانوں کا رب جلیل جانے۔

اب تو ہمارے دلوں کے خدشات ہی نہیں نکلتے، ہمارے دلوں میں یقین ہی نہیں جمتا، وہ یقین جو پیغمبروں کو ہوتا ہے وہ ہمیں کہاں نصیب ہو سکتا ہے۔ جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

جماعت کو اللہ پاک نے یقین بخشا، وہ ہمیں کہاں مل سکتا ہے؟ ہمارا تو آدھا تیتر آدھا بٹیر ہے، صبح کچھ شام کچھ ہے اس صورت میں کیا آدمی آگے بڑھ سکتا ہے، جو ہماری صورت بنی ہوئی ہے، وہ کون سی صورت ہوگی، جب ہم آگے بڑھ کر نکلیں گے۔

سیدہ ھاجرہ وہیں جا کر بیٹھی جہاں حضرت خلیل علیہ السلام بٹھا کر آئے تھے، تھوڑی سی کھجوریں ہیں تھوڑا سا پانی ہے، گود میں لخت جگر کو لیے بیٹھی ہے اور اللہ اللہ کر رہی ہے، آج اللہ، اللہ کرنے کا چسکا نہیں، کون اللہ، اللہ کرے؟ جوانی میں فرصت نہیں ہے، بڑھاپے میں ویسے نہیں اٹھا جاتا، وضو کرنے کی ہمت نہیں رہتی، قبر میں اللہ، اللہ کرنے کون دے گا؟ بچپن ویسے کھیل کی نذر ہو گیا، جوانی بدمعاشیوں میں کٹ جاتی ہے، بڑھاپا ویسے بکواسات میں ختم ہو جاتا ہے۔ اسی کو مجذوب کہتا ہے:

جو کھیلوں میں تو نے لڑکپن گنوایا
وہ بدمستیوں میں جوانی گنوائی
جواب غفلتوں میں بڑھاپا گنوایا
تو بس یہ سمجھ زندگانی گنوائی

بچپن کھیل کی نذر ہو گیا، کھیل میں چلا گیا، کوئی بات نہیں بچہ ہے، گالیاں بکتا ہے تو کیا ہوا؟ کنجریوں کے گیت گاتا ہے تو کیا ہوا؟ ابھی بچپن ہے، جوانی نشے میں بھٹک گئی، بڑھاپے میں ویسے نہیں کچھ بن پڑتا، نتیجہ یہ ہے کہ مرتے وقت ایمان کی رتی پلے موجود نہیں۔ کون اللہ اللہ کرے؟ اللہ اللہ کیا کرتے تھے مرد وعورت۔

ایک مائی بیت اللہ کا طواف کر رہی ہے، اللہ کے گھر کا چکر لگا رہی ہے اور کہتی ہے مولا! اس محبت کی قسم! جو تجھے میرے ساتھ ہے، کسی سننے والے نے کہا: اے مائی! ایسا مت کہو، کہنے لگی کیوں؟ کہ تجھے خدا سے محبت ہونی چاہیے، وہ کہنے لگی: اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو دنیا ساری سوتی ہے، میں جاگ کر خدا کا نام لیتی ہوں، مجھے یہ توفیق ملتی نہ۔

کئی لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو مسجد میں جائیں گے ہی نہیں، ذرا ایمان داری سے سوچو، ہمارا جس سے بگاڑ ہوتا ہے شادی میں اس کو آنے دیتے ہیں؟ بل کہ شرط لگا لیتے ہیں، اگر فلاں آبیٹھے گا تو میں نہیں بیٹھوں گا، وہ آئے کیسے؟

جس کی توبہ قبول نہ کرے خدا، جس کی زبان سے اللہ اللہ قبول نہ کرے، اس کو آنے ہی نہیں دیتا، دنیا کا دستور ہے شادیوں میں جس سے بگاڑ ہوتا ہے لوگ اس سے پیسے ہی نہیں لیتے، اگر وہ آ کر دے

بھی تو پھینک دیتے ہیں، لے جا ہمیں تیرے پیسوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے اٹھا لے اپنے پیسے۔

تو یہی خدا کی خدائی کا حال ہے جس کا وہ قبول نہیں کرتا اس کا پیسہ نیک کام کی طرف آنے ہی نہیں دیتا، لوگ بڑے خوش رہتے ہیں ہم مولویوں کے بہکائے میں نہیں آتے، خدا کرے تو قبر تک نہ آئے۔

سیدہ ھاجرہ کو بھوگ لگی، پیاس لگی، کھجوریں ختم، پانی ختم، بھوک اور پیاس کی وجہ سے ماں کی چھاتیوں سے دودھ اترنا بند ہو گیا، اتنی لمبی زبان اسماعیل علیہ السلام نے نکال دی، بھوک اور پیاس کی وجہ سے بے تاب ہو گئے، ایڑیاں رگڑنے لگے ماں کی گود میں، ماں کا دل دکھنے لگا، الٰہی اب میں کیا کروں؟ دو پتھر کھڑے کیے، ایک اوپر رکھ کر ذرا سی چھاؤں بنائی، نیچے اسماعیل علیہ السلام کو لٹا دیا اور پھر قرآن کریم کہتا ہے:

اللہ فرماتے ہیں: میری رحمت کی طلب میں، میری برکت کی طلب میں، میری جستجو میں

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ (البقرۃ:۱۵۸)

کبھی صفاء پہاڑی پر چڑھتی، کبھی مروہ پہاڑی پر چڑھتی ہے۔ اس پہاڑی پر سے چڑھتی ہے اگلے پر چڑھنے کے لیے ڈھلوان آجاتی ہے، نیچے آجاتی ہے، بچہ نظر نہیں آتا، دوڑ کر چڑھتی ہے، قرآن کو پیار آگیا،

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ

میری بندی، حضرت ھاجرہ کبھی صفاء پہاڑی پر چڑھتی ہے کبھی مروہ پہاڑی پر چڑھتی ہے۔

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ (البقرہ)

اے حج کرنے والو! عمرہ کرنے والو! میرے گھر کا طواف کرنے والو! اے لوگو! میرا اعلان سنو! خدا کا اعلان سنو! خدا کا پیغام سنو! فرمایا: لوگو! آئندہ چلنے کے بعد، چاہے اسماعیل علیہ السلام کیوں نہ ہوں، چاہے یعقوب علیہ السلام کیوں نہ ہوں، چاہے یوسف علیہ السلام کیوں نہ ہوں، چاہے اسحاق علیہ السلام کیوں نہ ہوں، ایوب علیہ السلام کیوں نہ ہوں، موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کیوں نہ ہوں، عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کیوں نہ ہوں، الیاس علیہ السلام کیوں نہ ہوں، کوئی بڑے سے بڑا رسول کیوں نہ ہو، بڑے سے بڑا پیغمبر کیوں نہ ہو، صحابہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا کیوں نہ ہو، فاروق جیسا کیوں نہ ہو، عثمان ذوالنورین جیسا کیوں نہ ہو، علی المرتضیٰ جیسا کیوں نہ ہو، میری نبی کی لخت جگر فاطمہ جیسی کیوں نہ ہو، عائشہ صدیقہ جیسی کیوں نہ ہو، ابدال کیوں نہ ہوں،

غوث کیوں نہ ہوں، قطب کیوں نہ ہوں۔ قیامت تک کے لیے قانون بنا دیا، اصول بنا دیا، ضابطہ بنا دیا، طریقہ بنا دیا، ھاجرہ تو نے مجھ پر توکل کر لیا، سارا جنگل، تو اکیلی میرے نام پر بیٹھ گئی، تیرا معصوم بچہ اتنی زبان نکال بیٹھا، تو پھر بھی میرا ہی نام لے کر تلاش کرتی پھری۔

زم زم انعام خداوندی:

جب ساتواں چکر لگایا تو کانوں میں آواز آئی: اب حضرت ھاجرہ کے آنسو آ گئے اور فرمانے لگی میں نے آواز سن لی، اگر میرا لخت جگر چل بسا پھر میں تیری امداد کیا کروں گی، آ کر دیکھتی ہیں اسماعیل علیہ السلام نے روتے ہوئے زمین میں جو ایڑیاں رگڑیں، یہاں سے زم زم کا چشمہ جاری ہو گیا، یہ پانی پیو، جو بھوک کا بھی کام دے گا، پیاس کا بھی کام دے گا۔

یہاں دیکھ لو ہر دوسرے مہینے ہمارا نلکا خراب ہے، اب مستری آتا ہے خراب تو ہوتا تھا، پانی نیچے اتر گیا ہے، زمین کے نیچے پانی کی انتہا نہیں، پانی نیچے اتر گیا، نلکے کامیاب نہیں، ٹیوب ویل جواب دے گئے ہیں، اتنے ہزاروں سال کا عرصہ گزر گیا، چار چار ٹیوب ویل، چوبیس گھنٹے چلتے ہیں پوری دنیا میں زم زم جاتا ہے، پوری دنیا وہاں پیتی ہے آج تک زم زم کے پانی کی رنگت میں، ذائقے میں، برکت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اللہ سب کو نصیب فرمائے۔ (آمین)

اور سچ پوچھو، شہر بدل گیا، بازار بدل گئے، راستے بدل گئے، اونٹوں کے بجائے گاڑیاں آ گئیں، ہوائی جہاز آ گئے، سب کچھ بدل گیا، اگر نہیں بدلا تو زم زم نہیں بدلا، بعینہ وہی پانی جو اسماعیل کی نرم و نازک ایڑیوں کی وجہ سے نکلا تھا، وہ پانی آج بھی موجود ہے۔

اگر کوئی بیمار ہو جائے، حاجی چل نہ سکے اسے بھی ریڑھی میں بٹھا کر اس علاقے سے گھسیٹا جاتا ہے جہاں مائی ھاجرہ دوڑی تھی۔

اندازہ لگاؤ! جب بندہ اس پر توکل کرتا ہے، تو خدا اس کی اداؤں کو قیامت تک جاری رکھتا ہے، بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں، اللہ پاک جل شانہ جتنے لوگ پہنچ گئے ان کا حج قبول فرمائے۔ (آمین) اور جو نہیں جا سکے، زیارت حرمین شریفین سے سب کو مالا مال فرمائے۔ (آمین)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری آزمائش:

دوسرا موقعہ آیا ابراہیم علیہ السلام پر، یہی چاند، یہی مہینہ، ساتویں تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا، سپنا دیکھا، کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے نام پر صدقہ کرو، ابراہیم

علیہ السلام نے صبح اٹھ کر سو اونٹ قربان کر دیے، آٹھویں رات کو پھر خواب دیکھا ابراہیم نے صبح اٹھ کر سو اونٹ اور قربان کر دیے، بہت سوں کو یہ بات سن کر بخار چڑھ رہا ہوگا کہ ہر روز کے سو سو اونٹ کر دیتا تھا۔ پیغمبروں کا جد امجد ہے، سارے نبیوں کا باپ ہے، میرے تیرے جیسا نہ تھا؟ ہم لوگ کوئی قربانی کرتے ہیں؟ سر سے اتارتے ہیں، سر سے اتارنے والا کام ہے، ہم کیا جانیں خدا کی خدائی کو؟ اور اس کی رضا کو، اس کی خوش نودی کی قدر کو، جوان لوگوں کو تھی، وہ سو میں سے ایک حصہ بھی نہیں ہوسکتی۔ پیغمبروں کی شان نرالی، پیغمبروں کی آن نرالی، وہ براہ راست خدا کے نمائندے ہوتے ہیں، خداوند کریم اس سے ہم کلام ہوتا ہے، اور اپنی آسمانی کتابیں پروردگار عالم پیغمبروں کو عطا فرماتے ہیں۔

چناں چہ پھر مالک کائنات نے آزمالیا، ویسے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت ہی نرالی شان کا پیغمبر ہے، ایک بات آپ کو بتاؤں آپ حیران ہوں گے، ساری زندگی مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھایا کرتے تھے، پانچ پانچ، سات سات، دس دس، بیس میل میں تلاش کر کے مسافر لایا کرتے تھے، مہمان کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔

ایک ہم ہیں اگر دوکان پر، کنوئیں پر پتہ چلے کہ تیرا فلاں رشتہ دار آرہا ہے، بخار چڑھ جاتا ہے، پہلے ہی شروع ہو جاتا ہے بخار، مہمان نوازی کرنا مفت تھا، ہمارے لیے پھانسی بن گئی، پریشانی کا دریا بن گیا، عادت نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی:

چناں چہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دن ایک مہمان لائے، بڑی دور سے مسافر کو پکڑ کر لائے اور اس کے سامنے کھانا رکھا، اور فرمایا پڑھ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ وہ کہنے لگا میں تو اس نام کا منکر ہوں، میں تو خدا کے نام کا ہی منکر ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام کو غصہ آیا، میرے خدا کے نام کا منکر ہے، چلا جا دفعہ ہو جا، چلا جا اٹھ جا، وہ چلا گیا، اللہ پاک کی طرف سے وحی آئی:

میرے خلیل! مجھے بھی تو پتہ ہے کہ یہ میرے نام کا منکر ہے، بوڑھا ہو گیا، اس کی اتنی عمر ہوگئی، اس سے قسم دے کر تو پوچھو، اس کو میں نے کبھی بھوکا رکھا؟

مجھے بھی تو معلوم ہے کہ یہ میرے نام کا منکر ہے، اچھی طرح جانتا ہوں، میں نے ساری زندگی میں اسے بھوکا کبھی نہیں سلایا، تیرے دستر خوان پر ایک دن آیا تو تم نے دھکا دے دیا،

کیوں دھکا دیا تم نے؟ اسی کو کہتا ہے:

بس اٹھا کر رکھ اپنا دستر خوان تو
اور ہے نہیں میرے بندوں کا رحمان تو

اپنا دستر خوان لپیٹ کر رکھ لے، جا کر مہمانوں کو تلاش کرتا پھر، تو نے میرے ایک بندے کو کیوں دھکا دیا؟ میں بھی تو جانتا ہوں کہ وہ میرے نام کا منکر ہے۔

نبی تو خدا کے دروازے کا محتاج ہے۔ ہمارے زمانے کے پیر اگر لکڑی لے کر اللہ کے پل پڑتے ہیں، لیکن خدا کے سامنے نبی بڑا محتاج ہے، جب اللہ کی طرف سے ڈانٹ آئی ابراہیم علیہ السلام پھر اس کے پیچھے دوڑے، بڑے میاں، بڑے میاں، کہا چل میرے ساتھ کھانا کھا۔ اس نے کہا کمال ہے ابھی تو مجھے لے کر گیا تھا، پھر دھکا دیا، پھر بلانے آ گیا، توجہ کرنا، ابراہیم علیہ السلام رو پڑے، فرمایا: میں اپنے بس میں نہیں ہوں، میری زبان، میری آنکھ، میری انگلی، میرا سانس، یہ اس مولا کے ہاتھ میں ہے جیسا وہ مجھے حکم دے گا ویسا مجھے کرنا پڑے گا۔

میں خود نہیں آیا میں اس رحمان کا بھیجا ہوا ہوں، جس کا تو نام لینا پسند نہیں کرتا، وہ بوڑھا مسافر واپس آیا اور کہنے لگا: خلیل! پہلے خدا کا نام سکھا، پھر کھانا کھلا، جو خدا اتنا مہربان ہے کہ میری وجہ سے تجھے دھمکی ملی، میں گناہ گار کی وجہ سے تجھے ڈانٹ پڑی، اس خدا کا مجھے نام سکھا، وہ اس زمانے کا کافر تھا، پھر بھی سمجھ دار تھا، آج کل اگر کسی کے ساتھ یوں ہو جائے وہ اور اکڑے گا، اور ہمیں دھکا دے، دیکھا ناں بس؟ اللہ کی طرف سے ڈانٹ ملی، کہ نہیں؟ دیکھا ہمیں، ہمیں اب بھی مان جاؤ۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نرالی عادت، نرالی شان، نرالا طریقہ، مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھایا، اپنے بچے تک کو اللہ کے راستے میں قربان کر دینے کا عزم، پروگرام، تیار کرنا نہیں، بل کہ اس پر عمل کر کے دکھلا دیا، کئی اللہ والے اس قسم کے گزرے ہیں، جنہوں نے اپنی آن، شان مٹا کر رکھ دی۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی مہمان نوازی:

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، میں نے ایک دو دن نہیں، کئی دن نہیں، کئی مہینوں حضرت کے دستر خوان پر پانچ پانچ سو، چار چار سو، روزانہ کا مہمان دیکھا ہے، دو سو، ڈھائی سو، تین سو روزانہ کا مہمان، جتنے شہر دیو بند میں سودا خریدنے آتے تھے، شام وہ سارے مولانا کے مہمان، اور ساڑھے تین ہزار طالب علموں کے جتنے رشتہ دار آتے تھے، وہ

سارے مولانا کے مہمان، دیوبند مظفر نگر کی تحصیل ہے، جتنے لوگ تحصیل میں کام آئے اور نہیں بنا، اگلے دن کرانا ہوا، وہ سارے مولانا کے مہمان، چار ٹوکریاں، پانوں کی مہمان ہی چبا جاتے تھے، چار ٹائم چائے، دو ٹائم کھانا، ناشتہ۔

اور حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ سارے مہمانوں کے ساتھ بیٹھتے تھے، شریک ہوتے ہیں، کیوں نہ ہوں۔ خدا کی قسم! یہ وہ برکتوں والا جوان ہے جو اللہ پاک نے سولہ برس اپنے محبوب کے روضہ پر بٹھا کر اپنے محبوب کی حدیث پاک پڑھوائی۔ ستر ہزار شاگرد مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا، عرب میں جس کو اپنی زندگی میں ہزاروں مرتبہ رسول اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی ہے، اتنا بڑا مہمان نواز، ہم نے زندگی میں دیکھا تو کیا سنا تک نہیں۔

اور پھر ایک اور تماشہ، سارے مہمانوں میں کمزور، نابینا، لنگڑا، لولہ، مندہ، میلے کپڑوں والا، جو ایسا دیکھا، اتنا اپنے قریب بٹھانا، خود اس کے ہاتھ پر روٹی رکھنی، خود آ کر سالن بار بار دینا، یہی وجہ تھی کہ ان لوگوں نے انگریز جیسے ظالم کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی ناک میں دم کیا، برصغیر کی سرزمین چھوڑنے پر مجبور کیا ان اللہ والوں نے انگریز لعنتی کو۔

اتنا وفادار جوان، چار سال خدمت کی استاد کی اور مولانا مدنی رحمہ اللہ نے استاد کی خدمت کی وجہ سے اپنے آپ کو بھی جیل میں رکھا۔

اگر تمہارا استاد جیل چلا جائے زیادہ سے زیادہ امداد کیا کرو گے؟ استاد جی آپ نے غلطی کی ہے، اس طرح کا کام نہیں کرنا چاہیے تھا، آپ کو کیا ضرورت تھی؟ آپ مسجد میں اللہ اللہ کریں، اس کا جو کیا کرایا ہے وہ ختم۔

مولانا کے گھر سے جیل میں رہتے رہتے انیس جنازے نکل گئے، پرواہ نہیں اور جب بھی کسی نے کہا مولانا باہر آ جاؤ، تھوڑا سا تو اپنے اندر کے جذبات کو ٹھنڈا کرو۔ تھوڑے سے تو بدل جاؤ، بس ایک ہی جواب ہے:

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
جگر کی آگ دبی ہے مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میدان مگر جھکی تو نہیں

جو اپنے مولا کو راضی کرنے پر لگ گیا، اسے کٹنے کٹانے کا کوئی غم نہیں ہوتا، وہ تو صرف یہ

سوچتا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے۔

غازی علم دین شہید رحمہ اللہ کا عشق رسول ﷺ:

غازی علم دین شہید سے ماں نے کہا بیٹا، تیرے ہاتھوں پر مہندی لگی ہوئی ہے تو کہاں چلا گیا؟ غازی علم الدین اپنی اماں کو کہتا ہے اماں! میں شادی کروں اور میرے نبی کی توہین ہوتی رہے، میں شادیاں کروں، میں دولہا بنا پھروں، اور میرے محبوب ﷺ کی توہین ہو؟

اور راج پال جیسا بدمعاش میرے نبی ﷺ کی توہین کتابوں میں چھاپ کر لوگوں میں تقسیم کرے، میں شادی نہیں کرتا، اس نے کہا پھر کیا پروگرام ہے؟ اس نے کہا: اماں! اب تو جنت میں شادی کا ارادہ ہے۔ اب تو جنت میں شادی کا پروگرام ہے بس۔

غازی علم الدین کی ماں بھی ماں تھی، نہ روئی، نہ دھاڑی، نہ شور کیا، پکڑو، پکڑو، لڑکا کہاں جا رہا ہے؟ اس کو سمجھاؤ، یہ پاگل ہو گیا ہے، ایک مولوی صاحب کی تقریر سن کر پاگل ہو گیا ہے، پکڑو، پکڑو، سمجھاؤ اسے، رسے سے باندھ دو، ہائے ہائے کچھ تو پیغمبر کا عشق تھا ماں کے دل میں بھی، جب بیٹے نے کہا ماں، نہیں رکوں گا، جاؤں گا۔ ماں نے بھی جھولی پھیلا کر دعا دی، مولا میرا بیٹا گناہ گار، اب چل پڑا ہے قبول کرنا تیرا کام ہے، میری جھولی کو خالی نہ لوٹانا، ابھی یہ چل پڑا ہے، منظور فرما۔

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب غازی علم الدین جیل میں تھا تو میں ملنے گیا میاں والی، تو سپر یٹنڈنٹ جیل سے میں نے کہا کہ ہمارا ایک قیدی ہے پھانسی کی کوٹھڑی میں، میں اس سے ملنا چاہتا ہوں، تو وہ رو پڑا اور کہنے لگا مولانا اسے قیدی نہ کہو، اس کی کوٹھڑی کی چھت سے لے کر آسمان تک میں ایک نور کی لائٹ دیکھتا ہوں۔

اور حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں جب غازی علم الدین سے ملا، مجھے دیکھ کر مسکرایا اور اتنا منور ہوا، اس کے مسکرانے سے ساری کوٹھڑی منور ہو گئی۔

اور جب میں نے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ تو کہنے لگا: قاضی صاحب! اگر میں اپنا حال آپ کو بتا دوں تو دنیا میں کوئی رہنا پسند ہی نہ کرے۔

اس نے کہا کیوں کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ: جب سے اس کوٹھڑی میں آیا ہوں اپنے محبوب کی عزت کے لیے ہر رات میں سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت کرتا ہوں، ہر رات مجھے اپنے آقا ﷺ کی زیارت ہوتی ہے، اور منتظر ہوں اس گھڑی کا، کس کا؟ کہتا ہے:

لیے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
ڈھونڈتی ہے شہید ناز کی تربت کہاں ہے

میں منتظر ہوں کہ کب پھانسی لگوں کب جنت میں میرا ڈیرہ بن جائے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی:

قربانی کی میں بات کر رہا تھا، عرض کرنے کا مقصد یہ ہے ابراہیم علیہ السلام سے اللہ پاک نے خواب میں فرمایا اور نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔

فرمایا: میری راہ پر وہ چیز قربان کر جو دنیا میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو سمجھ گئے کہ اسماعیل علیہ السلام کی قربانی مانگی ہے، صبح اٹھ کر اس کا پروگرام بنایا، دسویں تاریخ تھی، قرآن کریم نے تفصیل سے اس واقعہ کو ذکر فرمایا ہے، ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے جو مشورہ کیا، صلاح لی، باپ بیٹے ہیں پہاڑی پر، اور دونوں نے جو مشورہ کیا سوال جواب کے لیے، اللہ کو اس پر اتنا پیار آیا، اس کو قرآن میں نقل کر دیے، قرآن کریم میں نقل فرمایا، باپ کی گفتگو بھی، بیٹے کی گفتگو بھی۔

اس لیے عظیم کارنامہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قربانی والے کارنامے کو اتنی مقبولیت عامہ فرمائی کہ قیامت تک کے لیے اس کو جاری وساری کر دیا، کہ میرے خلیل! امت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ واجب ہے کہ قیامت تک وہ قربانی کرے۔ اور یہ جانور جو قربان کیے جاتے ہیں وہ جانور قربانی کریں گے۔ وہ دنبے اور بکرے قربان کریں گے، وہ اونٹ قربان کریں گے۔ اللہ پاک نے وعدہ فرمایا: میرے خلیل! مجھے اپنی کبریائی کی قسم وہ جانور قربان کریں گے، میں ان کو ثواب ایسا ہی دوں گا کہ جیسے اپنے بیٹے کو میرے نام پر قربان کر دیا، اور جتنے بھی قربانی کرنے والے جانور کے بدن پر بال ہوں گے، ایک ایک بال کے بدلے ایک ایک نیکی لکھ دوں گا۔ خون زمین پر گرنے سے پہلے قربانی قبول کر لوں گا، کیا خدا کی ہم لوگوں پر مہربانی ہے؟ ہم لوگ تو ایک قربانی مشکل سے کرتے ہیں، وہ بھی پڑوسیوں کے طعنے سے بچنے کے لیے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ اب ان کا کام ڈھیلا ہے، قربانی نہیں ہوئی، اللہ کو راضی کرنے کے لیے تو سو میں سے دس ہی ہوں گے۔

جس نبی کے ہم امتی ہیں، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال قربانی کرتے تھے۔

جتنے سال آپ کی عمر مبارک ہوتی تھی، اتنے ہی اونٹ ذبح فرماتے تھے، اور اتنے اونٹ

میں اپنی ساری امت کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔آج امت میں کتنے لوگ ہیں جو اپنے نبی حضرت محمد عربی ﷺ کی طرف سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے، جن کی جوتیوں کے صدقے ہمیں کلمہ ملا، ایمان ملا، قرآن ملا، صحابہ رضی اللہ عنہم نہ ہوتے تو تمہیں قربانی ملتی، نہ قرآن ملتا، نہ ایمان ملتا۔ان کی طرف سے ہی سب کچھ ملا۔

عیدالاضحیٰ کے مسائل:

یہ ساری چیزیں تو اب قصے ہیں یہ خواب ہیں اب کون ان چیزوں کو جانے؟

ان شاء اللہ یہ قربانی شروع ہونے والی ہے نویں کی صبح کی تاریخ سے فجر کی نماز کے بعد سے تکبیرات تشریق کے نام سے

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

ہر مرد و عورت بالغ پر یہ پڑھنا فرض واجب ہے، فرض نماز کا سلام پھیرتے ہی یہ پڑھنا واجب ہے، جو نہیں پڑھے گا وہ گناہ گار ہوگا، نویں تاریخ کی فجر سے لے کر تیرہویں تاریخ کی عصر تک یہ ضروری ہے ہر مرد و عورت پر، اور آپ کو معلوم ہے کہ جو نماز نہیں پڑھتا، اس پر نہ فرض ہے نہ واجب ہے، نہ سنت ہے، نہ مستحب ہے، وہ تو پہلے ہی بخشا بخشایا ہے، یہ نمازیوں کے لیے، مسلمان پر فرض ہے، کافر پر فرض نہیں، مسلمان پر نماز بھی فرض، یہ تکبیرات بھی فرض ہیں۔

عورت آہستہ پڑھے، مرد زور سے پڑھے، کافر پر فرض نہیں ہے۔

قربانی نماز عید کے بعد کرنا لازمی ہے، اگر کوئی ایسی جگہ قربانی کرے جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، اس دن آسمان پر آفتاب چڑھ جانے کے بعد بھی کی جاسکتی ہے، لیکن جہاں قربانی کر رہے ہوں جب عید کی نماز پڑھی جا چکے، اس کے بعد قربانی کرنی چاہیے، پہلے قربانی کرنا جائز نہیں، اسی طرح رات کے اندھیرے میں قربانی کرنا جائز نہیں، اور قربانی کے ثواب میں کوئی فرق نہیں پڑتا، پہلا دن، دوسرا دن، تیسرا دن، تینوں دن مکمل ہیں قربانی کے۔

اس لیے قصابوں کے پیچھے بھاگے بھاگے پھرنا، ان کی منت کرنا، ان کو جانور سے زیادہ پیسے دینا اور پریشان ہونا اس کی کوئی ضرورت نہیں، خدا عالم الغیب ہے۔وہ جانتا تھا کہ قیامت کے قریب مسلمان زیادہ ہو جائیں گے، قربانیاں بہت ہوں گی، قصابوں کا ریٹ اپ ہو جائے گا، اس لیے مالک نے تین دن کر دیے۔

اگر ایک دن ہوتا تو تین ہزار کا جانور قصاب چار ہزار میں کر دیتے، اس لیے اس نے تین دن رکھ دیے، اگر پہلے دن موقع نہیں لگا تو دوسرے دن کرو، تیسرے دن کرو، میں منظوری میں کوئی فرق نہیں رکھتا، اللہ کی رضا کے لیے کرو۔

اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے کرو، اللھم تقبل منی. یا اللہ میری طرف سے قبول فرما۔

کما تقبلت من خلیلك وحبیبك محمد ﷺ

یا اللہ جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے قبول کی، حضرت محمد ﷺ کی طرف سے قبول کی، میری طرف سے بھی قبول فرما۔

دعا مانگنی چاہیے، یہ ٹھیک نہیں، ادھری چھری پکڑی ہے ادھر پکڑو، رسی لاؤ، ساتھ کہتے ہیں پیلٹ لاؤ، سری گردے کلیجی کے لیے، اور ساتھ چھری بھی چل رہی ہے کام بھی ہو رہا ہے یہ سارے مسئلے پکا کر قربانی کا گوشت برابر تول کر تقسیم کرو، ایک آدمی کو اگر دے دو گے، پہلے ذرا یار مہمان کو تھوڑا سا دے دینا، پھر اس کو کاٹ لینا، بولیں گے نہیں، اگر دل میں آجائے، سب کی قربانی برباد ہو جائے گی۔

اسی طرح بڑے سے بڑے چالاک لوگ پیدا ہو گئے ہیں، منڈی سے یا سڑک سے گائے خریدی، اور خیال آیا کہ اگر اس کو کھڑی کر کے بیچوں تو اتنی رقم نہیں بنتی، چالاکی ماری، اتنی رقم اس کی ہے ایک حصہ قادر کا، ایک رحیم کا، ایک فلاں کا، خود رقم بنائی، اپنا حصہ منافع میں رکھ لیا، لوگوں کو حصہ حصہ کر کے لگا دیا، کسی عالم سے جا کر پوچھ لو سب کی قربانی خراب ہو جائے گی۔ جب تک چار آدمی بیٹھ کر رقم نہ بنا دیں، دو آدمی، چار آدمی، کہ اس کی رقم اتنی ہے اس کے بعد اس کے حصے بناؤ۔

اس لیے عرض کر رہا ہوں، سناتا ہوں لیکن لوگوں کو پتہ نہیں چلتا، وہ چار پیسے مارنے والا اپنے حصے کو بھی برباد کرتا ہے، دوسروں کے حصے کو بھی برباد کرتا ہے۔

اسی طرح اس آدمی کے ساتھ حصہ مل کر کرنا، جو اللہ کے سوا قبر کی پوجا کرتا ہے، قبروں کو سجدہ کرتا ہے، درختوں کو سجدہ کرتا ہے، ادھر ادھر قبروں کی مٹی چاٹتا پھرتا ہے، پھر بھی حصہ جائز نہیں ہوگا، قربانی برباد ہو جائے گی، اللہ کے نام پر قربانی کرنی ہے تو سارے اللہ والے ہونے چاہیے، قبر کی مٹی چاٹنے والا ایک بھی نہ ہو، فاتحہ پڑھو، ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو، ان کی طرف سے قربانی کرو، ماں باپ کی طرف سے قربانی کرو، رشتہ داروں کی طرف سے کرو، اپنے پیر و مرشد کی طرف سے کرو، کوئی حرج نہیں، لیکن جس کا طریقہ غلط ہو، شرک کرتا ہو وہاں جائز نہیں۔

اسی طرح سے قربانی کا گوشت برابر تقسیم کرو، پھر اگر سب کی رضامندی ہو کھال کے بارہ میں، سب کی رضامندی حاصل کرو، ایسے رعب ڈال کر ایک آدمی نہ اٹھا لے، بل کہ سب کی رضا مندی سے قربانی کی کھال جہاں دینا ہو، غریب بہن کو دے سکتے ہو، بشرطیکہ غریب ہو، غریب ماسی کو دے سکتے ہو، غریب بھائی کو بھی دے سکتے ہو، مدرسے کے طالب علموں کے لیے بھی استعمال ہوسکتی ہے، حق دار ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں، اللہ کا دین پڑھتے ہیں۔

لیکن تم کیا کرتے ہو؟ جو لے گیا لے گیا، ہم نے قربانی کرنی ہے، یہ جائز نہیں ہے، اس طرح سے نقصان ہوگا، آپ کو معلوم نہیں ہے، یہ بڑا نازک مسئلہ ہے، صدقات واجبہ کا قربانی کی کھال بیچ کر جو پیسے تم نے بدلے میں لیے ہیں بندھے ہوئے پیسے رکھ کر تم کھلے ہوئے نہیں اٹھا سکتے، قربانی کی کھالوں کے پیسوں سے تم مسجد میں لوٹے نہیں رکھ سکتے، صفیں نہیں خرید سکتے، کنواں نہیں بنوا سکتے، سرائے نہیں بنا سکتے۔

کئی لوگ مدرسہ بنانے سے پہلے کئی سال پہلے قربانی کی کھالوں کے پیسے اکٹھے کر کے رکھ لیتے ہیں، ان کی قربانی جائز نہیں، جاؤ جا کر مفتیوں سے مسئلہ پوچھ کر آؤ۔

اس لیے جو مسافر چلتا چلتا مر گیا، کھال کے پیسے تیرے پاس ہیں، اللہ واسطے اگر کفن ڈالنا ہے تو ڈال دو، ورنہ ننگا دفن کر دو، قربانی کی کھال کا کفن خرید کر تم نہیں ڈال سکتے۔

اس لیے کہ وہ پرائے مال کا مالک کیسے بنے گا؟ وہ تو اپنا ہی چھوڑ گیا، اللہ پاک مجھے اور آپ کو سچا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت اسماعیل علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾ (آل عمران)

وقال النبی ﷺ: انما الاعمال بالنیات وانما لامرء مانوی

وقال النبی ﷺ: انا سید ولد ادم یوم القیمة

وقال النبی ﷺ: الفقر فخری

وقال النبی ﷺ: من تشبہ بقوم فھو منھم

وقال النبی ﷺ: المرء مع من احب

وقال النبی ﷺ: ارحم امتی بامتی ابو بکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم حیاء عثمان واقضاھم علی

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ○

سب حضرات اخلاص اور محبت کے ساتھ بلند آواز سے درود پاک پڑھیں۔

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اگر ہو اس میں خامی تو یہ کچھ نامکمل ہے

حضرات علما کرام، محترم بزرگو اور عزیز دوستو!

اللہ جل شانہ نے محض اپنے فضل وکرم سے، اپنی مہربانی سے، اپنی عنایت سے ہم سب کو ذکر حبیب ﷺ کے لیے اکٹھا فرمادیا، جمع فرمادیا۔ اللہ پاک ہم سب کی حاضری قبول فرمائے۔ (آمین) اور خداوند کریم ہم سب کی سیاہ کاریوں کو معاف فرمائے۔ (آمین) ساری امت کی مغفرت فرمائے۔ (آمین) ساری مخلوق پر فضل وکرم فرمائے۔ (آمین) کلمے اور ایمان والی موت عطا فرمائے۔ (آمین)

اللہ وحدہ لاشریک ہے:

جناب مدنی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ، اخلاق حمیدہ، اوصاف وکمالات، آپ کی سیرت وصورت کا جلسہ ہے۔ خداوند عالم نے اتنی عظمت عطا فرمائی، اتنی شان عطا فرمائی کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا علیہم السلام کا آپ کو اللہ پاک نے سردار بنادیا۔ ہمارے پیغمبر ﷺ سارے جہاں کے پیغمبروں کے، رسولوں کے، نبیوں کے سردار ہیں۔

ہمیں جو کتاب ملی وہ ساری آسمانی کتابوں کی سردار ہے اور یہ امت بھی ساری امتوں کی سردار ہے۔ بشرطیکہ امتی بن کر زندگی بسر کرے، امتی ہو۔ جب کلمہ پڑھتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو اقرار کرتا ہے۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کی ذات کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کے سوا مشکل کشاء کوئی نہیں، نذر و نیاز کے قابل کوئی نہیں، اس اللہ کی ذات کے سوا کسی کی بگڑی بنانے والا کوئی نہیں، اجڑے ہوؤں کو بسانے والا کوئی نہیں، اور بسوں ہوؤں کو اجاڑنے والا کوئی نہیں، اسی ذات کے حکم سے بادشاہ فقیر بن جاتے ہیں، اس کے حکم سے فقیر بادشاہ بن جاتے ہیں، وہ بڑا بے نیاز ہے، وہ اگر چاہے تو کروڑ پتی کو بھوک کی موت عطا کرے۔

وہ اگر چاہے تو عزت وذلت کا مالک جو وہی ہے۔ پورے روئے زمین پر ایک گھاس کا تنکا، ایک درخت کا پتہ بنانے والا، سمندر کا قطرہ قطرہ اس کے قبضہ قدرت میں ہے، آسمان کے ستارے اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اور میں آپ بھی اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

حضور ﷺ آخری نبی ہیں:

محمد رسول اللہ ﷺ سرکار مدینہ ﷺ آخری نبی، اب کوئی اور نبی نہیں آئے گا، ضرورت ہی نہیں آنے کی، کسی اور نبی کا کریں گے کیا، آمنہ کے در یتیم کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں، ضرورت نہیں، قرآن کے بعد کسی اور آسمانی کتاب کی حاجت ضرورت نہیں۔

ہر نبی نے اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے وقت میں کالی کملی والے کی آمد کا اعلان کیا، اور خداوند کریم نے اعلان کر دیا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (المائدہ:۳)

اللہ فرماتے ہیں میرے محبوب کریم ﷺ میں نے اپنے دین کو آپ پر کامل کر دیا۔ اپنی نعمتیں آپ پر پوری کر دیں۔ اور یہ جو دین اسلام ہے، میں اس سے راضی ہو گیا۔

جناب مدنی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! دین کی کوئی چیز میں نے چھپا کر نہیں رکھی۔ اللہ کا جو حکم آیا، جو پیغام ملا میں نے تم تک پہنچا دیا۔ سارا قرآن پاک اس امت کو پہنچا دیا، تمام حدیث پاک اس امت کو پہنچائیں، ساری زندگی کا کردار، خصائل، شمائل، اخلاق وعادات تمام کے تمام نمونے کے طور پر اس امت کے حوالے کر دیے۔

قربِ قیامت کے مناظر:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے:

اے لوگو! میری امت پر ایک وقت ایسا آئے گا، صبح کو آدمی اچھا بھلا مومن ہوگا، شام کو موت آگئی تو جنازہ کافر کا اٹھ رہا ہوگا۔

ارشاد فرمایا محمد عربی ﷺ نے:

اے لوگو! میری امت پر ایک وقت ایسا آئے گا جنازہ کوٹھی سے نکلے گا، جنازہ بنگلے سے نکلے گا، جنازہ بہت بڑے مجمع کے ساتھ نکلے گا، جنازہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ نکلے گا، حال یہ ہوگا مرنے والے کے پلے ایمان کی رتی موجود نہیں۔

ارشاد فرمایا محمد کریم ﷺ نے:

اے لوگو! میری امت اتنی بگڑے گی، معاشرہ اتنا برباد ہوگا، لوگ اتنے تباہ ہو جائیں گے، آخری وقت میں کلمہ پڑھتے موت نہیں آئے گی، درود پاک پڑھتے ہوئے موت نہیں آئے گی، استغفار کرتے ہوئے موت نہیں آئے گی، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے موت نہیں آئے گی، ادھر موت کا جھٹکا لگے گا، ادھر منہ میں کنجر کا گانا ہوگا۔ گاتے ہوئے لوگ مریں گے، بدمعاشی کے ارادے لیے ہوئے مریں گے، حرام خوری کرتے ہوئے مریں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قبر کی یاد:

تمہیں کیا معلوم ہے کہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا، زمین پر کروٹیں بدل رہے ہیں، بے تحاشہ رو رہے ہیں، کسی نے پوچھا فاروق تجھے کیا ہوا؟ تو تو بڑا بہادر آدمی ہے، فرمانے لگے اے لوگو! تمہیں معلوم نہیں، آج قبر کا اندھیرا یاد آ گیا۔

جناب عثمان رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا قبرستان میں کھڑے ہیں، بے تحاشہ رو رہے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے ہیں، اتنے روئے اتنے روئے، آنسوں داڑھی سے گزر کر زمین پر ٹپک رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا عثمان تجھے کیا ہوا؟ تو نبی کا دوہرا داماد ہے، تجھے کالی کملی والے ﷺ نے دس مرتبہ دنیا میں جنت کا ٹکٹ عطا فرمایا، تو کیوں رویا۔ فرمانے لگے، اے لوگو! اس قبر کے اندھیرے نے میرا جگر پھاڑ دیا۔

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قافلے کی شکل میں تشریف لے جا رہے ہیں، بہت بڑا لشکر

ساتھ ہے، راستے میں قبرستان آ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے، اور قبر کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے۔ اے لوگو! اے قبر والو! اموالکم قسمت، تم نے جو رشوت لے لے کر مال جمع کیا تھا حرام طریقے سے جو مال جمع کیا تھا، جھوٹ بول بول کر مال جمع کیا تھا، بلیک مارکیٹ کر کے مال جمع کیا تھا، تیرے مرنے کی دیر تھی، لوگوں نے تقسیم کر لیا۔

نساء کم زوجت، اے قبر والو! جو عورت کل تیری بغل میں سوئی پڑی تھی۔ آج کسی اور کی بغل میں پڑی ہے کسی اور کو کہہ رہی ہے میں تیری ہوں، میں تیری ہوں، بیوی تیری نہ رہی،، اولاد تیری نہ رہی، مال تیرا نہ رہا، کیا بنا تیرا حرام مال جمع کرنے کا، آج ہمیں اتنا بھی فکر نہ رہا، کہ میں اگر مسلمان بن کر نہ مرا تو میرا حال کیا ہوگا؟

سلطان عالم گیر کہ وہ رحمۃ اللہ علیہ مغلیہ خاندان کا چشم و چراغ بڑا ولی اللہ آدمی تھا، قرآن کا قاری تھا، عالم تھا، پانچ ہزار حدیث پاک زبانی یاد تھیں، کسی زمانے میں بادشاہوں کو حدیثیں یاد ہوتی تھیں، قرآن یاد تھا، تفسیر یاد تھی۔ آج اس امت کو کوئی ضرورت نہیں رہی۔

قرآن والے بن جاؤ:

اندازہ لگا، بے شمار ایسے گھرانے ہیں۔ جن میں ایک بھی قرآن کا دیدار کرنے والا نہیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں، میرے نبی، تیرے نبی، عرشیوں کے نبی، فرشتوں کے نبی، چاند سورج ستاروں کے نبی، زمین کے ذرے ذرے کے نبی، سمندر کے قطرے قطرے کا نبی، پہاڑ کے ایک ایک کنکر کا نبی، درختوں کے ایک ایک پتے کا نبی، پھول کی پتیوں کا نبی، پھول کی خوشبو کا نبی، مالک کائنات کی قسم! نبیوں کے نبی، جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے پندرہ پندرہ دن درختوں کے پتے چبا چبا کر خدا کا قرآن پڑھا، آج تم لوگ مکھن کھا کر قرآن نہیں پڑھتے۔ گانے بڑے اچھے لگتے ہیں۔

اوظالمو! اپنے گھروں میں لعنت نہ برساؤ، اپنے بچوں کو بدمعاش نہ بناؤ، تم نے معصوم بچیوں کو بے غیرت بنا دیا۔

سارا دن ساری رات گانے بجانے میں چلا جاتا ہے، یہ امت کا حال ہے، یہ کلمہ پڑھنے والوں کا حال ہے، یہ قرآن اور ایمان رکھنے والوں کا حال بنا ہوا ہے، دکان پر گائے بغیر گزارہ نہیں، گھر میں گانے بجانے کے بغیر گزارہ نہیں، سفر میں گزارہ نہیں، یہ جتنے ایکسیڈنٹ میں لوگ

مر رہے ہیں، یقین جانو سارے کنجریوں کے گانے گاتے ہوئے، سنتے ہوئے مر رہے ہیں، نہ اس کے بارہ میں حکومت کچھ سوچتی ہے، نہ عوام کچھ سوچتے ہیں۔ یارو کم از کم موت کا جھٹکا لگے تو کلمہ پڑھتے ہوئے مر جاؤ اور لعنت ہے ایسی موت پر، ایسی زندگی پر، جو رات دن گانے بجانے میں ہی لگے رہو، نماز پڑھنی مسجدوں میں مشکل ہوگئی۔ چاروں طرف لاؤڈ سپیکر پر ایک ہنگامہ برپا ہے۔ اس لیے قرآن کریم نے اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ (طٰہ: ۱۲۸)

ظالمو باز آجاؤ، عداوت نہ کرو، بغاوت نہ پھیلاؤ، ورنہ میں وہ بے نیاز ہوں، میں وہ خدا ہوں، تمہارے نام ونشان مٹادوں گا۔ فرمایا:

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۚ‏ ① (الانبیا)

فرمایا کہ موت کا وقت سر پر آپہنچا، موت کی گھنٹی بجنے والی ہے، تم ابھی سوئے پڑے ہو، وہ کون سا وقت آئے گا؟ قرآن کریم ہر وقت للکارتا ہے، فرمایا:

اِنَّ بَطۡشَ رَبِّكَ لَشَدِيۡدٌ ؕ‏ ⑫ (البروج)

میری پکڑ بڑی سخت ہے جب پکڑوں گا پتہ چلے گا۔

خدا کی کتنی بڑی قدرت ہے، سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں انعام میں نے تم پر کیے، صبح اٹھ کر قرآن کی زیارت نصیب نہیں رہی، تلاوت نصیب نہیں رہی، سوتے وقت بھی بکواس کرتے ہوئے سوجاتے ہیں، صبح کو اٹھتے ہوئے بھی بکواس کرتے ہوئے اٹھتے ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت:

حالاں کہ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ نے فرمایا: میری عائشہ رات کو سوتے وقت روزانہ ایک حج کر کے سویا کرو، پورا قرآن ختم کر کے سویا کرو، ساری امت کو گواہ بنا کر سویا کر۔

حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا: میرے آقا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، میں روزانہ مکے میں حج کرنے کیسے جاؤں؟ فرمایا: میری عائشہ سوتے وقت

سبحان الله . والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم

تین مرتبہ پڑھ کر سویا کر، تیرے نامہ اعمال میں ایک حج کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔ فرمایا:

میری عائشہ تین مرتبہ قل ھو اللہ شریف پڑھ کر سویا کرو، تیرے نامہ اعمال میں پورے ایک ختم قرآن کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔ فرمایا: روزانہ ساری امت کے لیے بخشش کی دعا مانگ کر سویا کر، تیری قیامت میں ساری امت گواہی دے گی۔

پہلے لوگ سوتے وقت درود شریف پڑھ کر سویا کرتے تھے، آیۃ الکرسی پڑھ کر سویا کرتے تھے، اب سرہانے ٹیپ لگی رہتی ہے یا ٹیلی ویژن لگا رہتا ہے، بس گاتے بجاتے یوں ہی سوجاتے ہیں، اور یوں اٹھ جاتے ہیں، اور یوں ہی مرجاتے ہیں۔

حالاں کہ مدنی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے، قوم ثمود اور قوم عاد کی بستیوں کے پاس سے گزرے جن پر خدا کا قہر اور عذاب آیا تھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: اپنی سواریوں کو تیز کردو، جلدی نکلو، یہاں والے لوگوں پر خدا کا قہر آیا تھا، جلدی نکلو یہاں سے، آپ ﷺ وہاں سے جلدی نکلتے ہیں۔ جس زمین پر خدا کا عذاب آیا ہو، اور ہم عذاب کو دیکھ کر بھی توبہ کرنے کی کوشش نہیں کرتے، نہ دین کا شوق ہے، نہ نماز کا جذبہ ہے۔ پڑھی نہ پڑھی تو کیا فرق پڑتا ہے۔

حضور ﷺ کا سوال اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا جواب:

اس لیے مدنی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! بتاؤ تمہیں اپنی زندگی کی کس قدر امید ہے؟ کسی نے کہا کہ مجھے امید ہے میں فجر کی نماز کے بعد ظہر کی نماز پڑھوں گا، کسی نے کہا کہ ظہر کے بعد عصر کی نماز پڑھوں گا، کسی نے کہا عصر کے بعد مغرب کی نماز پڑھوں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: بڑی لمبی لمبی امیدیں باندھے بیٹھے ہو، میں کالی کملی والے کا یہ حال ہے جو قدم مبارک میں نے اٹھایا ہے نامعلوم زمین پر رکھا بھی جائے گا کہ نہیں؟

اور فرمایا: جو سانس اندر گیا ہے نامعلوم وہ باہر آئے گا کہ نہیں۔ جو باہر آ گیا، نامعلوم اندر واپس جائے گا کہ نہیں۔ اسی ذکر میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت رات دن لگی رہی۔

نبی ﷺ بھی نرالا، ساتھی بھی نرالے:

میرے اور میرے اکابر بزرگ علما دیوبند کا عقیدہ بڑا شان دار ہے۔ ہمارے نبی کا پسینہ بھی نرالا، ہمارے نبی کا مدینہ بھی نرالا، ہمارے نبی کی بات بھی نرالی، ہمارے نبی کی جماعت بھی نرالی، بڑی شان دار جماعت ہے، ایثار کرنے والی جماعت ہے، قربانیاں دینے والی جماعت

ہے، اور کالی کملی والے کے اشاروں پر مرنے والی جماعت ہے۔

تمہیں حضور ﷺ کی زیارت کبھی خواب میں بھی نصیب نہ ہوئی۔ اور بلال رضی اللہ عنہ کو ایک ایک دن میں ہزاروں مرتبہ دیدار مل جاتا تھا، پتھر کھائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ ہو کر۔

عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے آقا ﷺ کی خدمت میں عرض کر دیا اجازت دو میں طائف میں جا کر قرآن سکھاؤں گا، تعلیم دوں گا، لوگوں میں تبلیغ کروں گا۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اور فرمایا: عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، تیری مرضی جا یا نہ جا، میرے قدموں میں میرے پیروں میں طائف والوں کی مار کے نشانات آج تک موجود ہیں، بڑی مصیبت اٹھائی ہے محمد عربی ﷺ نے۔

عرب کا شکوہ نہ کرو:

اور ضمناً ایک بات عرض کر دوں۔ لوگ حج کرنے جا رہے ہیں، گئے ہوئے ہیں۔ اللہ پاک سب کا حج قبول فرمائے۔ (آمین) صحیح صحیح ارکان ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) کافر لوگ آ کر عرب کا شکوہ کرتے ہیں، گلہ کرتے ہیں۔ شاید کہتے ہیں اچھے لوگ نہیں ہیں، پیسے بڑے لیتے ہیں، بدسلوکی کرتے ہیں۔ حضور کریم ﷺ نے فرمایا:

لوگو! عرب کا گلہ نہ کرو، ان کا شکوہ نہ کرو، یہ نہیں فرمایا جائز نہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ تمہیں گناہ ہوگا، یہ نہیں فرمایا کہ یہ ہوگا، بل کہ پتہ ہے کیا بات کہی؟

فرمایا: لوگو! عرب کا گلہ نہ کرو، کیوں؟ اس لیے میں عربی، خدا کا قرآن عربی، جنتیوں کی زبان عربی۔

لوگ تو نماز سیکھنے کے لیے تیار نہیں ہیں جو بچپن میں پلے پڑ گیا۔ عدالت میں درخواست دینی ہو تو کئی مرتبہ دیکھتے ہیں کہ کوئی لفظ نہ رہ گیا ہو، کبھی التحیات بھی سنائی کہ اس میں غلطی نہ ہو، کبھی دعا بھی کسی کو سنا کر دیکھ؟ فکر نہیں کہ میں اللہ کے دربار میں ہوں اور مجھ سے غلطی نہ ہو جائے، تمہارے ملکی وفد امریکہ جاتے ہیں، چائنہ جاتے ہیں، وہاں کے سارے حالات پہلے سیکھتے ہیں، وہاں کیسے اٹھنا بیٹھنا ہے؟ کیا طرز زندگی کیا بود و باش ہے۔ اس ملک کے لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ جانور کہاں سے آ گئے؟ یہ حیوان کہاں سے آ گئے۔ سب کچھ سیکھتے ہیں اور احکم الحاکمین کے دربار

میں جاتے وقت کوئی نہیں سیکھتا، حالاں کہ فرمایا:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ ﴿۸﴾ (التین)

مالک کائنات کا دربار ہے ذرا سنبھل کر آو، خیال کر کے آؤ

وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ (المائدہ)

اگر غلطیاں کرو گے، اگر عداوت کرو گے

یُّکَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ ﴿۴۵﴾ (القلم)

میرے محبوب ﷺ جو آپ کی بات نہیں مانتا میرے حوالے کرو، میں اسے پکڑوں گا۔ کس جذبے کے ساتھ لوگ جا رہے ہیں، کس شوق کے ساتھ لوگ جاتے ہیں، لیکن سیکھتے نہیں کہ ہم چلے کہاں ہیں۔

مانگنے کے لیے ایک ہی در ہے:

علما کرام نے لکھا ہے کہ بزرگ مدینے پاک سے باہر نکلے احرام باندھا، اور آواز لگائی:

لبیك اللھم لبیك، لبیك لا شریك لك لبیك

غیب سے آواز آئی، لا لبیك، تیری حاضری قبول نہیں۔

کسی نوجوان نے بھی سن لیا۔ اس نے کہا بڑے میاں، کیوں تکلیف اٹھاتے ہو، کیوں پریشان ہوتے ہو، جب منظوری ہی نہیں تو جا کر کیا کرو گے؟ اللہ والے نے رو دیا۔ اور کہنے لگا نوجوان، تو ایک دن میں گھبرا گیا، مجھے یہ آواز سنتے سنتے ۵۳ سال گزر گئے۔ لیکن اگر یہاں منظور نہیں تو میں جاؤں کہاں؟ اور دروازہ کوئی نہیں در کوئی نہیں۔ گھر کوئی نہیں، مالک کوئی نہیں، میرا کام ہے جبین نیاز کو رگڑنا، ناک کو رگڑنا، اپنے رب کی چوکھٹ پر ماتھا رگڑنا، منظور کرے یا نہ کرے اس کی مرضی، غیب سے آواز آئی۔ آج ہم نے یک دم تیرے ۵۴ حج قبول کر لیے۔ ہم تو اتنا کہلوانا چاہتے تھے کہ تو کہہ دے کہ میرے سوا تیرا کوئی نہیں۔ فرمایا:

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ ۫ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ﴿۱﴾ (الملک)

اللہ کہتا ہے کہ ملک میرا ہے۔ بادشاہت میری، حکومت میری، ہر چیز پر قدرت میری۔ ہمارے پاکستان کے لوگ حج کے لیے جاتے ہیں، بیت اللہ میں طواف کرتے ہیں۔ وہ معلم کا

منشی یا اور کوئی آگے سے کہلواتا ہے، لبیك. لبیك. لبیك. اور یہ کہتے رہتے ہیں، لبیك. لبیك. لبیك. سیکھ کر تو جاتے نہیں، حالاں کہ اتنا اہم رکن ہے۔

ارکان حج کے بارے میں حضور ﷺ کے ارشادات:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے: پانچ سو سال کی عبادت ایک طرف، بیت اللہ پر یوں نگاہ ڈالنا ایک طرف، خانہ کعبہ پر نظر ایک طرف اور پانچ سو سال کی عبادت ایک طرف۔

پھر فرمایا مدنی کریم ﷺ نے: جب آدمی حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے، چومتا ہے تو اللہ پاک فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں، میرا دایاں ہاتھ چوم لیا۔ پھر غلاف کعبہ کو پکڑ کر مانگتا ہے، آواز آتی ہے، اللہ فرماتے ہیں میں سمجھتا ہوں میرا دامن پکڑ کر مانگ لیا۔ پھر مقام ملتزم پر لپٹ کر روتا ہے، مانگتا ہے، اللہ فرماتے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں میری چوکھٹ کو پکڑ کر سب کچھ مانگ لیا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان دیکھا۔ دوپہر کا وقت تھا، دھوپ کا وقت تھا، گرمی کا موسم تھا، سخت گرمی تھی، اتنا خوب صورت جوان تھا کہ چاند کی طرح اس کا چہرہ تھا۔ اور حال یہ تھا کہ گلے میں کرتا بھی نہیں، سامان کوئی نہیں۔ ہمارے یہاں جب حج کی درخواست منظور ہوتی ہے تو ایک مہینہ پہلے سے انتظام شروع ہوتے ہیں، یہ بھی لانا ہے، یہ بھی کرنا ہے، یہ بھی کرنا ہے، یہ بھی کرنا ہے۔

ادھر اللہ فرماتے ہیں: جو میرے دربار میں آتا ہے، میں اس کا میزبان ہوں، وہ میرا مہمان ہے۔ خدا کا مہمان ہو اور اتنا فکر، بڑے بڑے انتظامات کرتے ہیں۔ بل کہ ایک اور ترکیب نکال رکھی ہے لوگوں نے، حج کی درخواست نکلنے پر، دوسروں کو کہتے ہیں دعا کرنا خیر کے ساتھ آؤں تو خیر کے ساتھ جاؤں، نہ وہاں کوئی بم برس رہے ہیں، ویسے ہر وقت مدینہ مدینہ کرتے ہیں، اور یہ کوئی دعا نہیں مانگتا، یا اللہ! مدینہ میں موت آجائے، کون مانگے؟ نہ کوئی مدینے کی موت مانگتا ہے، نہ کوئی شہادت کی موت مانگتا ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تمنائے شہادت:

وہ تو ایک ہی جوان تھا جو ہر پانچ نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتا تھا:

اللھم ارزقنا شھادۃ فی سبیلك

الٰہی تیری راہ میں شہادت کی موت مانگتا ہوں۔

تم اتنے بیٹھے ہو مسجد میں، کوئی قسم کھا کر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی پانچ وقت دعا مانگتا ہوں۔ یا اللہ شہادت کی موت عطا فرما، کون مانگے؟ چلو تم اپنے لیے نہیں مانگتے، فجر کی نماز میں اپنے مولویوں کے لیے مانگنا، یا اللہ! ہمارا مولوی شہید ہو جائے، سر میں ڈنڈا مارے گا، کہے گا: میں تیرے گھر سے کھاتا ہوں، تو شہید ہو جا، تیرا باپ شہید ہو جائے، مجھے کیوں مارنے کو پھرتے ہو، کون دعا مانگے؟ وہی مانگ سکتا ہے جس کو اس ذائقے کا معلوم ہے، جس کو پتہ ہے کہ شہادت کی موت کیا ہوا کرتی ہے۔

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: الٰہی! تیری راہ میں مجھے سو مرتبہ مارا جائے، سو مرتبہ میرا سر اتارا جائے، سو مرتبہ زندہ کیا جاؤں۔

جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی الٰہی! مجھے شہادت کی موت عطا فرما۔

آواز آئی: میرے فاروق کسی کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے احد کا پتھر آئے گا۔ کسی کی گواہی دینے کے لیے تبوک کی مٹی آئے گی۔ کسی کی گواہی دینے کے لیے حنین کی مٹی آئے گی۔ اے میرے فاروق جب تیری شہادت کی باری آئے گی، تیری گواہی دینے کے لیے میرے نبی کا مصلے آئے گا، میرے نبی کا منبر آئے گا، میرے نبی کی مسجد آئے گی، میرا قرآن آئے گا، فجر کی نماز آئے گی، سارا قرآن آئے گا، سارا مدینہ آئے گا۔ اور یہ بھی دعا کرتے تھے:

واجعل موتنا فی بلد محمد ﷺ

الٰہی! مدینے کا دفن عطا فرما۔ آواز آئی: میرے فاروق تجھے اپنے محبوب کے اتنے قریب جگہ دوں گا، جب اس کا دل کرے وہ تجھے دیکھ لے، جب تیرا دل کرے تو دیدار کرے۔

صداقت کے علمبردار:

یہ تو اتنی شان والے لوگ تھے۔ ایسی ایسی دعائیں مانگتے تھے۔ الحمد للہ علماء دیوبند نے اپنی زندگیاں گزاریں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے مدینہ پاک میں ۱۸ برس گزارے، مدینے کی گلیوں میں بیٹھ کر مدینے کی موت کا انتظار کیا، مدینے میں موت آئی، جنازہ وہاں سے گزرا جہاں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جنازہ گزرا، جنازہ وہاں سے گزرا جہاں سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جنازہ گزرا۔ کسی کا جنازہ گراؤنڈ میں ہوگا، کسی کا جنازہ پارک میں ہوگا، کسی کا جنازہ باغ میں

ہوگا۔ شیخ الحدیث کا جنازہ مسجد نبوی میں رکھا ہوا ہے۔ قبر وہاں کی حکومت نے بنائی۔ جب جنازے کو لے کر جنت البقیع میں پہنچے تو لوگ حیران ہو گئے۔ یہ دیکھ کر اللہ نے کتنا نوازا، کتنا کرم کیا، کتنی مہربانی فرمائی، کتنی بندہ نوازی فرمائی، کتنی بڑی عنایت فرمائی، اور گویا یوں آواز آئی: اے زکریا! تو نے ساری عمر میرے محبوب ﷺ کی حدیث پاک پڑھائی، فضائل کی کتابیں لکھیں، کروڑوں بے نمازی، نمازی بن گئے۔ لاکھوں بے دین دین دار بن گئے۔ آمیں تجھے دنیا ہی میں نواز دوں۔ خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے قدموں میں جگہ مل گئی۔ ادھر سیدہ رقیہ ہے، ادھر سیدہ ام کلثوم ہے، ادھر سیدہ فاطمہ الزہراء ہے، ادھر نبی کی چار بیٹیاں، درمیان میں اللہ والے کو جگہ مل گئی، ادھر نبی پاک ﷺ کی چھ پھوپھیاں، تو ہم سب کی مائیں،، درمیان میں اللہ والے کو جگہ مل گئی۔

اور جنت البقیع میں چکر لگاؤ، ساری قبریں خشک نظر آئیں گی، درمیان میں ایک قبر پر ہری ہری بیل نظر آئے گی، پوچھنا یہ کس کی قبر ہے، جواب ملے گا یہ پیغمبر کو دودھ پلانے والی مائی حلیمہ کی قبر ہے۔ ذرا کبھی کھڑے ہو کر پوچھنا نبی پاک ﷺ کی دودھ پلانے والی مائی ذرا یہ تو بتا تیرے قدموں میں کون سویا ہوا ہے؟ جواب ملے گا: یہ مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہ اللہ دیوبندی ہے دیکھو کہاں جگہ اللہ پاک نے عطا فرمائی۔

پھر آگے بڑھو، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جا کر پوچھو یہ کون سویا ہوا ہے؟ جواب ملے گا کہ مولانا ظفر حسین کاندھلوی دیوبندی سویا ہوا ہے۔

ادھر دوسری طرف نکل جاؤ، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے پوچھو! اے نبی کے دوہرے داماد یہ تیرے قدموں میں کون سویا ہوا ہے؟ جواب ملے گا مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ دیوبندی سویا ہوا ہے۔ اللہ نے ان کو بڑے بڑے مرتبے عطا فرمائے۔ اور وہ اس لیے کہ انہوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ میں اس مرتبہ جب انگلینڈ گیا تو ایڈ ابنر یونی ورسٹی ہے وہاں، انگلستان میں، دنیا بھر کے لوگ وہاں پڑھتے ہیں، وہ مجھے بیان کے لیے وہاں یونی ورسٹی لے گئے۔ ایک پروفیسر انگریز ٹوٹی پھوٹی انگریزی بولتا تھا۔ مجھے کہنے لگا: کہ تو پہلے ہندوستانی ہے پھر پاکستان کا رہنے والا ہے۔ ایک بات بتا، میں نے کہا کیا؟ کہ یہ مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اور یہ مولانا آزاد رحمہ اللہ، اور یہ عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور یہ مفتی محمود رحمہ اللہ اور مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ اور یہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ یہ جتنے لوگ تھے۔ کیا یہ

انسان تھے؟ کیا یہ آدمی تھے۔

میں نے کہا: تیرا کیا خیال ہے؟

کہنے لگا: کہ میرا یہ خیال ہے کہ وہ ایسے پہاڑ تھے کہ جن کی چوٹی کوئی سر نہ کر سکا۔ لندن اکیڈمی میں ان حضرات کے نام موجود ہیں کہ ان سے نہ ٹکرانہ، جو ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سے کسی نے شکایت کردی کہ یہ دار العلوم دیو بند کے نام سے چھاؤنی بنا رہے ہیں۔ انگریز کے مقابلے میں فوج تیار کر رہے ہیں۔ ایک انگریز مخبری کے لیے آیا، تین دن تک حدیث پاک سنتا رہا اور جا کر اس نے یہ رپورٹ دی کہ جو میں چہرہ دیکھ کر آیا ہوں، وہ جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔

پشاور کے مسلمانو! ہم تو ان بزرگوں کے غلام ہیں جن کے چہروں سے صداقت ٹپکتی تھی۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی قلم سے تیرہ سو کتابیں لکھی ہیں۔

اندازہ لگاؤ! کیا دین کی خدمت ہے اور دنیا کا کوئی شہر ایسا نہیں، کوئی ملک ایسا نہیں، کوئی قصبہ ایسا نہیں، جہاں دیو بند کا فاضل نہ رہتا ہو۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے چار سال تک مالٹے کی جیل میں چکی چلائی، اور اس لیے میں کہا کرتا ہوں، کوئی دار العلوم میں قرآن یاد کرے گا، کوئی مظاہر العلوم میں قرآن یاد کرے گا، کوئی کسی مدرسے میں قرآن یاد کرے گا۔ میرے شیخ مدنی رحمہ اللہ نے مالٹا کی جیل میں اٹھارہ اٹھارہ سیر مکئی پیستے پیستے چکی چلاتے چلاتے قرآن یاد کیا۔

ایک دن حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے دیکھا کہ مولانا مدنی جیل کی کوٹھری میں سیدھا لیٹنے کے بجائے اوندھے لیٹے ہوئے ہیں۔ تو حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے فرمایا: نوجوان وہ مکئی بھی تیار رکھی ہے چکی بھی چلانی ہے، ذرا سیدھا لیٹ کر آرام کریں۔

عرض کیا: حضرت جی مالٹے کے علاقے میں جزیرے میں برف باری ہے۔ یخ موسم ہے، بڑی ٹھنڈی ہوا ہے، تہجد کے لیے اٹھتے ہو، وضو کرتے ہو، ٹھنڈا پانی ہاتھ پاؤں پر لگتا ہے، چکی چلا چلا کر ہاتھوں پر ورم آگیا۔ سوجن آگئی، تکلیف ہوتی ہے، میں پانی کا لوٹا بھر کر پیٹ کے نیچے دبائے پڑا ہوں۔ آپ تہجد کے لیے اٹھیں گے میں یہ پانی پیش کروں گا۔ آپ وضو کر کے تہجد میں خدا کا قرآن پڑھیں گے۔ میرا بیڑا پار ہو جائے گا، بڑے ہیرے تھے ہمارے اکابر، بڑے اللہ والے تھے، میدان جہاد کے جرنیل تھے، رضا کار تھے۔

شاملی کے میدان میں انگریز کے مقابلے میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، مولانا گنگوہی رحمہ اللہ، حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ یہ سارے اللہ والے مقابلے میں کھڑے ہیں۔

پہلے تو تمہارے علاقے کے لوگ، پٹھان لوگ انگریزوں سے بڑی نفرت کیا کرتے تھے، اب تو انگریزی قسم کے برتنوں میں کھاتے ہو، پیتے ہو، بڑے خوش ہوتے ہو، ماڈرن بن گئے اب تم میں بھی میں بس ایک کسر باقی رہ گئی ہے، تمہارے یہاں کا تو پتہ نہیں، ہمارے ہاں تو پنجاب میں جو زیادہ انگریزی پڑھ لیتے ہیں وہ عصر کے وقت شام کو پلاٹوں میں، گراؤنڈوں میں گھومتے ہیں اور خصوصاً سردی کے موسم میں چلغوزے کھاتے پھرتے ہیں، چنے چباتے پھرتے ہیں، لیکن دیکھنے والے کو نفرت آتی ہے وہ جیب پیچھے لگاتے ہیں وہ پیچھے سے یوں نکال نکال کر کھاتے ہیں، یوں، یوں، آدمی کو بڑی نفرت آتی ہے کہ اس بدبخت نے کہاں مال گودام بنایا ہے؟ سارا جسم چھوڑ کر یہاں جیب لگاتے ہیں، یہاں کوئی چوکیدار رہتا ہے؟ مگر تمہیں تو اچھا لگے گا، تم کہو گے کہ یہ بابو کا طرز زندگی ہے، یہ بابو کا طریقہ ہے، بابو اگر تھوک دے وہ بھی اچھا۔

موت کی سختی:

حالاں کہ ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے: مشکوۃ شریف میں حدیث پاک میں موجود ہے۔ فرمایا: اے لوگو! موت کے وقت کی پیاس سے پناہ مانگو، اتنی سخت پیاس لگتی ہے، سمندر پلادو پیاس نہیں بجھتی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لوگ آئے۔ اور کہنے لگے نئی نئی قبروں کے مردے زندہ کر کے دکھاتے ہو، ہم ایک پرانی قبر پر لے کر چلیں گے۔ زندہ کر کے دکھاؤ۔ ایک قبر پر لے کر گئے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: قم باذن اللہ. اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا، وہ کھڑا ہو گیا۔

عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا میرا نام سام ہے۔ میں حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ہوں، فرمانے لگے تو بہت پرانا بندہ ہے، کئی ہزار سال قبر میں گزر گئے، ذرا بتا تو سہی قبر میں کیا بنتی ہے؟ کچھ قبر کا حال بتا، کیا حال ہوتا ہے قبر میں۔

علما کرام نے لکھا ہے کہ وہ نوجوان رونے لگا اور کہنے لگا: اے عیسیٰ علیہ السلام تمہیں قبر کی پڑی ہے، تو قبر کا حال پوچھتا ہے، تو قبر کی خبر پوچھتا ہے، تو مجھ سے پہلے یہ کیوں نہیں پوچھتا موت کا جھٹکا کتنا شدید ہے؟ یہ کیوں نہیں پوچھتا کہ موت کتنی سخت ہے؟ کہنے لگا مالک کائنات کی قسم

ہے، کئی ہزار سال میری موت کو گزر گئے آج تک میرا منہ کڑوا ہے۔

کبھی تمہیں بھی فکر ہوئی۔ کہ موت آئے گی نا جانے، میں قرآن پڑھا رہا ہوں گا، کنجری کی گود میں ہوں گا، شراب پی رہا ہوں گا، حرام میرے ہاتھ میں ہوگا۔ حرام میرے منہ میں ہوگا، اس حال میں موت آئے تو بنے گا کیا؟

عشق خداوندی:

مالک بن دینار رحمہ اللہ نے اس نوجوان سے فرمایا: گلے میں کرتا بھی نہیں، سامان پلے کوئی نہیں، حتیٰ کہ دونوں پیر بھی نہیں، ہاتھوں سے زمین پر چلتا ہے، گھٹنوں کے بل چل رہا ہے، گھسٹ گھسٹ کر۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے پوچھا تو کہاں سے چلا؟ کہنے لگا بلخ، بخارا سے اس حال میں؟ کہا ہاں! اس حال میں، تجھے چلے ہوئے کتنے دن ہو گئے، کہنے لگا سات برس ختم ہو گئے، آٹھواں لگا ہوا ہے اسی حالت میں؟ ہاں اسی حالت میں، تجھے کھاتا پلاتا کون ہے؟ کہنے لگا:

وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ (الشعراء)

وہ مجھے کھلاتا ہے وہی پلاتا ہے۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ (الشعراء)

بیمار ہوتا ہوں وہی تندرستی عطا کرتا ہے۔

فرمایا: اتنی مدت ہوگئی تجھے چلتے چلتے، آج تو میرے یہاں ٹھہر جا، آج تو میرے یہاں قیام کر، کہنے لگا: مالک بن دینار، یہ جو دو چار منٹ تیرے ساتھ باتوں میں گفتگو میں میرے خرچ ہو گئے، مجھے ان کا بڑا دکھ ہے، اتنی دیر میں اور دو چار قدم گھسٹ کر میں اپنے یار کے قریب ہو جاتا۔ مجھے ان منٹوں کا دکھ ہو رہا ہے۔ میں نہیں ٹھہر سکتا۔ تو تھک گیا ہوگا؟ کہنے لگا: نہیں، نہیں۔

تیرے دیوانے مگر چلنے سے رک سکتے نہیں
پاؤں تھک جاتے ہیں دل ان کے کبھی تھکتے نہیں

دل میں عشق ہو، محبت ہو، سوز و گداز ہو، پھر تھکنے تھکانے کا کیا مطلب، اور کہنے لگا: میں بیت اللہ کی زیارت کے لیے جا رہا ہوں، روضہ رسول کی زیارت کے لیے چلا ہوں، منتظر ہوں اس گھڑی کا کب وہ وقت آئے اور کب میں جا کر یوں کہوں۔

اے مدینے کے مہاجر سبز گنبد کے مکیں
عرش ہے تیرے قدم کے فیض سے یہ سر زمیں

کب آئے وقت اور کب میں مدینے میں حاضری دوں۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں میں اپنی سواری پر سوار ہو کر اسی سال حج کے لیے گیا۔ میں نے منیٰ میں دیکھا، بڑا مجمع لگا ہوا تھا، میں مجمع کو چیر کر اندر گیا، دیکھتا کیا ہوں، چاروں طرف لوگ کھڑے ہیں اور درمیان میں وہی نوجوان بیٹھا ہے۔ اور رو رو کر دعا کرتا ہے: کہتا ہے الٰہی! آج کسی نے بکرے کی قربانی دی، آج کسی نے چھترے کی قربانی دی، آج کسی نے دنبے کی قربانی دی، آج کسی نے گائے کی قربانی دی، میں مسکین ہوں، میں غریب ہوں، میں نادار ہوں۔ میرے پاس تو یہ میری جان ہے، میں اس کی قربانی دینا چاہتا ہوں قبول فرما۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک چیخ ماری اور جان دے دی۔

بیت اللہ کی تعمیر:

عرض یہ کر رہا تھا اللہ پاک نے اعلان کر دیا روئے زمین پر سب سے پہلے میں نے اپنا گھر بنایا۔ پشاور کے مسلمانو! جس گھر کا مستری خلیل اللہ ہو، جس گھر کا مزدور ذبیح اللہ ہو، اور جو بن رہا ہو وہ بیت اللہ ہو، اور جس کا گھر بن رہا ہو وہ اللہ ہو، کیا کہنا اس گھر کی عظمتوں کا، کتنی بڑی شان ہے اس گھر کی۔

جناب ابراہیم علیہ السلام ابا کے گھر رہتے ہیں، باپ پرست نہیں بل کہ بت ساز ہے، بت بناتا ہے، پتھروں کے خدا بناتا ہے، کئی لوگ کہہ رہے ہوں گے توبہ توبہ، اتنا بڑا ظالم تھا کہ پتھروں کے خدا بناتا تھا۔ تم تو بالکل نہیں بناتے ہو؟ کبھی کسی قبر کو نہیں چوما؟ کبھی کسی جگہ کو نہیں چاٹا؟

کمزور عقیدے:

اللہ پاک نے اپنی مہربانی کی، میں جب حج کے لیے، طواف کرتے کرتے پاکستانی عورتوں کے منہ سے میں نے یہ بات خود سنی:

ایک کہنے لگی: اس میں اللہ سائیں کی قبر ہے؟ بیت اللہ کو کہتی ہے اس میں اللہ سائیں کی قبر ہے۔

دوسری کہنے لگی: اللہ کی قبر نہیں ہوتی، پھر کسی اور بابے کی قبر ہے یہاں؟

اندازہ لگاؤ: بیچاریوں کا ذہن دیکھو، عقیدہ دیکھو، علم نہیں، نہ واقفیت کی بنا پر۔

بل کہ ہم باب عبدالعزیز کے باہر ایک دن کھڑے تھے، ہمارے ملتان کے ساتھ ہی لگتا ہے مظفر گڑھ، آپ لوگ بھی جانتے ہیں، وہاں کے علاقے کا حاجی روتا ہوا آیا، ہم نے پوچھا حاجی صاحب کیوں روئے، کیا ہوا؟

کہنے لگا: کہ میری حاجن گم ہوگئی ہے۔ میں نے کہا: کہاں سے گم ہوگئی ہے؟ کہتا: یہ جو کالے کپڑے والی خانقاہ ہے وہاں سے، بیت اللہ کو کہتا ہے۔

اور ساری زندگی جو خانقاہوں میں ٹکریں مارتے ہوئے گزر گئی۔ یہ جو کالے کپڑے والی خانقاہ ہے نا، اس کے پاس تھی، پھر میں نے نہیں دیکھی، علم دیکھو، عقیدہ دیکھو جی تو حج کر کے کچھ پلے نہیں پڑتا۔

میرے شہر میں ایک آدمی حج کر کے آیا۔ اس کا نام غلام قادر، ایک آدمی نے آواز دی، لوگ آدھا نام تو لیتے ہیں۔ او قادرا، او قادرا، وہ آکر کہنے لگا: کہ میں نے ۲۵ ہزار کا بیڑہ غرق کر دیا۔ پھر بھی میں قادرا ہوں؟ تمہیں حاجی کہتے ہوئے پھانسی لگتی ہے؟

کسی حاجی کا نام لے کر بلاؤ، اس طرح کڑوا کڑوا دیکھتا ہے جیسے اس سے کچھ چھین لیا گیا ہو۔ انداز لگاؤ ذہنیت دیکھو، جی تو پلے کچھ نہیں پڑتا۔

ایک بزرگ فرماتے تھے کہ منی کے اندر تین تین ٹائم شیطان کو کنکر مارتے ہیں۔ تو شیطان پاس کھڑے ہو کر کہتا ہے مار، مار، کئی صدیاں گزر گئیں مارتے مارتے، تم باز نہیں آئے۔ تم سے جدہ میں نمٹوں گا۔ ایک چیز بھی (عمل) ساتھ لے گیا تو میرا نام بھی شیطان نہیں۔ میں بھی تیرے پاس V.C.R بھیجوں گا، رنگین T.V برکتوں والا بھیجوں گا۔

حالاں کہ عقل نہیں مانگتی، اللہ تعالیٰ کے بیت اللہ کا دیدار کے بعد، گنبد خضریٰ کی زیارت کرنے کے بعد، مدینے کی گلیوں کا دیدار کرنے کے بعد، یہ تو وہ گلیاں ہیں:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۱ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۲ (البلد)

اے میرے محبوب! تیری گلیوں کی قسم، تیرے شہر کی قسم، تیرے وطن کی قسم، اور کہنے والا یوں کہتا ہے۔ وَالْعَصْرِ تیرے زمانے کی قسم، اَلَمْ نَشْرَحْ تیرے سینے کی قسم، وَالْوَلَدْ تیرے وطن کی قسم، تیری رہنے کی جاہ کا کیا کہنا۔ کتنا اچھا شان دار ملک، ہزاروں انبیاء وہیں تشریف لائے۔

خداؤں کی فروخت:

تو میں کہہ رہا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ پتھروں کے خدا بنا کر ٹوکرے میں رکھ دیتا کہ جا بیچ کر آ خداؤں کو، ابراہیم علیہ السلام بازار میں جاتے، لے لو خدا، لیکن ہیں جھوٹے، اب بتاؤ کون لے؟ باپ کہنے لگا: ابراہیم علیہ السلام منڈی بالکل DOWN ہوگئی، کاروبار تباہ ہو گیا، خدا کے خریدار ہی کوئی نہیں رہے؟ یہ تو بکتے ہی نہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بیچنے والا نہیں بیچنا چاہتا۔ اس نے کہا کہ یہ سارا کام تو، تو نے خراب کیا ہے، کہنے لگا:

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ﴿۴۶﴾ (مریم)

چلا جا میری آنکھوں کے سامنے سے، پتھر مار مار کر تجھے ختم کر دوں گا۔

خلیل اللہ علیہ السلام کی ہجرت:

ابراہیم علیہ السلام سارہ کو ساتھ لے کر ہجرت کر لی، چھوڑ دیا مصر، فلسطین چھوڑ دیا، مصر کے علاقے سے گزر رہے ہیں۔ مصر کے علاقہ کا بادشاہ بڑا بدمعاش ہے، خوب صورت عورتوں کو پکڑوا کر ان سے بدمعاشی کرتا ہے، اور جب میں نے یہ لفظ بولا کہ مصر کا بادشاہ بڑا بدمعاش تھا۔

کئی لوگ کہتے ہیں کہ بادشاہ بھی بدمعاش ہوا کرتے ہیں؟ تمہارے زمانے کے تو سارے بادشاہ اولیاء کرام ہیں؟ سارے ابدال ہیں، یہ اگر نیک بن جائیں پوری کائنات انسانی سکون میں آجائے۔

بات تو ساری یہاں سے بگڑی ہے، دولت مند طبقہ، امیر طبقہ، کوٹھی والا طبقہ، اپنے آپ کو خدا سے آزاد سمجھتا ہے، یہ تو خدا کو بھی بے چارے مجبوراً مانتے ہیں چوں کہ موت برحق ہے اور موت کسی کو چھوڑتی نہیں۔

یہ تو ایک اللہ کا کرم ہے وہ عزرائیل علیہ السلام ہے نا وہ پیسے نہیں لیتا، ورنہ یہ جتنے موٹے موٹے ہیں یہ سارے غریبوں کو مروا دیتے، یہ جتنے موٹے پیٹ والے پھرتے ہیں، اگر میں کہوں تو فوراً قاری حنیف کے خلاف ہو جاتے ہیں۔

ایک اور اللہ کا کرم ہے کہ غریب آدمی بیمار پڑ کر توبہ کر کے، استغفار کر کے مرتا ہے، اور جتنے یہ بڑے بڑے ہیں یا کھڑا ہے یا پڑا ہے؟ کیا ہوا؟ ہارٹ فیل ہو گیا، نہ توبہ کی توفیق ہے، نہ

استغفار کی توفیق ہے، نہ درود پاک کی توفیق ہے، کھڑا ہے دھڑام سے گرا، کیا ہوا؟ ہارٹ ہو گیا ہونا کیا ہے؟ پہنچ گیا جہاں جانا تھا۔

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے: اے لوگو! سرزمین عرب پر آنے لگو، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ سلے ہوئے کپڑے اتار کر آؤ، بادشاہ ہو، تاج اتار کر آؤ، اپنا سارا لباس اتار کر آؤ، ننگے سر آؤ، گلے میں کفن پہن کر آؤ۔

ابراہیم علیہ السلام جب مصر کے علاقے سے گزرنے لگے تو مصر کے بادشاہ کے ملازموں نے حضرت سارہ کو گرفتار کر لیا اور پکڑ کر شاہی محل میں لے گئے۔ برائی کا ارادہ کیا۔ حضرت سارہ نے فرمایا: مجھے دو رکعت نماز ادا کرنے دے۔ حضرت سارہ نے نماز پڑھی۔ اپنے مولا سے سوال کر دیا۔ الٰہی! میری آبرو، تیرے خلیل کی آبرو، تیری آبرو، مولا تو علی کل شیء قدیر ہے، ہر جگہ تیری قدرت ہے، میں تیرے خلیل کی عزت ہوں، تیرے پیغمبر کی عزت ہوں، مولا میری حفاظت فرما۔

اس بادشاہ کے بدن میں درد اٹھا، تڑپنے لگا، اور کہنے لگا کہ تو میرے لیے دعا کر دے میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا۔ نبی کا گھرانہ بڑا اخلاق کریمانہ رکھتا ہے۔

حضرت سارہ نے اس کے لیے دعا بھی کر دی، تین دفعہ ٹھیک ہوا، تین دفعہ بدمعاشی کا ارادہ کیا، اور اگر آپ لوگ میری بات کو سمجھ رہے ہیں تو مزہ آئے گا۔ بادشاہ کا ارادہ ہے حضرت سارہ کی عزت لوٹنے کا، اور خدا کا ارادہ ہے یہاں ایک بچی ہے، کنیز ہے جس کا نام ھاجرہ ہے، اب تک اس پر کسی کی نظر نہیں پڑی، ہاتھ نہیں پڑا، آجا، اسے لے جا ساتھ، اس کے پیٹ سے اسماعیل ذبیح اللہ کو پیدا کر کے، میں آپ کی نسلی طور پر بنیاد ڈالنا چاہتا ہوں۔

اسماعیل علیہ السلام کی ولادت:

جب تین دفعہ حضرت سارہ نے دعا کی۔ تو پھر کہنے لگا کہ یہ عورت کی شکل میں کوئی بلا ہے۔ اس کو لے جاؤ یہاں سے، اور چلتے چلتے کہنے لگا: یہ بچی لے جا تیری خدمت کیا کرے گی۔ حضرت ھاجرہ کو پالا، سنبھالا، جوان ہو گئی، ابراہیم علیہ السلام سے نکاح کر دیا۔ اسماعیل علیہ السلام پیدا ہو گئے۔ بڑا خوب صورت بچہ، ہونہار بچہ، بھلا اس کے حسن کا کیا کہنا، جس کی پیشانی میں امام الانبیا کا نور نبوت چمک رہا ہو گا۔

بس اللہ کو اتنی سی بات پسند نہ آئی۔ خلیل ہر وقت چومتے ہو، ہر وقت چاٹتے ہو، اس ھاجرہ

کو بھی، اس معصوم بچے کو بھی، اپنے ساتھ لے کر چلو صحرا، سینکڑوں میل میں بستی کوئی نہیں، بندہ کوئی نہیں، چرند کوئی نہیں، پرند کوئی نہیں، درخت نہیں، پانی نہیں، اس جگہ لا کر بٹھاؤ۔

حضرت ھاجرہ کو ساتھ لیا ہے۔ گود میں اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کو لے رکھا ہے۔ چلتے چلتے جہاں بیت اللہ ہے یہاں بٹھا کر ابراہیم خدا حافظ کہے بغیر، بتائے بغیر چل دیے۔ حضرت ھاجرہ نے آواز لگائی: اے ابراہیم کہاں جا رہے ہو؟ بولتے نہیں۔

پشاور کے مسلمانو! پیغمبر اللہ کی اجازت کے بغیر اپنی بیوی سے کلام نہیں کرتا، تم لوگوں کی بیٹیوں کو تاڑتے ہو؟ ایک دوسرے کی عزت برباد کرتے ہو۔

ارشاد فرمایا کالی کملی والے ﷺ نے: جو کسی کی بیٹی کی عزت خراب کرتا ہے، جب تک اس کی بیٹی کی آبرو نہ لٹ جائے موت نہیں آئے گی۔

فرمایا: جو کسی کی بہن کی آبرو خراب کرتا ہے، جب تک اس کی بہن کی آبرو نہ لٹ جائے اس کو موت نہیں آئے گی۔ تماشہ نہیں ہے قیامت کے دن زمین کے ٹکڑے اٹھ کر آئیں گے اور گواہی دیں گے الٰہی! مجھ پر بدکاری کی، مجھ پر جوا کھیلا، مجھ پر شراب پی، مجھ پر رشوت لی، میرے اوپر حرام کام کیا۔ اور کسی اللہ والے کے لیے زمین اٹھ آئے گی کہے گی الٰہی! یہ مجھ پر قرآن پڑھا کرتا تھا۔

ذبیح اللہ علیہ السلام بے آب وگیا وادی میں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ھاجرہ سے بولتے نہیں، اللہ نے منع کر دیا۔ تا کہ امتحان پورا ہو، آزمائش پوری ہو۔ بتلاؤ پورا ہوا، ہمارے یہاں امتحان تھوڑا ہے، ساری نقل چلتی ہے، ٹیسٹ ہو رہا ہے، اچھا ٹیسٹ ہے کون پوچھے؟ کیا کر رہے ہو؟ کیا ہو رہا ہے؟ موت ہی پوچھے تو پوچھے اس لیے مجذوب کہتا ہے:

ہے یہاں تجھ کو جانا ایک دن
قبر میں ہوگا ٹھکانہ ایک دن
اور منھ خدا کو ہے دکھانا ایک دن
اب نہ غفلت میں گنوانا ایک دن

حضرت ھاجرہ نے جب کئی آوازیں دیں اور ابراہیم علیہ السلام نہ بولے، تو حضرت ھاجرہ

سمجھ گئی کہ ناراض ہو کر جا رہے ہیں۔ عرب کی طاقت ور مائی، دوڑ کر آ کر راستہ روک لیا اور کہنے لگی: میرے خلیل میں جوان عورت، یہ میدان، یہ صحرا، کوئی شے نہیں یہ نورِ نظر، یہ پیارا پیارا لختِ جگر، کس کے حوالے کر کے چلے ہو، کیوں چھوڑ کر جا رہے ہو؟ خدا کے لیے میرا قصور بتاؤ میں معافی طلب کروں گی، میرا جرم بتاؤ میں معذرت کروں گی، میرا گناہ بتاؤ میں استغفار کروں گی، میرے خلیل میرا قصور تو بتاؤ۔

حضرت خلیل علیہ السلام بولتے نہیں، اللہ کی طرف سے اجازت نہیں۔ پھر ھاجرہ سوچتی ہیں پیغمبر کسی پر ظلم نہیں کیا کرتے۔ کہنے لگی: کہیں اس رب کا حکم تو نہیں؟ اس پر اللہ کا یوں حکم تو نہیں؟ بتاؤ، ہاں کہنے میں کیا حرج تھا؟ ہم لاکھوں گناہ کر کے کہہ دیتے ہیں کوئی بات نہیں ہو جاتا ہے، پتہ چلے گا قبر میں جا کر ہو جاتا ہے یا نہیں ہو جاتا ہے۔

ہمارے ہاں ملتان شہر میں ایک قبرستان میں ایک قبر سے تین برس تک دھواں نکلتا رہا۔ میں تمہیں وہ قبریں دکھا سکتا ہوں بابا مملوک علی شاہ رحمہ اللہ کے دربار شہر بہاول پور میں قبر میں آگ لگی، چاروں طرف کئی گز تک زمین جل کر کالی ہوگئی۔ اپنے خیال میں تیار بیٹھے ہو پلے کچھ نہیں ہے۔

سیدہ ھاجرہ نے عرض کر دیا کہ کہیں اس رب کا حکم تو نہیں؟ خلیل علیہ السلام نے ہاں بھی نہ کہی، یوں سر کا اشارہ کیا یوں۔

ہائے یہ یقین دیکھو اس مائی کا، اللہ کی ذات پر ایمان دیکھو، رب پر اس کا اعتماد دیکھو، بھروسہ دیکھو، راستہ چھوڑ کر وہیں نہ بیٹھی، جہاں یہ بات ہوئی، جہاں پہلے بٹھا کر آئے تھے دوڑ کر وہاں چلی گئی، پھر کہنے لگی: جاؤ رب جانے میں جانوں، پھر کوئی پروا نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سجدہ شکر:

علما کرام نے لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام آخر انسان تھے۔ پہاڑ کی آڑ میں جا کر سجدہ شکر کر دیا۔ سر سجدے میں رکھ دیا۔ الٰہی! یہ تو، تو نے مجھے کامیاب کر دیا۔ ورنہ میرے بس میں کہاں کہ ایسا نورِ نظر چھوڑ کر چلا جاؤں؟ تھوڑی سی کھجوریں تھیں، تھوڑا سا پانی تھا، کھجوریں بھی ختم ہوگئیں، پانی بھی ختم ہوگیا، ھاجرہ کو بھوک لگی، سیدہ کو پیاس لگی، کھانا پینا بند ہوا۔

اسماعیل کو بھوک پیاس نے اتنا تڑپا دیا، اتنی لمبی زبان باہر نکل آئی۔ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اسماعیل رو رہے ہیں، سیدہ ھاجرہ نے دو پتھر کھڑے کر کے ایک پتھر کی چھاؤں بنا کر اس کے

نیچے لٹادیا۔ اور خود بھی صفا پہاڑی پر چڑھتی ہے، کبھی مروہ پہاڑی پر چڑھتی ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (البقرہ:۱۵۸)

صفا مروہ پہاڑی پر چڑھتی ہے، دونوں پہاڑیوں کے درمیان سے جب گزرتی ہے ڈھلوان ہے زمین کی، بچہ نظر نہیں آتا، دوڑ کر چڑھتی ہے بھاگ کر چڑھتی ہے۔

واہ! ھاجرہ قربان جاؤں تیری دوڑ پر، تیری رفتار پر، تیری چال پر، تیری ٹور پر قربان جاؤں، کسی کے پانچ سو سال کے سجدے رد، کسی کا کروڑوں روپیہ صدقہ رد، کسی کی عبادت رد، آج کے بعد نبی ہوں، پیغمبر ہوں، رسول ہوں، ابدال ہوں، قطب ہوں، صحابہ کرام کیوں نہ ہوں، کوئی بھی ہو، جب تک تیری چال چل کر نہیں دکھلائے گا، میں خدا اس کا حج منظور کرنے کو تیار نہیں۔ تیری رفتار ہمیں پسند آ گئی، میری رحمت کو تلاش کرنے میں ساتویں چکر میں کان میں آواز آئی۔ ھاجرہ نے رو دیا، میرا بچہ اگر چلا گیا تو میں تیری امداد کا کیا کروں گی؟ میں محتاج ہوں تیری امداد کی۔

واپس آ کر کیا دیکھتی ہیں، اسماعیل نے روتے روتے جو ایڑیاں رگڑی، زم زم کا چشمہ جاری ہو گیا۔ آج تک اتنی دنیا میں پانی جاتا ہے، وہ پانی ختم نہ ہوا۔ ہزاروں بیماریوں کے لیے دوا ہے، شفا ہے، بھوک کا کام بھی دیتا ہے، پیاس کا کام بھی کرتا ہے۔

اسماعیل علیہ السلام کی قربانی:

چھ سات سال عمر ہوئی اسماعیل کی، اور زیادہ حسن بھی نکھر آیا۔ بچے پر اور پیار آنے لگا، اللہ پاک نے فرمایا: میرے جلیل، اسماعیل کی قربانی میرے دربار میں کر، میرے نام پہ اپنے بچے کے گلے پر چھری چلا، اور پیغمبر تو پوری کرتا ہے۔ حضرت ھاجرہ کو بتانا نہیں، بچے کو تیار کروالیا۔ نہا کر، کپڑے پہنائے، بغل میں چھری اور رسی دبالی۔ اور انگلی پکڑ کر کر چلے۔ شیطان کو بڑی تکلیف ہوئی کہ آج تک تو صدقے تھے خیرات تھے، عبادت تھی، اللہ کے نام پر بچے بھی ذبح ہونے شروع ہو گئے تو کام بالکل خراب ہو جائے گا۔

شیطانی چالیں:

اب شیطان بابا بن کر آیا۔ اتنا بڑا سر پر پگڑ باندھا ہوا، پگڑی نہیں، پٹکا نہیں، پگڑ اور ہاتھ میں تسبیح نہیں تسبیحہ، اتنا بڑا تسبیحہ لیتے ہوئے، اور داؤ لگانے کے لیے حضرت ھاجرہ کے پاس آیا عورت زاد ہے جلدی گھبرا جائے گی، اور بات بگڑے گی، اور یوں کرتا ہوا آیا ہوں، ہوں، ہوں،

حضرت هاجرہ کہنے لگی: بابا جی روٹی کھانی ہے؟ کہنے لگا نہیں، لسی پینی ہے؟ نہیں، پھر کیا بات ہے؟ کہنے لگا تیرا بیٹا کہاں ہے؟ اپنے ابا کے ساتھ گیا، کہاں گیا؟ کہیں دعوت کھانے گئے ہیں کسی بڑے دوست کے ہاں۔ رس گلے ہیں دعوت میں، وہ تیرے بیٹے کے گلے پر چھری چلائے گا، رسی چھری ساتھ لے کر گیا ہے۔ حضرت هاجرہ کہنے لگی: عمر تو تیری کافی معلوم ہوتی ہے بدبخت، کبھی کسی باپ نے بیٹے کے گلے پر چھری چلائی؟ ہائے! کبھی کبھی مجبوری میں شیطان بھی سچ بول دیتا ہے اور مسلمان جھوٹ بولتا بولتا قبروں میں جا پڑتا ہے، ساری زندگی میں سچ نہیں بولتا۔

جناب عثمان نے قسم کھا کر فرمایا: اولوگو! مالک کائنات کی قسم، میں نے ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ تم اتنے ابدال بیٹھے ہو، تم سارے پشاور والے ولی اللہ ہو، تم میں سے بھی کوئی قسم کھا سکتا ہے کہ میں نے ساری عمر میں سچ کبھی نہیں بولا۔ شیطان کہنے لگا: اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے لیے لے گیا۔ مجبور ہے اللہ نے حکم دیا ہے۔

اس کا خیال تھا کہ عورت زاد ہے، کپڑے پھاڑے گی، دوڑے گی، بھاگے گی، روکے گی۔ مگر واہ! هاجرہ رونے لگی کہنے لگی: ہاتھ سے مٹھی بھر کر کنکریاں ماریں شیطان کو چلا جلا تو لعنتی شیطان ہے۔ وہ تو میرا ایک اسماعیل ہے لاکھوں اسماعیل ہوں، میں اللہ کے نام پر سارے قربان کردوں۔

اور افسوس کر کے کہنے لگی: اے میرے خلیل! اچھا نہیں کیا۔ مجھے عورت سمجھ کر نہ بتایا۔ مجھے نہ بتایا چپکے سے لے گئے۔ مجھے بھی ساتھ لے کر چلتے، آپ اپنے نور نظر کے گلے پر چھری چلاتے میں دونوں ہاتھ پکڑ لیتی، کبھی میرا بچہ اللہ کے نام پر ذبح ہوتے وقت حرکت نہ کر دے۔ اور اللہ ناراض نہ ہو جائے۔ شیطان کو بڑی تکلیف ہوئی کہ داؤ خالی گیا۔ بڑی امید تھی کہ عورت پر داؤ جلدی چلے گا۔ مگر یہاں کام نہیں چلا۔

پھر اسماعیل علیہ السلام کے پاس آ گیا، بیٹا جی! کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا ابا جان کے ساتھ جا رہا ہوں۔ دیکھ نہیں رہا، کہاں جا رہے ہو؟ کسی دعوت کے ہاں لے کے جا رہے ہیں، دعوت ہے۔ اس نے کہا دعوت ہے کھیر پکی ہوئی تیرے لیے، اس کی بغل میں چھری ہے رسی ہے، ذبح کرے گا تجھے۔ اس نے کہا: بدبخت کبھی باپ بھی بیٹے کو ذبح کیا کرتے ہیں؟ اس نے کہا کہ مجبور ہے اللہ کا حکم ہے۔

اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا: اے شیطان مردود، کہاں میرے اللہ کا حکم اور کہاں میرا

گلا؟ میں ہزاروں مرتبہ اپنے مولا کے نام پر ذبح ہونے کا تیار ہوں۔ اسماعیل نے بھی اٹھا کر کنکریاں ماریں۔ وہ کہنے لگا: کہ دوسرا داؤ بھی گیا۔

پھر ابراہیم کے قریب گیا۔ بڑھاپے کی اولاد ہے کتنا خوب صورت بچہ ہے، کوئی اور صدقہ کردو، کوئی اور خیرات کردو، ابراہیم علیہ السلام تو پیغمبر تھے، سمجھ گئے، شیطان کا داؤ ہے، فیل ہے، کنکریاں ماریں، کوڑا مارا۔ ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ میں اپنے بیٹے سے ذرا مشورہ تو کر کے دیکھوں۔ فرمایا:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّيْٓ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْٓ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ (الصافات: ۱۰۲)

میرا بیٹا تیرا کیا مشورہ ہے؟ میں نے تو خواب دیکھا ہے۔ اللہ کے نام پر تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ فرمایا:

قَالَ يٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ

ابا جان جو حکم ملا وہ کر گزرو۔

سَتَجِدُنِيْٓ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ (الصافات)

مجھے آپ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

بل کہ مشورہ دے دیا کہ آپ میرے ہاتھ پاؤں باندھ لینا، مجھے سیدھا نہ لٹانا، آپ میرے باپ ہیں، میں بیٹا ہوں، چھری چلاتے چلاتے کہیں ترس نہ آجائے۔ مجھے اوندھا کر کے لٹا لینا۔ اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لینا۔ کہا: بہت اچھا۔ اسماعیل علیہ السلام خود بخود باپ کے قدموں میں لیٹ گئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے گھٹنا رکھ کر دبالیا۔ اس کو حفیظ کہتا ہے:

پچھاڑا اور گھٹنا سینہ معصوم پر رکھا
چھری پتھر پر رگڑی ہاتھ کو کول پر رکھا

چھری چلائی، اللہ کی طرف سے آواز آئی، چھری، نیچے اسماعیل ذبیح اللہ ہے۔ خبردار اگر ایک بال بھی کاٹ دیا تو جہنم میں پھینک دوں گا۔ چھری چل رہی ہے کاٹتی نہیں۔ اس نے کہا: ابا چلاؤ نا، بیٹا میں تو پوری طاقت سے چھری چلا رہا ہوں۔ تو عرض کیا: ابا جان شاید اللہ کو میرا حیلہ منظور نہیں، میں سیدھا لیٹتا ہوں، آپ اپنی آنکھوں سے پٹیاں کھول دیں۔ شاید اللہ کو یوں منظور ہو کہ باپ بیٹے کی نظر بھی ملے اور چھری بھی چلے۔

سیدھا الٹا کر چھری چلائی، چھری کی شامت آگئی، اوپر بھی نبی، نیچے بھی نبی، نیچے ذبیح ہے اوپر خلیل اللہ ہے، چھری بیچاری کو تھوڑا سا راستہ لکڑی کے دستے میں سے گھسنے کا ملا۔ نبوت کا بال نہ کاٹا۔

عرض کیا: ابا جان چھری کی نوک پر میرے گلے پر رکھ کر نبوت کا وزن ڈال دو۔ سب کچھ کیا: اللہ پاک نے جنت سے دنبہ بھیج دیا۔

میرے خلیل ہم نے تیری قربانی منظور کر لی۔ اور تیری نہیں تیری آل میں سے محمد مصطفی ﷺ کی امت آئے گی، وہ بھی بکرے، چھترے، دنبے، گائے، ذبح کریں گے۔ مجھے اپنی کبریائی کی قسم! میں ان کو ثواب ایسا ہی دوں گا جیسا آج تجھے بچے کو ذبح کرنے پر دے رہا ہوں۔

عجیب سوال:

یہ قربانی کوئی کھیل تماشہ نہیں۔ پچھلے سال بکرا عید پر میرے پاس ایک آدمی آیا۔ اور کہنے لگا: کہ قاری صاحب مرغی کی قربانی ہو جاتی ہے؟ میں نے کہا کہ مکھی مار جا۔

اندازہ لگاؤ! کئی لوگ آپ دیکھیں گے پسند کرتے ہیں گھر اچھا ہو، مکان اچھا ہو، کاروبار اونچا ہو، شان دار گزر ہو، اولاد اچھی ہو، بیوی اچھی ہو، اور قربانی کے لیے جب جانور لینے منڈی میں جائے گا، یوں تلاش کرتا پھرے گا ان میں بیمار جانور کون سا ہے؟ سستا مل جائے او جی اللہ کے نام پر دینا ہے، خیرات ہی کرنی ہے۔ اللہ تو دلوں کے راز جانتا ہے۔ وہ دیکھ نہیں رہا کہ اسکے دل میں چور ہے، کھانا اچھا مانگتا ہے، پہننا اچھا مانگتا ہے، قربانی ہلکی کرنا چاہتا ہے۔

اس لیے اللہ پاک جل شانہ نے اس امت کو اجر عظیم عطا فرمایا۔ حج بھی بڑی سعادت ہے۔ خداوند کریم نے ایک ایک نماز کے بدلے میں بیت اللہ میں جو ایک نماز پڑھے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب، اور جماعت کی پڑھے، ۲۷ لاکھ نمازوں کا ثواب، اور ایک بات یاد رکھنا، اسی کو ثواب ملتا ہے جو پڑھتا ہے۔ جو یوں ہی چکر لگا کے آجائے، اس کو کچھ نہیں ملتا۔

لطیفہ:

میرے اپنے علاقے ملتان میں ایک آدمی حج کر کے آیا کئی سال کی بات ہے میں اس سے ملنے گیا۔ ظہر کی نماز پڑھ کے آیا، عصر کی نماز پڑھ کے آیا، حاجی وہی بیٹھا ہے، میں نے اس کے لڑکے سے پوچھا! میں نے کہا حاجی صاحب نے نماز پڑھ لی؟ کہنے لگا: ابھی شروع نہیں کی۔ تھکے ہوئے ہیں حاجی صاحب مولوی تو بڑے استاد ہوتے ہیں، پھر باتوں باتوں میں میں نے

حاجی کو چھیڑ دیا، میں نے کہا کہ حاجی صاحب نماز نہیں پڑھتے؟ کہنے لگا: کہ آپ لوگوں سے سنا ہے کہ بیت اللہ میں ایک نماز پڑھو تو لاکھ کا ثواب ملتا ہے۔ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھو تو ۵۰ ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے، چار مہینے پڑھ کر آیا ہوں حساب لگالو۔

اندازہ لگاؤ! اپنے معاملے میں کتنے سیانے ہیں۔ اس لیے اللہ جل شانہ نے اعلان کر دیا فرمایا:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ (الحج:۱)

اے لوگو! ڈرو پروردگار سے

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① (الحج)

اس دن سے ڈرو جب ساری زمین کو بوریوں کی طرح لپیٹ پھینک دے گا۔

میری گزارشات کا حاصل یہ کہ محمد عربی ﷺ کے جتنے طریقے ہیں، جتنی آپ کی سنتیں ہیں، جتنا بھی آپ کا خصائل وشمائل ہے، تمام کا تمام صاف راستہ ہے، اچھا راستہ ہے، نجات کا راستہ ہے، کامیابی کا راستہ ہے۔

اللہ پاک مجھے اور آپ کو محمد عربی ﷺ کی اتباع نصیب فرمائے۔ غلامی نصیب فرمائے۔ غلامی میں موت آئے۔ اور غلامی میں حشر ہو، اللہ سارے عالم کے مسلمانوں پر کرم اور فضل عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت لوط علیہ السلام

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَلَا نَظِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قَالَ فَمَا خَطۡبُکُمۡ اَیُّھَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوۡۤا اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰی قَوۡمٍ مُّجۡرِمِیۡنَ ﴿۳۲﴾ (الذاریات)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے والے فرعون اور جوان کے مقابلے کے لیے جادوگر آئے تھے، حق سبحانہ وتعالیٰ وتقدس نے ان کو ہدایت عطا فرمائی، اور وہ دو منٹ میں اتنے پختہ ایمان دار بن گئے کہ وقت کے بادشاہ فرعون نے ان کو دھمکی دی کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دو، انہیں سولی پہ لٹکا دو، وہ صاف کہنے لگے: ہم اس لیے ایمان نہیں لائے کہ اس ایمان کو چھوڑ دیا جائے، بوٹیاں

اڑا سکتے ہو، قیمہ بنا سکتے ہو، لیکن اللہ کے اسلام کی دی ہوئی دولت ہم سے نہیں چھن سکتی۔

سمجھانا یہ چاہتا ہوں کہ جس کو ایمان لائے ہوئے دو منٹ ہوئے وہ تو اتنا مضبوط اور یہاں ساٹھ سال کی عمر ہوگئی، آج تک ایمان مضبوط نہ بنا۔

چھٹی کرتے ہیں فرعون کی، کہ جو چاہے ہمیں سزا دو، جو چاہو ہمیں مارو، کچھ بھی کرو، ایمان ہم سے الگ نہیں ہو سکتا، اور انجام کے طور پر کہنے لگے:

ان له مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ، قربان ہو جاؤ،

!ان له مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ

ایسا کرنے والا مجرم بن جاتا ہے، گناہ گار ہو جاتا ہے، سیاہ کار بن جاتا ہے، رب العالمین کے ہاں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے، تباہ ہو جاتا ہے برباد ہو جاتا ہے۔ ان له مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ، ایسا آدمی جہنمی بن جایا کرتا ہے، ایمان ملا اسے ترک کر دیا، ایمان ملا اسے چھوڑ دیا، ایمان کی قدر نہ کی، یقین کو جمایا نہیں، اپنایا نہیں، جیسے ہوا کا جھونکا لگا، ادھر کو سرک گیا، کبھی کفر کر بیٹھا، کبھی شرک کر بیٹھا، کبھی اللہ کی ناراضی کا سبب بن بیٹھا، کہتا ہے:

ان له مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ تحقیق بے شک آدمی مجرم بن جاتا ہے، وہ آدمی اللہ کی نگاہوں میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے، جہنمی بن جاتا ہے، اور کمال کی بات ہے دو منٹ کے اندر جہنم کا پتہ چل گیا، کہتے ہیں وہ ایسی بری جگہ ہے۔ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ (طٰہٰ) کہتے ہیں نہ وہ جینے کی جگہ ہے نہ مرنے کی۔ ایسی خوف ناک جگہ ہے، ایسی وحشت ناک جگہ ہے، تباہ کن جگہ ہے، اس طرح سے ذلیل کرنے والا عذاب ملے گا۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ

(النساء: ۵۶)

آگے آگے چمڑا جلتا جاتا ہے، پیچھے پیچھے نیا بنتا آتا ہے، ستر ستر نہیں بدستور جل رہی ہیں، چمڑے جل بھی رہے ہیں، بن بھی رہے ہیں، اس لیے فرعون کے جادوگر ایمان لانے والے کہتے ہیں:

لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾ (الاعلیٰ) نہ وہ جینے کی جگہ نہ وہ مرنے کی جگہ۔

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾ (طٰہٰ)

جو آدمی اللہ پر ایمان لائے، مضبوط رہے، حوادثات آئیں، فتنے اٹھیں، شرارتیں اٹھیں، طرح طرح کی تباہ کن ہوائیں چلیں، جو اس وقت ثابت قدم رہ گیا اپنے ایمان پر مضبوطی

سے جمارہا، شرک کے قریب گیا نہ کفر کے قریب گیا۔

ومن یاتہ مومنا جو آدمی ایمان دار بن گیا، اللہ کے نزدیک ہو گیا، خدا والا بن گیا، پروردگار عالم نے جس کو اپنا لیا۔ فرمایا:

فاولئک ھم الدرجاۃ الاولیٰ

اللہ کے نزدیک اس کے درجات بلند ہو جایا کرتے ہیں۔ دو منٹ ایمان لانے والوں کو جنت کا پتہ چل گیا، دوزخ کا پتہ چل گیا، جزا و سزا کا پتہ چل گیا، عذاب تباہ کن کا پتہ چل گیا، کتنے افسوس کی بات ہے! عمر گزارے بیٹھے ہو، وقت گزارے بیٹھے ہو، اب قبریں نزدیک ہیں، موت نزدیک، اللہ کی عدالت نزدیک ہے، پروردگار عالم کے حضور پیش ہونا نزدیک ہے، آج جہنم کا یقین نہیں، جنت پر یقین نہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ایمان لانے والے مضبوط، آپ کی لکڑی کا سانپ بنا ہوا دیکھ کر، ایک معجزہ دیکھا کتنے مضبوط ہو گئے، تم کو کالی کملی والے ﷺ نے لاکھوں معجزے دکھائے، تم کہتے پھرتے ہو، انہوں نے صرف ایک معجزہ دیکھا کلیم اللہ کا، تم اللہ کے نبی کے امتی ہو، تم کالی کملی والے ﷺ کے امتی ہو، تم محمد عربی ﷺ کے امتی ہو، لاکھوں معجزات دیکھ چکے، ہزاروں معجزات سن چکے، مگر آج تک کالی کملی والے ﷺ کے نہ بنے۔

ہر پیغمبر نے اپنے اپنے وقت میں لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ مہیا کیا، قرآن کریم پہلے انبیا علیہم السلام کی خبریں، باتیں، اس لیے بتاتا ہے کہ وہ یوں برباد ہوئے، وہ یوں ذلیل وخوار ہوئے، کسی کو کوئی عذاب دیا گیا، کسی کو کوئی عذاب دیا گیا۔

حضرت لوط علیہ السلام کی تبلیغ:

سیدنا لوط علیہ السلام جلیل القدر پیغمبر، اللہ کا نبی، برگزیدہ نبی، قوم کو سمجھاتے ہیں، قوم کو آگاہ کرتے ہیں، خبردار کرتے ہیں، ہوشیار، بیدار کرتے ہیں، قوم مانتی نہیں۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۶۰﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۶۱﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۶۳﴾ (الشعراء)

میرا نبی تھا، میرے نبی کو جھٹلایا، میرے پیغمبر کی تکذیب کی، برداری کی بات مانی، خاندان کی بات مانی، رسم ورواج کی بات مانی، میرے نبی کی نہ مانی۔

اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ (الشعراء)

میرے نبی نے مجھ سے ڈرایا، اللہ کے عذاب سے ڈرایا، ڈر جاؤ، باز آجاؤ، تمہارا کوئی خالق ومالک ہے، جس نے تمہیں پیدا کیا، وہ تم سے حساب لے گا، زندگی کا حساب لے گا، بدن کا حساب لے گا، آنکھوں کا حساب لے گا، دل ودماغ کا حساب لے گا، کرتوت کا حساب لے گا، دل کا حساب لے گا۔ اللہ کی ذات کو بسایا یا غیروں کو؟

اللہ پاک پوچھے گا: تم کو میرے نبی نے منع کیا تھا۔ اعبدو الله. آؤ اس پروردگار کی عبادت کرو، نذر، نیاز اس پروردگار کی دو، عبادت اسی کی کرو، سر اسی کے سامنے جھکاؤ، رکوع اسی کے سامنے کرو، یہ ماتھا یہ پیشانی یہ جبین نیاز اس کے دروازے کے سوا کہیں نہ جھکاؤ۔

ہر نبی کی یہی تعلیم ہے، ہر نبی کا یہی وعظ ہے، ہر نبی کی یہی نصیحت ہے، ہر نبی کا یہی کاروبار ہے، اعبدو الله. آؤ ایک رب کے پجاری بن جاؤ۔

لوط علیہ السلام کی قوم اور خود گھر والی بھی شرک کی لعنت میں گرفتار تھی، خدا کہتا ہے: یہ اتنا بڑا تیرا سر ہے، جس میں میں نے دماغ رکھا ہے، جہاں کی سمجھ رکھی ہے، عقل رکھی ہے، دماغ رکھا ہے، یہ تیرا سر میرے سوا کہیں اور کے آگے نہ جھکے۔

تو کبھی لال پیلے کپڑوں کے سامنے جھکتا ہے، یہ فلاں پیر صاحب کا جھنڈا ہے، کالی کملی والے ﷺ کے سامنے اللہ نے نہ جھکایا، تیرا کپڑا کیا حقیقت رکھتا ہے؟ شرم کرو، اللہ کا دیا ہوا سر اور ماتھا کپڑے کے سامنے جھکتا ہے، رب العالمین کے سامنے نہیں جھکتا، چاروں طرف سے جھنڈے چل رہے ہیں، چادریں اٹھا رکھی ہیں، عورتوں کے دوپٹے اٹھا رکھے ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور شرک کا خاتمہ:

آج اگر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ زندہ ہوتا تو کیا جانے ہماری گردنیں کس طرح سے کاٹتے؟ ایمان داری سے بتاؤ جس درخت کے نیچے، حضور اکرم ﷺ تشریف فرما رہے ہوں، کئی دن ٹھہرے ہوں، وہ درخت برکت والا ہے کہ نہیں؟ (ہے) جس درخت کے نیچے علی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوں، ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوں، عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوں، عثمان رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، چودہ سو صحابہ جس درخت کے نیچے بیٹھے ہوں، اور جس درخت کے نیچے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت کی حضور ﷺ نے

بیعت کی پیری مریدی پکی ہوئی، طے ہوئی، اور جس پیری مریدی پر، جس بیعت پر خدا راضی ہوا، فرمایا: لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ مجھے اپنی کبریائی کی قسم!

اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح:۱۸)

بیعت کرنے والے اور لینے والا، میں ان سب سے راضی ہوگیا۔

جس درخت کے نیچے حضور ﷺ نے بیعت کی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے، بیعت کرنے والے اور لینے والے، مجھے اپنی کبریائی کی قسم! میں ان سب سے راضی ہوگیا، جس درخت کے نیچے حضور ﷺ نے بیعت کی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت کی، حضور ﷺ نے بیعت لی، اور کئی دن ٹھہرنے اور جس درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو اللہ پاک نے قرآن کے ذریعے جنتی بنا دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا، لوگ اس درخت کی تعظیم کرنے لگے، اگر ایسے درخت کی تعظیم کرلی بھی جائے تو کیا حرج ہے؟ جہاں شہنشاہ کائنات کا قیام ہوا ہو، جہاں محمد عربی ﷺ کئی دن بیٹھے ہوں، صلح حدیبیہ اس درخت کے نیچے طے ہوئی، کیا کہنا اس درخت کا جہاں نبی، ولی، امام الانبیا حضور ﷺ اہل بیعت صحابہ رضی اللہ عنہم، خلفا راشدین رضی اللہ عنہم سارے جس درخت کے نیچے بیٹھے ہوں، اس درخت کی عظمت کا کیا کہنا؟

لوگ اس کی عظمت کرنے لگے، تعظیم کرنے لگے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پتہ چل گیا خود تشریف لائے اور لوگوں کو بلا کر اس درخت کو جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اس پیڑ کو جس کے نیچے حضور ﷺ تشریف فرما ہوئے تھے، کئی دن قیام رہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر جڑ سے نکلوا دیا، کسی نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کیا کر رہے ہو؟

فرمایا: ہاں! ہاں! جس درخت کے نیچے نبی ﷺ بیٹھے، اس کی تعظیم ہوگی، اور قرآن کو ٹھوکریں لگیں گی، لوگ یہاں شرک شروع کردیں گے، اس لیے میں نے اس درخت کو جڑ سے اکھڑوا دیا، بیت اللہ کو چھوڑیں گے، وہاں عبادت کرنی چھوڑ دیں گے، وہاں سجدہ چھوڑ دیں گے، یہاں لوگ سجدے شروع کردیں گے، اس لیے میں عمر اس درخت کو نہیں چھوڑتا۔

حالاں کہ اس زمانہ میں بدعت کرنے والا قریب قریب کوئی تھا بھی نہیں، شرک کرنے والا کوئی تھا ہی نہیں، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شبہ ظاہر کیا کہ ہمیشہ تو صحابہ نہیں رہیں گے، آہستہ آہستہ لوگ بیت اللہ سے پھر جائیں گے، اور اس درخت کی طرف دل لگالیں گے، جڑوں سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔

اور یہی وجہ بنی، یہ جو اس وقت سعودی عرب میں، بیت اللہ اور مدینے پاک میں جن لوگوں کی حکومت ہے، ان سے پہلے ترکوں کے دور میں بڑے بڑے روضے بنے ہوئے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم کے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا روضہ الگ تھا، فاطمہ رضی اللہ عنہ کا روضہ الگ تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا روضہ الگ تھا، طلحہ زبیر رضی اللہ عنہما کا روضہ الگ تھا، بڑے بڑے مزار بنے ہوئے تھے، مگر حالت وہی تھی حرم نبوی میں کوئی عورت نہ ٹھہرتی تھی، یا حلیمہ رضی اللہ عنہا کے روضہ پر پڑی ہے، یا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر پڑی ہے، یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر پڑی ہے، یا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر، بیت اللہ میں کوئی نہیں، روضہ رسول اللہ پر کوئی نہیں۔

آپ سوچتے ہوں گے ایسا کون سا کملا ہے جو بیت اللہ کو چھوڑ کر وہاں پڑے رہتے تھے؟ یہاں تجربہ نہیں تمہیں؟ مسجد میں کوئی نظر نہیں آتا، میلے میں جا کر دیکھو لاکھوں آدمی اکٹھے ہیں، مسجد میں آدمی نہیں ملتا، جب سے اذان لاؤڈ سپیکر پر شروع ہوئی، نمازی مر گئے، چاروں طرف شرک ہونے لگا۔ وہاں پر تو خدا نے ایسے لوگ بھیجے کہ انہوں نے نماز ہی چھوڑ دی، اور اب تو سننے میں آیا کہ جنت البقیع کا دروازہ ہی بند کر دیا، مٹی اٹھا کر چاٹ رہے ہیں قبروں کی۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، جو بڑے بڑے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مٹی چاٹ رہے ہیں، مرد وعورت، نماز نہیں پڑھتے، قرآن نہیں پڑھتے، اللہ کی توحید کو دلوں میں نہیں بٹھاتے، احکام کو نہیں مانتے، قرآن کو نہیں مانتے، قبروں کی مٹی چاٹتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا:

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا، دعائیں مانگ رہے ہیں: الٰہ العالمین! اے میرے پروردگار! لا تجعل قبری اصنام. میرے پروردگار میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔

دعا ہو رہی ہے، امام الانبیا دعا مانگ رہے ہیں، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعائیں مانگ رہے ہیں، اور آپ نے فرمایا:

لعن اللہ الیھود والنصاری. اللہ یہود ونصاری پر لعنت کرے، پھٹکار کرے، کیوں؟ اس لیے کہ

اتخذوا قبور انبیاءھم مساجدا او کما قال النبی ﷺ
انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔

اللہ کی غیرت:

جانتے سارے ہیں، سارے مولویوں کو پتہ ہے، سارے پیروں کو پتہ ہے کہ اللہ کی ذات کے سوا سجدہ، رکوع کسی کو نہیں کیا جاسکتا، اللہ پاک نے تو یہاں تک احتیاط سے فرمایا: وہ جانتا تھا کہ چودھویں صدی کے لوگ اندر سے کالے ہوں گے، دلوں کے کالے ہوں گے، دل ان کے صاف نہ ہوں گے، فرمایا: میرے بندو! جنازہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کیوں نہ ہو، جنازہ عمر رضی اللہ عنہ کا کیوں نہ ہو، جنازہ عثمان رضی اللہ عنہ کا کیوں نہ ہو، جنازہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کیوں نہ ہو، جنازہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا کیوں نہ ہو، جنازہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا کیوں نہ ہو، جنازہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا کیوں نہ ہو، جنازہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا کیوں نہ ہو، جنازہ خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا کیوں نہ ہو، جنازہ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کا کیوں نہ ہو، جنازہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کیوں نہ ہو، جنازہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا کیوں نہ ہو، جنازہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا کیوں نہ ہو، پیغمبر کی بیٹی رضیہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کیوں نہ ہو، جنازہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا کیوں نہ ہو، جنازہ شیخ عبدالقادر جیلانی کا کیوں نہ ہو، جنازہ بہاؤالحق زکریا ملتانی رحمہ اللہ کا کیوں نہ ہو، جنازہ شاہ رکن عالم کا کیوں نہ ہو، جنازہ شہباز قلندر کا کیوں نہ ہو، فرمایا: خبردار کھڑے ہو کر نیت باندھ، کھڑے کھڑے سلام پھیر دے۔ اس میں رکوع سجدے کی کوئی اجازت نہیں۔ فرمایا: میں یہ تو گوارہ کرلوں گا کہ جنازہ کی نماز میں اپنے لیے رکوع نہ کراؤں، اپنے لیے سجدہ نہ کراؤں مگر دیکھنے والا کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ میت کو سجدہ ہورہا ہے، کوئی یہ نہ سمجھ لے قطب کے سامنے جھکے ہوئے ہو، ابدال کو سجدہ ہورہا ہے، غوث کو سجدہ ہورہا ہے۔

فرمایا: اے لوگو! جب کہ ولی کا جنازہ سامنے رکھا ہوا تھا، قطب کا جنازہ سامنے تھا، ابدال کا جنازہ سامنے تھا، صحابی رضی اللہ عنہ کا جنازہ سامنے تھا، نبی کی بیٹی کا جنازہ سامنے تھا، ام المومنین کا جنازہ سامنے تھا۔ جب کہ میں نے سجدہ نہ کرنے دیا اور جب وہ سو کر زمین کے اندر چلے گئے، اب سجدہ کیوں؟ لاکھوں من مٹی درمیان میں آگئی، سنگ مرمر لگ گئے، پتھر لگ گئے، جالیاں لگ گئیں، غلاف آگیا، اب سجدہ؟ فرمایا: یہ حق تو میرا ہے، یہ میرا حق تقسیم نہ کرو، ظلم نہ کرو، بے انصافی نہ کرو، سجدہ میرے لیے۔

فرمایا: سارا جہان تیرے لیے، ہر پیغمبر کی یہی تعلیم ہے سبزیاں، ترکاریاں، پھل، فروٹ، کھانا پینا، صحت وتندرستی، حسن وجمال، مال وآن، یہ سب کچھ تیرے لیے:

سر سبز کھیتیاں ہیں تیری زیبائش کے واسطے
سب جہان تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

میں تیرا رب تو میرا بندہ، میں تیرا خالق تو میری مخلوق، میں نے پالا، میں نے سنبھالا، میں نے جوانی دی میں نے عقل دی، اولاد بھی میں دوں گا، یہ ہرے پیلے کپڑے تجھے اولاد نہیں دے سکتے، اور پیغمبر نے بھی یہی تعلیم دی۔

حضرت لوط علیہ السلام کی تبلیغ اور خدائی آزمائش:

یہ لوط کھڑے ہیں اپنی قوم کو بار بار متنبہ کرتے ہیں: اے لوگو! میرے بھائیو! اے میری برادری! اے میرے خاندان کے لوگو! اے میرے تایا چچا! آو میری بات سنو! فرمایا:

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۶۰﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۶۱﴾ (الشعراء)

میرے بھائیو! میری برادری میرے خاندان کے لوگو! میرے عزیزو! میرے رشتہ دارو! میرے دوستو! کیسے پیارے انداز سے اللہ کا نبی بلا رہا ہے۔

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۶۲﴾ (الشعراء)

میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، امین بنا کر بھیجا گیا ہوں، اللہ نے توحید کی امانت میرے سپرد کی ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ. ڈر جا اللہ سے۔

نبی کہتا ہے، رسول کہتا ہے، پیغمبر فرماتے ہیں: ڈرو اس پروردگار سے جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے، جس کے قبضہ میں پتہ پتہ ہے، جس کے قبضے میں قطرہ قطرہ ہے ڈرو اس پروردگار سے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۶۳﴾ (الشعراء)

اللہ سے ڈرو گے، خدا تمہارے سارے کام سنوار دے گا، ساروں کی بگڑی بنا دے گا۔

نبی خدا کی تعلیم دے رہے ہیں، تبلیغ کر رہا ہے، اور کہتا ہے اے لوگو! اس تبلیغ کی میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔

قُلْ لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ط (الانعام: ۹۰)

میں اجر نہیں مانگتا، میں بدلہ نہیں مانگتا، میں مزدوری نہیں مانگتا، میں تم سے پیسہ ٹکا نہیں مانگتا، میں روٹی پانی نہیں مانگتا۔

اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶۴﴾ (الشعراء)

اللہ کا نبی کھڑا ہے، بلا رہا ہے اپنے بھائیوں کو، عزیزوں کو، برادری کو، خاندان کو، آؤ سارے میری بات سنو!

خداوند کریم نے جو تاج نبوت ان حضرات کو پہنچایا، اس کی تکمیل ہو رہی ہے، ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں، جو سب کچھ ملا وہ پہنچا رہے ہیں۔

سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم باز تو کیا آتی، شرک میں تو گرفتار تھے، ایک اور بیماری میں مبتلا ہو گئے، ایک اور مرض ان کو لاحق ہو گیا، اور ایک تباہی انہوں نے خریدی کہ عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں کے پیچھے پڑ گئے، بدمعاش مکار ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب مرد مرد کے ساتھ برا کام کرتا ہے، تو اللہ کا عرش کانپنے لگ جاتا ہے، فرشتے آواز دیتے ہیں، الٰہی! اجازت دے لوط کی قوم والا عذاب ہم پھر دہرا دیں۔

اللہ کا نبی کھڑا ہے سمجھاتا ہے مانتے نہیں، بیماری پھیلتی چلی گئی، مرض بڑھتا چلا گیا۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اللہ کے نبی نے یوں تبلیغ کی یوں سمجھایا، جتنا آگے خبردار کیا اتنا بگڑتے چلے گئے، اللہ میاں نے آخری مرتبہ آزمالیا، دو تین فرشتے بڑے خوب صورت لڑکے بنا کر اس قوم کے اندر لوط کے شہر میں بھیج دیے، وہ بازار سے گزرے، کاروبار چھوڑ، دھندہ چھوڑ، سارا کام چھوڑ کر ان کے پیچھے لگ گئے لڑکوں کے، وہ لوط کے گھر میں پہنچے، اور کہا کہ دیکھو! یہ تمہارے لوگ ہمیں تنگ کرتے ہیں، لوط نے اپنے گھر میں ان کو بٹھایا اور باہر سے دروازہ بند کر کے باہر خود کھڑے ہو گئے، اور قوم کے لوگ اور زیادہ بڑھ گئے، کہنے لگے: نکال ان لڑکوں کو، ہمارے حوالے کر ہم اپنی خواہش پوری کریں گے، ہم ان کے ساتھ برا کام کریں گے، لوط فرمانے لگے: اے ظالمو! میرے مہمان ہیں، باز آؤ، باز آؤ، باز آؤ، بے عزتی نہیں کیا کرتے مہمان کی۔

مفسرین نے لکھا ہے دیواروں پر چڑھ گئے، دروازہ توڑنے لگے، نکال ان کو باہر، سیدنا لوط کو خبر نہیں ہے کہ یہ لڑکے ہیں یا فرشتے، لڑکے سمجھ رہے ہیں اور کہیں سے میرے مہمان آئے۔

فرمایا: اے لوگو! جانے دو باز آؤ۔ فرمایا: قَالَ یٰقَوۡمِ، اے میری قوم کے لوگو! اے میرے

بھائیو! اے میرے رشتہ دارو!

هٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ

تمہارے گھروں میں میری بیٹیاں موجود ہیں، عورتیں موجود ہیں ان سے اپنی حاجت روائی کرو، ان سے اپنی خواہش پوری کرو، جاؤ میرے مہمانوں کو نہ ستاؤ، قربان جاؤں نبی پر، کافروں کو اپنی بیٹیاں بنایا ہے میری بیٹیاں، بڑا سمجھایا، باز آجاؤ، چلے جاؤ، میرا مکان نہ توڑو، دروازہ نہ توڑو، اللہ پاک ناراض ہوجائے گا، تم پر خدا کا غضب آجائے گا، باز آجاؤ، چلے جاؤ، کہنے لگے: نہیں نہیں، ہم بالکل نہیں جائیں گے، ایسے خوب صورت لڑکوں کو چھوڑ کر ہرگز نہیں جائیں گے۔

سیدنا لوط علیہ السلام نے بڑا سمجھایا، بڑا سمجھایا، ہاتھ باندھے، منتیں کیں بڑے بڑوں کی، سرداروں کی، چودھریوں کی منتیں کیں، بڑے بڑے سرمایہ داروں کی منتیں کیں۔

اندازہ لگا: نبی خوشامد کررہا ہے، کفر اوپر کو چڑھ رہا ہے، فرمایا: جاؤ جاؤ چلے جاؤ باز آجاؤ، کچھ جو ظالم قسم کے تھے، جو بد بخت اور شقی تھے، جو بہت زیادہ شیطان تھے، انہوں نے پیغمبر کو گھسیٹنا شروع کردیا، اللہ کے نبی کو دھکے دیئے، ہٹ ایک طرف دروازے سے، راستہ روکے کھڑا ہے، صبح سے یہ وقت آگیا، ہٹتا نہیں ہے؟ اب اللہ کا نبی ایک بات کہتا ہے، قرآن کریم نے وہ بات نقل کی ہے، سیدنا لوط علیہ السلام نے رونا شروع کردیا، جب گھسیٹنے لگے تو رو پڑے اور فرمایا:

قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ﴿٨٠﴾ (هود)

اے کاش! میرے پاس فوج ہوتی، میرے پاس لشکر ہوتا، میرے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی، طاقت ہوتی، قوت ہوتی، میں تمہیں مار کر بھگاتا۔

اے ظالمو! شرم کرو، نبی کو نہ مارو، اللہ کے پیغمبر کو نہ مارو، خدا کے نمائندے کو نہ مارو، لوط کو مارنا شروع کردیا، گھسیٹنا شروع کردیا، ادھر اللہ کے نبی نے رویا، ادھر آنسو پڑے، ادھر آواز آئی، مکان سے آواز آئی جب اللہ کے فرشتوں نے جو آزمائش کے لیے، امتحان کے لیے بھیجے گئے تھے، جب انہوں نے دیکھا اللہ کا نبی رو پڑا ہے، ہم لوگ مانیں یا نہ مانیں نبی کا رونا فرشتے نہیں دیکھ سکتے۔ اندر سے آواز آئی:

قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ (هود:٨١)

اللہ کے نبی، اے لوط آپ نے ہمیں پہچانا نہیں، ہم آدمی نہیں ہیں، لڑکے نہیں ہیں، ہم تو خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، دروازے سے ہٹ جاؤ، انہیں اندر آنے دو، چھوڑ دو دروازہ، اور

آپ ایسا کریں اپنے اہل وعیال کو ساتھ لیں، بیوی بچوں کو ساتھ لیں، دومنٹ میں بستی سے باہر چلے جائیں، ہم تو اس بستی کو برباد کرنے آئے ہیں۔

قوم لوط پر خدائی عذاب:

لوط اللہ کا نبی ہے اور نبی سے زیادہ اللہ کو کون جانتا ہے؟ کون سمجھ سکتا ہے؟ لوط نے اپنے بال بچوں کو سنبھالا اور کہا جلدی کرو باہر نکلو، بستی کے ساتھ کچھ اور ہونے والا ہے، نبی جانتے تھے کہ خدا کا غضب آگیا، جلال آگیا، اب نبی کا رونا خدا نہیں دیکھ سکتا، جن کو یقین تھا وہ تو ساتھ چل پڑے، لوط کی بیوی تھی گھر والی تھی، لیکن پیغمبر کی زبان پر یقین نہیں کرتی تھی، یوں مڑ مڑ کر دیکھتی ہے، ابھی تو کچھ نہیں بگڑا، ابھی تو کچھ ہوا ہی نہیں، جوں کی توں ہے بستی، اللہ تو جانتا تھا کہ میرے نبی کی زبان پر یقین نہ کرنے والی، ہم نے تجھے درمیان میں پیٹنا ہے، اس لیے خبردار کر دیا کہ بعض آدمی گناہ نہیں کرتا، لیکن یہ یقین کرنا چاہیے کہ گناہ گار کے لیے سزا ہے، بربادی ہے، اگر یہ یقین نہیں تو ساتھ لپیٹا جائے گا۔

لوط علیہ السلام نے اپنے بال بچوں کو لے کر کے ابھی بستی سے کچھ دور گئے تھے، شہر سے کچھ دور گئے تھے، قوم سے الگ ہوئے تھے کہ ان فرشتوں نے، اس زمین کو اس طرح سے کاٹ لیا کہ جس طرح نرسری والے پنیر کو کاٹ کر الگ کر لیتے ہیں، اور یہ میری بات نہیں، کسی فرقے اور جماعت کی بات نہیں، فرمایا:

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝۳۲ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ۝۳۳ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ۝۳۴ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳۵ (الذاریات)

اے لوط ہم تو اس قوم کو برباد کرنے آئے ہیں، ہمیں تو بھیجا اس لیے گیا ہے، اب زمین سے یہ ٹکڑا الگ ہوگا، بستی کٹ گئی، شہر کٹ گیا، یہ علاقہ الگ کٹ گیا، یہ قوم کٹ گئی، بدمعاشی کا مزہ ان کو چکھایا جائے گا، اب خدا کا قرآن کہتا ہے:

زمین سے ٹکڑا کٹ گیا، آسمان کی طرف ٹکڑا جا بھی رہا تھا، اور آسمان سے پتھروں کی بارش بھی ہو رہی تھی، پتھر برستے جاتے تھے، اور نوک دار پتھر، پتھروں کے بنے ہوئے تیر، اور قرآن کریم کہتا ہے: کہ ان پتھروں پر نام تک لکھے ہوئے تھے، یہ فلاں بدمعاش کو لگے، یہ

فلاں بدمعاش کو لگے، یہ فلاں گناہ گار کو لگے، یہ فلاں کو لگے، یہ فلاں کو لگے، نوک دار پتھر ہیں، آسمان کی طرف بستی جارہی ہے، اوپر بہت دور لے گئے، آواز آئی پلٹ کر زمین پر پھینک دو، عورتیں مرگئیں، بچے مرگئے، ساری قوم برباد ہوگئی، فرمایا:

وَتَرَكْنَا فِيهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ (الذاریات)

جب میں عذاب دیا کرتا ہوں تو کون میرے عذاب کو روک سکتا ہے، میرا قہر کوئی نہیں روک سکتا، میرے غضب کو کوئی نہیں روک سکتا، جب میں غضب ناک ہوجاؤں، پھر تمہارا اس دنیا میں کوئی نہیں۔

اے میرے بندے تیرا خیر خواہ میں تھا، تیرا چاہنے والا میں تھا، تو میرا تھا میں تیرا تھا، تو میرا نہیں رہا میں تیرا نہیں رہا۔

پیغمبر کی تعلیم کی قدر نہ کی، پیغمبر کی نصیحت پر کان نہ دھرا، پیغمبر نے بہت بلایا، بہت سمجھایا، اللہ کے نبی نے ہر ممکن کوشش کی، بربادی سے بچ جائیں، اللہ کے غضب سے بچ جائیں، اللہ کی تباہی سے بچ جائیں، اگر اس کا عذاب آگیا پھر ٹلے گا نہیں، جب وہ زمین کٹی تو لوط پیغمبر کی بیوی بھی درمیان میں آگئی۔

ہاں! نسبتیں قائم کرلو جی، فلاں بن جاؤ، فلاں بن جاؤ، یوں ہوجائے گا، یہ ہوجائے گا، وہ ہوجائے گا۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: جس چیز کو مٹانے کے لیے میں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا بھیجے، وہی چیز تم آج پھر پیدا کررہے ہو، وہی شرک، وہی بدعت، وہی کفر کی لعنت۔ جب تک عقیدہ نہیں بنتا اعمال کی جڑیں نہیں بن سکتیں، قرآن کا فیصلہ ہے، ایک دن میں سو دیگیں پکا، ایک دن میں ہزار آدمیوں کو کپڑے پہنا، لوگوں کے پانی پینے کے لیے کنوئیں بنا، ایک دن میں کروڑوں روپیہ خرچ کر، اگر عقیدہ اللہ کے بارے میں صحیح نہیں تمام کا تمام پانی کی طرح بہہ جاتا ہے، پہلے عقیدہ صحیح کرلو پھر بات بنے گی، اگر خیرات کرنے سے سب کچھ بنتا ہے تو بنیے کے مقابلے میں تم خیرات نہیں کرسکتے۔

ہندوستان کا ایک ایک کراڑ، ایک ایک بنیا، بیس بیس لاکھ روپیہ صرف پانی پلانے پر خرچ کرتا ہے، دس دس لاکھ روپیہ خرچ کرتا ہے، اور اگر میری بات پر یقین نہ ہو تو اب گرمی کا موسم آئے گا، کبھی سندھ کا سفر کرو، گھوٹکی، بنوں عاقل، ڈھرکی، میر پور ماتھیلو، اور دوسرے اسٹیشن پر بنیوں کے لڑکے، کراڑوں کے لڑکے، برف کا پانی لے کر گاڑیوں کے چاروں طرف پھرتے ہیں، پلانے والے کراڑ ہیں پینے والے امتی اور مسلمان ہیں، لیکن ان کی خیرات کا صلہ اللہ پاک

اس دنیا میں دے دیتا ہے، آخرت میں کوئی حصہ نہیں، کیوں؟

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کلمے والے جز مضبوط نہیں۔ بعض لوگوں نے یہی سمجھ رکھا ہے، چاول پکا دو سارے گناہ ختم ہو جاتے ہیں، اچھا اگر یوں کام چلتا تو لوط کی قوم یوں برباد نہ ہوتی۔ فرمایا:

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا (العنکبوت:۲۹)

بڑا سنبھالنے کی کوشش کی، پیغمبر کب چاہتا ہے قوم برباد ہو، پیغمبر کب چاہتا ہے کہ ان پر خدا کا عذاب آئے، رات کو سمجھایا، دن کو سمجھایا، صبح سمجھایا، شام سمجھایا، ہر طریقے سے نبی نے ہاتھ پاؤں مارے، مگر قوم نہیں مانی، برادری نہیں مانی، خاندان نہیں مانا۔

حضور ﷺ آزمائشوں میں:

حضور اکرم ﷺ نے اپنی قوم کے ہاتھوں ساری عمر مار کھائی، چچاؤں نے مارا، چچازاد بھائیوں نے مارا، اس مسئلہ توحید کی وجہ سے تمہیں تو کیا تکلیف پہنچے گی۔ آؤ محمد عربی ﷺ کے گنبد خضری سے جا کر پوچھو کالی کملے والے، آمنہ کے در یتیم تیری بیٹیوں کو طلاق کس وجہ سے ہوئی؟

کیا وقت ہوگا جب ابولہب کے دونوں لڑکے آئے اور آ کر کہنے لگے:

اے محمد ﷺ! ہم تیری بیٹیوں کو اپنے سے الگ کرتے ہیں، تیرا عقیدہ اور ہے ہمارا عقیدہ اور ہے تو ایک کا پجاری، ہم کئی کے پجاری، تیرا ایک خدا، ہمارے کئی خدا، بیٹیوں والے اس بات کو سمجھتے ہیں، جن کو اللہ نے کئی کئی بیٹیاں دے رکھی ہیں، کہ بیٹیوں کے دکھ کتنے سخت ہوا کرتے ہیں۔ پھر امام الانبیا شہنشاہ کائنات، سرکار دو جہاں ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق ہو جائے۔ وہ نبی جس نے پتھر کھا کر کبھی بدعاء نہ کی، جس نے گالی کھا کر کبھی بدعاء نہ کی، جس کو دھکا دے کر پہاڑ کی غار میں گرا دیا گیا تو بدعاء نہ دی۔

پہاڑ کے درے میں بیٹھے تھے ابوجہل نے سر میں پتھر مارا لہو کی دھار دور جا کر پڑی، بدعاء نہ دی، لیکن بیٹیوں کے بارے میں کلیجے کو اتنا دکھ پہنچا، کہا جاؤ میرا خدا تجھ پر کوئی کتا مسلط کرے گا، تھے کافر لیکن نبی کی زبان پر یقین کرتے تھے، ابولہب کے دونوں لڑکوں کو پتہ لگ گیا کانپتے کانپتے گھر گئے، ابا جان نے پوچھا کام کر آئے۔ کہنے لگے کر تو آئے لیکن خیر کوئی نہیں، کافر کہہ رہے ہیں کافر، ابولہب کہنے لگا کیا بات ہے؟

اس نے کہا تیرہ برس ہو گئے رات دن مارتے مارتے، گھسیٹتے گھسیٹتے لیکن آج تک اس زبان سے بدعاء نہ نکلی، آج ہمارے لیے بدعاء نکل گئی کام بگڑ گیا، روزانہ تو ہم ان کو مارتے ہیں، اگر کہہ دیا تو ہمارا کیا بگڑے گا؟

علما نے لکھا ہے ابولہب رونے لگا، باہر سے لوگ آئے وہ کہنے لگے سردار کیا ہوا؟ قریش کے چودھری تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگا خیر نہیں، انہوں نے کہا کوئی جنازہ نہیں، میت نہیں، کوئی یہاں پڑا دکھائی نہیں دیتا، آگ لگی ہوئی ہے کہیں؟ نقصان کیا ہوا؟ تم روتے کیوں ہو؟ ابولہب کہنے لگا: اس سے بڑھ کر کیا آگ لگے گی، مکے کے اس امین نے میرے بچوں کو بدعاء دے دی۔

کہنے لگا: ابولہب اتنا سیانا ہو کر کیسی باتیں کرتا ہے؟ روز تو ہم اس کو مارتے ہیں، اس کے ماننے والوں کو تھوڑا مارتے ہیں؟ کیا ہے اس کے پلے؟ کچھ نہیں بگڑے گا۔

ابولہب کہنے لگا: ٹھیک ہے مجھ سے زیادہ اس کو کسی نہیں مارا، میرے سے زیادہ تکلیف کسی نے نہیں دی، مجھ سے زیادہ کسی نے دکھ نہیں پہنچائے۔ لیکن اے لوگو! یہ بتاؤ، چالیس پچاس سال کی عمر گزارے بیٹھا ہے، آج تک بتاؤ اس کی زبان سے جو بات نکلی وہ کبھی پوری نہ ہوئی ہو؟ پہاڑ ٹل سکتے ہیں مگر میرا یقین ہے اس زبان سے جو بات نکلی وہ پوری ہوگی۔

آج میرا تیرا یہ تو یقین نہیں کہ حضور ﷺ کا فرمان پکا ہے، اور حق ہے، کہتے ہیں اب تو پرانی کتابیں ہو گئیں۔ پرانا دین ہو گیا، پرانا اسلام ہو گیا، اب تو نیا اسلام چاہیے، اب پرانے دین پر کیا چلنا ہے، عورت کا یقین نہیں، مرد کا یقین نہیں، دکان دار کا یقین نہیں، ڈاکٹر کا یقین نہیں، افسر کا یقین نہیں، چھوٹے بڑوں کا یقین نہیں، مرد وعورت کا یقین نہیں۔ اگر کافر ابولہب جتنا بھی یقین ہو جائے تو بات بنتی ہے، تجارت کے لیے چلا، ابولہب نے بیٹے ساتھ لیے، شام ہو گئی راستے میں۔

کہنے لگا: قافلے والو کرم کرو مجھ پر، رحم کرو مجھ پر، میری بات سنو! تمہیں معلوم ہونا چاہیے، کہ مکے کے نبی ﷺ نے میرے بچوں کو بدعاء دے رکھی ہے، ساری رات ان کی حفاظت کرو، خیر نہیں سارے لوگوں کے سامان کا ٹیلہ بنایا اوپر دونوں لڑکوں کو سلایا، چاروں طرف لوگوں کو سلایا، ہوشیار کیا، بیدار کیا، آواز آئی: اے جنگل کے شیر آجا، آج تیری باری ہے۔

الٰہی! میں حاضر ہوں، میرے نبی ﷺ کے دکھ دینے والے کو چیر پھاڑ کر پھینک دو، شیر آیا چاروں طرف پھر رہا ہے پہاڑ کے، سامان کے، پتہ نہیں چلتا وہ کون گناہ گار ہے؟ میں حیران ہوتا ہوں کہ شیر بھی یہ کوشش کرتا ہے کہ ناحق بھی کوئی نہ چر جائے، ناحق کوئی نہ مر جائے، کسی کا ناحق قتل

نہ میرے گلے پڑ جائے، پوچھتا ہے الٰہی! جنگل کا شیر ہوں، بڑا دلیر ہوں، تیرا بنایا ہوا جانور ہوں، تیری مخلوق ہوں، مجھے بتا وہ گناہ گار ہے کون سا؟ کسی اور کا ناحق خون نہ بہا دیا جائے۔ جنگل کا درندہ تو ڈر گیا، لیکن میں اور آپ نہ ڈرے، ہم نہ ڈرے، بھائی کا خون بہاتے نہ ڈرے، چچا کا خون بہاتے نہ ڈرے، ماما کا قتل کرتے ہوئے نہ ڈرے، سالے اور بہنوئی کو قتل کرتے ہوئے کبھی نہ ڈرے۔ اور پھر یہ امتی جنت کا ٹھیکیدار بنا پھرتا ہے، ظلم کرتے ہوئے سوچتے نہیں کیا اثر پڑے گا، کہاں یہ بات پہنچے گی، آج کسی کی مثل تیرے ہاتھ میں ہے، آج فیصلہ کرنے والا تو ہے، کل تو مثل میری ہوگی، عدالت دوسری ہوگی، فیصلہ کرنے والو! خدائی فیصلے کا بھی انتظار کرو۔

الٰہی! مجھے پتا نہیں چلتا، میں کس کو پھاڑوں، ہوا کو حکم دیا، ان دونوں ظالموں کو اڑا جنہوں نے میرے نبی کو گالیاں دیں، میرے نبی کا دل دکھایا، آمنہ کے در یتیم کو دل دکھایا، کون سا نبی، اللہ غنی۔ علما کرام نے لکھا ہے کہ جب سیدہ آمنہ خاتون کے پیٹ میں تھے، جہاں بیٹھتی وہاں خوشبو، جس جگہ سوتی وہاں خوشبو کے ہلے، غسل خانے میں جاتی وہاں خوشبو، ساس پوچھتی ہے کہ کون سی دکان سے خوشبو لائی۔ حضرت آمنہ عرض کرنے لگی، امی جان، میں خوشبو کس کے لیے لگاؤں؟ آٹھ مہینے ہوگئے، سہاگ اجڑ گیا، یہ تو اس نبی کی برکت ہے جو میرے پیٹ میں ہے۔

چناں چہ اس شیر نے ابولہب کے دونوں بیٹوں کو مارا، اور نبی کی بدعاء پوری ہوئی کیوں کہ نبی کی بات غلط نہیں ہوسکتی۔

اس لیے میں کہنا چاہتا ہوں حالات بدلو، اللہ اللہ کرنا شروع کرو! توبہ کرنے کی عادت ڈالو، تاکہ خدا ہم پر کرم فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت یوسف علیہ السلام

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ، وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡكَ لَہٗ وَلَا نَظِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلَیۡہِ قَالُوۡا یٰۤاَیُّھَا الۡعَزِیۡزُ مَسَّنَا وَاَھۡلَنَا الضُّرُّ وَجِئۡنَا بِبِضَاعَۃٍ مُّزۡجٰىۃٍ فَاَوۡفِ لَنَا الۡکَیۡلَ وَتَصَدَّقۡ عَلَیۡنَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَجۡزِی الۡمُتَصَدِّقِیۡنَ ﴿۸۸﴾ (یوسف)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِكۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○

سارے حضرات اخلاص سے محبت سے عقیدت سے، درود پاک پڑھیں گے، اس ارادے سے، اس نیت سے کہ کل قیامت کے خطرناک دن میں، خطرناک میں نے اس لیے کہا کہ سردی کے موسم میں بارہ بارہ گھنٹے کا دن، اور گرمی کے موسم میں سولہ سترہ گھنٹے کا دن۔

گوجرانوالہ کے مسلمانوں خدا کی قسم قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کا ایک دن، نہ سورج ڈھلے گا، نہ شام آئے گی، نہ صبح ہوگی، ایک درخت نہیں ہوگا نہ کوئی کوٹھا کوئی بنگلہ، کوئی سیرگاہ، کوئی درودیوار۔

حضور کریم ﷺ نے فرمایا پچاس ہزار سال گزر جائیں گے کوئی آنکھ سایہ اور چھاؤں نہ دیکھ سکے گی اور فرمایا کہ پچاس ہزار سال گزر جائیں گے، کوئی آنکھ پانی کا قطرہ نہ دیکھ سکے گی، چمڑے گھل گھل کر گر جائیں گے، پھر بن جائیں گے، مرے گا کوئی نہیں، موت ایک ہی دفعہ ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک گھڑی ایسی آئے گی کہ نبی پیغمبر رسول بھی، جلیل القدر پیغمبر بھی یوں کہہ اٹھیں گے۔ یا اللہ. لا اسئلك خیر ھذا. اے میرے مولا مجھے بچالے میں کسی کا سوال کا نہیں کرتا، تمہارا اس د... پر یقین نہیں ورنہ خدا کی قسم! ایک گھونٹ پانی کا نہ پی سکو، روٹی کا ایک لقمہ نہ کھا سکو، تیرا نہ موت پر یقین ہے، نہ قیامت پر یقین ہے، یقین کی کمی ہے تو حالات سامنے ہیں۔ کھڑے کھڑے لوگ مر رہے ہیں، بیٹھے بیٹھے مر رہے ہیں، خدا گواہ ہے، کل لاکھوں میں سے دو کو بھی کلمہ نصیب نہیں، لاکھوں میں سے بے ہوشی کی موت آرہی ہے، ہارٹ اٹیک کی موت آرہی ہے، نہ کلمہ، نہ توبہ استغفار، جیسا عمل ویسی موت، اس نیت سے درود پاک پڑھیں گے کہ اتنے بڑے خطرناک دن میں، نہ اولاد کام آئے گی، بل کہ میری تیری نجات کے لیے بخشش کے... رت محمد کریم ﷺ کی شفاعت کام آئے گی۔

ال... صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید ○ اللھم بارك علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اس میں اگر ہو خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

غلط فہمی کا ازالہ:

محترم بزرگو، عزیز دوستو! یہ درس قرآن کی صورت ہے! میرے آنے کا مطلب نہ کسی کا لمبا

چوڑا ابلانا ہے، نہ کوئی سیاسی جلسہ ہے، نہ کوئی تنقیدی جلسہ ہے، بل کہ جو دوست گوجرانوالہ میں رہتے ہیں یا بعض ساتھیوں نے افواہ اٹھائی کہ قاری حنیف مر گیا، فوت ہو گیا، انتقال کر گیا، میں نے کہا کہ آخر مروں گا تو ایک دن، لیکن ابھی مرا نہیں۔

دو سال پہلے کراچی کے اخباروں نے لکھ دیا کہ قاری حنیف تو آخرت میں چلا گیا، بل کہ اخبار نے یہ لکھا کہ اتنے بچے چھوڑ گیا، اور دو بیوہ عورتیں چھوڑ گیا، میں کراچی گیا میں نے کہا کہ میرے پاس تو ایک ہے، تم نے دوسری کہاں چھپا رکھی ہے؟ بعض ساتھی کہنے لگے: کہ ہم نے سنا تھا تو فوت ہو گیا؟ میں نے کہا ہاں؟ کہنے لگے: تو تو یہ کھڑا ہے، میں نے کہا کہ چھٹی آیا ہوں۔ یعنی ہم اتنے فقیر لوگ ہیں کہ ہمارے مرنے کی خبر ہر کوئی اڑا سکتا ہے، اندازہ لگاؤ ہماری درویشی کا، اس لیے میں کہتا ہوں:

رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن
مٹ جائے گی اے ستمگر تیری ہستی ایک دن

میں مر جاؤں گا، باقی تو بھی نہیں رہے گا، ہو سکتا ہے کہ میرا نام سن کر کوئی سپارہ، دو سپارے، قرآن شریف، قل ھو اللہ شریف، پڑھ کر بخش دے، ممکن ہے کہ تیرے مرنے کے بعد تیرا نام بھی کوئی نہ لے، ڈر نہیں اللہ کے قہر سے، یوں ہی خواہ مخواہ، میرے کون سے بنگلے ہیں جو تم سنبھال لو گے؟ میں نے کون سی کوٹھیاں بنا رکھی ہیں، ائر کنڈیشن والی، جن پر تم قبضہ کر لو گے، میں تو اتنی بات کہہ کر اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔

ارے مالی نہ دے گالی بگاڑا ہم نے تیرا کیا
چمن ہے سیر کرنے کا نہ گھر تیرا نہ گھر میرا

اور کہتا ہے:

آئے تھے اس باغ میں سیر گلشن کر چلے
سنبھال مالی باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے

کس کا ٹھکانہ ہے دنیا، یہاں تو کسی کی بھی نہ بنی، بڑے بڑے دولت مند، بڑے بڑے ملکوں کے وارث چھوڑ کر چلے گئے، اور جب جانے لگے اطلاع نہ ہوئی، نوٹس نہیں آیا، گھنٹی نہیں بجی، خداوند کریم ایمان کی دولت نصیب فرمائے، کہو (آمین) کلمے کی دولت عطا فرمائے۔ (آمین)

زیارت حرمین شریفین:

الحمدللہ! میں رمضان المبارک کا کافی حصہ مدینے پاک میں گزار کر آیا ہوں، اللہ پاک تمام حضرات کو مدینے پاک کی زیارت نصیب فرمائے، آمین) مدینے والے کی عظمت، محبت غلامی نصیب فرمائے۔ (آمین) سچ کہتا ہے کہا ہے کہنے والے نے:

مدینہ نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا

وہ ہوا جو روضہ اقدس سے ٹکرا کر آتی ہے، جو خوشبو اس میں ہے، وہ عنبر میں کہاں؟ کستوری میں کہاں؟ اللہ وہ ہوا سب مسلمانوں کو سنگائے (آمین) ان گلیوں کی سیر کرائے جن گلیوں میں حضور اکرم ﷺ تشریف لے جاتے تھے۔ (آمین)

ساتھیوں نے پہلے ہی مضمون کا عنوان چھاپا ہے یوسف علیہ السلام، یہ بڑا طویل عنوان ہے، میری عمر نہیں رہی شوگر کا مریض ہو گیا، بلڈ پریشر کا مریض ہو گیا ہوں۔ اصل میں لوگ مجھے دیکھ کر کہتے ہیں کہ ہم کہیں گے پہلے ہی مر گیا، آخر مر ہی جائے گا،

لیکن یاد رکھو! حضرت عزرائیل علیہ السلام اتنا کملا نہیں جتنا تم سمجھتے ہو، تمہارا یہ خیال ہے کہ فرشتہ آئے گا تو میں پیسے دے کر اسے ترخا چھوڑوں گا، اور ممکن ہے کہ آج کئی نے یہ سوچا ہو کہ اگر آج ہمارے پاس آئے تو ہم کہیں گے کہ قاری حنیف آیا ہے اس کا تختہ کر دے، یاد رکھو! پیسے ویسے نہیں لیتا، وہ جس کے لیے آتا ہے خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ باقی انبیا کا سارا طبقہ، سارا گروہ، ساری جماعت، نبی کوئی خود نہیں بن سکتا اللہ بناتا ہے، نبی کا انتخاب خدا کرتا ہے، تاج نبوت خود خدا اڑھاتا ہے، جو کوئی نہیں اتار سکتا، نہ کوئی اڑھا سکتا ہے، نہ کوئی اتار سکتا ہے۔ آدم سے لے کر حضور کریم ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تشریف لائے۔ ایک بھی نبی خود نہیں بنا، نہ قوم نے بنایا، نہ پبلک نے بنایا، نہ برادری نے بنایا۔

کچھ باتیں خاندان نبوت کے بارے میں:

اور بڑے عنوان ہیں، نبی کا خاندان شریف ہوتا ہے، حسب نسب کے اعتبار سے نبی بہت بڑے خاندان کا ہوتا ہے، اس زمانے کے لحاظ سے۔

اور سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ نقطہ توجہ سے سننا کہ میرے باپ حضرت عبداللہ سے لے کر حضرت آدم تک، اور میری ماں حضرت آمنہ خاتون سے لے کر حضرت حوا تک، جتنے

بھی مرد عورتوں کی درمیان میں لڑی آئی، اتنے پاک تھے کہ کبھی کسی کے دل سے برائی کا ارادہ بھی نہیں گزرا، زنا کا بدمعاشی کا ارادہ، نبیوں کے سلسلے میں، نبیوں کی لڑی میں کبھی بھی کسی مرد، عورت کے دل سے برائی کا ارادہ بھی نہیں گزرا، اتنا پاک حسب نسب ہوتا ہے نبی کا۔

ایک بات عرض کردوں پھر مضمون شروع کریں گے، حضور ﷺ کے والد کا کیا نام ہے؟ عبداللہ، مکہ مکرمہ میں، اللہ سب کو زیارت نصیب فرمائے، (آمین) مکے کی گلی سے حضرت عبداللہ گزر رہے ہیں، ایک یہودی لڑکی، اس کی نظر پڑی حضرت عبداللہ پر، اور وہ راستہ روک کر کہنے لگی:

اے نوجوان! میرے ساتھ شادی کرلو، حضرت عبداللہ چلے گئے، نہ ہوں نہ ہاں نہ کوئی جواب دیا، ذرا ایک مسئلہ سمجھو، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا کرام علیہم السلام کا سردار، سارے نبی، پیغمبروں رسولوں کے سردار کے باپ میں اللہ نے کتنی شرم رکھی ہوگی، جو خود شرم کا پیدا کرنے والا ہے، کتنی حیاء ہوگی، حضرت عبداللہ کے دماغ اور دل میں، چلے گئے۔

تم ہوتے گوجرانوالہ کے یا میں ہوتا تو اس وقت کہتے آپ کا کیا ارادہ ہے؟ بل کہ کہتے کہ یہاں بات مناسب نہیں ذرا سائیڈ پر بات کرلو، کیا چاہتی ہو؟ ہم تو اتنے نیک پرہیزگار ہیں، نوجوان ہیں، نوجوان تو اپنی جگہ پر ہے، آج کل بڑے بڑے عمر رسیدہ اگر کالے، برقعے والی بازار میں سے گزرتی گزرتی نظر آجائے، اس طرح بھاگ کر جاتے ہیں کہ اس کی نظر بھی جواب دے گی، پھر بھی جاتا ہے یہ قبر کی تیاری ہورہی ہے، اندازہ لگاؤ:

حضرت عبداللہ نکل گئے سال دوسال کے بعد حضرت عبداللہ پر پھر نظر پڑی، اور اس لڑکی نے حضرت عبداللہ کو پہچان لیا اور پوچھا نوجوان، اس دن جو میں نے شادی کے لیے آپ کو کہا تھا، تم نے میرے متعلق سوچا ہوگا کہ میں کوئی بازاری عورت ہوں، پتہ نہیں کیا کیا خیال میرے بارے میں قائم کیا ہوگا۔

میں آپ کو بتادوں، میں بازاری عورت نہیں، میں کنجری نہیں، میں یہودی کی بیٹی ہوں تورات مجھے زبانی یاد ہے، تورات کی حافظہ ہوں، میری تورات میں آخر الزمان پیغمبر کی جو علامات نشانیاں لکھی ہوئی ہیں وہ تیرے ماتھے میں موجود تھیں۔ تیرا ماتھا گواہی دے رہا تھا کہ اس نبی کا یہ باپ بنے گا، میرا دل کرتا تھا کہ اس آخر الزمان پیغمبر کی ماں میں بن جاؤں، اور اب میں بغیر پوچھے بتادیتی ہو کہ تمہاری شادی ہوگئی ہے۔ اب میں شادی کے لیے تیار نہیں۔ اور وہ نور نبوت جو تیرے ماتھے میں چمکتا تھا وہ کسی عورت کے پیٹ میں چلا گیا، آج تیرے ماتھے

میں نہیں ہے، وہ نور نبوت نہیں چمک رہا، جو آج سے دو سال پہلے تھا۔

پتہ ہے یہ بات میں نے کیوں کہی؟ یہودی لڑکی کو تو حضور ﷺ کے باپ کی پہچان ہوگئی، اب تک تمہیں اپنے نبی کی پہچان نہ ہوئی؟ نہ نبی کے قرآن کی پہچان ہوئی، نہ نبی کی نبوت کی پہچان ہوئی، نہ نبی کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی پہچان ہوئی، ساری زندگی یوں ہی برباد کر کے چلے جائیں گے، جس نبی کی زیارت قبر میں بھی ہوگی، جس نبی کی شفاعت کے بغیر قیامت میں بھی کام نہیں چلے گا، جس نبی کی شفاعت کے بغیر کچھ بھی نہیں چلے گا، اس نبی کی زیارت۔ ساری زندگی عمر گزر گئی، کبھی خواب میں بھی نہیں ہوئی سوچتے نہیں ہو، کس طرح گزر رہی ہے، کہاں گزر رہی ہے، کیا مقصد ہے اس زندگی کا؟

والد کے منظور نظر:

جناب یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں، اتنا مظلوم پیغمبر، اتنا مظلوم نبی، بڑی مصیبتیں برداشت کی ہیں، بڑی پریشانیاں جھیلیں، دس بھائی اور ہیں، گیارہویں یوسف علیہ السلام ہیں، دس کے دس کے اندر بغض پیدا ہوگیا، حسد پیدا ہوگیا، کہ باپ اس سے محبت کرتا ہے۔ ہر وقت پاس بٹھائے رکھتا ہے، ہر وقت اسی کی طرف دیکھتا رہتا ہے، آپس میں مشورہ کیا، آؤ اس کانٹے کو کیوں نہ نکال دیں، اسے ختم کر دیں تا کہ باپ کی توجہ ہماری طرف ہو۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب:

جناب یوسف علیہ السلام نے آکر ابا کے حضور میں عرض کیا:

يَٰٓأَبَتِ إِنِّي رَأَيۡتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبٗا وَٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَ رَأَيۡتُهُمۡ لِي سَٰجِدِينَ ۝٤ (یوسف)

ابا جان میں نے خواب دیکھا ہے ستارے اور چاند مجھے سجدہ کرتے ہیں۔

سمجھ گئے، یوسف علیہ السلام کے باپ کہ میرے بعد یہ نبی بنے گا، پیغمبر بنے گا، اللہ کا نبی بنے گا، اور زیادہ قریب ہوگئے اور بتایا یعقوب علیہ السلام نے بیٹا یہ خواب اور بھائیوں کو نہ بتانا، اور حسد کریں گے، تجھے تکلیف پہنچائیں گے، بڑا خطرناک خواب ہے، تیرے لیے مبارک ہے، میرے لیے مبارک ہے، بھائیوں کے لیے مبارک نہیں، تجھے مار دیں گے، مشورہ دیا اپنے بھائیوں کے سامنے اس خواب کا ذکر نہ کرنا، چلتے چلتے بات بھائیوں تک پہنچ گئی۔

وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ (یوسف:٦)
یوسف کو خواب کی تعبیر کے معاملہ میں بڑی مہارت تھی، بہت زیادہ مہارت تھی۔

آج کل بھی لوگ خواب کی تعبیر بتلاتے ہیں، جس نے ساری عمر نماز کبھی نہیں پڑھی، وہ تعبیر بتانے لگ جاتا ہے، جو روزہ کبھی نہیں رکھتا، وہ تعبیر بتانے لگ جاتا ہے۔ یہ بہت اونچے آدمی کا کام ہے خواب کی تعبیر بتانا، اس کی تعبیر کبھی موسم کے لحاظ سے ہوتی ہے اور کبھی وقت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ محمد ابن سیرین رحمہ اللہ کے سامنے خواب بیان کیا۔

محمد ابن سیرین اور خواب کی تعبیر:

کسی نے محمد ابن سیرین سے خواب پوچھا کہ حضور میں چارپائی کے نیچے آگ جلتی ہوئی دیکھتا ہوں، تو فرمایا: کہ جلدی کر مکان گرے گا، جلدی نکال بچوں کو باہر، وہی ہوا سامان نکالا ہی تھا کہ گھڑام سے گر گیا۔ یہی خواب موسم کے اعتبار سے دوسرے کسی موقع پر کسی نے دیکھا، محمد ابن سیرین سے کہا کہ حضرت میں اپنی چارپائی کے نیچے آگ جلتی ہوئی دیکھتا ہوں، تو فرمایا کہ زمین کھود کر دیکھ خزانہ ملے گا، یعنی خواب کی تعبیر بھی موسم کے اعتبار سے ہوتی ہے، اور کبھی وقت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ اور خواب کی تعبیر:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے زمانہ میں ایک آدمی نے خواب دیکھا کہ میں کھڑا ہو کر نعوذ باللہ قرآن کریم پر پیشاب کر رہا ہوں، وہ زمانہ بڑا ڈر کا تھا، بڑا خوف کا زمانہ تھا، رویا، یا اللہ! میں ایسا بے غیرت بنوں گا، میں اتنا بڑا کافر ہو جاؤں گا کہ میں قرآن پر پیشاب کروں گا؟ روتا روتا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس آیا اور آ کر اپنے خواب کا ذکر کیا، امام صاحب نے فرمایا: روتا کیوں ہے؟ کہ حضرت نہیں اتنا گر جاؤں گا، اور دین ایمان کو چھوڑ بیٹھوں گا، کہ میں قرآن پر پیشاب کروں گا، فرمایا: نہیں نہیں بیوی کے پاس گیا تھا اسی رات؟ ہاں گیا تھا، اس نطفے سے بچہ پیدا ہو گیا اور وہ حافظ بنے گا قرآن کا۔

اگر کوئی آپ سے آ کر پوچھ لے کہ میں نے خواب میں قرآن پر پیشاب کرتے ہوا دیکھتا ہوں تو کہو گے دفع ہو جا کافر ہو، چل۔

کہتا ہے کہ آج کے نطفے سے لڑکا پیدا ہو گا اور وہ قرآن کا بہترین حافظ اور قاری بنے گا، علم

کی بات ہے ساری عمل کی بات ہے۔

ایک بزرگ سے آکر کسی نے خواب پوچھا کہ حضرت میں خواب میں سفید سفید انڈے کھاتا ہوں۔ فرمایا: اچھا بیٹھ جا، اور اپنے ایک مرید کو کہا کہ ایک پولیس والے کو بلا کر لا، وہ آیا پولیس والا، اس نے کہا کیا ہے؟ کہا اسے پکڑ کر لے جاؤ، یہ مردوں کے کفن اتارتا ہے، دیکھ لو یوں ہی کسی سے خواب نہ پوچھ لینا، یہ پولیس کو پکڑا دیتے ہیں، کہا یہ کفن چور ہے، تبھی تو خواب دیکھا کہ میں انڈے کھاتا ہوں۔

تھوڑا سا تفصیل سے میں نے اس لیے عرض کر دیا کہ انجان بن کر رہو، اچھے رہو گے، عالم بننے کی کوشش نہ کیا کرو، اس پر بڑی ذمہ داریاں آتی ہیں۔

بھائیوں کا حسد:

سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے مشورہ کیا، حسد کھایا، اور ساتھ بھائی یوسف علیہ السلام کو لے گئے، کہ جنگل کی سیر کر کے آتے ہیں، کھیل کود کر آتے ہیں، وہاں یوسف علیہ السلام کا کُرتا، ذرا اندازہ تو لگاؤ، یوسف نبی کے دل پر کیا بیتی ہوگی کہ جب بھائی کرتا اتار رہے ہوں گے، ننگا کر دیا کرتے سے بھائیوں نے، اور پکڑ کر کنوئیں میں پھینک دیا، پہلے تو جان سے مارنے لگے تھے، ان میں سے ایک بھائی وہ کہنے لگا: کہ نہ نہ بھائی کو مارا نہیں کرتے، ظالمو بھائی کو کبھی قتل کرتے ہیں؟ دور ہی کرنا ہے، چلو کنوئیں میں پھینک دو کنوئیں میں پھینک دیا۔

یوسف علیہ السلام کنوئیں میں:

اللہ پاک کا قرآن کہتا ہے: بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینک دیا۔ اللہ پاک نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا میری نبوت والی امانت آئی ہے، پاؤں کو بھی پانی نہ لگے، خیال کر، تخت بچھا کنوئیں میں یوسف علیہ السلام کے لیے، فرشتے نے تخت بچھا دیا، تخت کے اوپر جا کر بیٹھ گئے، کنوئیں میں روشنی ہوگئی۔

اتنے حسین تھے حضرت یوسف علیہ السلام، کہتے ہیں جس مکان میں بیٹھتے تھے، چراغ کی، بجلی کی روشنی کی ضرورت ہی نہیں تھی، اور میں سمجھا دوں کہ تم یہ نہ سوچنا کہ یوسف کا حسن زیادہ ہوگا ہمارے نبی سے، نہیں نہیں۔

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میری سوئی گم ہو جاتی، تو میں حضور ﷺ کا انتظار کر

کہ تشریف لائیں گے، تو حضور ﷺ کے چہرے کے چانن سے میں اپنی سوئی تلاش کرلوں گی۔

تم کتنے بڑی حسین نبی کے امتی ہو، تم عام نبی کے امتی نہیں، نبیوں کے نبی کے امتی ہو، رسولوں کے رسول کے امتی ہو، کاش تجھے پتہ چل جاتا کہ سرکار دو عالم ﷺ کا کیا مقام ہے، اور اللہ پاک نے کیا شان دی ہے؟ سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کرو، اللہ اکبر

سیدہ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو دو سال دودھ پلایا، میں غریب تھی، ایک اور لڑکا میں نے رکھا ہوا تھا، بھائی یہ تو یتیم ہے کچھ خرید پانی مل جائے گا، تو قسم کھا کر فرماتی ہیں حضرت حلیمہ کہ میں نے سینکڑوں مرتبہ یہ ارادہ کیا کہ دونوں طرف کا دودھ اس محبوب کو پلادوں، اور اس دوسرے بچے کو روٹی کھلادوں گی، دونوں طرف کوشش کی، مگر میرے محبوب ﷺ نے دودھ پینے کی عمر میں بھی دوسرے کے حق کو منہ نہ لگایا، پرائے حق کو دودھ پینے کی عمر میں بھی میرے تیرے نبی ﷺ نے منہ نہیں لگایا۔

اور تیری سفید داڑھی، ستر اسی سال کی عمر، دوسروں کا مال کھاتا کھاتا قبر میں چلا جاتا ہے۔ باز نہیں آتا، توبہ نہیں کرتا، اتنے عدل وانصاف والے نبی کا امتی ہو کر؟

حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینک کر چلے آئے، اور کرتہ ساتھ لے آئے، باپ یعقوب علیہ السلام کو آکر بتایا کہ ہم ذرا ادھر ادھر کھیلتے ہوئے نکل گئے یوسف علیہ السلام کو اکیلا بٹھایا تھا یوسف کو بھیڑیا کھا گیا، یہ کرتہ ہے اس کو خون لگا کر گئے، اللہ، اللہ۔ یعقوب علیہ السلام نے کرتہ دیکھتے ہوئے فرمایا: میرا دل نہیں مانتا، کہ نبی کے جسم کو زمین نہیں کھا سکتی، یہ بھی مسئلہ ہے سمجھو، تھوڑے تھوڑے اشارے کروں گا میری آخری عمر ہے، کیا پتہ آئندہ زیارت نصیب ہو کہ نہ ہو۔

یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: زمین لاکھ برس میں پیغمبر کی، نبی کی لاش کا ایک بال نہیں بگاڑتی، تو میرے بیٹے کو بھیڑیا کیسے کھا سکتا ہے؟ اور روتے ہوئے آئے، ہوں، ہوں کرتے ہوئے آئے، فرمایا:

وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿١٦﴾ (یوسف)

روتے ہوئے آئے، بہانہ بناتے ہوئے آئے مکر کرتے ہوئے آئے۔

اللہ کہتا ہے:

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ (الانفال)

انہوں نے بھی تدبیریں بنائیں۔ میں نے بھی تدبیر بنائی، میری تدبیر کامیاب ہوگئی، کنوئیں

میں پھینک کر گئے تھے، مر جائے گا، ختم ہو جائے گا، اللہ پاک نے بھی کنوئیں میں تخت بچھا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام بازار میں:

ایک قافلے والے آئے، کنوئیں میں پانی دیکھنے لگے، جھانکا، دیکھتے کیا ہیں کہ کنوئیں میں سے سورج نکل رہا ہے، چمک رہا ہے، سارا کنواں منور ہے اور ایک بچہ نظر آیا۔ کہنے لگے:

قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ (یوسف)

یوسف کو نکال لیا قافلے والے نے، کوئی کیا جانتا ہے چیز کی قدر، قافلے والوں نے سمجھا کوئی شہزادہ ہے، کسی بادشاہ کا بیٹا ہے، بڑا خوب صورت ہے، بڑا حسین ہے، مصر کے بازار میں لا کر فروخت کرنے لگے بیچنے لگے دام لگا دیئے۔

یوسف کی بولی ہوئی، حدیث میں آتا ہے، کہ یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی شیشہ دیکھا کرتا تھا تو میں سوچا کرتا تھا کہ میری بھی کوئی قیمت ادا کر سکتا ہے؟

جب میری بولی ہوئی، پھر مجھے بات یاد آئی کہ اللہ نے وہی مجھ سے جواب دیا ہے کہ تو سمجھتا تھا کہ میری قیمت بھرنے والا کوئی نہیں، تیری قیمت کے لیے ایک بوڑھیا سوت کی ایک انٹی لے کر آئی ہے، کوئی قیمت نہیں، فرمایا:

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ (یوسف)

چند ٹکے قیمت کے حضرت یوسف علیہ السلام کے لگائے گئے۔ عزیز مصر کی بیگم زلیخا نے خرید لیا۔

اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ (یوسف:۲۱)

اور کہنے لگی کہ میں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بناؤں گی۔ اپنا بیٹا بناؤں گی، پالوں گی، سنبھالوں گی، اتنا حسین بچہ مل گیا مجھے۔

زلیخا کی بدنیتی:

لیکن حضرت یوسف علیہ السلام جب جوانی کو پہنچے اور حسن دوبالا ہوا، نکھر گیا۔ چاند میں اور روشنی پیدا ہو گئی، سورج اور منور ہوا۔ زلیخا خود بدنیت ہو گئی، پتہ نہیں کیسا مکان ہو گا، سات کوٹھڑیوں کے اندر لے گئی، اور دروازے بند کرتی گئی، تالے لگاتی گئی، جب سات کوٹھڑیوں کے اندر چلی گئی۔

بت سے حیاء:

علما کرام نے لکھا ہے وہاں ایک بت رکھا ہوا تھا، بت پرست تھی، وہاں ایک بت رکھا ہوا تھا،

یوں سر سے دوپٹہ اتار کر اس بت پر ڈال دیا۔ تو یوسف نے پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ یہ میرا خدا ہے میں اس کی عبادت کرتی ہوں، اس نے کہا کہ پھر یہ کپڑا کیوں ڈال دیا؟ کہ میں کام کروں گی برا، اس سے مجھے شرم آئے گی، ہائے ہائے ہائے، کبھی عورتیں پتھر کے خدا سے شرم محسوس کرتی تھیں، آج کل کی عورتیں عرش الٰہی کے مالک سے شرم نہیں کرتیں، اس نے کہا کہ میں اس لیے پردہ کر رہی ہوں کہ میں اچھا نہیں کروں گی، یہ کیا کہے گا؟

تو اس کے بندے اور بندیاں ہو

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾ (غافر)

اللہ فرماتے ہیں کہ: میں آنکھوں کے اشارے بھی دیکھتا ہوں، آنکھوں کے اشارے سمجھتا ہوں، کیوں اشارہ کر رہا ہے اور کیوں اشارہ کر رہی ہے؟ کوئی نہیں جانتا، میں جانتا ہوں۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے بڑا اچھا شعر کہا ہے، یوسف علیہ السلام کہنے لگے:

تو از سنگ خاراں شدی شرم سار
اور چاند شرم نہ آید زا پروردگار

تو پتھر کے خدا سے حیا کرتی ہے، میں زمین و آسمان کے مالک سے حیا کیوں نہ کروں؟ دروازے بند کر لیے، بت پر کپڑا ڈال دیا، اور قرآن کہتا ہے کہ پھر کہنے لگی:

وقالت هيت لك

ادھر آ، میں تجھے کیا کہہ رہی ہوں سمجھا نہیں؟ ابھی سمجھا نہیں؟ اتنا پردہ میں کیوں لائی ہوں۔

وقالت هيت لك

ادھر آ میں تجھے کیا کہہ رہی ہوں؟

بعض مفسرین نے بھی یہاں غلطی کھائی۔ ایک مفسر نے لکھا ہے کہ یعقوب کی شکل بنا کر حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے آ گئے، اور یوں منہ میں انگلی ڈال کر، اور یہ غلط لکھا ہے کہ یوسف بھی ارادہ کر لیتے، اگر اللہ پاک یعقوب کو فرشتے کی شکل میں نہ بھیجتا؟ تو باپ سے تو ہم بھی شرما جاتے ہیں پھر یوسف علیہ السلام شرما گئے تو کیا ہوا؟ پھر نبوت کہاں گئی؟ یعنی ہم رات کو اپنی بیوی کے پاس جانا چاہتے ہیں۔ بوڑھی ماں کھانس پڑے تو چپکے سے آ جاتے ہیں، ابھی بوڑھی جاگ رہی ہے کیا ضرورت ہے، جبرائیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کی شکل بنانے کی۔ نبوت کے دامن پر کبھی بدنما داغ آ ہی نہیں سکتا۔

وہ کہنے لگی:

وقالت هيت لك

جناب یوسف نے فوراً آواز دی۔ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ. میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، اللہ کی حفاظت مانگتا ہوں، اپنے رب کی امان مانگتا ہوں ، تیرے مکر سے وہ بچائے گا، تیرے حیلے سے میری حفاظت کرے گا۔

اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ (یوسف)

یوسف جو اس کے حکموں کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتا؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب مرد یا عورت زنا کر کے زمین پر چلتے ہیں، تو اللہ کی زمین رو کر عرض کرتی ہے، یا اللہ! ان کے پلید قدموں سے مجھے کب پاک کرے گا؟ ان کے منحوس قدموں سے مجھے بڑی نفرت ہے، یا پھر مجھے اجازت دے میں لقمہ بنا کر نگل جاؤں؟

حدیث پاک میں آتا ہے قیامت کا دن ہوگا، زمین کا ٹکڑا، مکان کا ٹکڑا، کمرے کی جگہ، گواہی دے گا یا اللہ! میرے اوپر سجدہ نہ کیا، میرے اوپر قرآن کی تلاوت نہ کی، میرے اوپر نماز نہیں پڑھی، بل کہ میرے اوپر بدکاری کیا کرتا تھا، مجھے ناپاک کیا اس نے۔

پیغمبر علیہ السلام کی معصومیت اور زلیخا کی کذب بیانی:

تو یوسف علیہ السلام نبی ہیں، اللہ پاک نے دل میں ڈال دی کہ بس اتنی بات کافی ہو چکی ہے اب تم بھاگو یہاں سے، اب دوڑ لگاؤ، کیوں بھائی؟ اللہ پاک اس پر قادر تھا کہ سارے دروازے یک دم کھول دیتا۔ کہ اب بھاگو، لیکن ایسا نہیں کیا۔

جس دروازے کے پاس یوسف پہنچا اور ہاتھ لگایا وہ ہی دروازہ کھول دیا خود بخود، پتہ چلا کے حرکت شرط ہے، حرکت کرو گے برکت آئے گی۔ پیچھے پیچھے زلیخا بھاگ رہی ہے اب جب سارے دروازے پار کر لیے تو زلیخا نے پیچھے سے کرتا پکڑ کر ایسا زور سے کھینچا جتنا حصہ زلیخا کے ہاتھ میں تھا وہ کٹ کر ہاتھ میں آگیا، پیچھے سے کرتا پھاڑ دیا، اب جب دونوں دوڑتے ہوئے آئے دروازے کے اوپر تھا محل کا بادشاہ، اس زلیخا کا گھر والا، عورت زاد ہے، فوراً بدل گئی۔ ہائے! ہائے! فوراً بدل گئی اور کہنے لگی:

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ (یوسف)

کیا سزا دے گا اس کو جس نے تیری عورت پر ہاتھ ڈالا، ہاتھ اٹھا دیا برائی کے لیے۔
فوراً بدل گئی، اب بادشاہ یوسف کے چہرہ انور کو دیکھتا ہے، اور زلیخا کی طرف دیکھتا ہے اور دروازے کی طرف بھی دیکھتا ہے کہنے لگا: نہیں نہیں تیری کوئی شرارت ہوگی، یہ چہرہ برائی کرنے والا نہیں، (کہہ دو سبحان اللہ) یوسف کا چہرہ بار بار دیکھ کر کہتا ہے کہ تیری بات غلط ہے، تو مکر کر رہی ہے۔ یہ ایسا آدمی نہیں اس کا چہرہ گواہی دے رہا ہے کہ اس برائی کے قریب تو کیا جانا، اس نے کبھی برائی کا ارادہ بھی نہیں کیا، بدل گئی۔
اب یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنوئیں میں پھینک دیا تھا، نہ خاندان ہے، نہ قبیلہ ہے، نہ برادری ہے، یہاں اس کا مصر میں کون تھا؟
دیکھو یوسف سے پوچھا کیا بات ہے یہ؟ انہوں نے کہا کہ میری بات نہیں، میں حیاء والا آدمی ہوں، غیرت والا آدمی ہوں، میں شرم والا آدمی ہوں، میں نے کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا: اچھا کوئی گواہ ہے تیرا؟ انہوں نے کہا کہ میرا گواہ کون؟ شاہی محل میں میرا گواہ؟

ملتان میں ورائٹی شو:

گوجرانوالہ میں سارے اولیا کرام رہتے ہو، ابدال رہتے ہو، ہمارے ملتان میں کئی سال ہوگئے ایک ورائٹی شو ہوا قلعہ پر، ملتان کی لڑکیوں نے ناچ کیا، اخباروں میں بھی آیا، خبروں میں بھی آیا کہ فلاں آدمی کی لڑکی اول نمبر پر آئی ہے، ڈانس میں، میں اس آدمی کو جانتا تھا، تو مجھے خیال آیا کہ میں کسی دن اسے شرمندہ کروں گا کہ یہ کیا کیا؟ کہ تیری لڑکی نے ڈانس کیا ہے، میں ایک دن جمعہ پڑھا کر نکلا، مجھے وہ مل گیا، میں شرم کا مارا اس کو ایک طرف لے گیا، میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تیری لڑکی نے ڈانس کیا ہے۔
کہتا ہے کہ آپ کی دعا سے اول نمبر آئی ہے، دیکھو! ہمارے کمالات، تم نے اپنی طرف سے آنے ہی نہیں دینا، کیا ہم رات دن یہ دعائیں کرتے ہیں کہ لوگوں کی لڑکیاں ڈانس میں اول آئیں؟ میں نے کہا کہ جا گدھے تجھ سے بات کرنی فضول ہے، اور بڑا خوش ہو کر آپ کی دعا سے اول نمبر آئی ہے۔
لیکن اندازہ لگاؤ! میں نے آپ کو قرآن سنایا، انصاف کرو، بادشاہ نے بھی دیکھ لیا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہے، اور زلیخا کو بھی کہہ دیا کہ ایسی باتیں نہیں کیا کرتے کیا ملا؟

لیکن جیل میں یوسف علیہ السلام جارہے ہیں، اس نے شور مچادیا زلیخا نے کہا یہ جیل میں نہ گیا تو لوگ مجھے کہیں گے، باتیں کیا کریں گے یہ ہے وہ جیل میں یہی جائے گا، اب عورتوں کی بات کون موڑتا ہے؟

اس لیے مسئلہ سن لو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آدمی کی بیوی، بیٹی، بہن یہ تینوں جو ہیں آدمی کے ذمہ ہے کہ ان کے گناہ بھی ان کے سر پر جاتے ہیں۔

یہ بیٹی کو روک سکتا ہے، بیگم کو روک سکتا ہے، بہن کو روک سکتا ہے، جبر بھی کرسکتا ہے، ڈانٹ کرسکتا ہے۔ ان کی وجہ سے جہنم میں جانا پڑے گا، تم خوش ہوئے بیٹھے ہو، میں تو بڑی تسبیح کرتا ہوں، میں تو روز سورہ یٰسین پڑھتا ہوں، تم سورۃ یٰسین پڑھتے ہو اور بیگم پتہ نہیں کہاں کہاں جاتی ہے یہ گناہ کسی اور کے ذمے لگے گا؟ سارے گناہوں سے گھر کا علاج معالجہ کرنا، احتیاط کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔

یوسف علیہ السلام جیل میں:

جیل میں یوسف علیہ السلام بھیج دیئے اللہ اکبر، اپنی آبرو بچانے کے لیے بے انصاف لوگ یوں ہی کیا کرتے ہیں۔ ظلم کرنے والے لوگ اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ اپنا عیب چھپانے کے لیے دوسروں کے سر ڈال دیا کرتے ہیں۔ ہر آدمی کی کوشش یہی ہے کہ میں بچ جاؤں، سب مرجائیں تو اپنی موت کے وقت مرے گا، اس طرح سے غلط سوچ نہیں رکھنی چاہیے۔ اللہ پاک ہر مسلمان پر ساری مخلوق پر کرم فرمائے (آمین) صحت یاب فرمائے (آمین) پریشانیاں سب کی دور فرمائے (آمین) دعا نہیں کرنے لگا تم اٹھنے لگے ہو، ہاں۔

یوسف علیہ السلام جیل میں ہیں، کبھی کبھی جیل سے نکلوالاتی ہے اور علیحدہ سے جاکر پھر کہتی ہے مانتا ہے کہ نہیں اب بھی مان لے، ساری عمر جیل میں رہے گا، اس جگہ مرے گا، اب بھی مان لے، اس نے کہا: میں نہیں مان سکتا ایسی بات، اس نے کہا اچھا پھر چل، ساری عمر جیل میں مرے گا ساری زندگی جیل سے نکلنے نہیں دوں گی، انہوں نے کہا کہ نہ نکلنے دے میں برائی کے لیے تیار نہیں۔

تم تو سوچتے ہوگے کہ ہم ہوتے تو ہم مان جاتے، بالکل جواب دے دیا۔ ایک دن نکال کر لائی۔ اور مصر کی عورتوں کو پاس بٹھایا تاکہ اس کے سامنے ذرا سرخرو ہوجاؤں، عورتوں کو بٹھا کر یوسف کو کوٹھڑی میں بند کر رکھا تھا، یوں پردہ اٹھا دیا، قرآن کی بات کر رہا ہوں، یہ گپ نہیں ہے پردہ اٹھادیا تو قرآن کہتا ہے کہ: یوسف کے حسن و جمال کو دیکھ کر عورتیں پاگل ہوگئیں۔

وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ (یوسف: ۳۱) بجائے سیب اور پھل کاٹنے کے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ پھر کہتی ہے کہ: تم مجھے کہتی ہو کہ شہزادی بیگم ہو کر تو کیا سوچتی پھرتی ہے کہ میں اس بندے کے پیچھے کیوں نہ مروں؟ تم انگلیاں کاٹنے لگ گئی ہو؟

حسن یوسف علیہ السلام، حسن محمد ﷺ:

ایک اور مسئلہ سمجھ لو، یوسف کے حسن وجمال کا عورتوں نے دیدار کیا، انہوں نے انگلیاں کاٹیں اور خدا کی قسم! جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرکار دو عالم ﷺ کے چہرہ انور کا دیدار کیا خدا کی قسم ! گردنیں کٹا دیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، یوسف کے حسن کو دیکھنے والیوں نے انگلیاں کاٹیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک نے نہیں دو نے نہیں ہزاروں صحابہ نے گردنیں کٹا دیں۔

خدا کی قسم! نیزے کی نوک پر اپنے لخت جگر، نور نظر کو کٹا ہوا دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کلمہ پڑھا، کون آج اتنا مضبوط ایمان رکھ سکتا ہے؟ اس لیے مسئلہ سمجھ لو، ساری امت کا متفقہ مسئلہ ہے، ساری امت کی نمازیں، ساری امت کے روزے، ساری امت کی زکوٰۃ، ساری امت کے حج، ساری امت کا قرآن پڑھنا، ساری امت کا درود شریف پڑھنا، ساری امت کا، قطبوں کا، ابدالوں کا، غوثوں کا، سب کے سب کی عبادت ایک طرف اور صحابی کی یہ نیکی کہ اس نے اپنی آنکھ سے سرکار دو عالم ﷺ کے چہرہ انور کا دیدار کیا خدا کی قسم ایک نیکی کا مقابلہ ساری امت کی عبادت نہیں کر سکتی۔

مقام صحابیت:

تم نے کیا سمجھا ہے صحابہ کرام کو، کوئی معمولی آدمی ہیں؟ حضور نے فیصلے کر دیئے، تم احد پہاڑ کے برابر صدقہ کرو، اللہ کے نام پر خرچ کرو، حضور ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا میرے صحابی کی دو مٹھی جو کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ (کہہ دو سبحان اللہ)

فرمایا کہ: ساری امت کے صدقات، پوری امت کے چودہ سو سال، پندرہ سو سال، دو ہزار سال کے صدقات، خیرات، میرے صحابی کی دو کھجور کی گٹھلیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

تم کیا جانو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کون ہیں؟

خدا کی قسم! تیرے عمل، میرے عمل ترازو میں تلیں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل نسبت کے ترازو میں تلیں گے۔

ایک اور مسئلہ درمیان میں عرض کردوں، مضمون تو پورا ہوگا نہیں میں نے کئی سال پہلے دو جمعوں میں مضمون پورا کیا تھا، اب تو میری قبر قریب آرہی ہے دعا کرنا اللہ ایمان کی دولت عطا فرمائے۔(آمین)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنی اونچی شان کے مالک ہیں اور اتنے بڑے اونچے مقام کے مالک ہیں ہائے! ہائے! تیرے رشتہ دار، تیرے یار، کبھی سوچا بھی ہے کہ نبی کے یاروں کا مقابلہ کون کرے گا؟

تیرا پیر چشتی، میرا پیر نقشبندی، کسی کا پیر سہروردی، کسی کا پیر قادری۔ بلال رضی اللہ عنہ کا پیر تو دیکھ امام الانبیا ہے، ہائے! ہائے! تم نے قاریوں کے پیچھے نمازیں پڑھیں، عالموں کے پیچھے پڑھیں، مفتیوں کے پیچھے پڑھیں، بلال رضی اللہ عنہ کا امام تو دیکھ ۲۳ برس تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امام الانبیا ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔

بڑے اونچے لوگ ہیں، تم نے قاریوں سے قرآن سیکھے ہوں گے، حافظوں سے، عالموں سے ، شیخ الحدیثوں سے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرکار مدینہ ﷺ سے قرآن یاد کیا، ان کا پروفیسر تو دیکھو، ان کا ماسٹر تو دیکھو، ان کا لیکچرار تو دیکھو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس فوج کے جرنیل ہیں، اس فوج کے کیپٹن ہیں، اس فوج کے بریگیڈیئر ہیں جس فوج کا کمانڈر انچیف محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

قیدیوں کے خواب اور حضرت یوسف کی تعبیر:

یوسف علیہ السلام پھر جیل میں چلے گئے، وہاں دو برابر کے قیدیوں نے خواب دیکھا، ایک نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر روٹیوں کا ٹوکرا ہے۔ اس میں سے پرندے جانور روٹیاں اٹھا اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔

دوسرے نے خواب دیکھا کہ میں بادشاہ کو شراب نچوڑ نچوڑ کر پلا رہا ہوں۔ انہوں نے سوچا کہ یہ جو برابر والا خوب صورت قیدی ہے جیل میں روشنی رہتی اس کے چہرے سے، اس سے پوچھیں، وہ قیدی سیانے تھے، عقل مند تھے، چہرہ دیکھ کر خواب کی تعبیر پوچھی، تم ایسے ہی شروع ہوجاتے ہو، بسوں میں گاڑیوں میں مولوی صاحب یہ مسئلہ کس طرح تھا یہ قدر ہے مسئلے کی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے خواب بیان کیا، یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ (یوسف:۳۹)

اے میرے جیل کے ساتھیو! میں تمہیں خواب کی تعبیر بتاؤں گا پہلے میرا ایک پیغام سنو، اس سے پتہ چلا کہ پہلے آدمی کو اپنی غرض ہو تو بڑا کان لگا کر پھر بات سنتا ہے۔

ایک آدمی نے دوسرے سے پوچھا کہ دو اور دو کتنے؟ وہ اگلا کہنے لگا: چار روٹی، اس نے کہا کہ میں نے تو کتنی پوچھی ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے تو بھوک لگی ہے، بے کار بات کرنے سے کیا فائدہ؟ فرمایا: اے میرے جیل کے قیدیو، ساتھیو!

يَٰصَٰحِبَيِ ٱلسِّجۡنِ أَمَّآ أَحَدُكُمَا فَيَسۡقِي رَبَّهُۥ خَمۡرٗاۖ (یوسف:۴۱)

بات میری سنو! کیا سنائی؟ اللہ کے ساتھ کسی کو شرک نہ کرنا، اللہ واحد قہار ہے، اللہ جبار ہے، اللہ خالق کائنات ہے، اللہ سارے جہان کا خالق و مالک ہے، اللہ کے ساتھ شرک بہت بری بات ہے، بالکل غلط ہے شرک نہ کرنا، ہائے! شرک کتنی بڑی لعنت ہے۔ یوسف مشکل میں بھی، جیل میں بھی، شرک کی تردید کرتا ہے۔ یہاں اچھا بھلا عقل مند آدمی لکھے پڑھے، جن کو تم لکھے پڑھے کہتے ہو ہمارے نزدیک یہ لکھے پڑھے نہیں میرے خیال میں کئی سالوں کی بات ہے، میں لاہور میں آیا ہوا تھا انارکلی میں عصر کے بعد ذرا پھر رہے تھے تو ایک ملنگ بیٹھا تھا فٹ پاتھ پر، وہ ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر لوگوں کی تقدیریں بتائے، میں نے ساتھی سے کہا قاری ریاض، میں بھی اپنا ہاتھ دکھاؤں؟ کہنے لگا: نہ نہ فساد ہو جائے گا، میں نے کہا کہ: سب کے ہاتھ دیکھ رہا ہے تو کیا فساد ہو رہا ہے، میرا دیکھ کر فساد ہو جائے گا؟ اس زمانے میں ایک روپیہ لیتا تھا۔ میں نے روپیہ ہاتھ میں لیا اور لوگوں میں ہوتا ہوا، گھٹنوں کے بل چلا، بچے کی طرح قریب ہو گیا۔

اس نے کہا کیا ہے؟ میں نے کہا: میرا ہاتھ دیکھ، میری شادی ہو جائے گی کہ نہیں؟ پاگل کے بچے نے اچھی طرح دیکھا بھی نہیں اس طرح ہاتھ پکڑا، کہتا ہے نہیں، تیری شادی نہیں ہونی، میں نے کہا: اچھی طرح دیکھ لے۔ اس نے کہا دیکھ لیا ہے نہیں ہونی۔

میں نے کہا: الو کے پٹھے تیرے باپ کے آٹھ بچے کھیل رہے ہیں وہ جو سارے پینٹ کوٹوں والے کھڑے تھے، وہ سارے بھاگ گئے۔

اس طرح کے لکھے پڑھے ہوتے ہیں۔ اب یہ جو لکیریں دکھا کر تقدیر پوچھنی ہے یہ کوئی عقل مندی ہے؟ ان کو لوگ عقل مند کہتے ہیں؟ خدا کے سوا، فرمایا:

إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلۡمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلۡغَيۡثَ وَيَعۡلَمُ مَا فِي ٱلۡأَرۡحَامِۖ وَمَا تَدۡرِي نَفۡسٞ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدٗاۖ وَمَا تَدۡرِي نَفۡسُۢ بِأَيِّ أَرۡضٖ

تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾ (لقمان)

فرمایا کہ: قیامت کا ٹھیک وقت کوئی نہیں جانتا۔

وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ (البقرہ: ۳۴) ، بارش کب ہوگی، کتنی ہوگی، کوئی نہیں جانتا۔

وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ (البقرہ: ۳۴) عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے کہ لڑکی ہے کوئی نہیں جانتا۔

کسی کو پتہ نہیں زمین کے کس ٹکڑے پر موت آئے گی، کہاں موت آئے گی؟ ایک اللہ کریم کو پتہ ہے اور کوئی نہیں جانتا، سارا قرآن پڑھتے ہو، ترجمے بھی سنتے ہو، لیکن بدلتے نہیں، شرک کی اتنی بڑی لعنت پھیل گئی، لوگ باز ہی نہیں آتے، نہ عقل رہی، سب کچھ کھو دیا شرک کی وجہ سے، سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔

یوسف علیہ السلام نے ان دونوں قیدیوں کو خواب کی تعبیر بتا دی، روٹیوں کے ٹوکرے والے کو بتادیا کہ تو تو پھانسی لگے گا اور تیری کھوپڑی میں سے پرندے گوشت نکال نکال کر لے جائیں گے، اور جس نے شراب پینا دیکھا تھا تو اس کو بتایا کہ تو رہا ہو جائے گا اور بادشاہ کا خانساماں بنے گا۔

قرآن کی بات ہے: اب یہ فیصلے ہو گئے، تو بادشاہ نے ایک عرصے تک حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل میں پڑے رہنے دیا۔

بادشاہ کا خواب اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی:

اس بادشاہ نے بھی خواب دیکھا کہ سات گائے موٹی موٹی، سات گائے پتلی پتلی، وہ موٹی موٹی گائے پتلیوں کو کھا رہی ہیں تو خواب کے لیے بڑا پریشان بادشاہ، کسی سے پوچھے تو کوئی کچھ بتائے، تسلی نہ ہو، وہ جو خانساماں بنا۔ وہ کہنے لگا: بادشاہ جی مجھے یاد نہیں رہا، تمہاری جیل میں ایسا آدمی ہے سو فی صد خواب کی تعبیر صحیح بتاتا ہے۔ اس نے کہا کون ہے؟

اس نے کہا یوسف نام ہے اس کا، تو جب اپنی غرض پڑی تو فوراً حکم دے دیا یوسف قیدی کو فوراً نکال کر لاؤ، یوسف نے کہا چلو رہائی آگئی، انہوں نے کہا رہائی آگئی؟ میں باہر نہیں جاتا، جب تک بادشاہ کی مکار عورت جیل کے دروازے پر آکر اعلان نہ کرے کہ میں سچا تھا، اور میں خود جھوٹی تھی، میں مر جاؤں گا، سو سال بھی باہر نہیں نکلوں گا، میں نبوت کے دامن پر داغ کیوں رہنے دوں؟ ہائے! نبوت کے دامن پر داغ پسند نہیں کرتا۔

اب بادشاہ کو لگی ہوئی ہے خواب کی، کہنے لگا: مر چلی جا، ورنہ میں مرتا ہوں، میں کیوں جاؤں مجھے کوئی درد ہے تو مرتا ہے مرجا؟

میرا پردہ فاش ہو جائے گا، میری بد معاشی تھی، اس نے کہا کہ میں تجھے ڈنڈے سے لے جاؤں گا، تو جا کر کہہ دے جیل کے دروازے پر، بات تو سچی ہے نا، وہ سچا تھا اور تو جھوٹی تھی کہ بات تو سچی ہے پھر اعلان کر۔ اس نے کہا اعلان میں نہیں کرتی۔ کہنے لگا: پھر میں مرتا ہوں کیسے بات بنے گی؟

اللہ پاک نبوت کے معجزات دہراتا ہے، ہر نبی سچا، ہر نبی پکا، ہر نبی کی نبوت، ہر پیغمبر کی، ہر نبی کی عزت وآبرو کی حفاظت کرنے والا خدا ہے۔

اب آئی مصیبت کی ماری ہوئی جیل کے دروازے پر، اور کہنے لگی:

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ (یوسف)

لوگو! ساری دنیا اعلان سن لو، میں بادشاہ کی گھر والی زلیخا، میں جھوٹی تھی میرا مکر تھا، میری شیطانی تھی، یوسف کل بھی سچا تھا آج بھی سچا ہے۔

یوسف علیہ السلام کو نکال لیا بادشاہ نے، یوسف علیہ السلام فرمانے لگے کیا بات ہے؟ خواب دیکھا ہے میں بڑا پریشان ہوں۔ فرمایا: اچھا۔ اب یوسف کو بھی ناز آ گیا، کیوں نہ آئے، اللہ جس کے ساتھ ہو اس کو ناز نہ آئے؟ یوں فرمایا: میں خواب کی تعبیر پھر بتاؤں گا، تیرے تخت پر میں بیٹھوں گا، تو یہاں نیچے کھڑا ہوگا، مغرور کھوپڑیوں کے اللہ یوں علاج کیا کرتا ہے۔

خدا ہے، امام اعظم کی عقلی دلیل:

ایک آدمی کہنے لگا کہ ہم نے تو خدا کبھی دیکھا نہیں؟ خدا ہے ہی نہیں، نظر تو کبھی آیا نہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا دور تھا بلایا گیا۔ ایک آدمی کے دو تین سوالات ہیں ان کا جواب دو، تو بادشاہ کو فرمانے لگے، کہ یہ سوال ایسے ہیں کہ ان کا جواب تخت شہنشاہی پر بیٹھ کر دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں آجاؤ! پھر انہوں نے کہا کہ نیچے اتر، بادشاہ نیچے کھڑا ہو گیا۔ امام اعظم تخت پر بیٹھ گئے۔

سوال کیا کہ خدا نظر نہیں آتا، ہے کہاں خدا؟

امام اعظم رحمہ اللہ نے دودھ منگوایا اور اور دودھ منگوا کر فرمایا، تو بتا اس میں مکھن کہاں ہے؟
وہ آج کل کا دودھ نہیں تھا، سب اس میں پانی ملاتے ہیں سارے پانی ڈالتے ہیں۔
ان شاء اللہ اب قیامت کا دن آنے دو، اعلان ہوگا امت سے بڑے دغاباز فریبی دھوکہ کیا کرتے تھے، پھینک دو انہیں اوندھے منہ جہنم میں۔
فرمایا کہ مکھن کہاں ہے؟ وہ کہنے لگا: سارے میں ہے۔ انہوں نے کہا: کہ خدا بھی پھر ساری جگہ ہے۔ پھر کہنا لگا: اس وقت کیا کر رہا ہے؟ اس وقت کیا کر رہا ہے؟ اس وقت خدا نے یہ کیا ہے کہ میرے جیسے فقیر کو تخت پر بٹھادیا اور تیرے جیسے بادشاہ کو نیچے اتار دیا۔
پھر وہ کہنے لگا: ایک چیز میری سمجھ میں نہیں آئی، تم قرآن لیے پھرتے ہو، قرآن میں ہے جن آگ سے بنے ہوئے ہیں اور جہنم میں پھینکے جائیں گے، تو کیا فرق پڑے گا، آپ کو اگر آگ میں ڈال دیں تو کیا تکلیف ہوگی۔ امام صاحب نے ایک مٹی کا ڈھیلا اٹھایا اور اسے مارا، کہنے لگا: اوئے! مرگیا، مرگیا۔ انہوں نے کہا: کہ ڈھیلا کس کا بنا ہوا ہے؟ اس نے کہا مٹی کا، فرمایا: اور تو؟ کہنے لگا: مٹی کا، تو کہنے لگا کہ مٹی کو مٹی لگی تو ہائے! ہائے! کیوں کر رہا ہے؟

حضرت یوسف علیہ السلام تختِ مصر پر اور بھائیوں کی آمد:

اللہ والوں کو اللہ نے بڑی عقل دی ہوتی ہے۔ یوسف تختِ شہنشاہی پر بیٹھ گئے، اللہ نے بٹھادیئے۔ بڑا بے نیاز ہے، سارے کہو اللہ بڑا بے نیاز ہے۔
کبھی جیل میں، کبھی کنوئیں میں، کبھی مصیبت میں، آج تختِ شہنشاہی پر بیٹھے ہیں۔
یوسف علیہ السلام صدقہ بہت کرتے ہیں۔ اب قحط پڑ گیا، غلہ روٹی نہیں ملتی، اب وہ بھائی جو یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکنے والے تھے وہ آئے غلہ لینے، آکر کہنے لگے:

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۹۹ (یوسف)

ہم نے سنا ہے کہ مصر کا بادشاہ بڑا سخی ہے، ہم غریب ہیں، فقیر ہیں، بھوکے ہیں، مسکین ہیں، ہمیں بھی صدقہ دے دے۔
جب کہا: وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اللہ صدقہ کرنے والے کو بدلہ دے گا۔ یوسف علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آگئے، واہ خدا! کل کنوئیں میں پھینکنے والے بھیک مانگ رہے ہیں، اور کنوئیں

میں جانے والا بادشاہ بنا بیٹھا ہے، وہ بے نیاز ہے تیری بے نیازی پر قربان ہو جاؤں۔

یوسف علیہ السلام نے وہ پیسے ان سے لیے اور اپنے ملازموں کو کہہ دیا کہ یہ پیسے ان کے غلوں میں رکھ دو، جو اونٹوں پر لاد کر لے جائیں گے غلہ میں رکھ دو، ہائے تم ہوتے یا میں ہوتا، ہوں ہوں، یاد ہے میرے ساتھ کیا کیا تھا تم نے، یاد ہے؟ تو نے مجھے پتھر مارے تھے، تو نے میرا کرتہ اتارا تھا، تم نے مجھے پکڑ کر پھینکا، آج تمہیں پھانسی لگاؤں گا، چمڑا اتاروں گا، یہ کروں گا۔

اللہ، اللہ، نبی کا بڑا حوصلہ ہوتا ہے، یوسف علیہ السلام نے اپنے ملازموں سے کہہ کر ان سے جو پیسے لیے تھے وہ بھی دے دیئے، غلہ بھی دے دیا۔ انہوں نے اپنے ملک میں جا کر جب غلہ کھولا، اس میں پیسے بھی نکل آئے، کہنے لگا! یار یہ تو کمال کا بادشاہ ہے، پیسے بھی لوٹا دیئے اور غلہ بھی دے دیا۔ ہائے! ہائے! بڑا سخی ہے، بڑا نیک ہے۔

دوسری بار اور جلدی آئے، کہنے لگے: غلہ ختم ہو گیا، بھوک ہے، بچے بھوک سے مر گئے، یوسف رہ نہ سکے، فرمایا:

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ (یوسف:۸۹)

تمہیں یاد ہے کہ تمہارا ایک بھائی یوسف بھی تھا؟ یاد ہے؟ انہوں نے نام سنا تو زمین ان کے پاؤں کے نیچے سے نکل گئی، ابھی دنیا میں نام زندہ ہے، چالیس سال ہو گئے ہم نے کنویں میں ڈال دیا تھا، ابھی نام ہے فرمایا:

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَاَخِيهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ (یوسف)

تمہیں یاد ہے انہوں نے کہا اچھی طرح یاد ہے۔

پسینے آ گئے نام سن کر، دستر خوان ان کے کھانے کے لیے لگایا، اس دستر خوان پر جگہ جگہ لکھا ہوا ہے یوسف، یوسف، یوسف، ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہیں، یہ نام کہاں سے آ گیا چالیس سال بعد؟

یوسف نے فرمادیا: قال انا یوسف، میں یوسف ہوں۔

وَهٰذَآ اَخِىْ ۖ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۖ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ (یوسف)

میں یوسف تمہارا بھائی ہوں، لیکن گھبراؤ نا، میں تم جیسا نہیں، خدا کی قسم کہیں نہیں قرآن کہتا کہ اپنوں نے معافی مانگی ہو۔ فرمایا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ میں نے تمہیں معاف کردیا۔
ہائے! ہائے! میں نے تمہیں معاف کردیا۔
قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ (یوسف)
بل کہ میں تمہارے لیے اللہ سے بھی دعا کروں گا، اللہ میرے بھائیوں کو معاف کردے۔

حوصلے والا پیغمبر:

کتنا جلیل القدر پیغمبر، حوصلے والا پیغمبر، قرآن کریم میں اللہ نے پوری سورۃ نازل فرمائی۔ یعقوب علیہ السلام رو رو کر آنکھیں کھو بیٹھے، نابینے ہوگئے، اندھے ہوگئے، اور جب یوسف علیہ السلام کو پتہ چلا تو بھائیوں کو اپنا کرتہ اتار کردیا۔ یہ لے جاؤ! میرے باپ کی آنکھوں پر رکھ دینا اب وہ مصر سے لے کر چلے ہیں تو صبح یعقوب علیہ السلام لوگوں میں کہتے ہیں: لوگو! اگر تم پاگل نہ کہو آج میرے بچے یوسف کی مجھے خوشبو آرہی ہے۔

اللہ پاک جب چاہے تو مصر سے ابھی کرتا نہیں چلا، پہلے خوشبو سنگھا دے، اور کنعان کے کنوئیں میں کئی دن پڑے رہے کوئی پتہ نہیں چلا۔

ہر برائی کا، ہر نیکی کا اللہ وارث ہے، اللہ پاک نگہبان ہے، اللہ مجھے اور آپ سب کو آخرت کی کمائی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت یونس علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیَنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاھَمَ فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَہُ الْحُوْتُ وَھُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ (الصافات)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

خداوند عالم نے اپنی توحید کے لیے، اس کو سمجھانے اور بتلانے کے لیے انبیا کرام علیہم سلام کا سلسلہ قائم فرمایا۔ ہر امت کے لیے قوم کے لیے ہر برادری اور خاندان کے لیے۔

لکل قوم ھاد. فرمایا: ہر ایک کے لیے میں نے ایک ہادی ضرور بھیجا، رہبر اور راہنما بنا کر ہر امت کے لیے ہر قوم کے لیے میں نے کسی نہ کسی کو ضرور بھیجا۔

وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ ﴿۲۴﴾ (فاطر)

ہر امت کو ڈرانے کے لیے میں نے اپنا پیغمبر بھیجا۔ وقت کے نبی نے، وقت کے پیغمبر نے، وقت کے رسول نے، اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کا پیغام قوم کے سامنے رکھا، اور یہ بتلایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے اپنی معرفت اور اپنی شان کبریائی جتلانے کے لیے ہمیں بھیجا ہے۔ لوگوں کو جا کر بتلاؤ: کہ درخت کے پتے پتے پر، زمین کے ہر ذرے ذرے پر، پانی کے قطرے قطرے پر کسی کی نہیں، میری قدرت ہے۔ میری حکومت ہے۔ فرمایا: ان الحکم الا للہ، حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کا چلے گا۔ فرمایا:

اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ (یوسف:۴۰)

اے بادشاہو، اے وزیرو، اے گورنرو، ملک کے اقتدار والو، بڑے بڑے امیرو، جاگیردارو، اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ امر میرا چلے گا، حکم میرا چلے گا، فیصلہ میرا چلے گا۔

ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ (یوسف:۴۰) میں مضبوط، میرا دین مضبوط، میرا فیصلہ مضبوط، میرا بھیجا ہوا اسلام مضبوط، میرا بھیجا ہوا قرآن کریم اتنا مضبوط کہ پوری دنیا بدل سکتی ہے، مر سکتی ہے، تباہ وبرباد ہو سکتی ہے، اللہ پاک نے فرمادیا، میرے کلام کے ایک لفظ کا نقطہ کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

سارے انبیا علیہم السلام کی دعوت کا خلاصہ:

ایک دو پیغمبر نہیں، ایک دو رسول نہیں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا کرام علیہم السلام تشریف لائے۔ اپنے وقت میں مار پڑی تو مار کھا کر، بادشاہت ملی تو اسے گزار کر، پروردگار کا نام لیا اور قوم کو بتلایا تمہارا ہادی اور راہبر، پالنے والا، وہ ایک پروردگار ہے۔ کوئی بھی تمہاری عبادت کا مستحق نہیں، عبادت کے لائق کوئی اور نہیں، جس کے دروازے پر سر جھکایا جائے اور کوئی نہیں، صبح شام جس کا نام لیا جائے، پکارا جائے اور کوئی نہیں، فرمایا:

اُجِيۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ (البقرۃ:۱۸۶)

میرے بندے تو مجھے پکار کر دیکھ، تیری ماں تو بعد میں آئے گی، ابا تیری فریاد کو بعد میں پہنچے گا، بیوی بعد میں آئے گی، اولاد بعد میں آئے گی، خاندان قبیلہ بعد میں تیری امداد کو آئے گا

وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ ﴿۱۶﴾ (ق)

کوئی ایک چارپائی کے فاصلے سے آئے گا، کوئی دوسرے کمرے میں سے آئے گا، کوئی

تیسرے مکان میں سے آئے گا، کوئی دوسرے صحن میں سے آئے گا، کوئی دوسری تیسری منزل میں سے آئے گا، کوئی بیٹھک میں سے آئے گا، کوئی باڑے میں سے آئے گا، کوئی کھیت اور باغ میں تیری امداد کے لیے آئے گا۔ اے میرے بندے! مجھے بلا، میں تیری شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب بیٹھا ہوں، ان کے آنے میں دیر لگے گی، وہ سوچتے ہوئے آئیں گے کہ آگے خدا جانے کیا جھگڑا ہے، اور مجھے معلوم ہے کہ تجھ پر کیا مصیبت ہے؟

ہر نبی نے اپنے دور میں اپنی قوم کو سمجھایا، اور اُمت کو سمجھایا، خدا کی قسم! میں اور آپ تو یوں ہی مسلمان بنے پھرتے ہیں، انبیا کرام علیہم السلام نے جو مار کھائی قرآن کریم اس کا تذکرہ کرتا ہے، آدمی کا جگر پھٹتا ہے۔

نوح علیہ السلام نے مار کھائی، موسیٰ علیہ السلام نے مار کھائی، شعیب علیہ السلام نے مار کھائی، ہود علیہ السلام نے مار کھائی، صالح علیہ السلام نے مار کھائی، کون سا پیغمبر ہے؟ لوط علیہ السلام کو دھکے دیے گئے، ایوب علیہ السلام کو بیماری کے کیڑوں نے کھایا، یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں دھکا دیا گیا، زکریا علیہ السلام کو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا گیا، اور کتنا بڑا مقام ہے، اف کرنے کی اجازت نہیں، ہزار ہزار برس عبادت کی، قوم کو سمجھایا، پتھر کھائے، اور اگر ذرا سی بھول ہوگئی فوراً پکڑا، میرا نمائندہ ہو کر ایسا کیوں کیا؟

حضرت یونس علیہ السلام کی دعوت:

سیدنا یونس علیہ السلام مشہور پیغمبر ہیں قرآن کریم میں کئی جگہ ان کا ذکر آتا ہے، نہایت ہی برگزیدہ پیغمبر ہیں اللہ پاک جل شانہ کے حضرت یونس علیہ السلام، قوم کو سمجھایا، برادری کو سمجھایا، خاندان کو سمجھایا۔

علما کرام نے لکھا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام وعظ فرمایا کرتے ادھر لوگ پتھر مارا کرتے تھے، پہلے ہی سے پتہ لگا لیا کرتے تھے کہ کل وعظ کہاں ہوگا، کل کا بیان کہاں ہوگا؟ کل کی تقریر کہاں ہوگی؟ اللہ پاک جل شانہ کی توحید کہاں بیان ہوگی؟ اللہ پاک کا کلام کہاں سنایا جائے گا؟ لوگ پہلے سے وہاں جا کر جمع ہو جاتے، یہ وعظ کرتے، خدا کا نام بتاتے، لوگ پتھر مارتے دھکے دے کر نکالتے۔

یونس علیہ السلام بالآخر کچہری کی طرف رخ کرنے لگے، مارکیٹ والے میری بات نہیں

سنتے، بازار والے میری بات نہیں سنتے، کاروباری میری بات نہیں سنتے، زراعت والے میری بات نہیں سنتے، دیہات والے نہیں سنتے، میں بادشاہوں کو سمجھاؤں، لکھا پڑھا طبقہ ہے، سلجھا ہوا طبقہ ہے، سمجھ دار طبقہ ہے، ان کو میں اللہ پاک کی توحید سمجھاؤں، خدائی الوہیت سمجھاؤں، اس کی شان کبریائی میں ان لوگوں کو سمجھا دوں۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام آپ نے بادشاہ کی خدمت میں پہنچا دیا، کچہری میں رکھ دیا اور بتلا دیا کہ تم فانی ہو، تم سے پہلے کئی بادشاہ آئے اور چلے گئے، ایک دن آئے گا تم بھی نہیں رہو گے، اس لیے ایسے اعمال اختیار کرو جو باقی رہنے والے ہوں۔ اس قسم کے کارنامے اختیار کرو جو زندگی میں تمہارے لیے مفید ثابت ہوں۔ اللہ حشر تمہارا اچھا کردے، اس قسم کے اعمال اختیار کرو، وہ کہنے لگے: بادشاہت ہماری ہے، حکومت ہماری ہے، ہمیں کون ہٹا سکتا ہے؟ ہماری تو موت آنی مشکل ہے، بادشاہ بھی کبھی مرا کرتے ہیں؟ وزراء کے دماغ میں بات نہ آئی، امراء کے دماغ میں بات نہ آئی، حضرت یونس علیہ السلام کو پریشان کرتے چلے گئے۔

عذاب کی بشارت اور خدائی آزمائش:

سیدنا یونس علیہ السلام کو کئی دن گزر گئے تبلیغ کرتے کرتے پتھر کھاتے کھاتے لوگوں کے دھکے کھاتے کھاتے، ایک دن فرمادیا: چالیس دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا۔ توجہ کرنا، آج میں آپ کو صرف ایک نقطہ سمجھانا چاہتا ہوں، قرآن کریم اور یونس علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کی زندگی کی روشنی میں، کہ اللہ کتنا بے نیاز ہے، کتنا بڑا کارساز ہے، بے مثل، بے مثال ہے، کسی کے سامنے مجبور نہیں، اب یہ بات تو اللہ پاک نے یونس علیہ السلام کو سمجھا رکھی تھی، یونس علیہ السلام نے اتنی بات اپنی طرف سے کہہ ڈالی کہ چالیس دن کے بعد عذاب آجائے گا، اگر تم نہ مانے؟

ذرا توجہ کریں: دیہات کے رہنے والے دوست بھی، شہر والے دوست بھی، یہ بات تو حق تھی کہ جس نے اللہ کے دین کی مخالفت کی، اور اللہ کے دین کو ٹھکرایا، ان پر عذاب آیا اور آنا چاہیے، یونس علیہ السلام نے اپنی طرف سے چالیس دن کا نام کیوں لیا؟

اس لیے کہ عموماً انسان کی پیدائش کے اوپر چلے گزرتے ہیں، چالیس دن کے اندر اس پانی کا خون بنتا ہے، پھر لوتھڑا بنتا ہے، پھر ہڈیاں بنتی ہیں، چلے گزرتے ہیں اور دوسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر چلا لگوایا، انبیا کو عادت تھی چالیس، چالیس دن عبادت کی، اس لیے یونس علیہ السلام نے چالیس دن کا نام لے لیا۔

اب آپ توجہ فرمائیں: جس نبی نے اللہ کے دین کے لیے مار کھائی، رات دن دھکے کھائے، گلیوں میں مار کھائی، کچہری اور مارکیٹ میں مار کھائی، بادشاہوں کے دروازے سے دھکے دیئے گئے، آج اگر اتنا سا لفظ منہ سے نکل گیا تو کیا ہو گیا؟ ہمارے کئی دوست کہتے ہیں کہ اگر یوں کر لیا تو کیا ہو گیا، اللہ میاں سے عرض کرو۔

الہ العالمین، نبی تیرا، سر پر تاج نبوت تیرا اڑھایا ہوا ہو، انتخاب کیا ہوا تیرا ہو، برگزیدہ بندہ تیرا، رسول تیرا، پیغمبر تیرا، بندہ تیرا، نمائندہ تیرا، تیرے کلمہ کو پھیرنے والا، تیرے نام پر مار کھانے والا، اگر چالیس دن کا نام لے دیا تو کیا ہو گیا۔ آواز آئی! یہی تو مجھے بات اچھی نہیں لگی، ہو میرا نبی اور بات کرے اپنی، نبی میرا ہو بات اپنی کرتا ہو کیوں؟ اس لیے فرمایا محمد عربی ﷺ کے بارے میں قرآن کریم کہتا ہے:

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۙ﴿۴﴾ (النجم)

میرے نبی اپنی زبان تو کیا اپنے لبوں کو حرکت نہیں دیتے جب تک میں اجازت نہ دے دوں۔

مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے بڑی عجیب بات کہی ہے، فرماتے ہیں:

گفتہء گفت او اللہ بود

اگرچہ از حکمء اللہ بود

لوگو! میرے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا بولنا میرا بولنا ہے، کلام میرا، زبان تیری، اللہ میاں ناراض ہو گیا۔

اندازہ کریں! پتھر کھائے تو راضی تھے، گلیوں میں دھکے کھائے تو راضی تھے، کچہری میں دھکے ملے تو راضی ہوا، مارکیٹ سے پیغمبر کو دھکے ملے تو راضی ہوا، محلے والوں نے دھکے دیئے تو راضی ہوا، لوگوں نے پکڑ کر مارا، گھسیٹا تو راضی ہوا، ایک جملہ نبی کی زبان سے نکل گیا، چالیس دن کے بعد عذاب آئے گا تو فوراً ناراض ہو گیا۔

تم کون ہو؟ میرے دین میں چالیس کا لفظ ملانے والے، نبی کا چالیس دن کا لفظ اللہ کو اچھا نہ لگا، تیرا پورا گھڑا ہوا دین کیسے اچھا لگے گا؟ تیری رسموں سے رب کیسے راضی ہو گا، یہ تیرا قبروں کو چاٹنا، یہ تیرا سجدے کرنا، یہ تیرا بال بچوں کو میلوں پر گھسیٹے پھرنا، یہ رات دن شرک و بدعت کی لعنت میں گرفتار ہونا، رب کیسے راضی ہو گا؟

نبی سے ناراض ہو گیا پروردگار، بے نیاز جو ٹھہرا کون پوچھے؟ کس کی مجال ہے کہ کوئی یوں

کہے کہ یا اللہ! اے بے نیاز پروردگار! ہوگیا، اتنی مار کھائی تیرے نام پر، اگر ایک لفظ زبان سے نکل ہی گیا، تو ہوا کیا؟ پنجابی میں کہتے ہیں:

"ہو یا کی اک لفظ منہ وچوں نکل گیا"

اچھے لوگ کہتے ہیں، میاں منہ سے ایک لفظ نکل گیا تو ہوا کیا، تم اس ایک لفظ کو پکڑ کر بیٹھ گئے، میرے سارے احسان بھلا بیٹھا، میری ہمدردیاں ساری بھلا دی ہیں، اللہ پاک کو پتہ نہیں، یونس علیہ السلام جیسے پیغمبروں کے سر پر تاج نبوت ہو اور خدا کی قسم! لوگوں نے مار مار کر زخمی کر دیا، آج کسی پولیس والے کی طرف ایک پتھر پھینک کر تو دیکھو، سارے پاکستان کی طاقت یہیں نہ آ جائے، سرکاری ملازم کی توہین کی ہے۔

نمائندہ خدا کا، پتھر لوگوں کے اور ناراض خدا ہوا بیٹھا ہے: سبحان اللہ، سبحان اللہ، بے مثال ذات ہے بھائی! بے نیاز جو ہوا، کسی کا ماتحت نہیں، کسی کے قبضے میں نہیں، کوئی مجبور نہیں کر سکتا، کوئی جبر واکراہ نہیں کر سکتا، اور میں کہتا ہوں کہ ان لوگوں سے زیادہ خدا کسی سے ناراض ہے ہی نہیں، جن کو اپنے دروازے سے ہٹا کر ننگوں کے پیچھے لگا دیا، تم ان کی شرم گاہ کے پاس بیٹھے رہو۔

سیدنا یونس علیہ السلام کی زبان سے چالیس دن کا لفظ نکل گیا، اللہ پاک ناراض ہوگیا، کس نے اجازت دی؟

میری مرضی کل عذاب دوں، میری مرضی پرسوں عذاب بھیج دوں، میری مرضی ہزار سال نہ بھیجوں میری مرضی سو سال عذاب نہ لاؤں، تم چالیس دن کا لفظ استعمال کرنے والے کون ہوتے ہو؟

یونس علیہ السلام کو فکر پڑ گئی کہ اللہ میاں ناراض ہو گئے اب بنے گا کیا؟ ادھر مفسرین نے لکھا ہے کہ اس ملک میں جھوٹ بولنے کا دستور نہ تھا، شکر ہے اس زمانے میں ہم میں سے کوئی نہ تھا، ورنہ ہم استاد بنتے سب کو سکھا دیتے، یوں لکھا ہے کہ یونس علیہ السلام کی قوم میں اور بیماریاں تھیں شرک کی، بدعت کی، لیکن لوگ جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے۔ چالیس دن یونس گن رہے ہیں، اللہ پاک کی طرف سے وحی نہیں آئی، پیغام نہیں آتا، خدا ناراض ہوگیا، ادھر قوم مذاق اڑا رہی ہے، 37 دن ہو گئے، 35 دن ہو گئے، 36 دن ہو گئے، ابھی تو کوئی اشارہ نہیں ہے، چالیسواں دن آ گیا، پروردگار عالم نے عذاب کے بادل سامنے کر دیے، عذاب کے بادل، تا کہ میرے نبی کا کہا جھوٹ نہ ہو، ادھر یونس علیہ السلام سے پروردگار کی ناراضی تھی، مذاق اڑا رہے تھے لوگ چھتیس دن ہو گئے، انتالیس دن ہو گئے، چالیسواں دن آیا، اللہ پاک نے عذاب کے

بادل تو بھیج دیے، میرے نبی کی زبان سچی ہو جائے، لوگ یوں نہ کہیں نبی خدا کا جھوٹ بول گیا، عذاب کے بادل آگئے۔

یونس علیہ السلام چالیس دن سے پہلے ہی علاقے سے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر نکل پڑے کہ چالیسویں دن عذاب آئے گا نہیں، اللہ پاک ناراض جو ہو گیا، یہ مجھے ذلیل کریں گے، میں اللہ کا نبی ہو کر کیسے یہ بات گوارہ کروں گا کہ لوگ کہیں گے کہ نبی جھوٹ بولتے ہیں، بیوی بچوں کو لے کر نکل پڑے تنہا، قوم نہیں، برادری نہیں، خاندان نہیں، راستہ چلتے چلتے ایک درخت کے نیچے دو بچے اور بیوی کو بٹھا کر کسی کام کے لیے تشریف لے گئے، کوئی شہزادہ وہاں سے گزرا، اس نے یونس علیہ السلام کی بیوی کو پکڑ لیا اور اٹھا کر لے گیا۔

یونس علیہ السلام نے واپس آکر بچوں سے پوچھا تمہاری اماں کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا: گھوڑوں کا ایک دستہ آیا ہے ایک شہزادہ تھا، زبردستی اٹھا کر لے گئے، ہماری اماں نے ان کو بڑا بتلایا، اے لوگو! میں پیغمبر کی بیوی ہوں، نبی کی گھر والی ہوں، اللہ کے پاک پیغمبر کی گھر والی ہوں، میری غیرت ہے، میری آبرو، پیغمبر کی آبرو، اے لوگو! مجھے ہاتھ نہ لگاؤ، میں نبی کی آبرو، نبی کی آبرو خدا کی آبرو، یونس علیہ السلام کی بیوی نے ان کو سمجھایا مگر وہ ذلیل نہ مانے، بار بار ان کو سمجھایا، اور یوں ہی کہتی چلی گئی:

زوجہ یونس نبی ہے یہ کنیز
ہائے تمہیں اتنی نہیں آخر تمیز

تمہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ میں کس کی گھر والی ہوں؟ کس کی عزت ہوں؟ کس کی آبرو ہوں؟ پیغمبر کی گھر والی ہوں، تمہیں معلوم ہونا چاہیے، کہ میرا گھر والا خدا کا نمائندہ ہے، یونس علیہ السلام تشریف لائے، دونوں بچے آپ کے بیٹھے ہیں بڑے حیران ہیں، یہ کیا معاملہ چل پڑا؟ اے مالک تیری ناراضی کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے، ورنہ کون ہے؟ جو میری عزت کی طرف ہاتھ اٹھا سکے، اور سچ فرمایا:

فرمانے لگے: پھر گئی جب تیری نظر کرم

یونس علیہ السلام جیسا نبی، اللہ کا پیغمبر، اللہ کا بھیجا ہوا برگزیدہ نبی درخت کے نیچے بیٹھا رو رہا ہے، اور کہتا ہے:

پھر گئی تیری جب نظر کرم
او کیسی عزت آبرو کیسا بھرم

جب تیری نظر کرم پھر گئی، پھر کہاں کی آبرو؟ کیسے عزت؟ پھر کیسا تقدس؟ اور پھر کیسی پاک دامنی اور کیسی آبرو جب تیرے رحم کی چادر کسی کے سر سے اتر گئی، پھر اس کا جو حال بنے سو بنے۔

آج ہم نے کبھی سوچا کہ اگر رب العالمین نے اپنی کریمی کی چادر اتار لی تو ہم ڈوب جائیں گے، ہم غرق ہوجائیں گے، ہم بھوکے مرجائیں گے، ہم تباہ ہوجائیں گے، ہماری بیٹیوں کی آبرو لٹ جائے گی، کبھی ہم نے بھی سوچا؟

سیدنا یونس علیہ السلام دونوں بچوں کے ہاتھ پکڑے بیٹھے ہیں، سر پر بچوں کے ہاتھ رکھے ہوئے ہیں، درخت کے نیچے بیٹھے ہیں اور رورہے ہیں، الٰہی تو ناراض ہوگیا، یہ میرا کیا حال بن گیا، ورنہ کس کی مجال ہے؟ کس کی طاقت ہے؟ کس کی جرأت ہے؟ کہ میں نبی کی گھروالی کو ہاتھ لگائے؟

تیری ناراضی کی وجہ سے آج یہ معاملہ بنا ہوا ہے کہ میری عزت بھی چلی گئی اور سچ کہہ رہا ہے اللہ نبی:

پھر گئی جب تیری نظر کرم
اور کیسی عزت آبرو کیسا بھرم

پھر کہاں کی عزت؟ کہاں کی آبرو؟ کہاں کا تقدس؟ کیسی پاک دامنی؟

صبر وشکر کرتے ہوئے، کلیجے پر ہاتھ رکھ کر یونس علیہ السلام دونوں بچوں کا ہاتھ پکڑ کر چل رہے ہیں، آگے ایک بہت بڑی نہر آگئی، جس کو پار کرنا ہے، جس سے پار ہونا ہے، ایک بچے کو ایک کنارے پر بٹھادیا، ایک بچے کو کندھے پر بٹھا کر یونس علیہ السلا پار پہنچانے کے لیے تشریف لے جارہے ہیں، ایک کنارے پر ایک بچہ چھوڑ دیا، ایک کو کندھے پر اٹھا کر پانی کے اندر سے دوسرے کنارے پہنچانا چاہتے ہیں، نہر کے درمیان میں بھنور تھا، پانی چکر لگا رہا تھا۔ خدا کی خدائی تو دیکھو، یہی کہا کرتا ہوں ڈرا کرو اپنے رب سے۔ اُدھر دل میں بڑی پریشانی ہے غم ہے بیوی چلی گئی، بچے تڑپتے رہ گئے، میں نبی کی عزت کا کیا بنا؟ ابھی پار ہی جانا چاہتے تھے، یونس علیہ السلام نے آنسو بہائے ہیں، یا اللہ! مجھ سے غلطی ہوگئی، معاف کردے، سارا خاندان رخصت ہوگیا، اکیلا رہ گیا، تجھ سے بگاڑ تھمتا نہیں، تیری ناراضی مجھے برباد کردے گی۔

یونس علیہ السلام کشتی میں سوار ہو گئے:

یونس علیہ السلام سفر کرتے ہیں، دریا میں سے گزر رہے ہیں، دریا پر پہنچے، سمندر میں پہنچے، پیسہ پائی پلے نہیں، کوڑی نہیں، جہاز تیار ہے، لنگر اٹھانے والے ہیں، لوگوں نے کہا: ذرا ٹھہر جاؤ! ایک بڑا خوب صورت مسافر آ رہا ہے، کیوں اس لیے کہ نبی حسین ہوتا ہے، نبی خوب صورت ہوا کرتا ہے، وجیہ الشان ہوتا ہے، نبی بدن کے اعتبار سے تمام کجی سے نقصان سے پاک ہوا کرتا ہے۔

جہاز میں آ کر یونس علیہ السلام سوار ہو گئے، جہاز والوں نے پوچھا کرایہ وغیرہ پائی پیسہ؟ فرمایا، بس اللہ کا نام ہے بھائی، اپنے پلے کچھ نہیں، انہوں نے کہا: چلو نیک آدمی ہے، ان کی برکت سے بیڑا پار ہو جائے گا، تشریف رکھو، کشتی چلی، سمندر میں گئی بھنور میں گئی۔ فرمایا:

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۹﴾ (الصافات)

یونس میرے بھیجے ہوئے پیغمبر، میرا برگزیدہ نبی، میرا پیارا بندہ، سمندر میں جہاز پہنچا، ہچکولے کھانے لگا، ڈگمگانے لگا، جہاز کے کپتان نے کہا: مالک نے کہا: اے لوگو! سب کا بیڑا غرق نہ کرو، میرا تجربہ ہے، جو غلام اپنے مالک سے بھاگ کر آتا ہے، جہاز میں سوار ہو جاتا ہے، جہاز ڈوب جایا کرتا ہے۔

اے لوگو! اے مسافرو! اے راہ گیرو! تم میں سے جو اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہو وہ بتا دے، اور کوئی نہیں اٹھا تو یونس علیہ السلام کھڑے ہو گئے۔ فرمایا: میرا معاملہ میرے مالک سے بگڑ گیا، اللہ کے نبی نے رو کر کہا میرا معاملہ بگڑا ہوا ہے اپنے مالک سے، میں ہوں اپنے پروردگار سے بھاگا ہوا، میری بات بگڑ گئی، نہ عزت رہی نہ آبرو رہی، نہ بچے رہے نہ میں رہا۔ اب آخری وقت ہے اور یوں فرمایا اللہ کے نبی نے، مجھے اٹھا کر سمندر میں پھینک دو، باقی لوگ بچ جائیں گے۔

تم تو چار آنے کی قسمیں کھا جاتے ہو، معمولی چیز پر قسم کھا جاتے ہو، اللہ کے نبی نے اپنے آپ کو پیش کر دیا، سارا جہاز کھڑا ہو گیا، نہیں، نہیں، توبہ آپ تو بڑے اچھے آدمی معلوم ہوتے ہیں، آپ تو بہت نیک آدمی ہیں، آپ کی وجہ سے تو ہماری کشتی پار لگے گی، آپ نہیں ایسے ہو سکتے، آپ کو سمندر میں نہیں پھینکا جا سکتا، یہ نبی کی بات ہے، اور آج کہتے ہیں:

لے گیارہویں والے دا ناں
ڈوبی جیڑی تر جائے گی

یہ نبی کا معاملہ ہے ادھر قرآن ہے بیان کرنے والا، قرآن ہے اور قصہ نبی کا ہے، فرمایا:

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ (الصافات)

کشتی ہچکولے کھا رہی ہے، قرعہ اندازی کی گئی، کہ کون ہے جس کا مالک ناراض ہو گیا؟ آج تو بیٹے سے باپ ناراض ہو جائے، بیٹا کہتا ہے: جا جہنم میں ناراض ہوتا پھر مجھے کیا ہے؟ ماں کا جگر چھارنے والے سوچا کرو، اگر دکھے دل سے ماں کی آہ نکل گئی، تو بیڑہ غرق ہو جائے گا، یہاں نہ مالک کی پرواہ ہے، نہ استاد کی پرواہ ہے، نہ باپ کی پرواہ ہے، نہ ماں کی پرواہ ہے، نہ اپنے بڑوں کی پرواہ ہے، صرف اپنی ذات کی پرواہ ہے اور بس۔

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں:

قرعہ اندازی کی گئی یونس علیہ السلام کا نام نکلا، پھر لوگوں نے کہا نہیں نہیں غلطی ہوئی ہے، یہ نہیں ہو سکتا، کوئی اور ہے۔ دوسری مرتبہ پھر قرعہ اندازی کی گئی، پھر یونس علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: لوگو! جلدی کرو مجھے پھینک دو، میں ہی ہوں جس کا معاملہ بگڑ گیا۔

لوگ کہتے ہیں: نہیں آپ نہیں ہو سکتے، جب تین مرتبہ قرعہ اندازی ہو چکی، اور نام یونس علیہ السلام کا نکلتا رہا، اب یونس علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ تو مجھے پھینکتے نہیں، اور کشتی ساری میری وجہ سے غرق نہ ہو جائے، اللہ کے نبی نے چھلانگ لگا دی۔ ادھر آواز آئی:

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ (الصافات)

مچھلی آجا، تیار ہو جا، میری امانت آرہی ہے سنبھال کر رکھنا، خبردار اگر ایک بال بھیگا کیا تو، اندازہ لگاؤ منہ کے ذریعہ سے اس کو نگلنا ہے، حلق کے نیچے اتارنا ہے، پیٹ میں رکھنا ہے۔

اور فرمایا پروردگار عالم نے: اے مچھلی تو میری مخلوق ہے، میں تیرا خالق ہوں، میں تیرا پروردگار ہوں، میں نے تجھے پیدا کیا، خبردار! اگر ایک بال ٹیڑھا کر دیا، قیامت میں جہنم میں ٹھوک کر رکھ دوں گا، مچھلی لقمہ بنا کر کے اندر لی گئی۔

اور یوں لکھا علماء نے، اس مچھلی کو ایک اور بڑی مچھلی نے نگل لیا، اللہ کا پیغمبر مچھلی کے پیٹ میں

ہے سمندر کی گہرائی میں ہے، اور نیچے لے کر چلی گئی۔

تحت الثریٰ کے نیچے لے گئی۔

کیا سمجھے؟ صرف اتنی سی بات آپ کو سمجھانا چاہتا تھا کہ اللہ کے نبی کی زبان سے اتنی سی بات نکل گئی کہ چالیس دن کے بعد عذاب آئے گا، دیکھ لو کیا حال بن رہا ہے، اور اپنی فکر کرو جنہوں نے سب کچھ گھر بیٹھے بنالیا ہے، سارا دین نقلی، سارا کاروبار نقلی، تمام مذہب نقلی، بناپتی قسم کا عقیدہ اور نظریہ، لوجی لو، یہ اللہ کے بندے نہیں؟ یہ کوئی کافر تھے؟ یہ کوئی سکھ تھے؟ اللہ کے بندے نہیں؟ ہاں جی ہیں پھر؟ یہ کچھ نہیں کر سکتے؟ اللہ نے ان کو اپنا بنالیا۔

یونس علیہ السلام اللہ کے اپنے بندے ہیں، نمائندہ خاص ہیں، تاج نبوت اڑھا رکھا ہے، مچھلی کے پیٹ میں پہنچادیا، سیدنا یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں ہیں، ایک قسم کی قید کاٹ رہے ہیں، ایک قسم کی قید ہوگئی۔

کیوں کہا؟ کیوں زبان ہلائی میرے امر کے خلاف؟

امر ان لا تعبدوا الا ایاہ، امر میرا چلے گا، حکم میرا چلے گا،

ان الحکم الا للہ ، للہ الواحد القھار، الیس اللہ باحکم الحاکمین ،

بادشاہت میری، حکومت میری، قبضہ میرا، قدرت میری، نظام میرا، پالنے والا میں، رب میں کھلانے والا، پلانے والا، جوانی دینے والا، خوب صورت آنکھیں دینے والا، حسین چہرہ دینے والا میں۔ اے ظالم مجھ سے منہ پھیر کر خود باتیں بناتے ہو؟

ہر چیز اللہ کی حمد کرتی ہے:

اللہ کا نبی قید میں ہے، یونس علیہ السلام کے کانوں میں سنگریزے، پتھر کے ٹکڑے، اللہ کو یاد کر رہے ہیں، اللہ اللہ کرتے ہیں، ہاں ہاں جو ڈھیلا تو استنجے کے لیے اٹھاتا ہے، تیرے میرے نبی، کائنات کے نبی حضرت محمد کریم ﷺ نے فرمایا: ڈھیلے کو پہلے زمین پر مارو پھر استنجا کرو۔ کیوں؟ اس کو پتہ چل جائے کہ یہ مجھے استعمال کرے گا، فرمایا:

ہر کنکر، ہر پتھر، ہر ڈھیلا، ہر زرہ، ہر وقت میری یاد کرتا ہے، خدا کی قسم! یہ جتنے درخت تجھے دکھائی دیتے ہیں، سارے اللہ کو سجدہ کرتے ہیں، مجھے دکھائی نہیں دیتے، تمام پرندے، تمام چرندے، سارے اللہ کا نام لیتے ہیں، ایک میں اور تو ہی نمک حرام اور حرام خور ہیں، جو اللہ کو یاد نہیں کرتے۔

سارے پرندے، صبح اٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں، مسلم سویا ہوا ہے، رات کو دیر ہو جاتی ہے، ٹیلی ویژن پر ڈرامے دیکھتے دیکھتے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے رب کو پکارا:

اللہ کے نبی کے کانوں میں آواز پڑی اللہ کے ذکر کی، اللہ کے نام کی، وہاں آدمی کوئی نہیں، عورت کوئی نہیں، مرد کوئی نہیں، انسان کوئی نہیں، پتھر اللہ اللہ کرتے ہیں، اللہ کے نبی نے بھی پروردگار کو پکار لیا، اے میرے پروردگار

پھر گئی جب تیری نظر کرم
اور کیسی عزت آبرو کیسا بھرم

بیوی گئی، بچے گئے، میں قید خانے میں پڑا ہوا ہوں، آخری وقت قریب ہے، اے میرے پروردگار! تیرے سوا میرا سننے والا کوئی نہیں، کس کو پتہ ہے میری بیوی کا کیا ہوا؟ کون جانے میرے بچوں کا کیا بنا؟ اور کون جانے کہ میں یہاں ہوں اور میرا کیا بنا ہوا ہے، قرآن کریم گواہ ہے، جس پر تیرا یقین نہیں، فرمایا:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ (الانبیاء)

سبحان اللہ، اللہ کا قرآن ہے، قربان جاؤں ایک ایک کلام کی آیت پر، مالک و پروردگار کا کلام ہے۔ فرمایا: فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ رب ذوالجلال کی قسم! اگر تم عربی سمجھتے ہو اب اس آیت کا ترجمہ کروں گا، اگر عربی سمجھ آتی جگر پھٹ جاتا۔

فنادی پکارا مجھے، فِي الظُّلُمٰتِ تین اندھیروں میں، مجھے بلایا، آپ بھی بیٹھ کر بات کرتے ہیں، کہ آج شادی میں مجھے نہیں پوچھا، فلاں تکلیف آئی مجھے بلانے آیا ۔ اللہ میاں فرماتے ہیں: مجھے بلایا۔

فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ تین اندھیروں میں سے بلایا، پانی کا اندھیرا، مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، تحت الثری کا اندھیرا، تین اندھیروں میں مجھے پکارا، اللہ میاں نے بھی ثابت کر دیا، اے لوگو! کسی اور کو پکارتا تو اسے کیا پتہ چلتا، میری تو نظر تھی، مچھلی میری، تحت السری میرا، پانی میرا، نبی میرا، میں نے تو مچھلی کو کہہ دیا تھا۔ خبردار! اگر ایک بال بھیگا گیا، تین اندھیروں میں سے پکارا۔

اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ (الانبیاء:۸۷)

میں اور آپ تو اگر توبہ بھی کریں گے تو یا اللہ! میں نے کیا بگاڑ دیا تیرا، یا اللہ! میں نے تیرا کیا نقصان کر دیا، یہ ہماری توبہ ہو رہی ہے، میں نے کون سا گناہ کر دیا، نہیں تو تو پکا جبرائیل امین ہے۔ یہ توبہ ہو رہی ہے ہماری یا اللہ معاف کر دے۔ کون سا گناہ کیا؟ یعنی گناہ کو گناہ ہی نہیں مانتا۔

اے ظالم! توبہ کرنے والے نبی کا حال دیکھ، پیغمبر کا حال دیکھ، لا الہ، کون ہے تیرے سوا میرے حال کو جاننے والا؟ مگر کس کو پتہ بیوی کہاں گئی، کس کو پتہ بچے کہاں گئے، کس کو پتہ ہے میں کہاں ہوں؟ میری کیا جان کو بن رہی ہے؟ میرا کیا حال بن رہا ہے، کوئی نہیں جانتا مگر

اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ (الانبیاء:۸۷)

نبی سے توبہ کا طریقہ سیکھ لے، نبی سے اللہ کو منانا سیکھ لے، روٹھے ہوئے خدا کو منانا پیغمبروں سے سیکھ لے، یہ نہیں کہتا کہ یا اللہ چل ہو اکیا، کیا ہوا اگر میں چالیس دن کا کہہ دیا تھا، اب تو بہت ہو چکی معاف کر دے۔ یہ نہیں فرمایا، لا الہ، کون ہے تیرے سوا میرے اس حال کو جاننے والا؟ الا انت مگر آپ سبحانك تو پاک ہے۔

یہ نہیں کہا کہ ہو کیا گیا تھا، اگر میں نے چالیس دن کا نام لے دیا تھا، بات کیا بن گئی، سبحانك تیری ذات پاک ہے، اور آپ آگے سنو۔

فرمایا: انی بے شک تحقیق

اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ (الانبیاء) اے زمین و آسمان کے مالک بے شک میں اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھا، ظلم میں نے کیا، الٰہی تو ارحم الراحمین ہے، میں ظالم ہو گیا، کبھی ہم نے اپنے آپ کو ظالم سمجھ کر معافی مانگی؟

یہ اللہ کا پاک پیغمبر خدا کا برگزیدہ بندہ، تاج نبوت اوڑھنے والا، مچھلی کے پیٹ میں جھولی پھیلائے بیٹھا ہے، تجھے مسجد میں جھولی پھیلانی نہیں آتی، دعا مانگ رہے ہوتے ہیں، ادھر دیکھ یوں دیکھ رہے ہیں، آمین، آمین، آمین، چھت کو دیکھ رہے ہیں، پنکھا کم چلتا ہے یا زیادہ چلتا ہے، آمین، آمین، تیری جھولی یہ ہے اور نبی کی جھولی دیکھ، اِنِّىۡ كُنۡتُ، الٰہی جھولی میری، در تیرا، قراری میری، داتا تو۔

تیرے سوا میری بگڑی بنانے والا کوئی نہیں، مشکل کشاء کوئی نہیں، حاجت روا کوئی نہیں، اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ (الانبیاء) مالک میرے تو کریم ہے، تو رحیم ہے، تو بے نیاز ہے، ظالم تو میں ہوں مجھے معاف کر دے۔

مچھلی کے پیٹ سے رہائی:

آواز آئی مچھلی، امانت واپس لینے کے لیے رکھی جاتی ہے، اور یوں فرمایا: قرآن کریم میں ہے میں اپنی طرف سے نہیں کہتا، توجہ کرنا۔

فَلَوۡلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُسَبِّحِيۡنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِىۡ بَطۡنِهٖۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ ﴿۱۴۴﴾ (الصافات)

فرمایا: اگر یونس بندہ میری پاکی بیان نہ کرتا، قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں پڑتا۔

ڈاکٹروں کی طرف بھاگنے والو، بڑے بڑے پروفیسروں کی منتیں اور خوشامدیں کرنے والو، بڑوں بڑوں کے پیچھے بھاگنے والو، آؤ، یہاں دیکھو۔ فرمایا: نبی میرا ہے برگزیدہ بندہ میرا ہے، پیغمبر میرا، تاج نبوت میرا، پیدا میں نے کیا، تھوڑی سی بات پر میں ناراض ہوگیا، اگر میرا نام نہ لیتا تو مجھے اپنی کبریائی کی قسم قیامت تو قائم ہو جاتی یونس علیہ السلام کو دنیا کی ہوا نہ کھانے دیتا۔

مگر اس حال میں میرا نبی بولا ہے، سبحان اللہ،

انی کنت من الظالمین

میں ظالم ہوگیا، مجھ سے غلطی ہوگئی، میں زیادتی کر بیٹھا، تو کریم ہے، مالک میرے، بیوی گئی لڑکے گئے، میرا یہ حال بن گیا، اب تو کریمی فرمادے۔

آواز آئی:

فَنَبَذۡنٰهُ بِالۡعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيۡمٌ ﴿۱۴۵﴾ (الصافات)

مچھلی، جی حضور، جاؤ جلدی کرو باہر لاؤ میری امانت کو۔ جانور سرتابی نہیں کرتا، جانور اللہ کے حکم کو نہیں توڑتا، تجھے ٹھکراتے ہوئے ساٹھ برس ہوگئے، جانور نے ایک دن خدا کا حکم نہیں ٹھکرایا، تجھے ٹھکراتے ہوئے اسی سال ہوگئے، اب تو شرم کر۔

مچھلی جی حضور، باہر آ، آگئی، لاؤ میری امانت کو، لاؤ میرے نبی کو۔

خدا کے یہاں کیا دیر تھی، جس طرح آدمی حلق میں سے کوئی چیز باہر نکال دیتا ہے، یونس علیہ السلام کو مچھلی نے باہر نکال دیا کر۔

یوں آتا ہے کتابوں میں، مچھلی نے ہاتھ باندھ دیے، رب العالمین معائنہ کرلے میں نے تیری امانت میں خیانت نہیں کی، جانور خیانت نہیں کرتا، آج تم اپنی خوب صورت بیٹی کو کسی کے یہاں چھوڑ کر تو دیکھو یہ مسلے پھر کیا کرتے ہیں۔ آج تم اپنا روپیہ پیسہ، کسی کے حوالے تو کر کے

دیکھو، تیرا بیڑہ غرق نہ کر دیں، اور پھر جنت کے ٹھیکیدار، نبی کا سب سے پہلا امتی بنا پھرتا ہے، اپنے کارنامے تو دیکھ۔

مچھلی نے امانت میں خیانت نہیں کی، الٰہی میں تیری مخلوق ہوں، میں نے اتنے دنوں پیٹ میں رکھا ہے مگر خیانت نہیں کی، اب ہوا نہیں لگی بیمار ہو گئے۔ قرآن کہتا ہے: وَهُوَ سَقِيمٌ، نحیف، کمزور، لاغر، پتلے، دبلے ہو گئے اللہ پاک نے حکم دیا:

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ (البقرہ)

کدو کو حکم دیا جلدی بیل کو اگا، میرا یونس آ رہا ہے، اگر تم کھاد ڈال کر کدو کی بیل جلدی اگا لیتے ہو، تو اللہ کے حکم سے تو ایک سیکنڈ میں اگ آئی، اور بڑے بڑے پتے بیل کے، آواز آئی: اے کدو آ کے پتو، میرے یونس علیہ السلام کو اپنی گود میں لپیٹ لو، یک دم لولگ کر اور بیماری نہ بن جائے۔ بندہ کوئی نہیں، ڈاکٹر کوئی نہیں، حکیم کوئی نہیں، نشتر کالج والے نہیں، سول ہسپتال والے نہیں، کوئی سو روپے فیس والا نہیں، پانچ سو روپے فیس والا نہیں، کدو کی بیل اگ گئی۔ چاروں طرف لپٹ گئی، اب مدت گزر گئی، یونس نے کچھ کھایا نہیں، آواز آئی ہرنی جلدی آ میرے یونس کو دودھ پلا، پس وہ یونس کو دودھ پلاتی جاتی، چند دن گزر گئے وہ تندرست اور توانا ہو گئے۔

آزمائش پوری ہو گئی:

حکم ہوا اب واپس چلو، یونس علیہ السلام واپس آئے، جس نہر پر بچے گنوا دیئے تھے، چھاؤنی پڑی لوگ پڑے، انہوں نے سلام کیا۔ پوچھا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو جنگل میں۔

کہنے لگے: کوئی ہستی یہاں سے گزری تھی اس کا بچہ پانی میں بہہ گیا۔ ہم نے مچھلی پکڑنے کے لیے جال لگایا ہوا تھا، ذرا سہارا جال میں لگا، ہم نے سمجھا کہ مچھلی آ گئی، جال باہر نکالا تو بڑا خوب صورت بچہ آیا کسی کی امانت ہے، اس دن سے لے کر آج تک اسے لیے بیٹھے ہیں، ہم اللہ والے کی امانت کو لیے یہاں بیٹھے ہیں۔

فرمایا: میں ہی وہ تھا جس کا نظام، معاملہ اللہ سے بگڑ گیا تھا، اب ٹھیک ہو گیا۔ میرا رب مجھ سے راضی ہو گیا ہے۔ ایک بچہ مل گیا نہر پار کی تو وہاں بھی ایک چھاؤنی پڑی ہے، لوگ پڑے ہیں سرکاری آدمی۔ ایک بات اور بتا دوں اس زمانے میں سرکاری آدمی بڑے ایمان دار ہوں گے جو اتنے دن لیے پڑے رہے، ورنہ پھینک کر چلے جاتے، چلو میاں کون لیے بیٹھا رہے مصیبت خانہ۔

اللہ کے نبی نے جا کر ان سے پوچھا کہ تم یہاں کس لیے لیٹے پڑے ہو۔اس وقت تو تھے نہیں جب میں پانی سے گزر رہا تھا، کہ جی کیا بتائیں اللہ کا نیک بندہ ایک نبی یہاں سے گزرے ہیں ان کے بچے کو بھیڑیا اٹھا کر لے چلا تھا ہم نے بھیڑ دیئے کو مار دیا اور اس بچے کو چھڑا لیا، اس دن سے لے کر آج تک انتظار میں بیٹھے ہیں کب وہ آئے اور کب ان کا لخت جگر ان کے حوالے کریں۔

فرمایا: میں آ گیا ہوں، میرا بچہ ہے اور میرا ہی معاملہ میرے رب سے بگڑ گیا تھا۔اب یہ مجھے واپس کر دو، دنوں بچے مل گئے۔آگے چلے تو اسی درخت کے نیچے جہاں سے بیوی کو اٹھا کر لے گئے تھے، چھاؤنی پڑی ہے اور بیوی بیٹھی ہے، بیوی نے یونس علیہ السلام کو پہچان لیا اور کہا کہ ظالم مجھے لے گئے تھے اٹھا کر، انہوں نے برائی کا ارادہ کیا تو میں نے جھولی پھیلا کر اپنے رب سے دعا کی۔یا اللہ! تیری ناراضی تو ضرور ہے، لیکن میری آبرو بچا، میری عزت بچا، بس جتنے بھی یہ کمینے ارادہ کرنے والے تھے ان کے تمام کے بدن میں درد ہو گیا، لگے تڑپنے انہوں نے توبہ کی یہ میری حفاظت کر رہے ہیں۔

آج اللہ پاک نے آپ کو بھیج دیا ہے، اب میں آپ کی ہوں آپ میرے ہیں۔

ادھر پتا چلا کہ بادشاہ انتظار میں بیٹھا ہے وہ جو عذاب دکھائی دے گیا، اللہ نے چالیسویں دن عذاب دکھا بھی دیا تاکہ میرے نبی کی زبان کو مذاق نہ بنائیں۔

مگر قوم ہم سے اچھی تھی، بادشاہ بھی، وزیر بھی، کبیر بھی، امیر بھی، غریب بھی سارے سجدے میں پڑ گئے۔یا اللہ معاف کر دے، تو سچا، تیرا نبی سچا، ہم مان گئے۔

اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت ایوب علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيَنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ (ص)

وقال النبی ﷺ من احب سنتی عند فساد امتی فله اجر مئة شهید

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
گر ہو اسی میں خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

حضرات علما کرام معزز سامعین، محترم حاضرین!

تقریبا دو ماہ پہلے آپ کے اس علاقے شیر شاہ میں حاضری کا اتفاق ہوا تھا آپ حضرات کے ذوق شوق کی بناء پر پھر حاضر ہو گیا ہوں۔ بار بار آنے کا مطلب یہ نہیں کہ کسی سے غلط فائدہ اٹھانا مقصود ہے۔ بل کہ بات کچھ ایسی ہے:

ساقی میرے خلوص کی شدت کو دیکھنا
پھر آ گیا ہوں گردش دوراں کو ٹال کر

مولانا قاری عبدالرشید صاحب رحمانی، حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب عزیز دامت برکاتہم، اور یہ میرے ساتھی حافظ محمد ابراہیم صاحب شورش اکیڈمی والے اور عبدالسلام یہ تمام کے تمام بار بار مجھے اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ تو کراچی آ، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میرے جیسے معذور، مجبور آدمی کے لیے، جب ہم ملتان سے چلتے ہیں تو عمرے کا احرام باندھتے ہیں، آخر پاکستان کا مرکزی شہر ہے، جیتا جاگتا شہر ہے، ہونہار شہر ہے، ڈر بھی لگتا ہے کہ جیسے واپس بھی آ جائیں گے کہ نہیں۔ جیسے آپ زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے بڑے بڑے لگاتے ہیں ایسا نہ ہو کہ وقت آنے پر نوٹ گننے بیٹھ جائیں۔ اسی کو کہتا ہے:

قاتل تیرے نثار میرے چارہ ساز اے غم
لیکن تیری دوا، درد میں کوئی تاثیر بھی تو ہو

ہم تو یہی بات سوچتے ہیں کہ کب وہ وقت آئے گا کہ جو ہماری زبان ہو اور دل بھی وہی بن جائے جیسے دعویٰ ہو اور مدعی جو ہمارا نبی ﷺ اسی کے مطابق ہماری زندگی بن جائے۔ اور اب تو آپ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں کہ پرانے لوگوں نے سچ بولنا شروع کر دیا۔ اخبار میں آیا کہ تقسیم سے پہلے جو پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ، لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ کہ مرکزی لوگ نہیں تھے، بچے تھے، یہ بچوں کی بات تھی، میں ان کا اعتبار کروں یا ان قبر کے تیار ہونے والے کفن چوروں کا اعتبار کروں؟ معلوم نہیں آپ سچ بولتے ہیں یا پہلے سچ بولتے تھے۔ ہمیں پتہ ہی نہیں ہے۔

بہر حال ہم سب مسلمان ہیں۔ مسلمان رہیں گے، اور مسلمان بن کر مریں گے، ہماری کوشش یہ ہے کہ ہر وہ چیز ہمارے ملک میں نہ رہے، جو دین اسلام کے لیے خطرہ ہو، اسلام کا تو کچھ نہیں بگڑتا، ڈر یہ ہے کہ کہیں ہم نہ کافر بن کر مریں۔

قرب قیامت:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے، اولوگو! اس وقت سے بچنا، اس وقت کا خیال کرنا، صبح کو آدمی مومن ہوگا، شام کو موت آئی تو جنازہ کافر کا اٹھ رہا ہوگا۔

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے، اولوگو! اس معاشرے سے بچنے کی کوشش کرنا، ان حالات سے اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھنا، حالات اتنے بگڑ جائیں گے، ایمان والے، قرآن والے، پاگل بے وقوف سمجھیں جائیں گے، دو جہاں کے بدمعاش عقل مند تصور ہونے لگیں گے۔

انبیا علیہم السلام پر تکالیف:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے، اولوگو! ساری کائنات انسانی میں سب سے زیادہ مصائب جھیلنے والا، اللہ کے نام پر تکالیف اٹھانے والا، پریشانیاں اٹھانے والا، مشقتیں برداشت کرنے والا گروہ انبیا کرام علیہم السلام کا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جتنا اللہ کی راہ میں سارے نبیوں کو، سارے رسولوں کو، سارے پیغمبروں کو ستایا گیا ان تمام کے مقابلہ میں میں محمد رسول اللہ ﷺ کو زیادہ ستایا گیا۔

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے: اولوگو! میری زندگی پر غور کرو، میں نے کبھی دولت مندوں کا ساتھ نہ دیا، میں نے کبھی دولت مندوں کو اپنے قریب نہ آنے دیا، میں دولت کا متلاشی بن کر کے نہیں آیا، میں کبھی دنیا دار بن کر نہیں رہا، لہٰذا جو بھی میرے پاس آئے گا، اس کو فقر ودرویشی کے ساتھ زندگی گزارنی پڑے گی۔

ایشیا کا عظیم خطیب:

ہم نے اپنے اکابروں کو اسی طرح دیکھا۔ چناں چہ سادے حجروں، سادے مکانوں سے ان اللہ والوں کے جنازے اٹھ گئے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری سب کہہ دو رحمۃ اللہ علیہ، جس کے بارے میں شورش کہتا ہے:

خطیب اعظم عرب کا نغمہ عجم کی لے میں سنا رہا ہے
کہ جیسے کوثر پہ کوئی ساقی جام بھر بھر کر پلا رہا ہے

ساری عمر فقر و فاقہ میں، جیل میں، ریل میں، ساری زندگی یوں ہی گزار دی، اور ایک شعر فرمایا کرتے تھے شاہ جی مرحوم، یوں فرمایا:

رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن
مٹ ہی جائے گی اسے ستم گر تیری ہستی ایک دن

انبیا خدا کے نمائندے:

یہ دن ہمیشہ نہیں رہنے والے، یہ اپنے آپ کو پلٹیں گے۔ یہاں غریب امیر کی کوئی بات نہیں۔ مثل دیکھیں انبیا کرام علیہم السلام کا، جو خداوند عالم کے براہ راست نمائندہ ہیں، جو خدا کے پیغمبر ہیں، خداوند عالم نے جن کو اپنی ذات کے بعد اچھا سمجھ کر تاج نبوت اڑایا ہے۔ اور وہ اتنے پکے سچے ثابت ہوئے کہ کہیں کسی پیغمبر نے کبھی کسی رسول نے، کبھی کسی نبی نے درد کی وجہ سے، مصائب کی وجہ سے، آلام کی وجہ سے، حادثات کی وجہ سے، طوفانوں کی وجہ سے کبھی ہیرا پھیری نہیں کی۔

حالاں کہ قرآن کریم گواہ

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ (آل عمران: ۱۱۲)

ظالموں نے ایک ایک دن میں، ستر ستر نبیوں کی گردنیں کاٹ ماریں۔

بغیر حق، بغیر کسی وجہ

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ (آل عمران)

ایسے ظالموں کو میں کب معاف کروں گا۔

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ (آل عمران)

میرے انبیا کے خلاف کام کرنے والو، قتل کرنے والو، منصوبے بنانے والو، میرے نبیوں کو پتھر مارنے والو، میری نمائندوں کی پریشانی کا سبب بنے والو، میرے نبی کی راہ میں کانٹے بچھانے والو، میرے نبی کے سر مبارک پر چھت سے کوڑا کرکٹ پھینکنے والو، میں تمام منظر دیکھ رہا ہوں۔ وہ دن دور نہیں

"كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ" (السجدہ: ۲۶)

میں تمہیں ایسا کروں گا میرے نبی کے سامنے تو رسوا و ذلیل ہو کر مرو گے۔

تم نے میرے نبیوں کو بے وارث سمجھا ہے۔ ان کے پاس مادی طاقت نہیں اس لیے وہ میرا

نام لے کر آئے، میرا پیغام لے کر آئے، وہ میرا مشن لے کر آئے۔ وہ شرک سے نکال کر، وہ شرک کی دلدل سے نکال کر طوفان بدتمیزی سے نکال کر آئے خدا سے لوگوں کا رابطہ جوڑنے کے لیے ہیں۔اس لیے مارتے ہو۔

قرآن کریم نے سوال کیا ہے کہ بتاؤ نبیوں کا گناہ کیا ہے؟

کیا خطا کی ہے، کیا قصور کیا ہے؟

کس بنا پر تم انبیا کو مارتے رہے اور ان کو پریشان کرتے رہے، کسی کو معاف نہیں کیا۔ سیدنا خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا، موسیٰ کلیم اللہ کو مارا، کس نبی کو لوگوں نے بخشا ہے؟ جب بھی ان کی مرضی کے خلاف بات ہوئی، فوراً اکڑ جاتے تھے دیکھا ہے وہی پرانا گستاخ ہے، ان کو گستاخ کہا جاتا ہے۔

حضور ﷺ کا فاقہ:

تو جیسا کہ مدنی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی راہ میں مجھے بہت زیادہ ستایا گیا، اور شیر شاہ کراچی کے لوگو، اس سے بڑھ کر اور کیا ستایا جائے گا، اگر آج خدا کی قسم! تو اپنی بیگم کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا دیکھ لے، تیرا دم نکل جائے گا۔ اگر تو اپنے بچے کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا بھوک کی وجہ سے دیکھ لے، تو تیرا دم نکل جائے گا۔ اور یہاں حالات یہ ہیں، میرے نبی، تیرے نبی، چاند سورج ستاروں کے نبی، عرشیوں کے نبی، فرشیوں کے نبی، اور مالک کائنات کی قسم! نبیوں کے نبی، ایک نہیں دو نہیں، ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گواہ ہیں ایک ایک وقت میں بھوک کی وجہ سے محمد عربی ﷺ نے دو دو پتھر اپنے پیٹ پر باندھ کر خدا کا قرآن پڑھا، تم آج ہزاروں نعمتیں کھا کر قرآن کریم نہیں پڑھتے، ساری ساری رات کھڑے ہو کر مدنی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی۔ آواز آتی ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُزَّمِّلُ ۝١ قُمِ ٱلَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝٢ (المزمل)

اے کالی کملی اوڑھنے والے! رات کو اٹھو، کچھ دیر کا حصہ اٹھو، اے میرے محبوب! زبان تیری ہو، کلام میرا ہو، پچھلی رات ہو، تلاوت کرو پتھر بھی پگھل جائیں گے، کلام خدا ہو زبان مصطفیٰ ہو اور سننے والے پتھر بھی ہوں وہ بھی موم ہو سکتے ہیں۔

آج ہم نے نبی کی سیرت مقدسہ کو کیا معلوم ایک تاریخی حقیقت سمجھا ہے۔ جاؤ گنبد خضریٰ کے مکین سے جا کر پوچھ آؤ، کالی کملی والے! تیرا اس دین پر کیا خرچ ہوا تھا۔ خاندان نبوت کے ساتھ

کیا بنی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کیا بنی، تیرا نام لینے والوں کے ساتھ کیا بنی۔ اللہ پاک کی توحید کا پرچم لہرانے والوں کی جان کو ہم وقت اور ہمہ وقت کیا بنی۔ دنیا اپنے آپ کو بڑا ہوشیار سمجھتی ہے، انبیا کی محنت کا ذکر نہیں کرتے، اپنے آپ کو آگے لاتے ہیں، ہر وقت گھسیٹ کر، جب دیکھو اخبار میں آئے گا فلاں سر، فلاں سر، میں کہتا ہوں ان کے سر ہی سر ہیں پاؤں نہیں ہیں۔

دیوبند کے ہیرے:

ایک چیز پکا کر لے جاؤ آپ آج، جس کو انگریز نے سر کا لقب دیا انگریز کی مارکیٹ میں القاب سستے نہیں تھے۔

جس کو انگریز نے سر کا لقب دیا، سمجھ لو کہ اس نے قوم اور ملک سے غداری کی ہے یہ ایک واضح مثال ہے۔ یہ ایک علامت ہے، انگریز جو اپنی مارکیٹ سے پیشاب کا ایک قطرہ اٹھا کر دینے کے لیے لوگوں کو تیار نہ تھا وہ القابات سے نوازے؟

یہ علامت ہے اس بات کی یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے میموں کے تھوک چاٹے، یہ وہ ہیں جنہوں نے انگریز کے گھوڑوں کو خرارے کیے۔ اور ہماری کیا ہے، اور ہمارا کیا کرے گا کوئی، بقول بہادر شاہ مرحوم کہتا ہے:

پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلادیا
آہ دامن آباد نے سر شام اس کو بجھادیا

ہمارا کیا ہے ہم تو غلام ہیں مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے، ہم تو غلام ہیں مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے، ہم تو غلام ہیں شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے، ہم تو خاک چھاننے والے ہیں مولانا شیخ الہند کے، اور حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہا اللہ کے۔

اور میں یہ کہتا ہوں کہ اسلام، ایمان اور قرآن کے تحفظ کے لیے جو کام میرے اکابر نے کیا، وہ کوئی نہ کر سکا ہے نہ کر سکے گا۔

مناظر ہم نے پیدا کیے، مجاہد ہم نے پیدا کیے، مصنف ہم نے پیدا کیے، شب بیدار، عابد وزاہد ہم نے پیدا کیے، کوئی طبقہ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر زہد و تقویٰ میں مقابلہ کرائے تو دور کی بات نہیں، میں حضرت لاہوری کو سامنے لاؤں گا کہ یہ وہ اللہ والا ہے کہ جس نے ساری زندگی کسی بے نمازی کے ہاتھ کا ٹکڑا نہیں کھایا، اور آگے چلو گے میں پیر عبدالھادی دین پوری کو لاؤں گا۔

جس نے ساری عمر میں بے نماز کے ہاتھ کا پانی نہیں پیا۔ اگر تم اور آگے چلو گے تو میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو لاؤں گا۔ جو ساری عمر حج کے لیے اس واسطے نہ گیا کہ بیت اللہ جاؤں گا تو مجھے کالی کملی والے ﷺ کے گنبد خضری پر حاضری دینی پڑے گی اور فرمایا کرتے تھے اگر نانا نے پوچھ لیا عطاء اللہ شاہ ختم نبوت کا مسئلہ حل ہو گیا۔ تو جواب کیا دوں گا؟ اس کو کہتا ہے:

اس وادی کل کا ہر ذرہ خورشید جہاں کہلایا ہے
جو رند جہاں سے اٹھا ہے وہ پیر مغاں کہلایا ہے

آج بھی مقابلہ کر کے دیکھو، تم نقشبندی ہو، سہروردی ہو، قادری ہو، چشتی ہو، آؤ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کی خدمت میں بیٹھو، ہفتہ دو ہفتہ رہو، میرے پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر دیکھو، کالی کملی والے ﷺ کی سنت کی کس طرح تابع داری ہے؟ اور ہمارا تو ایک ہی موقف ہے اور یہی کہتا ہوں کہ

ہے عہد معبود اپنا اور نبی ﷺ خیر الوریٰ
شیخ بھی ہے قطب دوران میں تو اس قابل نہ تھا

بڑے بڑے ہیرے اللہ نے ہمیں دیئے ، بڑے بڑے جواہرات اللہ پاک نے عطا فرمائے۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ آج تک کانوں میں آواز گونجتی ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا ایک بات کہ ہر نبی نے، ہر پیغمبر نے، ہر رسول نے، ہر اللہ کے برگزیدہ بندے نے، ہر اللہ کے نمائندے نے جس جس کا تاج نبوت عرش سے آیا، جس کا فیصلہ لوح وقلم سے آیا، تو براہ راست خداوند عالم کا نمائندہ بنا، اس نے دنیا میں وہ دکھ اٹھائے، وہ پریشانیاں جھیلیں کہ آج اس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ انہوں نے جان بچانے کے لیے کبھی کوشش نہ کی۔

سیدنا ایوب علیہ السلام پر آزمائش:

انہیں مشہور انبیا میں سے سیدنا ایوب علیہ السلام کی ذات اقدس ہے، جنہوں نے ایک عرصے تک بادشاہت میں وقت گزارا، نعمتوں اور اللہ پاک کی بے شمار کریمیوں کے ساتھ وقت گزارا۔ خداوند عالم نے حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف فرمائی تو شیطان نے کہا اتنی بڑی بڑی نعمتیں ملی ہوئیں یہ شکر کیوں نہ ادا کرے۔ اگر نعمتیں چھن جائیں پھر ہم دیکھیں کہ پھر کیسے یاد کرتا ہے؟ چناں چہ حضرت ایوب علیہ السلام کو آزمائشی طور پر بیماری میں مبتلا کر دیا گیا۔ علما نے لکھا ہے کہ

جتنے بچے تھے، جتنی اولاد تھی، خاندان تھا، یک دم چھت گری تمام بچوں کا مغز ناک کے ذریعے بہہ کر نکل گیا۔ کتنی بڑی پریشانی آئی ہوگی، کہ اتنا بڑا دکھ پہنچا ہوگا سیدنا ایوب علیہ السلام کو۔

اور یہ وہ اللہ کا برگزیدہ بندہ ہے، یہ وہ نبی ہے کہ اسی برس تک، پلک جھپکنے کے برابر بھی خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوئے۔ آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اللہ جل شانہ کی یاد سے غفلت نہ برتی۔ کون ہے ہم میں سے جو یہ دعویٰ کرے اور سوچے کہ میری زندگی ساری اس طرح سے گزری ہے؟ اسی کو کہتا ہے کہ

ایک تڑپ سی دل میں اٹھی ہے
ایک درد جگر میں ہوتا ہے
ہم رات کو رویا کرتے ہیں
جب سارا عالم سوتا ہے

مصلے پر کھڑے ہو کر یاد آنے والے لوگوں کو مبارک ہو، قرآن کریم کہتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾ (الفرقان)

کامیاب ہیں وہ لوگ جن کی راتیں سجدوں اور قیام میں بیت جاتی ہیں۔ آہ وفغاں میں چلی جاتی ہیں، رو رو کر گزار دیتے ہیں۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾ (السجدہ)

بستروں سے اٹھ کر مصلے پر کھڑے ہو کر رونے والو! تمہیں مبارک ہو، کل قیامت میں دنیا روئے گی، تم مسکراؤ گے۔ دنیا تباہی میں پھنسے گی، تم خوش اسلوبی کے ساتھ بیٹھو گے، تمہیں عرش عظیم کے سائے میں جگہ ملے گی۔

بے شمار انبیا کرام علیہم السلام نے دکھ اٹھائے، اللہ کی توحید کا پیغام پہنچایا، اور فرمایا کرتے تھے:

لا اسئلکم علیہ اجرا، ان اجری الا علی اللہ

اے لوگو! نبی کی زبان سے خدا کا کلام سنو، ہم تجھ سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتے، کچھ نہیں مانگتے، ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔ ہمیں اللہ کی رضا چاہیے، اللہ کی خوشنودی چاہیے، اس کی رحمت میں سایہ چاہیے، تم سے ہم کچھ نہیں مانگتے۔

چناں چہ جب ایوب علیہ السلام کو پریشانیوں میں مبتلا کر دیا۔ بیماری آئی اور اتنی سخت بیماری آئی، سارا بدن گل گیا، اور ایک دو دن کے لیے نہیں، اٹھارہ برس گئے اسی طرح، اٹھارہ سال آج اگر کوئی

ماں باپ ہسپتال میں بیمار پڑ جائے تو فوراً آجاتے ہیں جمعہ میں، قاری صاحب ذرا دعا کر دینا، ابا جان بیمار ہیں، اللہ پاک ادھر کر دے یا ادھر کر دے، اور اچھا کرو اور بنگلہ کر دو اولاد کو، دعا منگوا رہے ہیں مولویوں سے، ادھر کا نام تو ویسے ہی لیا، شرم کے مارے، اصل مقصد تو ادھر ہی پہنچانا ہے۔

لطیفہ:

اگلے دن میں ملتان شہر میں چوک سے بازار سے گزرتا ہوا ایک کفن والے کی دوکان پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا: یار آج کل بھاؤ کیا ہے؟ کہنے لگا کس کا؟ میں نے کہا: کفن کا۔ کہنے لگا: کئی قسمیں ہیں، میں نے کہا یہ بھی کوئی جہیز ہے؟ قسمیں؟ کہنے لگا: کئی قسمیں ہیں، کئی سو کا بھی ہے، سستا بھی ہے، میں نے کہا کہ وہ کس اعتبار سے؟ کہنے لگا: کہ کپڑے کے اعتبار سے؟ میں نے کہا: ہلکا کپڑے بھی لوگ ڈالتے ہیں، کہنے لگا: کہ یہ جتنے بڑے بڑے لوگ ہیں بل کہ اس نے میرے ہاتھ میں کپڑا دیا۔ یوں ہی مٹی چھن جائے، میں بڑا خوش ہوا کہ یہ جتنے بڑے بڑے امیر لوگ ہیں ان کو ایسا ہی کفن ملے تو اچھا ہے، ادھر مٹی تشریف لا رہی ہے، ادھر پہنچ رہی ہو، ساری عمر دولت اکٹھی کی، نہ دن دیکھا، نہ رات دیکھی، نہ صبح دیکھی، نہ شام دیکھی، اسی کو کہتا ہے:

دو دن کی زندگی پر نہ اتنا اچھل کر چل
یہ راستہ ہی چل چلوں کا ہے ذرا سنبھل کر چل

اے بے عقل! یہ دنیا تو کسی کی نہ بنی، تیری کیسے بن جائے گی، ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ گئے اور سب کچھ چھوڑ کر گئے۔

آزمائش ہی آزمائش:

سیدنا ایوب علیہ السلام کی ذات اقدس ہے بیمار ہیں ایک دو دن کی بات نہیں، اٹھارہ سال بیمار رہے، اللہ پاک جل شانہ نے فرمایا: میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس قرآن کریم میں، مقدس کتاب میں، یہ خدا کا کلام ہے، اس میں ذکر تو تو کر میرے ایوب علیہ السلام کے صبر کا، فرمایا:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ (ص:۴۱)

کالی کملی والے، کلام خدا ہو، زبان مصطفیٰ ہو، ذکر صبر ایوب علیہ السلام ہو، پڑھنے والوں کو، سننے والوں کو مزہ آئے گا۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ (ص:۴۱)

ذکر کرو کتاب مقدس میں، میرے پیارے ایوب علیہ السلام کا، اتنا ضبط اتنا صبر، اتنا تحمل، اتنی بردباری، اتنا استقلال، اتنی جرأت، اتنی برا پیمانہ صبر لبریز نہ ہونے دینا، جب کوئی کیڑا اگر چلتا تھا تو پکڑ کر رکھ لیا کرتے تھے، تیری غذا ادھر موجود ہے، چلا کدھر ہے سارا بدن زخمی، زبان ذکر کرتی ہے۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کی سگی پوتی حضرت ایوب علیہ السلام کے نکاح میں ہے۔ علما نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں اس وقت میں حضرت رحمت علیہا السلام کے مقابلے کی پوری دنیا کی حسینہ کوئی نہ تھی، خوب صورت کوئی نہ تھی، انبیا کرام علیہم السلام کی گھر والیوں کا نرالہ مقام ہے، خدا کو جب محبوب کی گھر والی پر پیار آیا اور اس کے خوش انتظام کو دیکھا اور اس کی اداؤں کو پروردگار عالم نے پسند فرمایا تو یوں فرمادیا: اے صدیق کی بیٹی! اے صدیقہ! آ جا جس بستر میں تیرا اور محبوب کا بسیرا ہے۔ میں اس بستر والے حجرے کو ایسی جگہ بنا دوں کہ عرش عظیم سے بھی بازی لے جائے۔

تو حضرت رحمت علیہا السلام پریشانیوں سے دو چار ہیں۔ معلوم یہ ہوا کہ عورت کے اعتبار سے بھی نرالی تھیں، سیرت کے اعتبار سے بھی نرالی تھیں، حسینہ بھی ایک پیغمبر کی پوتی ہے۔ اور ایک پیغمبر کی گھر والی ہے، اور حالت یہ ہے کہ بیس بیس میل جا کر لوگوں کے پانی کے گھڑے کندھوں پر اٹھا کر مزدوری کرتی ہے۔

شیطان اگلے دن گھروں میں جا کر للکارتا ہے اس سے پانی نہ منگواؤ، اس کا خاوند کوڑھی ہے، وہ ہاتھ تمہارے برتنوں کو لگاتی ہے، تم سارے کوڑھی ہو جاؤ گے، حضرت رحمت علیہا السلام جاتی ہے، وہ عورتیں مرد، دھکے دے کر پیغمبر کی گھر والی کو نکال دیتے ہیں۔

ایک دو دن کی بات نہیں، سال دو سال کی بات نہیں، پریشانی کے عالم میں وقت گزر رہا ہے۔ بستی والوں نے مجبور کر دیا، گاؤں والوں نے مجبور کر دیا اور رحمت اس بیمار کو اٹھا جنگل میں لے جا، تو سارے گاؤں کا بیڑا غرق کرے گی، سارا گاؤں برباد ہو جائے گا، سارا جسم گل گیا، اسے اٹھا کر لے جا۔

حضرت رحمت روتی ہے کہ کیسے اٹھاؤں؟ سارے بدن پر انگلی رکھنے کی گنجائش نہیں، عورت زات ہوں اٹھاؤں کیسے؟

علما کرام نے لکھا ہے کہ ملائکہ آئے اور انہوں نے کہا رحمت اٹھا، کہا کیسے اٹھاؤں میں اکیلی؟ تو فرمایا کہ عرش عظیم کے اٹھانے والے فرشتے بھی کہتے تھے کہ ہم نہیں اٹھا سکتے اس عرش عظیم کے وزن کو، تو اللہ پاک نے فرمایا فرشتو!

لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھو، تم اٹھا سکو گے۔

توفرشتوں نے جب یہ پڑھا تو انہوں نے عرش عظیم اٹھالیا۔

رحمت تو بھی لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ پھر ایوب کو اٹھا سکے گی۔

چناں چہ حضرت رحمت نے یہی پڑھا، تم جیسا ہوتا تو کہتا کہ واہ جی واہ یہ تو ہم جب پڑھتے ہیں جب شیطان آئے۔

کئی کو لا حول ولا قوۃ الا باللہ بھی نہیں آتا، غلط پڑھتے ہیں۔

بڑے سیانے ہیں بسوں میں، ویگنوں میں، گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے ہوں گے تو بات کریں گے درمیان میں انگریزی بولیں گے، تاکہ پتہ چل جائے انگریز کا تخم ہے کوشش کرتا ہے۔کلمہ نہیں آتا، قرآن اور حدیث تمہیں لڑتی ہے، اپنی مادری زبان استعمال کرو، کوشش کرتے ہیں لوگ اپنے آپ کو انگریز بنانے کی۔شکل بھی انگریزی، لباس بھی انگریزی، چال ڈھال بھی انگریزی۔

کبھی کبھی آپ صبح کو دیکھا کریں جب یہ کپڑے پہن کر نکلتے ہیں سوٹ بوٹ اور میک اپ کر کے گھر سے نکلتے ہیں تو چال دیکھنے والی ہوتی ہے۔چھوٹے چھوٹے قدم جیسے سندھی گدھا لدھا ہوا چلتا ہے، ساری چیزیں ان کی نرالی اور ہر زمانے میں انہوں نے مسلمانوں کو داغا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی گھر والی اٹھا کر جنگل میں لے آئی تنکوں کی جھونپڑی بنائی، اس میں رکھا ہے ایوب علیہ السلام کو، مزدوری کر کے ٹکڑے لاتی ہے۔ پانی میں بھگو بھگو کر کھلاتی ہے، اپنے خاوند کو، ایک دن ایوب علیہ السلام نے فرمادیا رحمت! کب تک میرے ساتھ دھکے کھائے گی، کب تک پریشان پھرے گی، کب تک مصیبت اٹھائے گی، نہ جانے کب تک میرا امتحان ہے، کب تک میرے رب العالمین کا یوں حکم ہے۔تو چلی جا، میں تجھے آزاد کر دیتا ہوں، اپنے ماں باپ کے ہاں چلی جا۔حضرت رحمت رونے لگی اور فرمانے لگی، اے اللہ والے! میری، تیری خوشی خرامی کے دن کتنے گزرے؟ ایوب علیہ السلام نے فرمایا: اسی سال۔تو کہنے لگی: اے اللہ کے نبی! ایک بات بتا کل قیامت کا دن ہوگا، اللہ کی عدالت لگے گی، اس نے مجھے اس وقت پوچھ لیا، اے رحمت! جب تک بادشاہت رہی تو رانی بنی رہی، اور جب آزمائش آئی تو چھوڑ کر چلی گئی۔اس وقت کا جواب بتاؤ میں کیا جواب دوں گی۔میرا دم نکل سکتا ہے، ایوب علیہ السلام میں تیرے ساتھ بے وفائی کرنے کو تیار نہیں۔

غور کریں: کیا یہی طریقہ کار ہے جو ہم نے اپنایا ہوا ہے؟

پرواہ ہی نہیں کرتے خاوندوں کی، رحمت رات دن دکھ اٹھاتی ہے، چکی پیس پیس کر ہاتھوں کی کھال اتر گئی، پریشان حال، ایک عرصہ بیت چکا تھا، حضرت رحمت اسی طرح آتی جاتی ہے، پریشانی کے عالم میں وقت گزر رہا ہے۔

شیطان کے بہکانے کے انداز:

شیطان ملا، لمبا چوڑا لباس پہن رکھا ہے، بابا جی کی شکل میں ملا، یاد رکھو! جب بھی شیطان آئے گا شرک لے کر آئے گا، شکل بابا جی کی ہوگی۔

مولانا جلال الدین رومی سب کہہ دو رحمۃ اللہ علیہ، بڑی عجیب بات لکھتے ہیں کہ ایک درخت کے نیچے ایک صوفی صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ چڑا چڑیا وہاں آ کر دونوں بیٹھ گئے، اس کی چادر پر بیٹھ گئے، چڑی تو بھاگ گئی چڑا ہاتھ لگ گیا۔ وہ اسے پکڑ کر کھا گیا، مولانا نے لکھا ہے کہ چڑیا نے جا کر دعویٰ کر دیا کہ اس نے میرے مرد کو مارا ہے۔ طلبی ہوئی کہ تم نے ایک چڑیا کو بیوہ کر دیا۔

تو کہا گیا کہ پیسے لے لو، اس نے کہا کہ نہیں، کہ دو چڑے کے پیسے لے لو، کہا کہ نہیں چار چڑوں کی قیمت لے لو اس نے کہا نہیں، نہ بھوکی ہوں، نہ مسکین ہوں، نہ پیسے لینے آئی ہوں، ایک درخواست ہے میری کہ صوفی صاحب سے کہو اگر شکار کرنا ہے تو شکل یہ نہ بنائے۔ اگر شکار کرنا ہے تو پھر شکل شکاریوں کی بنائے او شکل بنائے شیخوں والی، صوفیوں والی اور مار دیا میرے چڑے کو۔

بابا جی بن کر آیا شیطان، اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب یہ کسی کو پھنسانا چاہتے ہیں تو پاس سے گزرتے ہیں، یوں کرتے ہوئے، ہوں! ہوں! گزرا وہاں سے، حضرت رحمت نے یوں دیکھا بابا جی کیا حال ہے؟ کہا: تو بتا تیرا کیا حال ہے؟ میرا حال کیا ہے، سنا ہے کہ تیرا خاوند بڑا بیمار ہے، جی بیمار ہے، کوئی دعا کرو، کتنا عرصہ گزر گیا۔ کہا: اٹھارہ سال کے قریب ہو گئے، رات دن پریشان ہوں، ہر وقت دعا بھی کرتی ہوں، نہ جانے اس مالک کائنات کو کیا منظور ہے، دعا کرو کوئی۔

کہنے لگا کہ دعا تو بابا کرے گا تو نے بابا جی کی بات نہیں ماننی، پکی کر رہا ہے، تو بابے کا کہنا نہیں مانے گی۔

اس نے کہا کہ نہیں جی، مانوں گی کیسے نہیں؟ بتاؤ کیا حکم ہے، کیا ترکیب ہے۔

کہنے لگا: بات سن ایک بکرا لا، پھر؟ بکرا لا کر یہاں چوراہے میں، جہاں چار راستے ہوں، جیسے تمہاری کراچی کی چو برجی ہے، چورنگی پر لا کر بکرے کو ذبح کرو، جو وہاں سے گزرے گا،

کوڑھ سے لگ جائے گا، تیرا خاوند بچ جائے گا، شیطانی عقیدہ سکھایا کہ اپنے سے اتار کر اور پر چڑھاؤ۔ حالاں کہ قرآن کریم کہتا ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ (الشوریٰ)

کوئی مصیبت نہیں آئی، مگر تمہارے ہاتھوں کے کرتوت ہوئی ہے۔

اللہ پاک کی طرف سے وحی آتی ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ

اللہ کی طرف سے مصیبت بھی، راحت بھی، آرام بھی، الا باذن اللہ، اللہ کے امر سے مصیبتیں آتی ہیں، تکلیف دینے والا، دور کرنے والا، اس کے سوا کوئی نہیں، اس نے کہا کہ ضرور کر دے جا کر یہ کام۔ تیری جان بچ جائے گی، دیکھ تیرا چمڑا ادھڑ گیا کاندھے کا، ہاتھوں کی کھال اتر گئی، پیروں میں چھالے پڑ گئے، رات دن دھکے کھاتی پھرتی ہے، تو میرا یہ کہنا پورا کر کے تو دیکھ۔

حضرت رحمت عورت ذات پریشان حال، اٹھارہ سال ہو گئے مار کھاتے، دھکے کھاتے ہوئے، جنگل میں اکیلے لیے بیٹھی ہے، آئی ہے اور خوشی خوشی حضرت ایوب علیہ السلام سے ذکر کیا۔ کہنے لگی: اللہ کے نبی آج ایک بابا جی ملے تھے۔ فرمایا: کیا نشانی تھی؟ جی چوغا بڑا لمبا تھا، ہاتھ میں ڈنڈا تھا، تسبیح تھی، تسبیح نہیں تسبحہ تسبیل، او اللہ اللہ کرنے کے لیے تو چھوٹی سی کافی ہے، لوگوں کو رگڑنے کے لیے تو تسبحہ چاہیے۔

تم کون سی چھوٹی چھری سے ذبح ہونے والے ہو؟ تمہارے لیے تو بڑا لانا پڑے گا۔ اب ایک اور نکلا ہے، وہ جیسے کمپیوٹر سسٹم نہیں ہوتا، یوں کٹک، کٹک، گاڑی میں بیٹھے ہوئے کٹک کٹک، میں نے کہا جی کیا ہو رہا ہے کسی چیز پر خراش کر رہے ہو، کہنے لگا اللہ اللہ کر رہا ہوں، میں نے کہا: اچھا۔

حضرت ایوب علیہ السلام شرک سے بے زار:

اللہ کے نبی کے سامنے بات کی تو اللہ کے نبی نے پوچھا: بابا جی کی علامت، نشانیاں اس نے کہا: لمبا کرتا تھا یہ تھا اور وہ تھا۔ اور میرے پاس سے گزرے تو یوں کر کے گزرے، اوہو! اوہو! میں نے پوچھا: تو انہوں نے ایک دوا بتائی ہے۔ کیا؟ کہ یہ دوا بتائی ہے کہ بکرا ذبح کر کے چوراہے میں پھینک دو، چورنگی پر پھینک دو، تا کہ کسی کو بیماری لگ جائے گی اور تیرے خاوند کی

بیماری ہٹ جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ تیرا کیا ارادہ ہے؟

کہنے لگی کہ میرا دل تو کرتا ہے کہ تم بھی شفا پا جاؤ۔ میری بھی جان چھوٹ جائے، کر گزروں۔

اللہ غنی، اللہ پاک کے پیغمبر کو اس حالت میں کہ سارا بدن کیڑوں نے کھا کر ختم کر دیا بیماری ہے، پریشانی ہے، اٹھارہ سال کی طوالت ہوگئی، اتنا لمبا عرصہ گزر گیا اور ایوب علیہ السلام پیغمبر ہے، نبی ہے، فرمانے لگے: ٹھیک تو میری گھر والی ہے، تو میری رفیقہ حیات ہے، تجھے اٹھارہ برس گزر گئے، خاک چھانتے ہوئے، چکی چلاتے ہوئے، لوگوں کو پانی پلاتے ہو، میری خدمت کرتے ہوئے، لیکن یاد رکھ! تم نے میرے سامنے شرک کی بات کیوں کی؟ اگر میں تندرست ہوگیا میں تجھے سو لاٹھیاں ماروں گا۔

یہ نہ سوچا کہ اتنی بڑی خدمت گزار، اتنا عرصہ ہوگیا، دھکے کھا کھا کر، ٹکڑے لا لا کر اپنے ہاتھ سے منہ میں ڈالتی ہے، اگر ایک بات منہ سے کر دی تو کہتے نہ نہ یوں نہ کرنا گناہ ہے شرک ہے۔

فرمایا: کہ پیغمبر کی گھر والی ہو اور شرک اس کے منہ سے نکلے، میں پیغمبر معاف نہیں کروں گا، جس دن تندرست ہوگیا، مجھے رب کائنات کی قسم ہے! سو لاٹھیاں تیرے ضرور ماروں گا۔

اور جب یہ وقت آیا تو حضرت ایوب علیہ السلام روئے، اللہ العالمین تیری طرف سے بیماری آئی، دکھ آیا، پریشانی کی کوئی بات نہیں۔

اے میرے مالک، شیطان نے میرے گھر میں داؤ لگانا شروع کر دیا، میری گھر والی کو شرک کی پٹی پڑھانی شروع کر دی۔ اے میرے معبود! اب تو کرم کر دے۔

رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ﴿۸۳﴾ (الانبیاء)

تو بڑا کریم ہے، تو بڑا رحیم ہے، مالک میرے، میرے گھر کو بچا، میری گھر والی کو بچا، مجھے بھی بچا، بیماری میں، میں نہیں گھبراتا، شرک سے گھبراتا ہوں۔ نبی کے گھر میں شرک کی بات نہ آجائے، میری تمام زندگی برباد ہو جائے گی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی پکار:

قرآن کریم میں آگیا: وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ م (ص:۴۱)

کالی کملی والے، سب کہہ دو ﷺ، اپنی کتاب مقدس میں، قرآن کریم میں، ذکر کرو ایوب جیسے صابر کا۔

اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ (ص)

اللہ کے نبی، اللہ کے نبی نے جھولی پھیلادی، دامن پھیلادیا، مالک کائنات کا دروازہ کھٹکھٹادیا۔

رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۸۳﴾ (الانبیاء)

اے کریم ذات، اے رحیم ذات، اے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے، کرم فرمادے، رحم فرمادے، بندہ نوازی فرمادے، تو میرا داتا ہے، میں تیرا بندہ ہوں کرم کردے، میری گھر والی تو شرک کی پٹی پڑھانی شروع کردی ہے، میرے گھر کو بچالے، بچالے۔

حضرت ایوب علیہ السلام پھر جوان ہوگئے:

آواز آئی میرے ایوب علیہ السلام نے جب مجھے پکارا ہے، تو پھر ڈاکٹروں کی ضرورت نہیں ہیں، طبیبوں کی حاجت نہیں، حکیموں کی ضرورت نہیں، دوا کی ضرورت نہیں، کچھ کرانے کی ضرورت نہیں۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ، یہ زخمی پیر یہاں لیٹے لیٹے ذرا زمین میں تو مارو، زخمی پیر جس پر کھال نہیں، گوشت نہیں، ہڈی نکلی ہوئی ہے، فرمایا: کہ زمین پر ذراسی رگڑ لگانا تیرا کام ہوگا اور چشمہ جاری میں کروں گا۔ فرمایا:

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ (ص)

یوں ابل کر پانی اوپر آگیا۔

فرمایا: میرے ایوب، اس پانی میں سے کچھ پی لو اور کچھ میں نہالو، غسل کرلو، ایوب نے پیا اور غسل کیا، تو جیسے جوانی میں پہلے خوب صورت پیغمبر تھے اسی طرح اللہ پاک نے پھر بنادیا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ جب ایوب علیہ السلام نے یہ دعا مانگی، اور یہ واقعہ پیش آیا حضرت رحمت موجود نہ تھی، جب واپس آئی تو جھونپڑی کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا۔ بند کر کے جاتی تھی کہ کوئی جانور آکر نہ ستائے، اللہ کے ہاں باز پرس ہوگی، دروازہ بند کر کے جاتی تھی، دروازے پر نگاہ پڑی تو دروازہ کھلا ہوتا ہے، رونے بیٹھ گئی۔ یا اللہ مجھے معاف کردے کوتاہی ہوئی، غفلت ہوئی، اپنے لیے نہیں گئی، ان کے لیے گئی، میرا بس نہیں تھا، یا اللہ! کوئی جانور نہ لے گیا ہو۔ تو حضرت ایوب علیہ السلام کو جوانی اور صاف شفاف بدن، خوب صورت بیٹھا ہوا دیکھ کر حضرت رحمت پیٹھ پھیر کر بیٹھ گئی۔ رونے لگی: یا اللہ! میرا ایوب کہاں ہے؟ میرا وہ ایوب کہاں ہے؟ جس کی خدمت کرتے کرتے میرا

چمڑا ادھڑ گیا، میرے پاؤں کی کھال اتر گئی، وہ کہاں ہے؟ حضرت ایوب علیہ السلام سامنے آئے، میں ہوں اللہ والی، رو نہ رب نے سب کرم کر دیا، اللہ نے رحم کر دیا، اللہ نے فضل فرمایا، اللہ پاک نے بندہ نوازی فرمائی۔ فرمایا میں ہوں وہ ایوب، سجدہ شکر ادا کیا۔ اب یاد ہے جو نبی نے قسم کھائی تھی، ہاں! ایک ہے ہمارے وعدے بچوں کے ذمے لگا دیتے ہیں کہ بچے کہتے تھے۔

لطیفہ:

ایک آدمی کھجور پر چڑھ گیا کمند باندکر، رسی ٹوٹ گئی، نیچے دیکھا تو جہنم نظر آئی، بڑا دور فاصلہ، کہنے لگا کہ یا اللہ! اگر صحیح سالم نیچے اتر جاؤں تو سو روپیہ صدقہ کروں گا، تھوڑا سا نیچے آیا تو کہتا ہے نوے دوں گا، تھوڑا سا نیچے آیا تو اسی دوں گا اور نیچے کو آیا تو ستر دوں گا، ساٹھ دوں گا، پچاس دوں گا، چالیس دوں گا، تیس دوں گا، بیس دوں گا، نیچے اتر کر چھلانگ لگا کر کہتا ہے کچھ نہیں دیتا۔ میں خود اترا ہوں مجھے کسی نے اتارا ہے؟

حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم پوری کی:

ہمارے تو وعدے بھی ایسے ہیں، مگر اللہ کے پاک پیغمبر کو اپنی قسم یاد ہے۔ فرمایا: رحمت طاقت ور ہو جا، میں پیغمبر اپنی قسم پوری کروں گا۔ ہمارے ہاں قسموں کی کیا قیمت ہے جتنی چاہے قسمیں اٹھوا لو! ہر وقت ہر قسم کھانے کو تیار ہیں، جھوٹ بولنے کو تیار ہیں، حضرت رحمت تھر تھر کانپنے لگی، یا اللہ! تیرے پیغمبر کی پوتی ہوں، تیرے پیغمبر کی گھر والی ہوں، اتنی مدت میں نے تکلیف اٹھائی ہے تو ہی میری حفاظت فرما۔

اور علما نے لکھا ہے کہ حضرت رحمت نے یہ نہیں کہا کہ آپ نبی ہو کر اپنی قسم پوری نہ کریں، جانتی تھی کہ نبی اور ہیرا پھیری نہیں ہو سکتی۔

اگر ہیرا پھیری ہو تو ہمارے زمانے میں بننے والا نبی کرے گا۔

اور جیسے غلام احمد قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے کہ میں امام مہدی ہوں، حالاں کہ یہ بات بھی غلط، امام مہدی کی ماں کا نام اماں آمنہ ہوگا، اور اس کی ماں کا نام گھسیٹو ہے۔

حضرت رحمت نے بھی کوئی زور نہیں دیا جانتی جو تھی کہ ہوگا۔ مگر آواز آئی:

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ (ص: ۴۴)

اے میرے صابر ایوب! رحمت نے تمہاری بڑی خدمت کی ہے، بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں،

بڑی تکالیف اٹھا کر کے تیری خدمت کی ہے۔ اگر اس نے ایک بات میری توحید کے خلاف کردی تو کوئی بات نہیں، اور اگر آپ کی قسم بھی پوری نہ کراؤں تو لوگ کہا کریں گے۔ نبی قسم میں ہیرا پھیری کر جاتے ہیں۔

اے میرے ایوب! سو تنکے والے جھاڑو لے کر میری رحمت کی کمر میں ایک مرتبہ مار دے۔ اس کی جان بچ جائے گی، تیری قسم پوری ہو جائے گی۔

تم میں سے تو کسی نے ارادہ نہیں کرلیا کہ میں اپنی گھر والی کو جھاڑو ماروں گا۔ ذرا مار کر تو دیکھنا پھر روٹی تنور پر کھانی پڑے گی، جھاڑو ہی سہی۔

پیغمبر کی اللہ پاک نے قسم پوری کروائی۔ فرمایا:

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۗ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۗ نِعْمَ الْعَبْدُ ۗ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ (ص)

اللہ نے فرمایا کہ میرا بہترین بندہ تھا، صابر وشاکر بندہ تھا۔

اٹھارہ سال بیماری میں رہنے کے بعد بھی کبھی شکایت نہیں کی، جرح نہیں کی، اللہ پاک کی عظمت کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائی، تو جب تندرست ہو گئے اور یہ ساری باتیں ہو گئیں۔

اب عورت زات ہے حضرت رحمت فرمانے لگی: میرے ایوب! آج وہ سارے بچے یاد آ گئے، جو ہمارے بچے تھے کہ کس طرح وہ دنیا سے رخصت ہوئے۔

فرمایا: رحمت! مردوں کو زندہ کرنے پر میں قادر نہیں۔

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ (آل عمران)

میرے یہاں کون سی دیر ہے، پھر قرآن نے فرمایا:

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا (ص: ۴۳)

میں نے ان کی آل کو بھی لوٹا دیا، زیادہ بنا کر لوٹایا کس طرح۔ رحمۃ منا، اپنی رحمت سے۔

وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ. عقل مندوں کے لیے یہ تمام واقعات ہیں۔ ہزاروں انبیا علیہم السلام کے واقعات قرآن کریم میں موجود ہیں، قصص موجود ہیں، یوسف علیہ السلام ہوں، موسیٰ علیہ السلام ہوں، ابراہیم علیہ السلام ہوں، فرمایا کہ ان انبیا جو خاص خاص ہیں، جو قرآن کریم میں نقل فرماتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اے مدنی کریم ﷺ کے امتیو، ان پیغمبروں نے دکھ اٹھا کر کے بھی میری توحید کو نہ چھوڑا، میری یکتائی کو نہ چھوڑا، میری مشکل کشائی میں کسی کو نہ لائے، میری حاجت روائی کو کسی میں نہ لائے، لہٰذا تم بھی نہ لایا کرو، اسی پر تمہاری کامیاب کا انحصار ہے اور مدار ہے۔
اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

پیدائش حضرت موسیٰ علیہ السلام

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَلَا نَظِيۡرَ لَهٗ وَلَا مِثۡلَ لَهٗ وَلَا مُعِيۡنَ لَهٗ وَلَا وَزِيۡرَ لَهٗ وَلَا مُشِيۡرَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيۡعَنَا وَهَادِيۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَرۡسَلَهٗ بِالۡحَقِّ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا. وَاَصۡحَابِهٖ وَاَزۡوَاجِهٖ وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ. تَسۡلِيۡمًا كَثِيۡرًا كَثِيۡرًا ۝

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۝ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ وَاَوۡحَيۡنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوۡسٰٓى اَنۡ اَرۡضِعِيۡهِ ۚ فَاِذَا خِفۡتِ عَلَيۡهِ فَاَلۡقِيۡهِ فِى الۡيَمِّ وَلَا تَخَافِىۡ وَلَا تَحۡزَنِىۡ ۚ اِنَّا رَآدُّوۡهُ اِلَيۡكِ وَجَاعِلُوۡهُ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝۷ (القصص)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَلِيُّ الۡعَظِيۡمُ ۝ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِيُّ الۡكَرِيۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيۡنَ وَالشّٰكِرِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيۡتَ عَلٰٓى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰٓى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ ۝

قرآن کریم کی یہ آیات سورۃ قصص کی پہلے رکوع کی چند آیات ہیں، پروردگار عالم نے قرآن میں، حضرات انبیا علیہم السلام کے قصص اور واقعات کو تفصیل سے ذکر فرمایا، اور منشاء خداوند یہ معلوم ہوتی ہے کہ انبیا کی صداقت، ان کی دیانت، ان کی شرافت، ان کی مظلومانہ

زندگی، ان کی حق گوئی، باطل سے ٹکرانا، مصائب وآلام سے دوچار ہونا، حوادثات کے تھپیڑ کھا کر بھی ثابت قدم رہنا۔قرآن کریم جا بجا یہ بیان فرماتا ہے۔

عظمت کلیم اللہ:

چناں چہ ان برگزیدہ اور جلیل القدر پیغمبروں میں سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ذات اقدس ہے، یہ اتنا اللہ کا جلیل القدر پیغمبر ہے کہ اللہ پاک جل شانہ خود ہم کلام ہوا کرتے تھے، یعنی موسیٰ علیہ السلام سے اللہ پاک کلام فرمایا کرتے تھے۔ اس پیغمبر کی کتنی بڑی شان ہوگی، کتنی بڑی عظمت ہوگی، وہ کتنی بڑی شان کا مالک ہوگا کہ جس سے خدا نے براہ راست گفتگو فرمائی۔

تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آسکتی، کہ تمہاری سمجھ میں وزارت آتی ہے، صدارت آتی ہے، صدر جس سے ملے، وزیر اعظم جس سے ملے وہ بڑا، اس لیے ہم دنیا دار بندے ہیں، ہماری نظروں میں صرف دنیا کی حقیقت ہے۔

سیدنا آدم علیہ اسلام دین دار بندے ہیں، ہماری نظروں میں حقیقت صرف دنیا کی ہے، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد عربی ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیا کا جو سلسلہ ہے یہ سارے کا سارا ایسے برگزیدہ بندوں کا ہے جنھوں نے اپنے رب کے نام پر بڑی مار کھائی۔

اور یہ غریب وہ نبی ہے جس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی مار شروع تھی، موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون تھا، جس کو نجومیوں نے خبر دی کہ تیری حکومت میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے، جو تیری حکومت کو ختم کرے گا۔ وہ ظالم اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا، خدا بنا ہوا تھا۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى میں بڑا رب ہوں۔

معاف رکھنا فرعون اگر کہے کہ میں تمہارا رب ہوں وہ تو کافر، اور اگر آج کوئی کہے کہ میں تمہیں پالتا ہوں، میں تمہیں کھلاتا ہوں، میں تمہیں مارتا ہوں، میں زندہ رکھتا ہوں، تم میرے سہارے جی رہے ہو، وہ فرعون چھوڑ کر فرعون کا باپ نہیں؟

ہزاروں آدمی ایسے ملیں گے جن کے دلوں میں یہ خیال ہے کہ فلاں آدمی میرے سہارے زندہ ہے، فلاں آدمی میرے سہارے زندہ ہے، اور بعض بدبخت ایسے ہیں وہ کہتے ہیں اسلام اور ایمان کو کہ ہم ہیں تو اسلام ہے، ہم نہیں تو اسلام نہیں، بے شمار ایسے لوگ پھرتے ہیں۔

چناں چہ فرعون اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا، اور اتنے آرام میں تھا، اتنا آسائش میں تھا، چارسو

برس تک اس کے سر میں کبھی درد بھی نہیں ہوا، سر کا درد کبھی نہیں ہوا، چار سو سال میں، لوگ اس کو خدا مانتے تھے، وہ بھی اپنے آپ کو خدا منواتا تھا، جب خبر دی نجومیوں نے، تو دائیاں مقرر کر دیں، عورتوں کو پکڑ پکڑ کر لاؤ ان کے حمل گراؤ تا کہ بچہ پیدا ہی نہ ہو، پھر بچوں کو مارنا شروع کر دیا، بے شمار بچے مارے۔ چناں چہ قرآن کریم کہتا ہے فرعون نے اعلان کر دیا:

يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ (الاعراف)

اپنے کارندوں کو حکم دیا، اپنی حکومت والوں کو حکم دیا کہ بیٹوں کو قتل کرتے جاؤ، ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑتے جاؤ ہم ان سے بدمعاشیاں کیا کریں گے۔

فرعون نے آرڈر دے دیا، چاروں طرف بچوں کا قتل عام شروع ہے، ادھر دنیا میں بچے آتے ہیں، ادھر قتل کر دیئے جاتے ہیں، ایک دن کے بچے کا قتل، دو دن کے بچے کا قتل، مہینے کے بچے کا قتل، رات دن قتل عام معصوم بچوں کا، پیارے لخت جگر قتل ہو رہے ہیں، نور نظر قتل ہو رہے ہیں، موسیٰ علیہ السلام سے بچنے کے لیے سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، لاکھوں کو قتل کر ڈالا۔

اپنا خوف بڑا کھاتا ہے آدمی دوسروں کے لیے سوچتا کوئی نہیں، مسافر کی جان کو بنتی رہی، بیمار کی جان کو بنتی رہی، کسی افسر کے پیٹ میں درد نہیں ہوتا، کسی وزیر کے سر میں درد نہیں ہوتا کہ قوم کا کیا بن رہا ہے، پبلک کا کیا بن رہا ہے، اپنی جانوں کا فکر پڑتا ہے کہ ان کو کوئی پکڑ نہ کریں پھر تو تعلقات بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں، روپیہ پیسہ بھی بے دریغ استعال کیا جاسکتا ہے، لیکن انسانیت کی بھلائی کے لیے، انسانیت کی پریشانی کو دور کرنے کے لیے، انسان کی مصیبتوں کو دور کرنے کے لیے کوئی ایک پیسہ بھی خرچ کرنے کو تیار نہیں۔

اور دنیا داروں کی نہیں، بڑے بڑے دیندار عملی طور پر فرعون بن گئے، اپنا پیٹ پالیں گے، برابر والے کی کوئی خبر نہیں لیں گے۔

اس لیے ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے: جس آدمی نے شام کو کھانا کھایا اور برابر میں کوئی یتیم، غریب، محتاج بھوکا رہ گیا اس نے کھانا نہیں کھایا، بل کہ اس نے گند کھایا۔

فرعون کا ظلم واستبداد:

چناں چہ فرعون نے پورے ملک میں اودھم مچا رہا، پورے ملک میں قتل عام جاری ہے، بچوں

کا قتل ہو رہا ہے اور رات پر رات اعلان کیا جاتا ہے:

يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ (الاعراف)

ان کے بچوں کو قتل کرتے جاؤ، ان کی لڑکیوں کو، عورتوں کو زندہ چھوڑتے جاؤ۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو حمل ہوا، اللہ پاک جس کا رکھوالا ہو، خدا جس کا محافظ اور نگہبان ہو، اس کا کون بال بھیگا کر سکتا ہے، اسے کون آگے پیچھے کر سکتا ہے، وہ خدا کا نظام ہے، وہ پروردگار عالم ہے، اس کا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟ فرمایا:

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸﴾ (التین)

میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، میں زبردست ہوں، سارے جہان کو ایک سیکنڈ میں برباد کر سکتا ہوں، پوری دنیا کو ایک سیکنڈ میں آباد کر سکتا ہوں۔

ام موسیٰ علیہ السلام کا ایمان:

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اللہ پاک نے اس کے پیٹ میں حمل قرار فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام کی آمد کا ذریعہ بنا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے سمجھا دیا، القاء کیا موسیٰ کی اماں کے دل میں، اس بچے کی حفاظت کرنا میرے حوالے کر دینا، چناں چہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ جب بچہ پیدا ہو گیا، ترکھان کے پاس گئیں، بڑھئی کے پاس گئیں، لکڑی کا کام کرنے والے نجار کے پاس گئیں، اور اسے کہا کہ مجھے ایک صندوقچہ چاہیے، ایک صندوق لکڑی کا چاہیے جس میں پانی داخل نہ ہو، مجھے ایک ایسا صندوق بنا دے جس میں پانی داخل نہ ہو، اس نے کہا کتنا بڑا، اتنا بڑا جس میں بچہ آرام سے لیٹ جائے۔ اس نے کہا کہ بچہ کو لٹا کر کیا کرے گی؟ موسیٰ کی والدہ نے بڑا گریز کیا کہ نہ بتاؤں، لیکن اب بات بن بھی نہیں سکتی تھی، بے چاری خود صندوق بنانا نہ جانتی تھی، خود صندوق بنا نہیں سکتی تھی، مجبوراً بتا دیا کہ ایک اللہ پاک نے مجھے خوب صورت بچہ دیا ہے، اندازہ لگاؤ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا، اے میری بندی! ایک خطرہ سے بچانے کے لیے، فرعون کے اندیشے سے بچانے کے لیے، اس کے قتل کے خطرے سے بچانے کے لیے لکڑی کا صندوق بنا کر موسیٰ علیہ السلام کو اس میں لٹا کر دریائے نیل میں ڈال دے۔

اب بتاؤ ایک خطرے سے بچانے کے لیے کتنے خطرات کے حوالے ہے، وہ غرق ہو سکتا ہے،

وہ ڈوب سکتا ہے، اسے مخالف پکڑ سکتا ہے، اسے دشمن پکڑ سکتا ہے، وہ کسی جانور کے حوالے ہوسکتا ہے، لیکن موسیٰ کی والدہ کو اس مولیٰ کے حکم پر کتنا یقین ہے، اس کی ذات پر کتنا یقین ہے، اس کی صفات پر کتنا یقین ہے، آج مردوں کو اتنا یقین نہیں، عورتوں کو اتنا یقین نہیں، جتنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اللہ کی ذات اور صفات پر یقین تھا، آج کی عورتوں کو قبر والے کی ذات پر یقین آجائے گا، جو سب کچھ نکال کر ننگا بیٹھا ہوگا، اس پر عورتیں یقین کرلیں گی، لیکن خدا کے قرآن پر یقین نہیں آئے گا، اللہ کی ذات پر یقین نہیں آئے گا، جو سارے جہان کا خالق و مالک ہے۔

ننگے پر یقین آجائے گا، اس لیے کہ اس سے بڑا کون ہوسکتا ہے؟ ننگا بیٹھا ہے، انبیا کے والدین کا یہ یقین نہیں چناں چہ موسیٰ علیہ السلام کی اماں کا یقین دیکھو، اللہ کی ذات پر اعتماد دیکھو، خدا کی ذات پر بھروسہ دیکھو۔ ایک خطرے سے بچانے کے لیے تدبیریں کر رہی ہے، موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اس بڑھئی کو، ترکھان کو، نجار کو بتادیا کہ ایک لڑکا اللہ نے دیا ہے، فرعون بچوں کو قتل کررہا ہے میں ماں ہوں میں کیسے برداشت کروں؟

اپنے بچے کو دریا میں بہادوں گی صندوقچی میں بٹھا کر، اور وہ ظالم کمینہ بادشاہ فرعون پیسے بھی دیا کرتا تھا، بچوں کو قتل کرنے کے بعد پیسے دیا کرتا تھا، جو خبر دے دیتا یا خبر دیتی تھی، کہ فلاں کے گھر بچہ پیدا ہوا ان کو انعام دیتا تھا۔

تم میں سے کئی حاجی، کئی نمازی اس وقت یہ سوچ رہے ہوں گے کہ وہ بڑے ظالم ہوں گے، بڑے کمینے ہوں گے، بچوں کو قتل کرانے کی خبر دیتے تھے، انعام دیتے تھے، آج اگر تمہیں اس قسم کا روپیہ ملے تو تم سارے سڑک پر پھینک دو گے؟ سارے اولیا کرام بیٹھے ہو، سارے غوث ابدالوں کی اولاد ہو، کون چھوڑتا ہے؟ پیسہ چاہیے عزت بیچ کر ملے، ایمان بیچ کر ملے، عزت کو دھبہ لگا کر ملے، ایمان کا بیڑہ غرق کرکے ملے، پیسہ چاہیے۔

شاید ہم لوگوں کی اولاد نہ ہو تو ایسے معاملات میں آگے بڑھ بڑھ کر خبر دیا کرتے تھے، آج بھی کتنے لوگوں کا یہی طریقہ ہے، ادھر صبح تھانے میں پکڑوا دینا، پیسے لے لینا اور شام کو چھڑوا دینا، یہ کیا طریقہ کار ہے، اور پھر مسلمان کے مسلمان۔ پھر ایمان دار، پھر یقین والے، پھر خدا اور رسول والے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی بات سن کر بڑھئی، ترکھان کے دل میں بے ایمانی آئی، اس نے کہا یہ کیا پیسے دے گی لکڑی کے صندوق کی، بادشاہ کو خبر نہ کروں، کافی سارا انعام ملے گا، جا کر

بادشاہ کو اطلاع دوں، اور انعام کا ڈھیر ملے گا، بڑی دولت ملے گی، فرعون کے دربار میں گیا، وہاں درباریوں نے روک لیا، اس نے کہا کیا بات ہے؟ ایک خاص بات ہے جو میں نے خود فرعون کو بتانی ہے،، اس نے کہا چل چل خاص بات والا آیا، چل یہاں سے، انہوں نے ڈنڈے مار کر بھگا دیا، پھر شام کے وقت اگلے دن پھر گیا، یہ جو پیسوں کا درد ہوتا ہے، یہ چین نہیں لینے دیتا، رات کو نیند نہیں آتی، جب پیسوں کا درد ہوتا ہے بڑی کروٹیں بدلتا ہے آدمی، پیسے کے درد میں، ہائے رہ گیا میں، ہائے لٹ گیا مال، لے گئے لوگ بن گئے بنگلے، بن گئیں کوٹھیاں، میں رہ گیا۔

پھر خبیث گیا، درباریوں نے پھر روکا، اس نے کہا مجھے جانے دو، نہیں تو بادشاہ کی بادشاہت تباہ ہو جائے گی، بیڑہ غرق ہو جائے گا فرعون کی حکومت کا، ایک خاص بات بتانے آیا ہوں جو بادشاہ کو بتانے کی ہے، اس نے کہا کہ شاید ایسا نہ ہو کہ ہم بھی مریں گے کوئی خاص بات ہی ہو، اس کو راستہ دے دیا۔

اگلوں نے روکا، ان کو انہوں نے کہا کہ کوئی خاص بات ہے، اس کے پلے ہے، ہمارے ہاں تو خاص باتوں والے بڑے آئے اور آرہے ہیں، 10 اگست والے چلے گئے 14 اگست والے پھر آگئے، بڑے لوگ آئے اور بڑے چلے گئے۔ مگر عبرت کسی کو حاصل نہ ہوئی، اس لیے قرآن کہتا ہے:

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۝ (الحشر)

عبرت پکڑو عقل والو!

اللہ نے کھوپڑی میں دماغ دیا ہے سوچنے سمجھنے کے لیے عقل شعور بخشا ہے ذرا عقل پیدا کرو۔

جب وہ ترکھان راستے لیتا لیتا، بادشاہ کے قریب پہنچا، بادشاہ کو کہنے لگا: ہاں جی انعام کیا دو گے؟ بڑی خاص بات ہے میرے پلے، تجھے کوئی خبر نہیں دے سکا، نہ کوئی نجومی، نہ کوئی تیرا کارندہ، نہ کوئی وزیر، نہ کوئی ملازم، میرے پلے بڑی خاص بات ہے، اس نے کہا کہ اچھا تجھے یہ انعام ملے گا۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر، انبیا کا مالک بھی وہی ہے، رسولوں کا مالک بھی وہی ہے، غریبوں کا مالک بھی وہی ہے۔ جب اس نے موسیٰ علیہ السلام کی داستان کہنی شروع کی، تو اللہ نے زبان بند کر دی، گونگا ہو گیا۔

اب درباری کہنے لگے: اب بکتا کیوں نہیں؟ اب آگے کہو، تو تو کہتا تھا کہ میرے پلے بڑی خاص بات ہے، بڑی اطلاع ہے، ورنہ حکومت چلی جائے گی۔ اب وہ گوں گوں کرتا ہے بول سکتا نہیں زبان سے، اللہ اکبر، اللہ پاک فرماتے ہیں:

تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ

سارے جہان کا رب میں، پالنے والا میں، خالق میں، پیدا کرنے والا میں،

وَالَّذِىۡ هُوَ يُطۡعِمُنِىۡ وَيَسۡقِيۡنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ ﴿۸۰﴾ (الشعراء)

کھلانے والا میں، بیمار ہو جائے تندرستی دینے والا میں، اور میرے سوا کوئی نہیں، کوئی نہیں۔

اندر کے بڑے درباریوں نے کہا تم نے اس پاگل کو اندر کیوں آنے دیا؟

اس نے فرعون بادشاہ کو خواہ مخواہ پریشان کیا، مخمصے میں ڈال دیا، تردد اور فکر میں ڈال دیا کہ پتہ نہیں کہ اس کے پلے کیا بات تھی، اس نے انعام لینے کا ڈھنگ بنایا، وہ باہر والے جو تھے وہ کئی طبقے ہوتے تھے، جیسے ہماری یہاں چوکیاں ہوتی ہیں، باہر کھڑے ہیں سنتری، پھر اندر کھڑے ہیں، پھر اندر کھڑے ہیں تو وہاں بھی ہوا کرتا تھا ایسے ہی، تو باہر والے جو تھے جن کو وہ دھوکہ دے کر چلا گیا تھا، وہ گھسیٹ کر باہر لائے۔ اب وہ کہنے لگے کہ اندر بات نہیں بتا سکا ہمیں تو بتا اب وہ لگا اشارے کرنے کوں کوں کرنے۔ انہوں نے کہا: اسے لٹا دو، پھر اس کی پٹائی کی اس نے ہمارے ساتھ بدمعاشی کی، دھوکہ دیا اور بادشاہ تک پہنچا اور بات کچھ نہیں، بکواس کی اس نے، اور بولتا ہے نہیں، گونگا بنا ہوا ہے، دے ڈنڈا، ایسے مولا بخش لگائے کہ کھال اتار دی۔ اب بے چارہ یہ بھی نہ کہہ سکے کہ نہ مارو، کوں کوں کر جیسے کتے کو ڈنڈے مارتے ہیں، اللہ پاک اپنے دشمنوں کو یوں پٹواتا ہے، اپنے دشمنوں کو یوں مرواتا ہے۔ فرمایا:

عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يَّرۡحَمَكُمۡ ۚ وَاِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا ‌ۘ وَجَعَلۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ حَصِيۡرًا ﴿۸﴾ (الاسراء)

فرمایا: جب میں غصے میں آ جاؤں، پھر اپنے بندوں کی، گناہ گار بندوں کی پٹائی کراتا ہوں۔ پھر انہوں نے سانس لے کر اس کی پٹائی کی، اتنا مارا کھال اتار دی، اب وہ بتا نہ سکے کہ بات کیا ہے؟

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ آ کر دیکھتی ہے، یا اللہ! وہ ترکھان کدھر گیا، میرا صندوق اس نے بنانا تھا، یہ پتہ نہیں انعام لینے گیا ہوا ہے۔

دو آدمی تھے ایک بڑی نہر کے کنارے کنارے چل رہے تھے، دریا یا نہر میں یار ریچھ تیرا ہوا آ گیا، ایک کہتا ہے یار کسی کے سامان کی گٹھڑی ہے، اس نے کہا کہ یہ تو بہت بھاری معلوم ہوتی ہے، جو لالچی تھا اس نے چھلانگ لگا دی، اور جب جا کر اس نے چھیڑا تو ریچھ نے پکڑ لیا، اب لگا اوپر نیچے غوطہ کھانے، وہ باہر والا بولا، چھوڑ دے یہ بھاری معلوم ہوتا ہے، اب کہتا ہے

میں تو چھوڑتا ہوں، اب یہ گٹھڑی مجھے نہیں چھوڑتی، اکثر اوقات ایسے ہی ہوتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پریشان ہے کہ اب میں کسی اور ترکھان کے پاس جاؤں، اس کو راز بتاؤں، نا جانے کیا ہوگا؟

جھولی پھیلا کر دعا مانگی ہے، الٰہی! میرے بچے کا تو ہی مالک ہے، تو دوسرے تیسرے دن گئی تو ترکھان آیا بیٹھا ہے، لیکن حلیہ اس کا ٹائٹ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی اماں نے پوچھا، اب اپنی جگہ پر آ کر بیٹھا تو زبان کھل گئی، بے نیاز ہے، موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے پوچھا کہ تو کہاں گیا تھا؟ اس نے کہا انعام لینے گیا تھا، کتنا انعام ملا؟

اس نے کہا کہ میں اب تجھے کیا دکھاؤں، تو عورت زات ہے، ورنہ میں پیچھا کھول کر دکھاتا کہ کتنا انعام ملا ہے، دکھا نہیں سکتا، اتنا انعام ملا ہے۔ خیر اس کے دماغ میں یہ بات آئی کہ یہ اللہ کی طرف سے بات ہے، پھر اس نے بہت اچھا صندوق بنا کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام کی اماں کو دے دیا، اور مزدوری لے لی۔

کلیم اللہ علیہ السلام دریا نیل کی موجوں میں:

جناب کلیم اللہ کی والدہ صندوق کو چھپے چھپے گھر لے گئی، اس میں موسیٰ علیہ السلام کو روئی بچھا کر لٹا دیا، اور صندوق بند کر کے موسیٰ کی اماں نے دریائے نیل میں چھوڑ دیا۔ اللہ کی ذات پر یقین دیکھو، اللہ کی ذات پر اعتماد دیکھو، اللہ کی ذات پر بھروسہ دیکھو، اپنا لخت جگر، اپنا نور نظر، اپنا چاند جیسا بچہ۔

اے لوگو! اندازہ لگاؤ، جس کے اندر نبوت خداوندی ہو، جو کلیم اللہ بننے والا ہو، جو رسول بننے والا ہو، اس کا چہرہ کتنا حسین ہوگا۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور بہن دونوں کی دونوں گئیں اور صندوق کو چھوڑ کر واپس ہونے لگیں، بہن جو تھی موسیٰ علیہ السلام کی وہ دریا کے کنارے کنارے چل دی، محبت کی ماری، دیکھوں گی یہ صندوق جائے گا کدھر؟ قرآن کریم کہتا ہے:

اِذْ تَمْشِیْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ (طٰہ:۴۰)

بہن کہتی ہے اماں میں تو ساتھ ساتھ جاؤں گی، جا کر دیکھوں گی، یہ صندوق کدھر کو جاتا ہے، کیا بنتی ہے، اماں کہتی ہے! میں نے اللہ کے حکم سے ایسا کیا۔ وہی اس کا رکھوالا ہے، پرواہ نہ

کر، غم نہ کر، جو اس کی حفاظت میں آجائے، جو اس کی نگہبانی میں آجائے، جو اس مولا کی پناہ میں آجائے، اس میں کیا کمی ہے، اس نے اس کی پناہ دیکھی نہیں، ہم نے اس کی حفاظت پر یقین نہیں کیا، ہمیں خدا کی خدائی آج تک سمجھ نہیں آئی، اگر خدا کی خدائی سمجھ میں آجائے، تو پھر ہمارے عمل یہ ہوں جو آج ہو رہے ہیں، اس لیے قرآن کہتا ہے:

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ (الکھف:۲۹)

اللہ کہتا ہے نافرمانوں کے لیے میں نے دردناک عذاب جہنم تیار کر رکھا ہے، چاروں طرف میں آگ کی قناتیں لگاؤں گا، اتنا زبردست پیاس کا عذاب دوں گا۔

وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ؕ (الکھف:۲۹)

پانی، پانی، پانی کرتے کرتے کروڑوں جہنمیوں کی زبان اتنی لمبی باہر نکل جائے گی، اتنی لمبی زبان باہر لٹکے گی۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اتنی لمبی زبان باہر نکل آئے کہ اس پر اٹھارہ آدمی کھڑے ہوسکیں۔

آج میرا تیرا قبر پر یقین نہیں، موت پر یقین نہیں، پل صراط پر یقین نہیں، اللہ کی عبادت پر یقین نہیں، اللہ کے حساب وکتاب لینے پر تیرا میرا یقین نہیں، جہنم اور جنت پر یقین نہیں، اگر یقین ہوتو یہ زندگی کے حالات نہ گزریں، ساری جوانی کو آگ لگادی، سجدے کی توفیق نہیں، آج آنکھ سے قرآن دیکھنے کی، تلاوت کی توفیق نہیں، دل کو اللہ کے قرآن کو سوچنے کی توفیق نہیں، دماغ میں اللہ کے قرآن کے لیے کوئی جگہ نہیں، اللہ پاک فرماتے ہیں:

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ (الکھف:۲۹)

میں قناتیں بھی چاروں طرف آگ کی بنادوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کنارے کنارے چل رہی ہے، صندوق بہتا ہوا چل رہا ہے، موسیٰ علیہ السلام انگوٹھے چوس رہے ہیں، اماں کو اتنا یقین ہے وہ غریب تو گھر جا کر بیٹھ گئی، خدا جانے اور تو جانے، میرے مولا تو نے ہی دیا، میں نے تیرے ہی حوالے کر دیا، اللہ اکبر۔

وہ بڑا دریا جس میں ایک نہر نکلتی تھی، فرعون کے محل کی طرف جاتی تھی، فرعون کے محل کے اندر سے وہ نہر گزرتی تھی، جب وہ موڑا، موسیٰ کی بہن نے دیکھا کہ صندوق اس نہر کی طرف چل

دیا، اس نہر میں بہنے لگا جو فرعون کے محل سے گزرتی تھی، دربار میں جاتی تھی، موسیٰ علیہ السلام کی بہن دوڑی دوڑی آئی، اور آکر کہنے لگی: اماں غضب ہوگیا، پریشانی بن گئی، یہ کیا ہوا صندوق تو ادھر کو چلا ہے، موسیٰ علیہ السلام کی اماں کہنے لگی: دربار میں جائے، محل میں جائے، فرعون کے پاس جائے، زندہ رہے بچ جائے، میں نے اس کے حکم کو پورا کرنا تھا، وہ پورا کر دیا، رب جانے میرا بچہ جانے، میری کوئی ذمہ داری نہیں، میری کیا ذمہ داری ہوسکتی ہے، میں کیا کرسکتی ہوں۔

صندوق بہتا جارہا ہے آگے دریا، اس نہر میں فرعون کی بیوی آسیہ اور فرعون دونوں نہارہے ہیں، غسل کررہے ہیں، آسیہ کی اولاد کوئی نہیں۔ حضرت آسیہ جو فرعون کی گھر والی ہے اس کی اولاد کوئی نہیں، دونوں میاں بیوی بادشاہ اور رانی غسل کررہے ہیں، نہا رہے ہیں، اب وہ صندوق بالکل قریب پہنچا، صندوق کی طرف فرعون ہاتھ کرتا ہے تو پیچھے کو ہٹ جاتا ہے، اور آسیہ ہاتھ کرتی ہے تو صندوق بالکل قریب آجاتا ہے، دونوں بڑے حیران ہوئے کہ کیا منظر ہے۔ میں ہاتھ کرتا ہوں تو پیچھے کو ہٹتا ہے، اور تو ہاتھ کرتی ہے تو آگے کو آتا ہے، آسیہ نے صندوق پکڑلیا اور باہر نکل کر کھول کر دیکھا تو پیارا بچہ، خوب صورت حسین بچہ، اس کے اندر لیٹا ہوا انگوٹھے چوس رہا ہے۔

فرعون کہنے لگا: یہی موسیٰ علیہ السلام ہے۔ جو میری تمام چیزوں کو ختم کرے گا، میری خدائی کو ختم کرے گا، میری حکومت کو ختم کرے گا، جلدی کرو اس کو لے چلو اس کو قتل کرائیں گے۔

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (القصص)

آسیہ کہنے لگی تو بڑا بد بخت ہے، بڑا نالائق آدمی ہے تو، اولاد میری ہے نہیں، اللہ نے ایک بچہ دیا ہے، تجھے سارا جہاں موسیٰ نظر آتا ہے، یہ اتنے بچے جو قتل ہوئے، اب تک موسیٰ قتل نہیں ہوا؟ ہزاروں لاکھوں حمل گرائے گئے، ہزاروں پیٹ عورتوں کے گرائے گئے، لاکھوں کی تعداد میں بچوں کو قتل کر دیا گیا، اب تک موسیٰ رکھا ہے، یہ تو میرے لیے اللہ پاک نے بچہ بھیجا ہے۔

قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ

میری بھی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا، تیری بھی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا۔

لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا

میں اس کو ہرگز قتل نہ کرنے دوں گی یہ میرا لخت جگر ہے، یہ میرا نور نظر ہے، یہ میرا بچہ ہے۔

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ. اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ان دونوں کو پتہ نہیں کہ یہ کیا چیز ہے، یہ کون ہے؟

چناں چہ عورت کی چلی، اصل میں خدا کی چلی، فرعون کی نہ چلی، دولت والے کی نہ چلی، حکومت والے کی نہ چلی، خدائی نظام چلا، اور عورت کی بات گھر میں چل گئی، آج بھی اگر کوئی دین دار عورت چاہے کہ میرا گھر والا نماز پڑھے تو وہ پڑھوا سکتی ہے۔ اگر وہ یہ چاہے کہ مسلمانوں والا لباس پہنے تو وہ پہنا سکتی ہے، اگر عورت ماں سے الگ کرا سکتی ہے، باپ سے الگ کرا سکتی ہے، بہنوں کو دھکے دلوا سکتی ہے، رشتہ داروں سے کاٹ سکتی ہے، تو وہ اپنے خاوند کو مسلمان بھی بنا سکتی ہے، بشرطیکہ اس کے اپنے اندر ایمان ہو، بشرطیکہ اس کے اپنے دل میں یقین اور ایمان ہو۔

دیکھو! حضرت آسیہ نے آخر منوا لیا، کہتی ہے چل چل، تجھے تو سارا جہان موسیٰ نظر آتا ہے۔ تیری تو مت ماری گئی ہے، میں بے اولادی ہو کر مر رہی ہو، میری گود خالی ہے، میری جھولی خالی ہے، مجھے شرم آتی ہے میں اتنے بڑے بادشاہ، خدا کی بیوی ہو کر ننگی بیٹھی ہوں، بچہ کوئی نہیں، خدائی نظام ہے سارا۔

چناں چہ اب حضرت آسیہ محل میں لے گئی، شور مچ گیا، بچہ مل گیا، بچہ آ گیا۔ ایک بات کہتا ہوں تم سارے قبلہ رخ منہ کیے بیٹھے ہو، مسجد میں بیٹھے ہو، ذرا کلیجے پر ہاتھ رکھ کر سوچو جب موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو پتہ چلا کہ جہاں سے بچایا تھا وہیں چلا گیا، کیا گزری ہوگی؟

جن خطرات سے بچایا تھا اور بچوں کو تو سرکاری آدمیوں نے قتل کیا ہوگا، یہاں تو خود فرعون کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔

دوستو! یقین بڑی چیز ہے، ہمیں وہ یقیں کہاں، ہمارا وہ ایمان کہاں، ہمیں اللہ کی ذات پر اعتماد کہاں؟

جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو خبر ملی کہ تیرا بچہ تو فرعون کے گھر میں پہنچ گیا، اس کے ہاتھوں میں چلا گیا مفسرین نے لکھا ہے ذرا برابر بھی فکر مند نہیں ہوئی۔ فرمایا: میں نے خدا کے حکم سے ایسا کیا ہے، خدا جانے اور اس کا کام جانے، مجھے اس سلسلے میں کوئی پریشانی نہیں، کوئی تکلیف نہیں۔ کوئی یہ نہیں کہ یہ ہو جائے گا اور کیا نہیں ہوگا، میں نے اس کے حکم کو پورا کر دیا، اب وہ جانے اور اس کا کام جانے۔

آسیہ چوم رہی ہے، ماتھے پر بوسہ دے رہی ہے، سینے سے لگا رہی ہے، اب مسئلہ پیدا ہوا دودھ پلانے کا، عورتیں آ رہی ہیں کوشش کر رہی ہیں میرا دودھ پینے لگ جائے، میری نوکری لگ جائے، میرا دودھ پی لے، بادشاہ کا بیٹا بن گیا، میرا دودھ پی لے تو میری تنخواہ لگ جائے، بادشاہ

کے گھر جایا کروں گی، سفارش کیا کروں گی، مخالفین کو مرواؤں گی، اپنے ملنے والوں کو بچواؤں گی، ہزاروں فائدے اٹھاؤں گی، آرہی ہیں بچے کو گود میں اٹھاتی ہیں لیکن اللہ کا پاک پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کسی عورت کے پستان کو چھاتی لگانے کو تیار نہیں، اللہ نے منع کردیا میرے نبی! اگر آج بچپن میں غیر کا حق کھایا پیا، تو کل کس طرح انصاف کروگے۔

خدائی کا وعدہ پورا ہوا:

موسیٰ کی بہن محل میں اس وقت کھڑی ہے، وہاں موجود ہے، وہ بڑے بڑے منتر پڑھ کر عورتیں گود میں لے رہی ہیں، بڑے بڑے کلمے پڑھتی ہیں، یا اللہ! میرا دودھ پی لے میرا کام بن جائے گا، میرا دودھ پی لے میرا کام بن جائے گا، آرہی ہیں عورتیں ٹولی بن بن کر۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بہن کہنے لگی: اگر اجازت دو تو ایک عورت کو میں بھی بلالاؤں، شاید اس کا یہ بچہ دودھ پی لے۔ اللہ اکبر

موسیٰ علیہ السلام کی بہن دیکھ رہی ہے سارا منظر کھڑی ہوئی، کبھی بھائی کو دیکھتی ہے، کبھی آسمان کی طرف منہ اٹھاتی ہے۔ مولا تیرے نظارے تو ہی جانے، تیری قدرت کو تو ہی جانے، ہم نے تدبیر کی تھی وہ کرچکے اب تیرا کام ہے تو جانے۔ حفاظت تیرے حوالے ہے، موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کہا میں بھی تمہیں ایک عورت بتاؤں؟ شاید یہ اس کا دودھ پی لے، اس نے کہا جلدی جا میرا بچہ بھوکا ہے۔

دیکھو نا کل سے یہ وقت آگیا، اب تک کوئی چیز چکھی نہیں، دودھ کسی کا پیتا نہیں، میرا تو ہے نہیں، جلدی جا، موسیٰ علیہ السلام کی بہن کہنے لگی اماں چلو کام بن گیا، چلو اب اللہ کا نام لے کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ چل رہی ہے جب موسیٰ علیہ السلام پر نگاہ پڑی تو آنسو آنے لگے، یہ دیکھ کر میرے مولا! تیری قدرت تو ہی جانے، تو اپنے وعدوں کا کتنا پکا ہے، اور جو تجھ پر یقین کرے اس کو تو کتنا دیتا ہے، اور کتنا اس کو بتاتا ہے۔

قرآن کریم میں آتا ہے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا جی چاہا کہ بھاگ کر اٹھا کر سینے سے لگالوں، پیار کردوں، میرا بیٹا ہے، میرا نور ہے، میرا لخت جگر ہے۔ قرآن کہتا ہے: اللہ پاک فرماتے ہیں: ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل پر کلیجے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا، اگر تو ایک دم ٹوٹ کر پڑ گئی تو شبہ پڑ جائے گا، شک پڑ جائے گا، کام بگڑ جائے گا۔

یوں لکھا ہے مفسرین نے حضرت آسیہ موسیٰ علیہ السلام کو اٹھائی کھڑی ہے اور موسیٰ کی اماں کو

کہتی ہے کوشش کر کے دیکھو، کوئی منتر پڑھو، کوئی کلام پڑھو، تمہارا ہی یہ بچہ دودھ پی لے، تو موسیٰ کی اماں کہتی ہے میرا تو ویسے ہی دودھ بڑا کم ہے، دودھ بڑا کم اترا کرتا ہے، میری خوراک صحیح نہیں، یعنی ایسی بے پرواہی سے گود میں لیا جیسی عورتیں دوسرے کے بچوں کو اٹھاتی ہیں، اور اسے کیا پتہ ہے کہ یہی اماں ہے کہ بہن ذرا دیکھو تو سہی۔ یہ قدرتی بات ہے عورت کے اٹھانے بٹھانے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ اس کی سگی اماں ہے، یہ مترائی ہے۔ یہ دوسری عورت ہے اس کے اٹھانے رکھنے سے ہی پتہ چل جاتا ہے بل کہ اگر بچے کو عورت پانی دے، پانی دینے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ اس کی اماں نہیں وہ پانی تھوڑا دیتی ہے گھورتی زیادہ ہے، کھانے کو بچے کو تھوڑا دیتی ہے آنکھیں زیادہ دکھاتی ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جب جھولی میں لیا اور بڑی بے پرواہی سے بیٹھ کر دودھ پلانے لگی۔ آواز آئی:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ (القصص:۷)

اے موسیٰ کی اماں! ہمارا تجھ سے یہ وعدہ ہے تو اس کو دریا میں ڈال دے، ہم تیری گود میں دوبارہ پہنچادیں گے۔

فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ (القصص:۷)

خوف نہ کر، غم نہ کر، پریشان نہ ہو۔

اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ⑦ (القصص)

موسیٰ علیہ السلام کی اماں تو نے صرف دریا میں میرے حکم سے بچہ ڈالا تھا، مجھے اپنی کبریائی کی قسم! میں تیری گود میں نبی بھیج رہا ہوں، اپنا رسول بھیج رہا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دودھ پینا شروع فرمادیا، یک دم سارے محل میں شور مچ گیا، پی لیا، پی لیا، شروع کر دیا، بادشاہ کے بیٹے نے دودھ پینا شروع کر دیا۔

عورتیں دیکھنے آرہی ہیں وہ کون مقدروں والی مائی ہے جس کو یہ نصیب ملا، کہ بادشاہ کے بیٹے نے جس کا دودھ پی لیا، عورتیں دیکھنے آرہی ہیں کہ تو بادشاہ کے محل میں آیا کرے گی۔

موسیٰ علیہ السلام کی اماں کہنے لگی: مجھے کہاں فرصت ہے، ہر وقت بچے کو دودھ پلانے آتی رہوں گی، پیسے بھی زیادہ دینے کا وعدہ کیا آسیہ نے، ہاتھ بھی باندھے، میں تیری منت کرتی ہوں تو آیا کر دودھ پلا جایا کر۔

دولت بھی ملی، بچہ بھی مل گیا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حفاظت کے ساتھ فرمایا:

لَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝ (القصص)

وزیر بھی سارے سیدھے ہو گئے، اللہ نے سب کی عقل ماردی، قرآن کریم میں آتا ہے، دوسروں کے بچوں کو اب بھی قتل کرا رہا تھا، موسیٰ کو گھر میں پال رہا ہے، اس لیے کہنے والوں نے کہا:

غیرے کو غرق کرتا ہے دریا کی موج میں
اور اپنے کو روزی دیتا ہے۔ دشمن کی گود میں

دوسروں کے بچوں کو قتل کر رہا ہے فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کو گھر میں پال رہا ہے، دودھ پلانے والی کو بھی تنخواہ دے رہا ہے، موسیٰ کی بہن کی بھی تنخواہ لگ گئی، تیری گود میں کھیلتا ہے اوروں کی گود میں روتا ہے، تو آجایا کر، تجھے بھی تنخواہ ملے گی، تجھے بھی اتنے پیسے ملیں گے۔

قدرت خداوندی:

اللہ پاک کا نظام اللہ پاک ہی جانتا ہے، کسی کو کیا معلوم ہے، پروردگار عالم نے موسیٰ کی پرورش کا تربیت کا ذریعہ بنا دیا حضرت آسیہ کے ہاتھوں، پروردگار عالم نے فرعون کا بھی مال کھلا کھلا کر پالا۔

ایک دن فرعون گود میں لیے بیٹھا تھا، پیار کر رہا تھا موسیٰ کو، اب نبی تو نبی ہوتا ہے بچپن ہی سے داڑھی پکڑ کر موسیٰ نے ایک جھٹکا لگا دیا، داڑھی پکڑ کر یوں جھٹکا لگا دیا، وہ کہنے لگا: پتہ چل گیا یہی موسیٰ ہے میری داڑھی کو جھٹکا لگایا۔

ایک بات تو ذرا سمجھو، بُرا تو مانو گے، تم نے یہ جو منھ اونٹ کے گھٹنے جیسے نکلوا رکھے ہیں، فرعون باجود کافر ہونے کے داڑھی تو اس کے منہ پر بھی تھی، آخر کچھ ہو گی تو موسیٰ نے تبھی تو جھٹکا مارا، اتنی ہو گی کہ ہاتھ میں آگئی، جھٹکا بھی لگ گیا۔

آج ہمارا یہ حال بنا ہوا ہے بچہ سو گیا اپنے باپ کے پاس، دودھ پیتا بچہ تھا، آنکھ جو کھلی تو چھوٹے بچے نے باپ کے منہ پر ہاتھ پھیرا تو منھ تو ایک ہی تھا اماں کا اور ابا کا، منہ پر بچے ہاتھ پھیرا چھوٹے بچے نے، تو دیکھا کہ منھ تو اماں کا ہے وہ بچہ پھر چھاتی پر منھ پھیر رہا ہے چاروں

طرف، اب بڑی دیر کے بعد بچے کو شعور ہوا یہ اماں نہیں ابا ہے۔

فرعون کہنے لگا: یہی موسیٰ ہے، لاؤ پکڑو اس کو قتل کرائیں گے، حضرت آسیہ کہنے لگی تیرا دماغ خراب ہو گیا، تیری عقل ماری گئی، تجھے اس بچے کا چہرہ نظر نہیں آتا، اتنا خوب صورت بچہ کسی کا دیکھا ہے؟ تیری ساری حکومت میں لاکھوں بچے پیدا ہو رہے ہیں کسی بچے کو اتنا خوب صورت دیکھا ہے؟ نہیں، معصوم بچے کو کیا پتہ ہے داڑھی کیا چیز ہے؟ باپ کیا ہوتا ہے، یہ بچہ ہے اسے کیا پتہ ہے، اس نے کہا کہ اس نے میری داڑھی کو پکڑ کر جھٹکا لگایا ہے، میرے سر میں درد ہو گیا ہے، دونوں لڑ پڑے میاں بیوی، فرعون کہتا ہے یہی موسیٰ ہے، آسیہ کہتی ہے کہ یہ موسیٰ نہیں ہے، موسیٰ کوئی اور ہوگا، تجھے موسیٰ کا ہی خواب نظر آتا رہے گا۔

آخر کار فیصلہ یہ ہوا دونوں کا کہ ایک طرف تو سانپ لا کر رکھیں، اور ایک طرف آگ لا کر رکھیں، اگر اس بچے نے سانپ کو پکڑ لیا تو ہم سمجھیں گے موسیٰ علیہ السلام ہے، اور اگر آگ پکڑی تو ہم سمجھیں گے یہ موسیٰ نہیں ہے۔

دونوں میاں بیوی کا اس بات پر فیصلہ ہو گیا کہ تجربہ کر لیتے ہیں، قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب آگ اور سانپ سامنے آئے، اب سانپ تو چلتا تھا، ہلتا تھا، موسیٰ نے ہاتھ بڑھایا کہ میں سانپ کو لے جاؤں، بات بگڑ جاتی، اللہ نے حکم دیا جبرائیل جلدی جا، میرے موسیٰ کی حفاظت کرو۔ جبرائیل نے موسیٰ کا ہاتھ پکڑ کر آگ پر رکھ دیا اور اب جو بچے کی انگلی کو انگاری لگی، بچے کی عادت ہے کہ کوئی جل جائے یا کچھ بھی ہو منہ میں انگلی ڈالتا ہے، وہ انگاری انگلی کے ساتھ چلی گئی، زبان بھی جل گئی، بس حضرت آسیہ کا داؤ لگ گیا، وہ تو سر پر چڑھ گئی، تجھے شرم نہیں آتی تو بڑا بے غیرت ہے۔ جب سے یہ بچہ آیا ہے، تو نے میری زندگی کو تلخ کر دیا، میں تو ٹھنڈی ہو گئی تھی، میری گود اللہ نے بھر دی تھی، میری جھولی ہری کر دی تھی، تو ہر وقت مجھے ستاتا رہتا ہے، اب یہ دیکھو رو رہا ہے، زبان جل گئی، ہاتھ جل گیا۔

بہر حال اس مناظرے میں اس مقابلے میں فرعون ہار گیا، اللہ پاک نے حضرت آسیہ کو فتح دی، حفاظت جو کرنی تھی کلیم اللہ کی۔

اللہ پاک قرآن کریم میں کوئی سپارہ ایسا نہیں جہاں موسیٰ کا ذکر نہ ہو، کوئی سورۃ ایسی نہیں جس میں موسیٰ کا ذکر خیر نہ ہو۔

یہ دیکھ لو کہ ماں کے پیٹ سے مصیبتیں شروع ہوئیں ہیں آج آخری وقت تک مصیبتوں کے

پہاڑ ٹوٹتے رہے اور یہ اللہ والا برداشت کرتا ہی چلا گیا، بھوک بھی دیکھی، پریشانیاں بھی اٹھائیں۔
تو قرآن کریم میں اللہ پاک ہمیں اس لیے سناتے ہیں کہ تم انبیا سابقین کے واقعات کو دیکھ کر، سن کر، قرآن کریم میں پڑھ کر عقل پیدا کرو، اپنے اندر وہی استعداد پیدا کر جو انبیا کی تھی، وہ راہ اختیار کرو جو ان لوگوں کا تھا۔ اللہ پاک مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت سلیمان علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَآ اَرَی الْھُدْھُدَ اَمْ کَانَ مِنَ الْغَآئِبِیْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّہٗ عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّہٗٓ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۱﴾ (النمل)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

قرآن کریم میں اللہ کریم جل شانہ انبیا کرام علیہم السلام کے واقعات دوہرارہے ہیں، یہاں فرمارہے ہیں، کبھی کسی پیغمبر کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں کہ انہوں نے میرے نام کی وجہ سے ساڑھے نوسوسال مار کھائی۔ کبھی کسی پیغمبر کا اس حال میں ذکر فرماتے ہیں کہ انہوں نے میرے نام پر مصیبتیں اٹھائیں، فاقے کاٹے، اور کبھی کسی پیغمبر کا ذکر اس طریقے سے فرماتے، کہ دیکھو! ان کو میں نے

بادشاہت دی تھی اور وہ بادشاہت کرتے رہے اور جب میں نے چاہا ان کو موت بھی بھیج دی۔

حق سبحانہ وتعالیٰ وتقدس کا مقصد، منشاء اور مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بسنے والو! او میرا رزق کھانے والو! میری کریمی اور میری عطاء اور بندہ نوازی سے فائدہ اٹھانے والو! میری دی ہوئی جوانی، صحت وتندرستی استعمال کرنے والو! میرا دیا ہوا حسن وجمال لے کر زمین پر چلنے والو! برتری میری ہے، بڑائی صرف مجھے بجتی ہے، شایان شان تمام جہان کی عبادت کا حق دار میں ہی ہوں۔

فرمایا: جس کو بادشاہ بناؤں میری مرضی، جس کو فقیر بنادوں میری مرضی، ہو نبی اور آٹھ آٹھ دن کے فاقے کٹوادوں میری مرضی، ہو نبی اور سر پر تاج نبوت ہو اور تخت ایسا عطا کردوں کہ ہوا پر اڑتا پھرے۔

نبوت وحکومت اللہ دیتا ہے:

سیدنا سلیمان علیہ السلام کے واقعات کو قرآن مجید میں جا بجا دھرایا۔ فرمایا: ہم نے سلیمان کو حکومت دی، دولت دی، تخت شہنشاہی عطا کیا، خلقت خدا کو ان کے تابع کیا، جن، پری، اور تمام پرندوں کی زبان سمجھتے تھے، ہوا کو جہاں کا حکم دیتے تخت کو اڑا کر لے جاتی، جہاں حکم دیتے وہاں اتار دیتے، تمام چیزوں کی بولی سمجھتے تھے، باتیں کیا کرتے تھے، فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ (النمل:۱۵)

ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان کو علم دیا، میں نے دیا۔ اتینا، میں نے دیا، ان کو تو میں نے دیا۔ اور اللہ پاک فرماتے ہیں: تخت بھی میں نے دیا، یہ جو دکان داری ہے، یہ کاروبار، یہ حکومت، یہ زراعت، یہ تجارت، یہ تو بہانے ہیں، میں دیتا ہوں۔

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ (النمل:۱۶)

پرندوں کو میں نے تابع کردیا، تمام مخلوق کو میں نے ان کے تابع بنادیا۔ اللہ پاک اس چیز میں دو باتیں سمجھانا چاہتے ہیں، ایک تو یہ ہے کہ دیکھو! نبوت میں عطا کرتا ہوں، بادشاہت میں عطا کرتا ہوں، حکومت میں عطا کرتا ہوں، تمام چیزوں کا اختیار میرے پاس ہے، میں نے کسی کو ساتھی نہیں بنایا، ہمسر نہیں بنایا، شریک نہیں بنایا، اپنا پارٹنر میں نے کبھی کسی کو نہیں ٹھہرایا نہ ٹھہراؤں گا۔

فرمایا: دیکھو! ذرا سی مخلوق ہے، کیڑی، حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں آئی اور

سلیمان علیہ السلام نے اس سے گفتگو فرمائی۔ پتہ چلا اللہ کے پاک پیغمبر چھوٹی تخلوق سے بھی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام ہنس کر بولے، کیڑی میں بادشاہ ہوں، تخت میرا ہوا اڑا کر لے کر چلتی ہے، پرندے میرے تابع ہیں، جن میرے تابع ہیں، ہوا میرے تابع ہے، اور کیڑی مانگ کیا مانگتی ہے، تو بڑی کمزور مخلوق ہے، کیڑی ہنس پڑی اور کہنے لگی: اے سلیمان علیہ السلام آپ دینے والے کب سے بن گئے؟

ساری چیزوں پر اللہ کا اختیار ہے:

آج ہم مسلمانوں کو، آدمیوں کو، لکھے پڑھوں کو ڈوب کر مر جانا چاہیے۔ کیڑی کیا کہتی ہے: اور آج کا بی اے پاس کیا کہتا ہے؟ ذرا سی مخلوق کیا کہتی ہے، ساٹھ برس کا عمر رسیدہ کیا کہتا ہے؟ حقیر مخلوق ہے، ذرا سی مخلوق ہے۔ کہنے لگی: اے سلیمان علیہ السلام اگر آپ دینے والے بن گئے، بادشاہ بن گئے، ہوا پر تخت اڑانے والے بن گئے، تو پھر دو، میں مانگتی ہوں۔

علامہ خازن رحمہ اللہ نے لکھا ہے: کیڑی کہنے لگی: لو میں نے جھولی پھیلا دی۔

زدنی رزقی وعمری

اے سلیمان علیہ السلام! جتنی روزی میرے پروردگار نے مقرر کر رکھی ہے اس میں سے کچھ بڑھا دو، کچھ زیادہ کرو۔ جتنی عمر میرے پروردگار نے مقرر کی ہے، میری عمر بڑھا دو، میری زندگی بڑھا دو، میری حیاتی بڑھا دو، میری روزی بڑھا دو۔

زدنی رزقی وعمری

میری عمر بڑھاؤ، میری روزی بڑھاؤ۔

سلیمان علیہ السلام ہنس پڑے۔ فرمانے لگے: ہے تو ذرا سی، لیکن ہے بڑی چالاک، ایسی چیزیں مانگتی ہے جو میرے اختیار میں نہیں۔ اللہ کے مقرر کردہ روزی سے میں کیسے بڑھا سکتا ہوں؟ اللہ پاک کی مقرر کردہ عمر سے میں کیسے بڑھا سکتا ہوں؟

کہنے لگی: اے سلیمان علیہ السلام! جب میری روزی کا ایک دانا بڑھانے پر آپ کی قدرت نہیں، ذرا کیڑی کا عقیدہ بھی سن اور اپنے عقیدہ کو بھی ہاتھ مار۔ تو کبھی ادھر پھرتا ہے کبھی بیوی کو فلاں دربار پر لے کر جاتا ہے، کبھی فلاں دربار پر لے کر جاتا ہے، رب ذوالجلال کی قسم! کیڑی کہتی ہے: آ تخت سلیمانی موجود ہے، سر پر تاج نبوت ہے، بادشاہت ہے، روح زمین کی بادشاہت۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ (النمل:۱۵)

اللہ میاں نے سب کچھ دے رکھا ہے، مگر کیڑی کہتی ہے، لوگو! میں نے جھولی پھیلا دی، آ میدان میں، لو میری عمر بڑھاؤ، سلیمان علیہ السلام فرمانے لگے: ہے تو مخلوق چھوٹی سی، ذرا سی، لیکن ایسی چیزیں مانگ رہی ہے جو میرے اختیار میں نہیں، میرے قبضہ قدرت میں نہیں۔

انبیا غیب نہیں جانتے:

سلیمان علیہ السلام کا لشکر چل رہا ہے، ہر چیز اپنی برادری کی، اپنی قوم کی وفاداری کرتی ہے، عام انسان بالخصوص، مسلمان غدار ہے، ہمارا ہر ایک آدمی ایک دوسرے کے ساتھ غداری کرتا ہے۔ چال بازی سے کام لیتا ہے، ہیرا پھیری سے کام لیتا ہے، جھوٹ سے کام لیتا ہے، دنیا بھر کے فریب سے کام لیتا ہے، مکروفریب سے کام لیتا ہے۔ قرآن کریم کی ایک سورۃ نمل ہے، ایک مکوڑے کے نام پر سورۃ نازل ہوئی۔ میدان میں کھڑا ہوا کہنے لگا:

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ (النمل:۱۸)

بڑے بڑے مولویوں کی تقریریں سنی ہوں گی، ایک مکوڑے کی تقریر بھی سنو! قرآن کریم کو مکوڑے کی تقریر پر پیار آ گیا، کہتا ہے:

ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ۔ اے میری برداری! اے چیونٹیو! اے کیڑیو! اے مکوڑو! ادْخُلُوْا داخل ہو جاؤ۔ مَسٰكِنَكُمْ۔ اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ، سلیمان علیہ السلام کا لشکر آ رہا ہے، ان کے پاؤں کے نیچے تم روندے جاؤ گے، پاؤں کے نیچے کچل کر مر جاؤ گے، اے میری برادری! اے میری قوم! اے کیڑیو! ادخلوا مساکنکم

ذرا ہمیں بھی سوچنا چاہیے کبھی ہم نے بھی برادری کو خبردار کیا؟ اور اگر کوئی پتہ بھی چل گیا تو چپ کر جاؤ، چپ کر جاؤ، خود مریں گے، بتلانا نہیں، خطرے سے آگاہ نہیں کرنا، اور اگر کسی نے کہا تو اس کو پاگل بتلایا، کہ یہ تو یونہی کہا کرتے ہیں، مکوڑے نے قوم کے ساتھ وفاداری بھی کی۔

علم غیب خاصہ خداوندی ہے:

اور اگلی بات قرآن مجید میں کہی ہے: اللہ پاک کو پیار آیا، اللہ نے وہ بھی نقل فرما دی، یعنی کیڑے مکوڑے کا بھی یہ عقیدہ نہیں کہ انبیا کرام علیہم السلام غیب جانتے ہیں، اب یہ آیتیں میں نے تو نہیں بنائی، نہ کسی مولوی نے بنائیں، نہ کسی پیر نے، نہ کسی فقیر نے، نہ کسی درویش نے، نہ

کسی قلندر نے، نہ کسی ملنگ نے، یہ قرآن کسی کے بس کا نہیں، اس لیے تو اس کے نزدیک نہیں آتے لوگ، ہر چیز بدلی جاسکتی ہے، ریڈیو کی خبروں میں روزانہ تبدیلی ہوتی ہے، ٹی وی کی خبروں میں روزانہ تبدیلی ہوتی ہے، اخبار کی خبروں میں روزانہ تبدیلی ہوتی ہے، قرآن کے اعلان میں، قرآن کے قانون میں، اللہ کے فرمان میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، یہ ایمانیات میں سے ہے، جس کا یہ عقیدہ ہے کہ روزانہ قرآن بدلتا ہے، اس کا ایمان ہی نہیں، کہتا ہے:

ادْخُلُوا مَسٰكِنَكُمْ اپنے بلوں میں سوراخوں میں داخل ہو جاؤ۔

لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑱ (النمل)

سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے پاؤں کے نیچے آکر کچل جاؤ گے۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور انہیں پتہ بھی نہ چلے گا، ہمارے پاؤں کے نیچے کیا آگیا اور کون آگیا۔ اس لیے وہ تو بے چارے بے خبر ہوں گے، تمہارا ستیاناس ہو جائے، بچنے کی کوشش کرو، خداوند کریم نے پرندوں کی باتیں، کیڑی مکوڑوں کی باتیں قرآن کریم میں نقل فرما دیں۔

اور فرمایا کہ دیکھو! ان کا یہ عقیدہ اس طرح سے اور تمہارا اس کے خلاف کیوں ہو؟

سلیمان علیہ السلام کا تخت چلتا تھا، پرندے پانی کا پتہ لگاتے تھے، اچھے ٹھکانے کا پتہ لگاتے تھے، آج کل دنیا میں وائرلیس سیٹ ہے، آگے جا کر لوگ بادشاہوں کا ٹھکانہ بتاتے ہیں، آج کل تو زیادہ ہی دیکھنا پڑتا ہے کہ جا کر جگہ کی حفاظت کروا کر کوئی بم نہ دبا جائے، اس زمانے میں بم شم تو نہیں تھے، البتہ اتنے بڑے لشکر کے ٹھکانے کو دیکھنا ہوتا تھا۔

ہدہد (ترکھان پکھی) ایک پرندہ، جس کو عربی میں ہدہد کہتے ہیں، وہ زیادہ پتہ لگایا کرتا تھا کہ ادھر کو جانا چاہیے، یا ادھر کو جانا چاہیے؟

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ (النمل: ۲۰)

سیدنا سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں ہدہد کہاں گیا؟ بڑی دیر ہوگئی ہے پتہ لگانے گیا تھا مارے ٹھکانے کا، پانی وغیرہ کا، ہم تخت کدھر کو اڑائیں، کہاں جا کر کے اتاریں؟ خبر لے کر اب تک کیوں نہیں آیا؟

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ⑳ (النمل)

کہاں غائب ہو گیا، ہدہد کیوں نہیں آیا، ترکھان پکھی کیوں نہیں آیا، اس نے اپنی ڈیوٹی کو پورا نہ کیا، جواب دینے کیوں نہیں آیا؟ مجھے بتلانے کیوں نہیں آیا؟ پروگرام میں دیر ہو رہی ہے،

وہ آیا کیوں نہیں، کافی دیر ہوگئی۔ سلیمان علیہ السلام جلال میں آگئے، غصے میں آگئے، اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝ ، کہاں غائب ہوگیا، آیا کیوں نہیں؟ خبر کیوں نہیں دی؟ کہاں چلا گیا؟ کہیں باغی تو نہیں ہوگیا؟ کہیں مرتو نہیں گیا؟ گیا کہاں؟ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝ فرمایا:

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا ، جب وہ آئے گا، اسے بڑا سخت عذاب دوں گا۔ سزا دوں گا، اسے پریشان کروں گا، اس کو مار پیٹ کروں گا، سزا دوں گا، دیر کیوں لگائی، میں نبی کی بات پر عمل کیوں نہ کیا؟

قرآن کریم پڑھتے پڑھتے ، سنتے سنتے ساری عمر گزر گئی، ہمیں آج تک پتہ نہیں چلتا اللہ کا قرآن ہم سے مطالبہ کیا کرتا ہے، سنتے سنتے یوں ہی گزر جاتے ہیں، پڑھتے پڑھتے یوں ہی گزر جاتے ہیں۔

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ (النمل)

سلیمان علیہ السلام غصے میں بیٹھے ہیں، ملک کا بادشاہ، ہوا کا بادشاہ، پرندوں کے بادشاہ، تخت کے بادشاہ، سر پر تاج نبوت ہے، پوری حکومت حوالے ہے، سارے جن تابع ہیں، تمام کی تمام مخلوق کو ہاتھ میں رکھا ہوا ہے، غصے میں بیٹھے ہیں۔

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ

ذبح کردوں گا، چھری پھیر دوں گا، قتل کردوں گا، کاٹ کر پھینک دوں گا، اب تک آیا کیوں نہیں؟ اللہ کا پیغمبر جلال میں ہے، غصے میں آئے ہوئے ہیں سلیمان علیہ السلام، الفاظ سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا، بغیر غصے کے اتنی بات کیوں فرماتے۔

کہیں ذبح کردوں گا، لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ. یا تو کوئی وجہ معقول بتائے گا، دیر لگنے کی ورنہ قتل کردوں گا، ذبح کردوں گا، اس نے دیر کیوں لگائی؟

ترجمہ کبھی کبھی دیکھ لیا کرو، اللہ کے قرآن پاک کو ہاتھ لگانے سے پھانسی نہیں چڑھتا آدمی، ہم سب نے اللہ کے قرآن کو چھوڑا ہوا ہے، تاجروں نے چھوڑا، زمینداروں نے چھوڑا، افسروں نے چھوڑا، ڈاکٹروں نے چھوڑا، حتی کے پیروں اور مولویوں کے تو کام کا ہی نہیں رہا قرآن کریم۔ اللہ کا قرآن تو ہماری جڑیں کاٹتا ہے، لے دے کر مردوں کا کام رہ گیا۔

فرمایا: ہدہد کہاں ہے؟ بار بار پوچھتے ہیں چاروں طرف پرندے اوپر پھر رہے ہیں، جو سینکڑوں میل سے دیکھتے ہیں، آیا نظر نہیں جی، کہیں ہدہد نظر آیا؟ بتلائے گا۔

سلیمان علیہ السلام غصے میں بیٹھے ہیں، اچانک پرندوں نے خبر دی، آرہا ہے جی۔ فرمایا: اچھا چلو ٹھیک ہے، آنے دو، آیا ہے ہدہد، سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھے ہیں، ہاں بھائی کہاں گیا تھا؟ اتنی دیر کیوں لگائی؟ کہاں رہا؟

خدا کی قسم! ہدہد کے بیان کو سنو اور اپنے چہرہ سے گریبان سے جھانک کر دیکھو! اس نے یہ نہیں کہا کہ مجھے بھوک لگ گئی تھی، میں کھانا کھانے لگ گیا، دانہ کھانے لگ گیا، مجھے پیاس لگ گئی تھی، پانی پینے چلا گیا یا راستہ میں بھول گیا، بھٹک کر دور چلا گیا۔ اس وجہ سے مجھے دیر لگ گئی ، ہدہد آگیا آکر بیان شروع کرتا ہے: اِنِّیْ وَجَدْتُّ ، اے سلیمان علیہ السلام! اے بادشاہ!

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ (النمل: ۲۳)

اے بادشاہ! بڑی عجیب خبر لایا ہوں، بڑا عجیب منظر دیکھ کر آیا ہوں۔

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ (النمل: ۲۳)

میں ایک عورت کو دیکھ کر آیا ہوں جو بادشاہ بنی بیٹھی ہے،

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾ (النمل)

سبحان اللہ! ہدہد کا بیان دیکھو! بادشاہ کے دربار میں بیان دے رہا ہے، سلیمان علیہ السلام کے دربار میں بیان دے رہا ہے، اپنے دیر لگانے کی وجہ بتا رہا ہے، کہتا ہے میں نکلتا نکلتا، اے سلیمان علیہ السلام! ایسے علاقے کی طرف نکل گیا۔

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾ (النمل)

میں ایک عورت کو دیکھ کر آیا ہوں، وہ بادشاہ بنی بیٹھی ہے، اس کا ملک ہے، اس کی بادشاہت ہے، تخت پر بیٹھی ہے۔ اور حتی کہ ایک اور بات ہدہد نے کہی، قرآن بھی ہے، ہم تو اتنے بڑے بھی نہیں، ہم تو علما کی جوتیوں کو اٹھانے والوں میں شامل نہ ہو سکے۔ اللہ پاک قیامت میں اللہ والوں کے ساتھ حشر فرمادے۔ (آمین)

اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ﴿۲۲﴾ (النمل)

اور مسئلہ حل کیا ہدہد نے، فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ، دور نکل گیا میں، دور چلا گیا میں،

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ (النمل)

میں ایسی جگہ گیا، اے میرے بادشاہ! جہاں کا تجھے بھی پتہ کوئی نہیں، ایسی خبر دوں گا، ایسی بات بتاؤں گا، ایسا قصہ سناؤں گا، ایسے حالات بتاؤں گا۔ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ، سچی بات بتاؤں گا، پکی بات بتاؤں گا، اے سلیمان علیہ السلام! ایسی چیز دیکھ کر آیا ہوں جس کا تجھے بھی پتہ کوئی نہیں، آپ کے علم میں نہیں۔

اب اس نے آگے کی بات کی کہ میں تو ایک عورت کو دیکھ کر آیا ہوں جو بادشاہ بنی بیٹھی ہے، تو اس میں کیا تعجب کی بات ہوئی، کہ ایک عورت اگر بادشاہ ہے تو ہونے دو، ہوا کرتی ہیں، مرد بھی ہوتے ہیں عورتیں بھی بادشاہ ہوتی ہیں، ہو کیا گیا؟ اس میں عجیب بات کیا ہے، تو نے دیر کیوں لگائی؟

پرندے بھی شرک سے بیزار:

توجہ کرنا سارے حضرات اس وقت اصل مفہوم کی بات اب آرہی ہے کہ دیر لگانے کی وجہ میں نے تجھے تو اس لیے نہیں بھیجا کہ تو تلاش کرتا پھر میرے سوا کسی اور کی حکومت ہے بھی کہ نہیں؟ میں نے تجھے اس لیے تو نہیں بھیجا تھا کہ تو لوگوں کے ملک چیک کرتا پھر کہ وہاں کیسے لوگ ہیں؟ کیا ہو رہا ہے؟ یہ بات بتا کر ہدہد ترکھان پکھی پرندہ، پشیمان ہو کر کہتا ہے: مجھے اس کے ملک میں جا کر دکھ لگا، کیوں؟ کھانے کو نہیں ملا؟ نہیں، پینے کو نہیں ملا؟ نہیں، نہیں، پھر تجھے دکھ کیوں لگا؟ تو تو پرندہ ہے، تجھے کیا تکلیف پہنچی، حیران کن بات کیا دیکھی؟ عجیب بات کیا دیکھی؟ کہتا ہے: سلیمان علیہ السلام میرا تو جگر پھٹ گیا۔

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ (النمل:۲۴)

میں نے اس عورت کو بھی اور اس کی قوم کو بھی سجدہ کرتے دیکھا سورج کو، میرا جگر پھٹ گیا سورج کے پجاری ہیں، سورج کو خدا مانتے ہیں، سورج کی پوجا ہوتی دیکھی ہے، سورج کو سجدہ کرتے دیکھے ہیں، پکھی کہتا ہے کہ مجھے بُرا لگا اور میرا جگر پھٹ گیا، مجھے تکلیف ہوئی، اس لیے تو مجھے دیر لگ گئی سلیمان علیہ السلام، کہ بندے ہو کر خدا کے سوا کسی اور کے آگے سر جھکائے بیٹھے ہیں؟

اے مسلمانو! پرندے کو بُرا لگ گیا، تو کہتا ہے نہیں نہیں، یہ بھی تو اللہ کے بنائے ہوئے ہیں، ترکھان پکھی اچھا، پرندہ اچھا۔

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

اَعْمَالَهُمْ (النمل: ۲۴)

ہائے قربان جاؤں، ہدہد پنکھی پرندے تیری عقل پر قربان جاؤں، تیری سمجھ پر قربان جاؤں، تیری فہم وادراک پر قربان جاؤں، تو ہے تو پرندہ کہنے لگا: پوجا بھی غیر کی کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے دماغ میں بٹھا رکھا ہے کہ یہ راستہ سب سے اچھا ہے، جتنے لوگ بھی چوری کرتے ہیں ،کبھی کسی چور نے اپنی چوری کو چاہے پچاس برس کا ہو گیا چوری کرتے کرتے، اس نے چوری کو عبادت کبھی نہیں سمجھا۔

شراب پیتے عمر گزر جائے کبھی اس کو اجر وثواب نہیں کہے گا۔ بدکاری کرتے کرتے عمر گزر جائے کبھی اس کو اجر وثواب نہیں کہے گا۔ شرک ایک ایسی لعنت ہے کہ گناہ بھی کرتا ہے اور اس کو عبادت سمجھتا ہے، اس لیے فرمایا:

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (النمل: ۲۴)

ہدہد کہتا ہے کہ دیکھ کر آیا ہوں، معلومات کر کے آیا ہوں، میں پورا پتہ لگا کر آیا ہوں سورج کی پوجا ہو رہی ہے۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

شیطان نے ان کے اعمال کو مزین کر رکھا ہے کہ یہ راستہ بڑا اچھا ہے، فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ سیدھے راستے سے ان کو روک رکھا ہے، جو بات ترکھان پنکھی کو بری لگی، ہدہد کو بری لگی، کیڑے مکوڑوں کو بری لگی وہ آج ہمیں اچھی لگتی ہے۔

سلیمان علیہ السلام نے اب یہ تو ناممکن تھا کہ شرک کی بات سن کر پیغمبر خاموشی سے بیٹھ جائے، یہ تو ہمارا زمانہ ہے، اے میاں! جیسے کوئی کرتا ہے کرتا رہے ہمیں کیا لینا، یہ بات نہیں، اگر ٹی بی کی بیماری کے برتن استعمال کرنے سے ٹی بی پھیل سکتا ہے، چیچک والے مریض کے اختلاط سے مرض پھیل سکتا ہے، تو شرک کرنے سے شرک کی بیماری نہیں پھیلتی۔

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ (النمل)

پرندہ کہتا ہے کہ ان کو شیطان نے سیدھے راستے سے روک رکھا ہے۔

مکتوب سلیمان بجانب ملک سبا:

سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اب تو خود گیا تھا اس لیے، حضرت کہ مجھے بڑی تکلیف ہوئی کہ

پروردگارِ عالم کے سوا کسی اور کی پوجا، کسی اور کو سجدہ، کسی اور کے سامنے پیشانی جھکانا۔

اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ (النمل)

ہم ابھی پتہ لگا لیتے ہیں، اس زمانے میں ڈاکیے نہیں تھے، تھیلے لے کر نہیں جاتے تھے، آج کی ڈاک تو گم ہو سکتی ہے، سلیمان علیہ السلام کا ہدہد کیا بڑا پکا ہے وہ کیسے گم کر دے، خط لکھا سیدنا سلیمان علیہ السلام نے

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ (النمل)

یہ خط ہے سلیمان علیہ السلام کی طرف سے

شروع کرتا ہوں اللہ پاک کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سیدنا سلیمان علیہ السلام بادشاہ ہو کر، تخت شہنشاہ پر متمکن ہو کر، پرندوں کا بادشاہ، جنوں کا بادشاہ، ساری خلقت کا بادشاہ، زمین کے اندر رہنے والی ساری مخلوق کا بادشاہ سلیمان علیہ السلام کہتے ہیں: بڑا مہربان ہے، بڑا کریم ہے، بڑا رحیم ہے، اسی سلیمان علیہ السلام کی طرف سے، یہ خط پہنچ رہا ہے، یا تو لڑائی کے لیے تیار ہو جا یا فرماں برداری قبول کر۔ پیغمبر کیسے خاموش ہو سکتے تھے؟ خدا کی قسم! اگر آج کوئی پیغمبر زندہ ہوتا، لڑائی کرتا ہم تمام لوگوں سے، میلے ٹھیلے لگا رکھے ہیں، مزار والی تھیٹر، اولیا کرام کے مزاروں پر کنجریوں کے ناچ۔ کیوں؟ اللہ والوں کے مزاروں پر ڈھول، طبلہ سرنگی کہاں؟

ہدہد خط لے کر دوڑا ہے، اڑتا اڑتا جا کر روشن دان میں بیٹھا ہے، حضرت بلقیس جو بادشاہ تھی اس ملک سبا کی سو رہی تھی، اور یہ نہیں کہ سلیمان علیہ السلام نے میرے ذمے لگایا ہے پھینک کر بھاگ آتا ہے، بیٹھا ہے انتظار میں، بلقیس اٹھتی ہے، جاگتی ہے، خط سینے پر پڑا ہوا ملتا ہے، اٹھا کر کھولتی ہے، پڑھتی ہے، پریشان ہو جاتی ہے، دل میں یقین آ جاتا ہے میں اتنی طاقت ور بادشاہ ملک سبا کی ملکہ میں۔

یوں لکھا ہے علما کرام نے بلقیس کی قوم اتنی طاقت ور تھی کہ ایک ہاتھ سے پانچ سو من کا پتھر اٹھا کر پھینکا کرتی تھی، یہ نہ سمجھنا کہ حضرت بلقیس کا جو ہدہد پتہ لگا کر آیا، وہ کسی پلاسٹک کے کھلونوں پر بادشاہت نہیں کر رہی تھی، اور یہ ترجمہ میں نے خود نہیں گھڑا، قرآن کریم پڑھ کر دیکھو! مفسرین نے لکھا ہے کہ ملک سبا سے بڑھ کر طاقت ور قوم اس زمین کے تخت پر آئی ہی نہیں۔ یعنی اندازہ لگا ایک ہاتھ سے پانچ سو من کا پتھر اٹھا کر پھینکا کرتے تھے، اور جس کے سر میں لگتا

تھا، ان شاء اللہ اس کا بھی کچھ نہیں بگڑتا تھا، سر بھی تو ایسے ہی ہوں گے کہ جیسے ہاتھ ہوں گے ویسے ہی سر ہوں گے۔

آج جیسے ہمارے ہاتھ ہیں ویسے ہی سر ہیں، ویسا ہی ہم کو ڈالڈا شریف مل رہا ہے، جیسے قدو قامت، یہی وجہ ہے کہ اللہ میاں نے یہ روڈ، موٹر کار، ہوائی جہاز، سکوٹر، سائیکل، عقل میں ڈال دیئے کہ ڈالڈا کھا کھا کر تم ویسے بن گئے ہو، اپاہج بن گئے ہو، ہلنے جلنے کے قابل رہے نہیں ہم ویسے بیٹھے بیٹھے کسکا کرو، جب تک لوگوں میں طاقت تھی اللہ پاک نے موٹر کار، ہوائی جہاز، ریل چلائے ہی نہیں۔

ملکہ سبا کی پارلیمنٹ میں بات چیت:

ملک سبا بڑی طاقت ور قوم تھی، قرآن کریم میں ان کا ذکر کئی جگہ آتا ہے، مستقل ایک سورۃ ہے قرآن کریم میں سورۃ سبا کے نام سے، بائیس پارہ میں سورۃ ہے۔ اتنے طاقت ور لوگ تھے کہ پانچ سومن کا پتھر ایک ہاتھ سے اٹھا کر پھینکا کرتے تھے، جس کو لگتا تھا اس کا بھی کچھ نہیں بگڑتا تھا، بس یوں ہی ذرا سی خراش آتی تھی۔

بلقیس اٹھی، عقل مند لوگ ایسا ہی کیا کرتے ہیں، بے عقل بادشاہ، بے عقل وزیر، بے عقل امیر، بے عقل زمین دار ہوش کھو بیٹھتا ہے، جلال میں آ کر حکم دے دیا کرتے ہیں یوں کرو۔
بلقیس اٹھی اور اس نے اپنے وزراء کو اپنی پارلیمنٹ کو طلب کر لیا، سمجھ دار عورت تھی، ورنہ کہتی جا جا، کون ہے ہمیں مسلمان بنانے آیا؟ میرے پاس اتنی طاقت ور قوم ہے کون ہے جو مجھے اعلان کرتا ہے، یا مسلمان ہو جا یا پھر لڑائی کے لیے تیار ہو جا، وزیر اکٹھے کیے، یہ قرآن کا ترجمہ کر رہا ہوں، یہ میں کچی اور پکی روٹی نہیں پڑھ رہا ہوں۔

حضرت بلقیس نے اپنے وزراء، اپنے سفراء، اپنی پارلیمنٹ کے ممبروں کو اکٹھا کیا اور

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ (النمل: ۳۲)

اے میری پارلیمنٹ کے لوگو! اے میرے وزیرو! اے میرے سفیرو! اے میرے ممبرو! بڑی آزمائش میں ہم لوگ آ گئے، ذرا غور کرو، ذرا سوچو، ذرا سمجھو، ذرا اس بات پر متانت اور سنجیدگی سے غور کرو:

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝۳۲ (النمل)

کیا ارادہ ہے تمہارا؟ یہ سلیمان علیہ السلام کوئی پیغمبر ہے، بادشاہ بھی ہے، وہ ہمیں اعلان جنگ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایک خدا کے ماننے والے بن جاؤ۔ واتونی مسلمین، یا کہتا ہے کہ ایک خدا کے پجاری بنو، سورج کی پوجا چھوڑو، چاند کی پوجا چھوڑو۔ احکم الحاکمین، پروردگار عالم کی پوجا کرو، جو سورج کا بھی خالق ہے، تمہارا رب خالق و مالک ہے، یا اس ایک معبود کو ماننے والے بن جاؤ ورنہ جنگ قبول کرو۔

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ (النمل)

اے میری پارلیمنٹ کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے اس بارے میں، میں اسے کیا جواب دوں؟

وزیر بولے، اللہ پاک نے وہ بھی نقل فرمادیا، کہنے لگے:۔

قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ (النمل:۳۳)

رگڑ کر رکھ دیں گے، پیس کر رکھ دیں گے، تباہ کریں گے، تو اعلان جنگ قبول کرلے، تو گھبرا نہیں ہم اتنی طاقتور قوم ہیں۔

وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ (النمل)

بلقیس کو خواہش یہ تھی کہ پیغمبر کے خط کا جواب اچھے طریقے سے بھیجوں گی، لیکن پارلیمنٹ سے منظوری لے لوں، اپنے سفیروں سے منوالوں، اپنی قوم کو اعتماد میں لے لوں۔

ہائے! سبا کی بادشاہ کی کھوپڑی میں یہ بات آگئی کہ قوم کو اعتماد میں لیے بغیر کام نہیں چلے گا، اور آج کسی کی کھوپڑی میں یہ بات نہیں آتی، قوم کو قوم کوئی نہیں سمجھتا، ملت کو ملت کوئی نہیں سمجھتا، برادری کو برادری کوئی نہیں سمجھتا۔ حضرت بلقیس کی امید کے خلاف ہوا، امید یہ تھی کہ یہ میری بات کی تائید کریں گے، لڑنا اچھا نہیں ہے، سلیمان علیہ السلام کا اعلان جنگ قبول کرنے کے بجائے ان کی تبلیغ قبول کریں گے۔ اللہ کی وحدانیت کو مانیں گے، اللہ پاک کی ایک معبود اور اس کی پرستش کی جائے گی۔ قوم پڑگئی الٹی، قوم کا مزاج بگڑا ہوا، طاقتور قوم۔

یہ لکھا مفسرین نے کہ ایک ایک آدمی کی خوراک بھی کئی کئی من تھی، شکر ہے اس زمانے میں ختم کا رواج نہیں تھا، ورنہ سارا کچھ مولوی کھا جاتے ساری قوم بگڑ اٹھی، ہم طاقتور ہیں، ہم قوت والے ہیں، نحن اولوا قوۃ قرآن کریم کے الفاظ پر غور کرو، بلقیس کی دانائی کی اللہ پاک نے قرآن میں تعریف کی ہے، پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر کہنے لگی:

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ

اَذِلَّةً ۚ (النمل: ۳۴)

کہنے لگی: اے پگلو! پاگلوں والی باتیں نہ کرو، جب دو بادشاہ لڑائی کے لیے کھڑے ہوجایا کرتے ہیں، اور جب دو بادشاہوں کی لڑائی ہوا کرتی ہے، لڑائی اور فساد ہوتا ہے۔

وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ

ارے! عزت والے لوگ بھی ذلیل ہوجایا کرتے ہیں، کیا بات کہتی ہے حضرت بلقیس، کافر تو تھی، مشرکہ تو تھی، لیکن عقل سلیم رکھتی تھی۔ کہنے لگی: لڑائی اچھی چیز نہیں، لڑائی بہت بری بات ہے، عزت والے ذلیل ہوجایا کرتے ہیں۔ وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ عزت والے ذلیل ہوجایا کرتے ہیں، لڑائی بہت بری چیز ہے، دنگا فساد بہت بری چیز ہے۔

ارے! عورت نے یہ تو بات کہہ ڈالی کہ لڑائی اچھی چیز نہیں ہے، اور آج ہر مرد، ہر سمجھ دار آدمی لڑتے ہوؤں کو انگلی مار دے گا، خیر شاباش لگے رہو، کبھی کوئی یہ مشورہ نہیں دے گا کہ آپس میں صلح کرلو، صبر کرجاؤ، اپنی حلال کمائی کچہری والوں کو نہ کھلاؤ، پولیس والوں کو نہ کھلاؤ، اپنے بچوں کو کھلاؤ، اپنے پیٹ میں ڈالو اور نہ ان کو پالو، اور جو ایسی بات کرتا ہے اس کی بات کی طرف تو ویسے لوگ توجہ نہیں دیتے، کہنے لگی:

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ (النمل: ۳۴)

اس نے بستی کا نام لیا، اس نے شہروں کا نام نہیں لیا، کہنے لگی: جس بستی میں دو بادشاہ لڑتے لڑتے چلے گئے، وہ بستی بستی نہیں رہے گی، وہ بربادی ہوجائے گی۔ یہ سارا منظر دیکھ کر ہد ہد نے، پرندہ ہے پرندہ، انسان نہیں، بی اے، ایف اے پاس نہیں، میٹرک، مڈل پاس نہیں، کالج میں سٹوڈنٹ نہیں رہا، نہ کسی جگہ پروفیسر لگا نہ انجینئر لگا، نہ کسی عربی مدرسے کی سند اس کے پاس ہے، مولوی ہے، نہ مولوی فاضل ہے، نہ عربی فاضل ہے، نہ عالم ہے نہ عربی پڑھی، نہ فارسی پڑھی، ساری بات سن کر پارلیمنٹ کی کاروائی کو سن کر، جس طرح تمہارے یہاں اخباروں میں نہیں آتا، ریڈیو پر آتا ہے، کہ قومی اسمبلی کی جھلکیاں، جھلکیاں نہیں آیا کرتیں؟

ہدہد نے ساری جھلکیاں لے لیں، اور بغیر کیمرے کے لی، ورنہ اس زمانے میں رنگین ٹی وی بنالیتا تو وہ پرندہ پندرہ پندرہ ہزار روپے تو کماتا؟ گھر میں آٹا ہو یا نہ ہو، وی سی آر ضرور ہونا چاہیے۔

اللہ کے ولی تو اپنی بیٹی کو V.C.R دکھا کر کے تو اسی کو ولی بنانا چاہتا ہے، تیری مت ماری گئی،

تمہاری عقل پر پردے پڑ گئے، تم گھروں میں وی سی آر چلا کر دکھا کر گھروں کو شرم والا، غیرت والا، حیاوالا، بچیوں کو رکھنا چاہتے ہو۔

ملکہ بلقیس کا تخت دربار سلیمان میں:

ہدہد نے آکر پارلیمنٹ کا جھلکیاں اور سارے حالات سلیمان علیہ السلام کو بتلا دیا کہ لو میں نے تمہارا خط پہنچا دیا اور وہاں کا یہ جواب ہے، اور میں یہ کاروائی دیکھ کر آیا ہوں۔

تو سلیمان علیہ السلام سمجھ گئے کہ حضرت بلقیس سنجیدہ ہے، بڑی سمجھ دار عورت ہے، اور وہ بادشاہت کے لائق ہے، اور وہ بڑی عقل مند ہے اور قوم اس کی طاقت کے نشے میں پاگل ہوگئی۔

سلیمان علیہ السلام نے ایک جن سے کہا کہ حضرت بلقیس کا تخت کتنی دیر میں لاؤ گے کہ تخت والے یہاں ملکہ اور مالک اکٹھے ہو جائیں اور وہ پتھر اٹھا کر مارنے والی قوم کو دیکھ لیں گے۔

ایک کہنے لگا کہ شام کو آپ ایک دن سو جائیں، تو ہم صبح کو لا کر پیش کر دیں گے۔ دوسرا کہنے لگا: بس؟ اس نے کہا اور کیا، میں ایک گھنٹے میں لا دوں گا، ایک اور جن کھڑا ہوا، وہ کہنے لگا: ہم پانچ منٹ میں لا دیں گے ان شاء اللہ، ایک کہنے لگا:

قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ ؕ (النمل:۴۰)

آپ پلک جھپکیں گے اور تخت سامنے رکھا ہوگا۔

اس طرح کا ایک جن مجھے مل جائے تو مزہ آجائے، سارے تخت یہاں اکٹھے کرلوں اپنی مسجد میں، ان سے پوچھو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ کہاں میرے قابو آئیں جن؟ ویسے ماتھے مارنے کو دل نہیں کرتا، ورنہ دل تو چاہتا ہے کہ ایک جن قابو کر کے اچھا ہے کبھی اس کو پکڑوا لیا، کبھی اس کو منگوا لیا، خود ہی جس کے گھر میں چھوڑ دیں گے، گھر والے ہمارے پاس آئیں گے، اور ہم کہیں گے پانچ سو روپیہ دو ہم جن اتار دیں گے، وہ چڑھایا ہوا تو ہمارا ہی ہے نا؟

خدا کی قسم! اتنا بہترین ذریعہ ٹیلی کا بل آئے نہ بجلی کا بل آئے، سوئی گیس تو ہم غریبوں کو دے کون؟ واہ مزیدار کاروبار ہے، کوئی تکلیف نہیں گاڑی پر پڑھنا، اشتہار نہیں چھپنا، اخبار میں نہیں آنا، سی آئی ڈی آکر رپورٹ نہیں لے جاتی، نہ کوئی مخالفت کرے نہ کوئی موافقت کرے، بس مزے ہی مزے، جن کہنے لگا:

قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ

طَرْفُكَ ط (النمل: ۴۰)

قرآن کریم نے اس جن کی تعریف کی جس نے یوں کہا: پلک جھپکنے میں لا کر دے دوں گا، تم یہ نہ سمجھنا کہ کوئی ملنگ جن تھا، قرآن کریم نے پہلے بتلایا کہ وہ تھا عالم، عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ. اس کے پاس اللہ کی کتاب کا علم تھا۔

ملکہ بلقیس کی دعوت توحید:

حضرت بلقیس کا تخت منگوا لیا گیا، سوئی ہوئی تھی، سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اٹھ کھڑی ہوئی، دیکھتی ہے ملک دوسرا، حالات دوسرے، فرمایا: میں سلیمان ہوں، اللہ نے مجھے تخت شہنشاہی بھی دیا ہے، تاج نبوت بھی دیا ہے، تم نے قوم میں شرک پھیلا رکھا ہے، تو شرک کیوں کرتی پھرتی ہے؟ کہنے لگی: میرا تو پہلے ہی ارادہ مسلمان بننے کا تھا، میں تو مسلمان بن گئی، لیکن ڈنڈے سے مجھے خدا نہ منواؤ، سمجھا کر کے منواؤ، بادشاہت کے رعب سے نہ منواؤ۔ آج لوگ بھی سوچیں اگر خدا تمام لوگوں کو مجبور کر دیتا کہ ہر آدمی حق پرست ہو، تو وہ اس پر قادر تھا، جو چوری کے ارادے سے چلے اس کے پاؤں توڑ دے، جو زنا کے ارادے سے چلے اس کی آنکھ پھوڑ دے، اس پر وہ قادر ہے، جو ضد کرے اس کے تخت کو لپیٹ دے، لیکن پھر اللہ کہتا ہے کہ امتحان کیا ہوا؟ آزمائش کیا ہوئی؟ تو بلقیس کہنے لگی کہ: اللہ کو میں مانوں گی، لیکن مجھے سمجھاؤ بھی سہی، سلیمان علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ ہم لوگ ڈنڈا نہیں چلایا کرتے، ہم سمجھایا کرتے ہیں۔

کہنے لگی دیکھو! سورج کتنا چمک دار ہے، کتنا نور ہے اس میں، سارے جہان کو منور کرتا ہے، سبحان اللہ، کتنا بہترین خدا ہے، سلیمان علیہ السلام نے حوض بنایا جنوں سے اور اس پر شیشہ بچھوا دیا، اور حضرت بلقیس سے کہا کہ اس حوض پر سے چلو اور بلقیس چلنے لگی، نیچے شیشہ تھا اس کے نیچے پانی تھا، جو ایسا معلوم ہوا کہ پانی میں پھنس گئی ہوں، شلوار کو اوپر کرنے لگی، سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ کیا کرتی ہے؟ قرآن پاک کہتا ہے:

وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ط (النمل: ۴۴)

پنڈلیاں بھی اس کی ننگی ہو گئیں، اور پر شلوار کر لی، کہنے لگی: پانی میں بھیگ جائے گی میری شلوار۔ فرمایا کدھر ہے پانی؟ نیچے بیٹھ کر بلقیس نے ہاتھ پھیرا تو ہاتھ کو پانی لگا ہی نہ، اس نے کہا کہ نظر تو آتا ہے پانی، وہ کہنے لگی، کملی نیچے پانی ہے، شیشے میں سے پرتاؤ پڑ رہا ہے، خدا اور ہے،

خدا کی تجلیات کا پرتا و سورج میں پڑ رہا ہے، سمجھایا ہے اس کو۔

کہنے لگی: میں مان گئی کہ واقعی چاند سورج کا خدا، تیرا خدا، میرا خدا، سارے جہان کا خدا کوئی اور ہے، خدا کے سوا کوئی مشکل کشائی نہیں کرسکتا۔

اللہ پاک مجھے اور آپ کو سارے انبیا علیہم السلام کی، قرآن کریم کی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غلامی نصیب فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت زکریا علیہ السلام

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ، وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡكَ لَہٗ وَلَا نَظِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ، تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

کٓھٰیٰعٓصٓ ① ذِکۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّكَ عَبۡدَہٗ زَکَرِیَّا ② اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا ③ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ وَھَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡبًا وَّلَمۡ اَکُنۡۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ④ (مریم)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِكۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○

گزشتہ کئی جمعوں سے حضرات انبیا کرام علیہم السلام کے واقعات جو اللہ پاک جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں ذکر فرمائے انہی میں سے مختصر سی اپنی معروضات اپنی معلومات کے مطابق عرض کرر ہا تھا۔

انبیا بہادر ہوتے ہیں:

خداوند کریم نے ان انبیا کو ازل ہی سے اپنا برگزیدہ بندہ بنایا، ان کو معصوم پیدا فرمایا، خطا اور گناہ ان کے قریب نہ آیا، انبیا کے سوا دنیا میں بہادر کوئی نہیں ہو سکتا، بے شمار پیغمبروں، نبیوں کی گردنیں کاٹ دی گئیں، اف نہ کی، یہ قرآن کریم کی بات ہے، یہودیوں نے ایک ایک دن میں ستر ستر پیغمبروں کو قتل کر ڈالا۔ گردنیں کاٹ دیں انبیا کی، بڑا ستایا پیغمبروں کو، نبیوں کو، لوگوں نے بڑے دکھ دیئے، کس نبی کو نہیں ستایا گیا؟ کس پیغمبر کو نہیں مصیبتوں میں ڈالا گیا ہو؟ کسی کو چیخے میں ڈال دیا، کسی کو کسی طرح ستایا گیا، کسی کو کسی طرح ستایا گیا، اور امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں، بخاری شریف میں ہے:

لوگو! اللہ کی راہ میں ہر نبی کو ستایا گیا لیکن جتنا مجھے ستایا گیا اتنا کسی کو نہیں۔

ابھی یہ بات میں نے زبان سے عرض کر دی آپ نے سن لی، لیکن وہ دکھوں کی گھڑیاں جس پر پڑیں، جس پر بیتیں وہی جانتا ہے، دین کی قدر بھی انہی کو ہو سکتی ہے، اسلام ایمان کی قدر بھی انہی کو ہو سکتی ہے، جن پر کچھ مشکلات آئی ہوں، مصیبتیں آئی ہوں، تکلیف آئی ہو، کیا کیا چیز عرض کروں۔

اب یہ پاکستان ہے جن لوگوں نے اس کو بنانے میں تکلیف اٹھائی، اجڑے، مصیبت آئی، گھر سے بے گھر، وطن سے بے وطن، ملک سے بے ملک، انہی کو پتہ ہے کہ ملک کس بھاؤ بنا، کیا قیمت لگ کر بنا، اور جن کا ناخن بھی نہیں کٹا، جنہوں نے کوئی تکلیف اٹھائی نہیں، اور موج آ گئی انہیں کیا معلوم ملک کیسے بنا کرتے ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ وہی لوگ آج تخریب کرتے ہیں جنہیں کوئی قدر نہیں۔

انبیا تو اتنے دکھ جھیلے اور کبھی اللہ کی ذات سے شکوہ نہیں کیا، کبھی کسی نبی نے اللہ سے شکوہ تک نہیں کیا۔

صاحب اولاد کرنا اللہ کے ہاتھ ہے:

چناں چہ زکریا علیہ السلام بڑے برگزیدہ پیغمبر ہیں، نبی ہیں، ایک سو بیس سال عمر گزر گئی اولاد کوئی نہیں، ایک سو بیس سال، چھیانوے سال عمر گھر والی کی ہو گئی کوئی اولاد نہیں، بے نیاز جو ٹھہرا، دینے پر آئے تو ایک ایک کے پندرہ پندرہ بیٹے بیٹیاں، نہ دینے پر آئے چار شادیاں کر لو، ایک بھی نہیں، اسی کا نام تو بے نیازی ہے، اس کا نام لا الہ الا اللہ ہے کہ اس کے سوا حاجت روا کوئی نہیں، مشکل کشاء کوئی نہیں، بے نیاز کوئی نہیں، اور بھری ہوئی جھولی کو خالی کرنے والا کوئی نہیں۔

حضرت مرزا مظہر جاناں شہید رحمہ اللہ اتنا بڑا ولی، اتنا بڑا بزرگ، اتنا بڑا متقی، سلطان عالمگیر رحمہ اللہ کے خالہ زاد بھائی ہیں، بہت اللہ والے ہیں ہیں اور اولاد کوئی نہیں۔

خواجہ خدا بخش سرکار رحمہ اللہ یہاں پر خیر پور ٹامیوالی میں بڑے مشہور بزرگ ہیں، بڑے اللہ والے بزرگ ہیں، اور اولاد کوئی نہیں۔

بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ اتنے بڑے ولی، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے خلفا میں سے ہیں بیٹا کوئی نہیں۔

سلطان باہو رحمہ اللہ کتنے بڑے مشہور بزرگ ہیں جن کے دربار میں پتہ نہیں کتنے لوگ بیٹے مانگنے جاتے ہیں خود کا بیٹا کوئی نہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اتنا بڑا برگزیدہ عالم، تیرا سو کتابیں دین کی اپنے قلم سے لکھیں، بے شمار حضرات ان کے مرید، بڑے بڑے اللہ والے، علامہ سید سلیمان ندوی جیسے، قاری محمد طیب رحمہ اللہ جیسے، مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ جیسے، بڑے بڑے ولی حضرت کے مرید اور خلیفہ، اور دو گھر والیاں اولاد نہیں ہوئیں۔

سیدنا زکریا علیہ السلام کی ایک سو بیس سال عمر گزر گئی، چھیانوے سال بیوی کی عمر گزر گئی اولاد کوئی نہیں، گھر میں رونق کوئی نہیں، گھر میں چاننا کوئی نہیں، گھر میں اولاد والا نور کوئی نہیں، عمر بیت گئی، جوانی بیت گئی، شباب ختم ہوگیا، رگ و ریشہ میں خون کے بجائے پانی پڑ گیا، حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ پاک نے نوازا، حضرت مریم کے سامنے بے موسم کے پھل پڑے ہوئے ہیں، اس لیے کتنا عجیب خاندان ہے، حضرت مریم علیہا السلام، حضرت زکریا علیہ السلام کی بھانجی ہے، حضرت زکریا علیہ السلام خالو ہیں، قرآن کریم نے خاندان کو اتنا نوازا، اللہ پاک نے قرآن کریم میں بیان فرمایا۔

نذر ماننے کا طریقہ:

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ (آل عمران: ۳۵)

مریم کی والدہ نے نذر مانی، نیاز مانی اللہ سے منت مانی، وعدہ کیا، قرآن کریم گواہ، خدا کا کلام گواہ، خدا کی ذات گواہ، کس طرح نذر مانی، کس طرح نیاز مانی، کس طرح اللہ کی منت مانی، فرمایا:

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ (آل عمران: ۳۵)

مریم کی اماں نے نذر مان دی، الٰہی!

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ (آل عمران:۳۵)

اے میرے پروردگار! اے زمین وآسمان کے خالق ومالک! اے ذرے ذرے کے مالک! اے سمندر کے قطرے قطرے کے مالک! پہاڑ کی ایک ایک کنکر کے مالک! درختوں کے ایک ایک پتے کے مالک! زمین کے ذرے ذرے کے مالک! ستاروں کا مالک، چاند، سورج کا مالک، عرش کا مالک، فرش کا مالک۔ حضرت مریم علیہا السلام کی اماں کہتی ہے:

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ

میرے پروردگار میں نے نذر مانی، میں نے نیاز مانی، میں نے تیری منت مانی، کیا منت مانی؟ کیا نذر مانی؟

اللہ پاک واقعات سنا کر قرآن کریم میں مسلمانوں کو نذر ماننے کا طریقہ سکھاتا ہے، نیاز ماننے کا طریقہ سکھاتا ہے، منت ماننے کا طریقہ سکھاتا ہے۔

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ

میرے اللہ! میں تیری نذر مانتی ہوں، کیا چیز؟

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا (آل عمران:۳۵)

جو کچھ میرے پیٹ میں ہے، جو کچھ میرے شکم میں ہے، جو کچھ میرے رحم میں ہے، یہ بچہ اللہ پاک تو مجھے دے گا، لڑکا پیدا ہوگا، میں تیرے بیت المقدس میں حفاظت کے لیے چھوڑ دوں گا، دعویٰ نہ رکھوں گی، نہ مانگوں گی، گھر میں نہیں رکھوں گی، اپنی خدمت نہیں کراؤں گی، تیرا جو گھر بیت المقدس ہے اس میں جھاڑو دلوایا کروں گی۔

مریم کی اماں پیدا ہونے سے پہلے دعائیں مانگ رہی ہے۔ یا اللہ! تو مجھے لڑکا دے دے، میں بیت المقدس میں تیرے گھر میں جھاڑو دلوایا کروں گی، تم اتنے بڑے بڑے حاجی، غازی، نمازی بیٹھے ہو، کبھی مسجد میں جھاڑو دی ہے؟ شرم آتی ہے، عار آتی ہے مسجد میں جھاڑو دی جائے، مسجد کی صفائی کی جائے، تم کہتے ہو کہ ہم صفائی نہیں کرتے، ہم جھاڑو نہیں لگاتے، خدا کہتا ہے کہ تو میرے دربار کے قابل ہی نہیں، تیرا منہ اس قابل نہیں، تیرا ہاتھ اس قابل نہیں، تیرا دماغ اس قابل نہیں کہ تو میرے دروازے کا خادم بنے۔

وہ قبروں میں چلے گئے لوگ جو ان چیزوں کا خیال کیا کرتے تھے۔ اکڑے ہوئے پھرتے

ہیں میں جنتی، میں جنتی، اتنی نمازیں پڑھتا ہوں، میں اتنی نفلیں پڑھتا ہوں، میں نے اتنے حج کر رکھے ہیں، میں نے اتنا وقت لگا رکھا ہے، اکڑے ہوئے پھرتے ہو؟ سارا پتہ چل جائے گا جب چھلنی لگے گی، کتنا میدہ نکلتا ہے، کتنا چھان بورا نکلتا ہے، آرہا ہے وقت موت کا سامنے۔

سیدنا مریم کی اماں کی نیت دیکھو! نذر دیکھو! ارادہ دیکھو! کہتی ہے:

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا (آل عمران: ۳۵)

جو کچھ میرے پیٹ میں ہے، میں آزاد کردوں گی، میں اپنی خدمت نہ کراؤں گی، میں اپنے بچے کی کمائی نہ مانگوں گی، کوئی دعویٰ نہ رکھوں گی، تیرے بیت المقدس کے حوالے کردوں گی۔

اور پھر بھی فکر ہے اتنی اچھی نذر مان کر، اتنی اچھی نذر مان کر، فکر ہے پھر بھی، جانتی ہے نا کہ اس کی ذات بڑی بے نیاز ہے، دینے پر آئے بنی اسرائیل کی بدکاری کنجری کو حکم مل جائے تو نے میرے کتے کو پانی پلا دیا جا میں نے تجھ پر کرم کردیا، اور نہ دینے پر آئے تو پانچ سال جس نے سجدے کیے، ماتھے رگڑے، آخری وقت میں حکم مل جائے چلا جا میرے حکم سے دوزخ میں۔

حضرت مریم کی والدہ اس بے نیاز کو جانتی ہے، روتی ہے، کہتی ہے: فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ، تو قبول فرما، میں ہزار نذر مانوں، میں ہزار نیاز مانوں، تو اگر منظور نہ کرے گا تو میں کیا کرلوں گی، تو سارے جہاں کا مالک وخالق خدا ہے اور میں بندی، روتی ہے، کہتی ہے:

فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ (آل عمران)

اے میرے مولا! تو قبول فرمالے تیری مہربانی، تو ہی میری زبان سے جو لفظ نکلے سننے والا، جو میرے دل میں ارادہ اٹھا، جو ارمان اٹھے، جو آرزو پیدا ہوئی اسے تیرے سوا کوئی جاننے والا نہیں، کون ہے تیرے سوا جاننے والا؟

صاف قرآن مجید نے یہ بات بتادی سمجھادی کہ نذر اس طریقے سے مانی جاتی ہے، نیاز اس طریقے سے مانی جاتی ہے، یہ طریقہ نہیں فلاں کام ہوجائے گا میں قبر پر چڑھا کر آؤں گا، اے اللہ والے! تجھے کیا معلوم ہے، قبر والا جنت میں مزے کر رہا ہے، تیری چادر سے کون سی اس کی سردی اترے گی، قبر پر چادر چڑھانے کی منت مانتا ہے، کسی بیوہ کے سر پر چادر نہ ڈالنا، کسی یتیم کے سر پر کپڑا نہ ڈالنا۔

سیدنا صدیق اکبر خلیفہ بلافصل رضی اللہ عنہ، انبیا کے بعد ساری کائنات سے افضل، پیغمبر خدا ﷺ کا قریبی رشتہ دار، حضور ﷺ کا سسر، اندازہ لگا: بدر کا ساتھی، احد کا ساتھی، مزار کا

ساتھی ، غار کا ساتھی ، حشر کا ساتھی ، کوثر کا ساتھی ، جنت کا ساتھی ، آخری وقت ہے جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ، بات ضمناً آگئی ، ان شاء اللہ اگلا مہینہ آرہا ہے ، پھر یہ بات چلائیں گے ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام کا خادم اور غلام بنائے ۔ (آمین)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت ہے ، یہ جو میں بات عرض کر رہا ہوں کسی مسلمان مورخ نے نہیں لکھی ، لکھی ہوگی ، لیکن جو میں نے سنی اور میں جو عرض کر رہا ہوں تین انگریز مؤرخین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ واقعہ لکھا ہے :

آخری وقت ہے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے لخت جگر ، نور نظر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ نیا کپڑا دیکھ لیا ، فرمایا : بیٹی یہ کیا چیز ہے ؟ ابا ! احتیاطاً کفن کے لیے کپڑا منگوالیا ، حالات اچھے نہیں ہیں ، نجانے کس وقت ضرورت پیش آجائے گی ، فرمایا : میرے لیے ؟ ہاں ! ابا تیرے لیے ، میری ایک وصیت ہے مجھ پر نئے کپڑے کا کفن نہ ڈالنا ۔ کیوں ؟ فرمانے لگے : جن کپڑوں میں میری وفات ہو رہی ہے انہی کپڑوں میں مجھے دفن کر دینا ۔

ابا ! اب تو منگوالیا اجازت دو ، فرمایا : بیٹی ! اللہ کے ہاں نئے کپڑوں کی کوئی پہچان نہیں ۔ اعمال دیکھے جائیں گے ۔

جب زیادہ اصرار فرمایا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا : بیٹی ! مجھ پر کفن ڈالنے سے بہت اچھا ہوگا ، بہتر ہوگا ، کہ مدینے کی کسی بیوہ کو دے دینا ، وہ اپنے سر پر ڈال کر پردہ کر لے گی ، اس پر بھی اگر بس نہ ہوئی ، پھر دوسرا رخ اختیار کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا : قریب آجا ، بیٹی تھی اور قریب بلا کر اور یوں ہاتھ پکڑ کر فرمایا : بیٹی ! نبی کے گھر میں اٹھارہ برس رہی ہو ، امام الانبیا کے گھر میں رہی ہو ، تیری گود میں مدنی کریم ﷺ کی وفات شریف ہوئی ، تیرے گھر میں وفات ہوئی ، تیرے گھر میں قبر بنی ، قسم کھا کر بتا ! کیسے کپڑوں میں وفات ہوئی ؟ اور کیا کفن دیا گیا تھا ؟ سیدہ حفصہ بھی آگئی ، صدیقہ تھی ، رونے لگی ، ہماری مائیں اور رو کر کہنے لگی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ، حضرت عائشہ کے ابا ! جن کپڑوں میں شہنشاہ کائنات کی وفات ہوئی ، جن کپڑوں میں دو جہاں کے سردار کی وفات ہوئی وصال ہوا ، انتقال فرمایا ، اس میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے ، بات یوں چل نکلی کہ آج مردوں اور عورتوں کے دماغ ادھر چلتے ہیں ، اچھے بھلے پڑھے لکھے لوگ ، میں نے فلاں جگہ کی چادر کی نذر

مان رکھی ہے میں چادر چڑھا کر آؤں گی، میں اگر چادر نہیں چڑھاؤں گی تو میرا بیٹا زندہ نہیں رہے گا، اندازہ لگاؤ وہ اگر جنتی ہے وہ جنت میں مزے کر رہا ہے، اور چادر یہاں لٹک رہی ہے۔

عرض کر رہا تھا، اللہ جل شانہ نے سبب بنایا، زکریا کی بھانجی حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئی، لڑکے کے بجائے لڑکی، یہ واقعہ ذکر نا مقصود نہیں، وہ تو مستقل کیسٹ ہے، مریم جب پیدا ہو کر جوان ہوئیں، سیانی ہو گئی، ماں نذر کو بھولی نہیں، نیاز کو بھولی نہیں، چاہے لڑکی پیدا ہوئی اسے بھی بیت المقدس میں پہنچا دیا۔

زکریا علیہ السلام کے ذمے کفالت لگا دی، خالو تھے حضرت مریم علیہا السلام کے، تو زکریا علیہ السلام نے ایک دن کیا دیکھا، حضرت مریم کے سامنے بے موسم کے پھل پڑے ہوئے ہیں۔ باغوں میں، منڈیوں میں، بازاروں میں اس وقت اس پھل کا موسم نہیں، لیکن آگے رکھے ہوئے ہیں، زکریا نے پوچھا:

قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ (آل عمران:۳۷)

اے مریم! یہ کہاں سے لے آئی؟ یہ پھل بازار میں نہیں، یہ پھل منڈی میں، باغوں میں نہیں، بہاروں میں نہیں، ان پھلوں کا موسم نہیں، یہ تو کہاں سے لے آئی؟

قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ (آل عمران:۳۷)

جواب دیا حضرت مریم علیہا السلام نے

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ (آل عمران:۳۷)

یہ اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ اے میرے خالو زکریا! جب وہ دینے پر آئے، جب وہ بے نیازی فرمائے، جب وہ کسی پر کریمی فرمائے، موسم اور فصل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جب وہ کسی کی جھولی بھرنے پر آئے، جب وہ کسی کا دامن بھرنے پر آئے، جب وہ کسی کو دینے پر آتا ہے، موسم کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ (آل عمران)

وہ جب کسی کو دینے پر آتا ہے بغیر حساب کے دیتا ہے، بغیر موسم کے دیتا ہے، بغیر فصل کے دیتا ہے۔

اللہ سے مانگنے کا طریقہ:

حضرت مریم علیہا السلام کی زبان سے حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ بات سنی، ہائے!

ہائے! ہمیں تو مانگنا بھی نہیں آتا، مانگنے کا بھی سلیقہ نہیں، بندوں سے مانگنے کا طریقہ نہیں، نمازوں کے بعد جب دعا مانگتے ہیں کئی لوگ یوں پیچھے مڑ کر دیکھنے لگ جاتے ہیں، کتنی جماعت ہے کتنے لوگ ہیں، کوئی پنکھوں کی طرف دیکھ رہا ہے، یہ تو اس کی کریمی ہے ورنہ منہ پر تھپڑ لگے، آنکھ باہر نکل آئے۔ مانگنا احکم الحاکمین سے ہے، اور دیکھ رہا ہے پنکھے، کسی افسر سے اس طرح کرکے دیکھ، اگر دھکے دے کر باہر نہ نکلوا دے، بدتمیز کدھر دیکھ رہے ہو؟

حضرت مجذوب نے بڑی عجیب بات کہی ایسے موقع کے لیے، فرمایا:

قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا
کدھر جا رہے ہو کدھر دیکھتے ہو

قدم قبر کی طرف بڑھ رہا ہے اور نگاہ دنیا پر لگی ہوئی ہے للچائی ہوئی، کدھر جا رہے ہو اور کدھر دیکھ رہے ہو، ٹھوکریں نہیں لگیں گی تو اور ہوگا کیا؟ دل جما کر مانگنے کا طریقہ نہیں، طبیعت جما کر مانگنے کا طریقہ نہیں، سیکھا ہی نہیں مانگنا، مزاج ہی نہیں۔ بندے سے اگر دس روپے مانگنے ہوں کتنی زبان مارتا ہے، بس جی اپنا تو کس سے لینا دینا ہے نہیں، اپنا پکا یقین ہے جب بھی ہم آپ کے پاس آئیں ان شاء اللہ تعالیٰ نہیں جائیں گے، پہلے کبھی خالی نہیں گئے، اب کہاں جائیں، کتنی گپیں مارتا ہے اور کتنی بکواس کرتا ہے، چندے مانگنے مولوی دکانوں پر آتے ہیں، پتہ نہیں کتنی زبانیں مارنی پڑتی ہیں۔ حاجی جی ٹھیک ٹھاک ہو؟ اس نے کہا: اللہ کا شکر ہے حاجن بھی ٹھیک ہے؟ ہاں جی بالکل ٹھیک ہے، جوڑی صحیح سالم چل رہی ہے، ہاں جی چل رہی ہے، سارا جہان کہتا ہے کہ آپ دین کے ستون ہیں۔

جب حاجی مرجائے گا اس دن آسمان زمین ایک ہوجائے گا، بیٹھا بیٹھا یوں گلے پر ہاتھ رکھتا ہے اور کبھی یوں رکھ کر چوڑا ہوتا رہتا ہے، اگر کوئی بات اس مولوی کو چندہ مانگنے والے کو معلوم نہیں، یہ خود ہی بتاتا ہے، الحمد للہ! جی اس شہر کی کوئی مسجد ایسی نہیں جہاں اپنا پیسہ نہیں لگا ہوا، ہر جگہ بس اللہ نے توفیق دی ہے، کار خیر ہے، سوچ رہا ہے، مولوی نے گھنٹہ عرس پڑھا اور پھر کہہ دیتا ہے، لڑکا لاہور گیا ہے چابی اس کے پاس ہے، پھر وہ کھسیانا ہوکر ملاں واپس ہوجاتا ہے، چھوڑتا وہ بھی نہیں، چاہے قبر میں سے کفن اتار کر لانا پڑے، بری تو لگے گی بات بازار میں بیٹھ کر سوچو کے ایسا ہو رہا ہے کہ نہیں؟

دعا قبول کرنے والا صرف اللہ:

حالاں کہ اللہ پاک جل شانہ فرماتے ہیں: معلق انصاری جلیل القدر صحابی ہیں، راستے میں ڈاکو نے پکڑلیا، اس نے کہا کہ جب میں تجھے قتل کردوں گا، یہ مال گھوڑا تو ویسے ہی میرا بن جائے گا، اللہ غنی، جلیل القدر صحابی کو جن کو نگاہ نبوت نے رنگ رکھا تھا، کہنے لگا کہ میرا آخری وقت ہے تیرے قول کے مطابق مجھے دو رکعت نماز ادا کرنے دے، مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دے۔

ڈاکو نے طعنہ دیا جب بدمعاشی پر آدمی آجاتا ہے پھر خدا یاد نہیں رہتا، طعنہ دیا اور کہنے لگا: یہ دیکھ کتنی کھوپڑیاں پڑی ہیں ان سب نے نمازیں پڑھی تھیں، ان کی نمازوں نے ان کو میری تلوار سے نہ بچایا، ان کو نمازیں میری تلوار سے نہ بچاسکیں، اس نے کہا کہ چلو ان کو نہیں بچایا، پروگرام تو میرا ابھی بچنے کا نہیں، میں تو اللہ سے آخری وقت میں دو رکعت نماز کے لیے تجھ سے مہلت مانگتا ہوں، صحابی نے نماز کی نیت باندھی، سر سجدے میں رکھ دیا، جنگل بیابان، وہاں کوئی نہیں، یا ڈاکو ہے یا گرفتار کیا ہوا صحابی ہے، صحابی نے سر سجدے میں رکھ کر رو دیا،

اَمَّنۡ يُّجِيۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَيَجۡعَلُكُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ‌ؕ ءَاِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ‌ؕ (النمل:۶۲)

میرے پروردگار، میرے بے نیاز میرا دنیا میں کوئی نہیں، تجھ سے فریاد ہے، تجھ سے ہی میری دعا ہے، تو ہی میرے حال کو جانتا ہے، کسی کو کیا پتہ ہے،

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىۡ عَنِّىۡ فَاِنِّىۡ قَرِيۡبٌ‌ؕ (البقرہ:۱۸۶)

کون جانے تیرے سوا کہ مجھ پر کیا بن رہی ہے؟

علامہ سخاوی رحمہ اللہ قول البدیع میں لکھتے ہیں، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے کہ ابھی سر سجدے سے نہیں اٹھا، ڈھرام کی آواز آئی، اس نے یوں سر اٹھایا، دیکھتا کیا ہے ایک گھوڑ سوار نوجوان اس ڈاکو کو قتل کر کے واپس دوڑ رہا ہے، ڈھرام سے وہ ڈاکو زمین پر گرا سر اڑا دیا۔

صحابی کہتا ہے میں دوڑا اور گھوڑے والے کو کہا: اللہ والے بتا کے تو جا تو کہاں سے آیا؟ تو کون ہے؟ تو کس لیے آیا؟ تجھے میری پریشانی کا کیسے پتہ چلا؟ کہنے لگا کہ: جب تو نے مجبور کیا تو مجھے بتانا پڑا میں عرش کے قریب کا فرشتہ ہوں وہاں رہتا ہوں، جب تو نے پہلی دفعہ رو کر یہ آیت پڑھی، آسمان ہلنے لگا، جب دوسری مرتبہ آیت پڑھی عرش ہلنے لگا، جب تیسری مرتبہ پڑھی، اللہ

نے تیری مدد کے لیے تیرے پاس پہنچا دیا تھا۔

سیدنا زکریا علیہ السلام نے جب یہ سنا کہ حضرت مریم سے کہ وہ بے موسم پھل دیتا ہے، بے فصل کے پھل دیتا ہے، زکریا نے اس بے نیاز کے سامنے وہیں کھڑے کھڑے جھولی پھیلا دی، قرآن کہتا ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ (آل عمران:۳۸)

وہیں کھڑے کھڑے اللہ سے دعا مانگ لی، اللہ عمر بھی میری ایک سوبیس سال ہوگئی، بیوی کی عمر چھیانوے سال ہوگئی، سر ہلنے لگ گیا، سفید بال آگئے، ہڈیوں میں روغن نہیں رہا، مخ نہیں رہی، جوانی نہیں رہی، عورت مرد والے معاملات کے قابل نہیں رہا، لیکن میں نبی ہوں تجھ سے مانگتا ہوں، جب تو مریم کو بے موسم پھل دے سکتا ہے مجھے بھی ایک بے موسم کا بیٹا فرزند عطا فرما، میری بھی عمر گزر گئی، موسم گزر گیا، جوانی گزر گئی، شباب گزر گیا، اور قرآن کریم نے اعلان کیا فرمایا:

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ (مریم)

قرآن مقدس میں ذکر کرو میرے بندے زکریا کا، اللہ پاک فرماتے ہیں کیا ذکر کریں

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ (مریم)

اللہ کہتا ہے کہ جب زکریا میرے نبی نے مجھے پکارا، اپنا دکھ میرے سامنے رکھا، اپنی عاجزی تسلیم کی۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ (مریم:۴)

ہڈیاں ختم ہوگئیں، سر میرا ہلنے لگ گیا، لیکن تیری قدرت تو بوڑھی نہیں ہوتی، تیری بے نیازی تو کمزور نہیں پڑتی، تو تو اتنا بڑا خالق و مالک ہے، تو تو اتنا بڑا پروردگار ہے، جب بھی کوئی کام کرنے پر آئے فرمایا:

اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (البقرہ)

جب کسی کام کے لیے چاہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جایا کرتا ہے، اسے روکنے والا کوئی نہیں، ٹوکنے والا کوئی نہیں، پوچھنے والا کوئی نہیں، انجینئروں کا وہ محتاج نہیں، لیبر کا وہ محتاج نہیں، بلوں کا وہ محتاج نہیں، ساری محتاجی بندے کے لیے ہے۔ اللہ الصمد، اللہ کبھی بھی کسی حال میں بھی کسی کا محتاج نہیں۔

سیدنا زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی، جھولی پھیلائی، انداز دیکھو کہ کس طرح دعا مانگی ہے، بے موسم کے پھل اگر مریم کو دے سکتے ہیں ہمیں بھی دے، قدرت تو تیری ہے۔ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کا مالک ہے، بے نیاز ہے تیری ذات عطا فرما۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ (آل عمران)

مولا مجھے بچہ عطا فرما، میری گود ہری کردے، میری جھولی ہری کردے، میری جھولی بھردے، میرا دامن بھردے، مجھے بھی ابا کہنے والا کوئی ہو، میں بھی بیٹا کہہ کر کسی کو بلاؤں۔

اے زکریا! کیا تمہارا کوئی کوٹھی بنگلہ ہے جو تم وارث مانگ رہے ہو، کوئی جائیداد ہے، مربوں جاگیروں کا مالک بنا ہوا ہے، فرمایا نہیں نہیں۔

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ (البقرہ:۶)

مجھے جو انبیا کرام علیہم السلام سے علم ملا ہے، میں وہ علم کسی کو دے کر جانا چاہتا ہوں، اور غیر لوگ لیتے نہیں، میں اپنی اولاد کو دینا چاہتا ہوں، میرا بیٹا ہو، میں اسے پالوں، سنبھالوں، اور وہ قدر کرے اس علم کی، جو علم نبوت اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔

اندازہ لگاؤ! عقل نہیں مانتی، دماغ نہیں مانتا، سائنس نہیں مانتی، ٹیکنالوجی نہیں مانتی، حکمت نہیں مانتی، طبیب نہیں مانتے، ایک سو بیس سال عمر، چھیانوے سال بیوی کی عمر، دونوں بوڑھے ہوگئے، ختم ہوگئے، قرآن کہتا ہے گردن ہلتی تھی، ہاتھ پیر ہلتے تھے زکریا کے، آواز آئی:

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ (مریم:۷)

لو پھر میرے نبی زکریا جب آپ نے مانگ لیا ہم نے دے دیا۔

اب آدمی کی عادت ہے کہ جب کسی چیز کا آسرا لگ جائے تو جلد بازی دکھاتا ہے ایک سو بیس سال تک تو کچھ نہیں تھا، گھر میں ہی کچھ نہیں، نہ لڑکی نہ لڑکا، جب لڑکا لڑکی نہیں تو پھر پوتے دھوتے کہاں سے آئیں گے؟ کچھ بھی نہیں جب اللہ پاک نے مبارک باد دی، کہ ہم تجھے ایک لڑکا دیں گے، اچھا، اب لڑکا ہوگا اس عمر میں؟

زکریا علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ میں نے دعا مانگی ہے، اللہ سے جھولی پھیلائی تھی، مجھ نبی کی جھولی اس مالک نے بھردی۔ میرا دین بھردیا، لڑکا ملے گا، عورت زات، قرآن کہتا ہے: فصكت، منہ پر یوں ہاتھ رکھ کر ہنسنے لگی: اب؟ اب ٹائم آرہا ہے اولاد کا، نہ تو کسی قابل، نہ میں کسی قابل، دانت نہیں، آنت نہیں، سارا بدن ختم ہوگیا، اب؟ آواز آئی: زکریا کی بیوی ابھی تو میرا خدائی کا پتہ چلے گا میں یوں ہی تو بے نیاز ہوں۔

فرمایا زکریا اپنی بیوی کو بتادو، لڑکے کی خوش خبری ہم نے آپ کو دے دی، اور لو ایک اور

بات بتادیں، نام بھی ہم نے رکھ دیا۔

يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا ۝ (مریم)

یحییٰ ہوگا، نبی ہوگا، پیغمبر ہوگا، ہم نے اس کا نام بھی رکھ دیا تیرے بیٹے کا، اور اس نام کا آدمی آج تک دنیا میں آیا ہی نہیں، لڑکا دے دیا، نام بھی رکھ دیا، اب عورت کی طبیعت میں جلد بازی ہے، مرد بھی جلد بازی کرتا ہے، زکریا اللہ سے بار بار پوچھتے ہیں میرے اللہ! وہ کب وقت آئے گا؟ وہ کون سا سن ہوگا؟ وہ کون سا سال ہوگا؟ وہ کون سا مہینہ ہوگا؟ کب وہ وقت آئے گا جب ہمیں بیٹا ملے گا، اور وہ لڑکا ہمیں ملے گا، جب زیادہ التجا کی، زیادہ آرزو کی، زیادت حسرت کی، آواز آئی: ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا نشانی ہم تجھے بتادیتے ہیں جب اس لڑکے کی پیدائش کا وقت آئے گا، تین دن کے لیے تیری زبان گونگی ہوجائے گی، بول نہ سکو گے۔

یا اللہ میں گونگا ہوجاؤں؟ کہا ہاں! تین دن تک کلام نہیں کرسکو گے، کیوں؟ لڑکا گھر میں پیدا ہو، دنیا مزے سے ناچتی ہے، دنیا میراثی نچاتی ہے، دنیا پتہ نہیں کنجریاں نچاتی ہے، اور میں کلام کرنے سے بھی گونگا ہوجاؤں گا۔ فرمایا: جب چپکے چپکے تو نے مانگا تو میں بھی چپکے چپکے دوں گا، تین دن تک تجھے بھی اعلان کرنے کا نہیں چھوڑوں گا کہ لڑکا ہوا ہے۔

نرالے معاملات:

آج کے معاملات تو بڑے نرالے ہیں، اوکاڑہ ضلع کے علاقے میں ایک آدمی کو عام عام مولوی جانتے ہیں میں بھی جانتا ہوں تیس چالیس برس ہر مولوی سے دعائیں منگوائیں کہ اللہ لڑکا دے، بچہ بچی ہے نہیں، اللہ اولاد دے، زمین بھی ہے گھر بھی ہے، بے رونقی ہے، دل اداس رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کی اللہ والوں کی اس کی اور اس کی بیوی کی وہ تو سب کی سنتا ہے سنی، اللہ جب لڑکا دے دیا تو پھر عطاء اللہ ملنگ کو بلایا، پچاس ہزار روپیہ خرچ کر دیا، کیا ہوا؟

جب کوئی نعمت مل جاتی ہے تو پھر ہر کوئی خرمستی کرتا ہے، چھن جاتی ہے تو روتے ہیں، نعمت مل جاتی ہے تو اللہ کو یاد کوئی نہیں کرتا، چکر لگاؤ دنیا میں جتنے لڑکوں کے بارے میں عورتیں بتلائیں گی، فلاں سے تعویز لیا تھا، جب یہ لڑکا پیدا ہوا فلاں سے پھل لیا تھا جب یہ لڑکا ہوا، نام بھی رکھ دیتے ہیں پیراں دتہ، فلاں نے دتہ، مرجائے، اللہ نے مار دیا، دینا لوگوں کے اختیار، لینا اللہ کے اختیار، جتنے کھانے کے سودے وہ سارے اللہ میاں کے حوالے، فرمایا:

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ⑦ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ⑧ (مریم)

کہا بیوی میری بانجھ ہے، میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میرے سے اٹھا بیٹھا بھی نہیں جاتا، اب اولاد ہوگی، فرمایا: اب اسی وقت جھولی بھروں، تبھی تو میری بے نیازی کا پتہ چلے گا۔ زکریا کی اللہ پاک نے جھولی بھر دی، اور دعا کا طریقہ دیکھا، انك السميع الدعاء. یا اللہ! میرے دل کی انگڑائیوں کو تیرے سوا کون جانے؟ میری بیٹے والی آرزو، بیٹے والی حسرت، میرے ارمان، میرے تمنا جو دل ہر وقت روتا ہے، اداس رہتا ہے، تیرے سوا کون جانتا ہے میری لگی کو۔ کہ مجھے کیا لگن ہوئی ہے:

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ⑨ (مریم)

میں تجھے دوں گا، تیری جھولی بھر دوں گا، ہر چیز کا میں جو مالک ہوا، اور آگے چل کر کے فرمایا کہ: بیٹا بھی دوں گا اور ایسا بیٹا دوں گا کہ تاج نبوت اوڑھ کر آئے گا، نبی بن کر آئے گا۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ (مریم: ۱۲) یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے پکڑو۔

ہر نبی کو نہیں چند مشہور رسولوں کو اللہ پاک نے کتابیں دیں، نئی شریعت دی، احکامات دیئے اور خداوند کریم نے ان کو اتنا نوازا، اتنا نوازا کہ قرآن کریم میں جب تک ان انبیا کے واقعات کو نہ پڑھو، قرآن مکمل نہیں ہوتا۔

اب تو لوگوں کے یقین اتنے ڈھیل گئے، اگر کوئی قرضے کے لیے، دکان کی پریشانی کے لیے، کوئی وظیفہ پوچھنے آجائے، اگر اسے یوں کہہ دیا جائے کہ تو قرآن کی فلاں سورت پڑھا کر، تو دل نہیں مانتا اس کا، اور اگر کوئی اٹک وٹک ایسا بتا دیا جائے تو پھر بڑا جلدی یقین کرتا ہے۔

کمزور عقائد کی ایک مثال:

میں نے ایک دن ایک آدمی سے پوچھا، وہ آدھے سر کا دم کیا کرتا تھا، آدھے سر کا درد، مدت ہوگئی میں نے قریب ہو کر اس سے پوچھا کہ پتہ نہیں یہ کون سی آیت پڑھتا ہوگا۔ میں نے کہا: بڑے میاں! آدھے سر کے درد کا دم کرتے ہو؟ کہتا ہے ہاں! میں نے کہا کیا پڑھتے ہو؟ درود

شریف،کلمہ یا قرآن؟

وہ کہنے لگا نہ سائیں،کلمہ درود کہاں ہے،میں نے کہا اور؟ کہتا ہے میں تو کہتا ہوں:

کالی چڑی،کالی چڑی کالا پھل کھائے۔

اندازہ لگا: دم دیکھو،ایسی بکواس بتاؤ تو بڑا جلدی یقین آتا ہے،قرآن پر ایمان نہیں،خدا پر ایمان نہیں،پیغمبر خدا ﷺ کی ذات پر لوگوں کا یقین نہیں،زکریا کی جس نے جھولی بھری وہ تیری بھی بھرے گا،وہ میری بھی بھرے گا،اور دیکھ تو۔ جتنے غریب غریب لوگ ہیں بچوں کی لائن لگی ہوئی ہے،دائی کو بلانے جاؤ،تو دائی کہتی ہے تمہارے گھر جانا ہے؟ اس نے کہا ہاں،تمہارے گھر؟ اس نے کہا،کہنے لگی ابھی؟ پچھلی دفعہ تو گئی تھی اس کو یاد ہی نہیں رہتا۔ ہر روز جو بیچاری کو بلانے جاتے ہو،بیچاری کیا کرے؟ لائن لگی ہوئی ہے،ٹوپی نہیں بچوں کی،جوتی نہیں،کپڑے نہیں،انتظام نہیں،مکان چھوٹا،اور جن کی چار چار شادیاں کوٹھی،بنگلے جائیداد،ٹیوب ویل،کاریں،وہ بیچاری کہتی ہے سائیں دعا کر،گھر میں چانا کوئی نہیں،چار چار شادیاں بچہ کوئی نہیں،دینے پر آئے جھولی بھر دے،لائن لگا دے،نہ دینے پر آئے تو بڑوں بڑوں کو نہ دے۔

یہ جو میں نے وعظ کیا اور آپ لوگوں کو بات سمجھائی،موضوع کے مطابق ہے،ایک آخری بات اور سن لو،امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی،خدا کی ساری خدائی کا سردار،نبیوں کے سردار،رسولوں کے سردار،پیغمبروں کے سردار،چاند ستاروں کے سردار،آسمان کے سردار،زمین والوں کے سردار،فرشتوں کے سردار،عرش والوں کے سردار،فرش والوں کے سردار،سب کے سردار،اور کبھی تم نے سوچا ہے کہ چار بیٹے اللہ نے دیئے،چاروں ہی اللہ پاک نے حضور ﷺ کی حیات میں اٹھالیے،چاروں بیٹے اللہ پاک نے تھوڑے دنوں کے بعد واپس لے لیے۔محبوب اتنا کہ قرآن جیسی دولت گھر دے دی،سرداری اتنی کی پوری دنیا سے بڑھ کر،ایک اللہ کی ذات سے کم،باقی ساری مخلوق سے زیادہ شان ہے۔

اور حال یہ ہے کہ جھولی میں حضرت ابراہیم کو لیے ہوئے بیٹھے ہیں،اپنے بیٹے کو اور یوں سامنے فوت ہو رہا ہے،بچہ اور کالی کملی والے ﷺ کی آنکھوں میں آنسو ہیں،اور رو رہے ہیں،حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگی: یارسول اللہ! آپ بھی روتے ہیں؟ فرمایا: ہاں،ہاں! مجھے بھی اپنے بچے کو دیکھ کر رونا آ رہا ہے،میرا دل بھی رو رہا ہے،میری آنکھ بھی رو رہی ہے،پتہ چلا کہ وہ الہ ہے،وہ مشکل کشاء ہے اسے کوئی پیارا مجبور نہیں کرسکتا۔اسے کوئی تنگ نہیں کرسکتا،کوئی ولی،کوئی

بزرگ، کوئی پیر، کوئی فقیر، کوئی قطب، کوئی ابدال، کوئی بھی اسے مجبور نہیں کرسکتا۔

وہ بے نیاز ہے، دینے پر آئے، وہ ہزاروں دے، نہ دینے پر آئے تو ٹکڑے منگوادے۔

صرف وعظ سن کر نہ جایا کرو، عقیدہ بھی بناؤ، مرتے وقت یہی چیز کام آئے گی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. جب دل میں یہ بات آئے گی تیرے سوا معبود کوئی نہیں، حاجت روا کوئی نہیں، میرا کوئی نہیں، خالق کوئی نہیں، زمین و آسمان کا مالک کوئی نہیں، الا اللہ،

یوں آتا ہے حدیث پاک میں، جب بندہ یہ لفظ کہتا ہے اللہ کا عرش ہلنے لگ جاتا ہے، اللہ پاک پوچھتے ہیں کہ کیوں ہلتا ہے؟ عرض کرتا الٰہی! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کی جب تک مغفرت نہ ہوجائے میں ہلنے سے نہیں ٹھہروں گا، جب تک اس کی بخشش نہ ہوجائے۔ عادت بناؤ، چلتے پھرتے عقیدہ بناؤ، ذہن بناؤ، بچوں کا ذہن بناؤ۔ اللہ پاک ہم سب کو انبیاء علیہم السلام کی یہ باتیں سن کر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیدائش عیسیٰ علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا مَکَانًا شَرْقِیًّا ﴿۱۶﴾
فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِھِمْ حِجَابًا ۪ فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا
سَوِیًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا ﴿۱۸﴾ (مریم)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

گزشتہ جمعہ میں سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ کا طریقہ کار جو قرآن کریم نے بیان فرمایا وہ میں نے ذکر کیا تھا، حقیقت یہ ہے کہ آج اس زمانے میں، اس دور میں، اس وقت میں یہ باتیں بڑی خشک لگتی ہیں، تلخ لگتی ہیں، کڑوی لگتی ہیں، میں باوضو بیٹھا ہوں مسجد میں، منبر پر قسم کھاتا

ہوں کہ میں نے اپنی طرف سے نہ کچھ ملایا تھا اور نہ کوئی آج ملانے کا پروگرام اور ارادہ ہے، مجھے کیا غرض پڑی۔

لیکن ایک بات ہے اپنے آپ خود بھی فیصلہ کرو، جس کو خدا کی ذات ں لگتی ہے اس کو دنیا میں زندہ رہنے کا حق حاصل ہے؟ جسے اللہ پاک کی توحید کی پہچان نہیں، اسے یہ معلوم نہیں کہ خدا ایک ہے، دو ہیں، تین ہیں، سینکڑوں ہیں، ہزاروں ہیں، کتنے خدا ہیں، وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہلواتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے توجہ کر کے سمجھو باتیں کام آئیں گی، اور اگر یہاں نہیں آئیں گی تو قبر میں ان شاء اللہ یہ بات ضرور یاد آئے گی، یاد آنے کی بھی دو وجہ ہیں۔

وہ ایک آدمی بھوکا تھا اس کے دوست کے پاس روٹی آگئی، وہ کہنے لگا: یار مجھے ساتھ کھلالے، میں بھی تجھے یاد رکھوں گا کہ بھوک میں میرے دوست نے روٹی کھلائی تھی۔ کہنے لگا: اگر یادگیری والا ہی مسئلہ ہے تو یوں زیادہ یاد رکھے گا کہ میں نے مانگی تھی پھر بھی نہیں دی۔

تو میری باتیں تو تمہیں یا تو قبر میں یاد آئیں گی، اس وجہ سے کہ جنت مل جائے گی، یا پھر یوں یاد آئیں گی کہ وہ کتنا کہا کرتا تھا: اے کاش ہم مان جاتے تو یہ عذاب نہ آتا، دونوں باتوں میں سے ایک ضرور ہوگی۔

خدا وحدہ لاشریک ہے دنیا میں آخرت میں، کروڑوں سال پہلے، کروڑوں سال بعد میں نہ کوئی تھا نہ کوئی ہے نہ کوئی ہوسکتا ہے، خدا، رب، اللہ، شہنشاہ خالق کائنات صرف اس کی ذات ہے۔

اب یہ پھلوں میں جتنا مٹھاس آم میں، کیلے میں، مالٹے، سنگترے میں، انگور میں اللہ کتنا میٹھا رکھتا ہے، کسی نے کبھی دیکھا کہ اللہ کی شوگر مل چل رہی ہے وہاں سے چینی منگوا، منگوا کر کیلوں میں داخل کر رہا ہے، مالٹوں میں داخل کر رہا ہے مٹھاس، آم کے اندر مٹھاس پہنچائی جا رہی ہے، بل کہ فرمایا: میں وہ خدا ہوں

اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ﴿۸۲﴾ (یٰسٓ)

میری تو وہ ذات ہے میں کہتا ہوں کہ ہوجا، وہ ہوجاتا ہے، یہ بنے بنائے پھل، یہ سبزیاں، ترکاریاں، یہ باغ و بہار یہ سارے کا سارا خدا بنائے اور تو خدا کو چھوڑ کر دوسرے کے سامنے سر جھکائے، تجھے شرم نہیں آتی؟

اللہ پاک نے ایک بات کہہ دی، فرمایا: میرے بندے یہ آنکھ تیری، یہ ناک تیرا، یہ زبان تیری،

یہ ہاتھ تیرے، یہ پاؤں تیرے، یہ سب کچھ تیرا، یہ سر لگا تو میں نے تیرا دیا لیکن یہ سر ہے میرا، یہ میری چوکھٹ کے لیے ہے، میرے دروازے پر جھکنے کے لیے ہے، خبردار اگر کہیں اور جھکایا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا سوال اور جواب رسالت:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جناب محمد عربی ﷺ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! قیصر وکسریٰ کے بادشاہوں کو لوگ سجدے کرتے ہیں، بڑے بڑے لوگ اکرام کرتے ہیں، جھک جھک کر سلام کرتے ہیں، آپ کی وہ پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں، ہم یوں ہی آپ کو سلام کریں، ہم آپ کو سجدے کیا کریں، ہمارا دل چاہتا ہے۔ اللہ پاک کے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیاءھم مساجدا او کما قال النبی ﷺ

فرمایا: اے میرے صحابیو! تمہیں پتہ چلنا چاہیے، اللہ کو سجدہ کرو، اگرچہ میں سارے جہاں کا سردار ہوں، لیکن سجدے کا حق دار نہیں۔ تمہارے سامنے رات کو دن میں، صبح وشام فرض نماز میں، نفل نماز میں، تراویح کی نماز میں، وتر کی رکعتوں میں، عید کی نماز میں، جمعہ کی نماز میں، تمہارے سامنے میں اس معبود حقیقی کے دروازے پر سر جھکاتا ہوں، تم بھی وہاں سر جھکاؤ۔

اور جو بات حدیث پاک میں ارشاد فرمائی تمہیں سمجھ آئے تو سارے مسئلے حل ہو جائیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو یہی پوچھا تھا کہ ہم آپ کو سجدہ کیا کریں، سبحان اللہ، اللہ پاک نے کیا عقل عظیم بخشی، کہ ہم آمنہ کے در یتیم جناب رسول کریم ﷺ کو، پوچھا تو یہ تھا کہ اس وقت ہم آپ کو سجدہ کریں یا نہیں۔

اللہ نے نبی کی زندگی کا مسئلہ بھی بتادیا، قبر کا مسئلہ بھی بتادیا، پوچھا تو یہ تھا کہ ہمارے دلوں میں آپ کی اتنی عظمت ہے، اپنے ماں باپ کی نہیں، اتنی محبت کہ اولاد کی نہیں، اتنی محبت ہے کہ بیوی بچوں کی نہیں، آپ ہمارے سر کے تاج ہیں، آپ ہمارے سب کچھ ہیں، ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم آپ کو سجدے ہی کیے جائیں، مگر حضور ﷺ نے اپنی حیات مقدس کا مسئلہ بھی بتادیا، اور بعد میں قبر شریف کا مسئلہ بھی بتادیا۔

فرمایا: اے مسلمانو! اے میرے صحابہ! مجھے سجدہ نہ کرو اور یاد رکھنا کبھی میری رحلت کے بعد تم شروع ہو جاؤ۔

لعن اللہ الیہو دو النصاری

اللہ نے لعنت کی ہے یہود ونصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدے کی جگہ بنالیا۔

پوچھا تو تھا صحابہ نے اپنے وقت کے لیے کہ ہم اب کریں۔ لیکن اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے اگلی بات بھی بتادی، اب یہ دو باتیں تو تمہیں بتانے والی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب سجدے کا سوال کیا تھا تو بتانا ضروری تھا کہ سجدہ کرو یا نہ کرو۔ آپ نے اتنا بتایا کہ اب بھی نہ کرو، میری وفات کے بعد بھی میری قبر کو بھی نہ کرنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا، جواب آپ ﷺ نے دے دیا، زندگی کا بھی جواب دے دیا، وفات کے بعد کا بھی جواب دے دیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں جھولی پھیلادی، اللہ کے پاک پیغمبر نے، شہنشاہ کائنات نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ پاک کے حضور میں جھولی پھیلادی، دعا بھی مانگ دی۔

اللھم لا تجعل قبری اصنام

صحابہ نے یہ سوال تو نہیں کیا تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم حضور کریم ﷺ سے یہ تو نہیں پوچھا تھا، مگر اللہ کا نبی شرک سے اتنا بے زار ہے، اور زندگی کا مسئلہ بھی بتادیا، اپنے بارے میں اور سارے جہان کے بارے میں اور قبر شریف کا مسئلہ بتادیا، اس کے بعد دعا مانگی:

اللھم لا تجعل قبری اصنام

اے میرے رب میری قبر کو، میرے مزار کو پوجا پاٹ سے بچانا۔

یہ جو روضہ اقدس ﷺ پر کھڑے ہیں، اللہ سب کو زیارت نصیب فرمائے (آمین) وہ جو وہاں کوڑا لیے کھڑے ہیں یہ خود کھڑے نہیں ہوئے، نبی ﷺ نے دعا مانگی، اللہ پاک نے کھڑے کردیئے، یہ خود کھڑے نہیں ہوئے کوڑے لے کر۔ وہاں اللہ پاک نے ان کو کھڑا کیا ہے کہ جو میرے دروازے کے سوا وہاں کوئی اور سجدہ کرے اس کو مارو کوڑا۔

اور ایک اور مسئلہ بتادیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ اللہ، ایک بات پوچھو اللہ کا نبی ﷺ اس کے ہزار جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ یوں فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہ اگر اللہ کی ذات کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔

اب یہ تو ہمارا زمانہ ہے کہ عورت تنسیخ نکاح کا دعویٰ کرتی ہے، عورت کہتی ہے اس کے یہاں نہیں رہنا چاہتی۔

پچھلے دنوں وہاں لندن کی پارلیمنٹ میں بڑی بحث چلی اور انہوں نے یہ قانون بنادیا کہ

جیسے مرد کو طلاق دینے کا اختیار ہے، عورت بھی طلاق دے سکتی ہے، خیال کرنا ایسا ممبر نہ یہاں بنانا کہ اگر یہاں طلاق دینے کا اختیار ہو گیا تو تمہیں روٹیاں خود پکانی پڑیں گی، یہ تو ایک سیکنڈ میں بگڑ جاتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ سے سیدہ مریم کی والدہ نے اللہ پاک کی نظر مانی، اللہ پاک نے لڑکی عطا فرمائی۔ جس وقت حضرت مریم کے سامنے بے موسم کے پھل دیکھے زکریا علیہ السلام نے اپنے لیے جھولی پھیلا دی۔

سچی بات ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا علیہم السلام نے اس مالک وخالق کائنات سے مانگا، اس رب العالمین سے مانگا، خلیل اللہ علیہ السلام نے اس سے مانگا، کلیم اللہ علیہ السلام نے اس کے سامنے جھولی پھیلائی، عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے اس سے مانگا، یوسف علیہ السلام نے اس سے مانگا، جناب محمد عربی ﷺ نے ہر آن، ہر لحہ، ہر گھڑی اللہ پاک سے مانگا۔

بنی اسرائیل پر انعامات خالق:

نفحۃ العرب ایک عربی ادب کی کتاب ہے ہمارے عربی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے، عربی محاورہ کرانے کے لیے اس میں ہم نے بچپن میں ایک واقعہ پڑھا تھا کہ ایک عابد تھا اللہ اللہ کرنے والا، پہاڑ کی غار میں رہتا تھا، اللہ پاک اپنے فضل سے اس کو اپنی جنت سے یا اپنی رحمت سے کہاں اس کو کھانا پہنچاتا تھا، وہ وہیں بیٹھا بیٹھا کھاتا تھا، اور اللہ اللہ کرتا تھا، اب تم کہو کہ کیسے آسکتا ہے کھانا؟ بنی اسرائیل کے پاس بنا بنایا دیسی گھی کا حلوہ نہیں آتا تھا؟ تم آج ڈالڈا ڈال کر حلوے میں ختم دلواتے ہو، موسیٰ علیہ السلام کی جو قوم تھی اس کو پکا پکایا، دیسی گھی کا حلوہ آسمان سے آتا تھا، اور ہم تو بیل کا گوشت کھا کھا کر مر گئے، ان کو پرندے بھنے بھنائے ملتے تھے جو خدا پوری قوم کو یوں دے سکتا ہے، وہ ایک آدمی کو نہیں دے سکتا؟

اب کئی کے دل میں سوال ہو رہا ہوگا کہ کوئی دعا مانگو! آج کل اگر سلسلہ ہو جائے تو بڑی موج ہے، پکا پکایا تھال بھرا ہوا حلوہ آئے، پرندوں کا بھنا بھنایا گوشت آئے، سبحان اللہ! کھایا ڈکار مارا وہ گئے، اللہ نے جن کو وہ کھلایا تھا، پتہ ہے انہوں نے کتنی ناشکری کی، موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ساری قوم حاضر ہوگئی، کہنے لگی: اے موسیٰ بات سن! ہم روز حلوہ کھاتے کھاتے تھک گئے۔ ہم ہر روز من وسلویٰ بھنے بھنائے پرندوں کا گوشت کھاتے کھاتے اک گئے۔

لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادۡعُ لَنَا رَبَّكَ (البقرہ:۶۱)

یہ ساری قوم آئی ہے دعا مانگ اللہ سے، شکر ہے انہوں نے یہ نہیں کہا کسی پیر سے جا کر مانگ، ہم سے پھر بھی سیانے تھے، کہتے ہیں: فَادۡعُ لَنَا رَبَّكَ، ہمارے لیے دعا مانگ پروردگار، يُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡبِتُ الۡاَرۡضُ کس چیز کی دعا مانگیں؟ کیا چاہتے ہو؟

مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ (البقرہ:۶۱)

دعا مانگ ہمارے لیے، کہ اللہ ہمیں ککڑیاں، ترکاریاں کھلائے، وصل کھلائے، تھوم کھلائے، مسری کی دال کھلائے، ترجمہ کر رہا ہوں آیتوں کا، یقین کرو ایمان داری سے ترجمہ کر رہا ہوں۔ اب بتاؤ جس قوم نے حلوے کے مقابلے میں پیاز مانگے ہوں، وصل تھوم، مسور کی دال مانگی۔ جب میں یہ آیت پڑھتا ہوں اب میری سمجھ میں آیا کہ عاشورے کے دن یہ باپ کی قبر پر مسور کی دال کیوں پھینک کر آتے ہیں؟

موسیٰ علیہ السلام نے جا کر مطالبہ کیا اور یہ چیزیں مانگیں۔

مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ (البقرہ:۶۱)

ککڑی، خربوزے، پتی، وصل، پیاز، تھوم، دال بھی مانگی تو مسور کی، اللہ کا نبی تو بڑا عقل مند ہے آواز دی:

قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِىۡ هُوَ اَدۡنٰى بِالَّذِىۡ هُوَ خَيۡرٌ ؕ (البقرہ:۶۱)

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے کملو! اے بے عقلو! کیا مانگ رہے ہو؟ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا، انہوں نے کہا تو ہمیشہ کے لیے بند کرا دے، خرمستی انہوں نے کی، عتاب میں ہم آ گئے، ورنہ آج موج کرتے، اب جو حاجی، جو شیخ، جو چوہدری ایک دن ختم کی روٹی ہمیں کھلا دے، ساری عمر کے لیے ہمیں اپنا غلام نہیں سمجھتا؟ اللہ پاک نے بھی تو ارشاد فرمایا: اے لوگو! اپنے آپ کو سنبھالو، بچاؤ، محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس سے سوال ایک کیا گیا، جواب کئی ارشاد فرما دیئے، بھلائی کے لیے، اپنی قبر کی حفاظت کے لیے، دعا بھی مانگی۔

چناں چہ ارشاد گرامی ہے دجال ساری دنیا میں پھرے گا، حضور ﷺ نے فرمایا: میرے مدینے میں دجال داخل نہیں ہوگا، طاعون کی بیماری میرے مدینے میں داخل نہیں ہو سکتی، ہر آن، ہر گھڑی، ہر لحہ فرشتوں کی حفاظت ہوتی ہے مدینے پاک کی۔

تذکرہ سیدہ مریم علیہا السلام:

سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ نے دعا مانگی، سیدہ مریم علیہا السلام پیدا ہوئی تو بیت المقدس میں چھوڑ دی، وہاں کھڑے کھڑے زکریا نے جھولی پھیلادی، اللہ پاک نے اولاد دی، فرمایا:
میرے زکریا گھبرا نہ
میں نے تجھے بیٹا دیا، جس کا نام بھی ہم رکھتے ہیں یحییٰ۔

تو وہی مریم جب جوان ہوئی، سیانی ہوئی، اللہ پاک جل شانہ نے اپنی قدرت کا نمونہ بھی اسی کو بنالیا۔ فرمایا: آئندہ چل کر لوگ یہ کہیں گے، باپ کہے گا: میرے بغیر ماں بچہ نہیں بنا سکتی، ماں کہے گی کہ! باپ میرے بغیر بچہ نہیں بنا سکتا، آؤ میں خدا ہوں میں بغیر ماں اور باپ کے بھی بنا سکتا ہوں، اور بغیر باپ کے بھی پیدا کر سکتا ہوں، خالق میں ہوں اور کوئی خالق ہو بھی نہیں ہوسکتا، اور کوئی مالک ہو ہی نہیں سکتا، اور کیا کوئی پالن ہار ہو ہی نہیں سکتا۔

سیدہ مریم پاکیزہ مائی اتنی نیک مائی ہے، قرآن کریم میں پینتیس جگہ اس کا نام آتا ہے، حضرت مریم علیہا السلام غسل کرنے لیے بیٹھ گئیں، پہاڑ میں رہتی تھی، غسل کرنے کے لیے بیٹھ گئی، کپڑے اتار لیے، دیکھتی کیا ہیں؟ اپنی طرف آتے ہوئے ایک جوان کو دیکھا، ایک آدمی آرہا ہے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف، چناں چہ انہوں نے فوراً کپڑے ڈالے اور جب وہ مرد حضرت مریم علیہا السلام کے قریب آیا، ترجمہ کر رہا ہوں آیتوں کا۔

فرمایا: اے میرے نبی حضرت محمد کریم ﷺ زبان تیری ہو، کلام میرا ہو، قرآن کریم میں سیدہ مریم علیہا السلام کے واقعہ کا ذکر کرو۔

وَاذْكُرْ، ذکر کر، فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ، قرآن جیسی مقدس کتاب میں کلام الٰہی میں ذکر کرو مریم علیہا السلام کا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ (مریم)

جب وہ اپنے گھر والوں سے، تمام سے الگ ہو کر پہاڑ میں رہتی تھی، اللہ اللہ کرتی تھی، عبادت کرتی تھی خدا کی، جب نہانے لگی تو ایک آدمی آیا، فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا، آدمی کی شکل میں آدمی آیا۔ سیدہ مریم علیہا السلام نے اسی وقت فرمایا: قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ، اے آنے والے! اے انسان! اے آدمی! اے مرد! میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔

اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا ⑱ (مریم)

میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں، اللہ کی پناہ میں آتی ہوں، اللہ کی حفاظت میں آتی ہوں، اللہ کی نگہبانی چاہتی ہوں۔ وہی میرا راکھا، وہی میرا رکھوالا، وہی میرا نگہبان، وہی میرا محافظ۔ اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا. تو بھی مجھے نیک آدمی معلوم ہوتا ہے۔

مریم نے اللہ پاک کی پناہ چاہی، اللہ کی امان چاہی، اللہ کی حفاظت چاہی، اللہ کی حفاظت مانگی، اللہ کی نصرت مانگی، اللہ کی امداد مانگی، آگے سے وہ آنے والا کہتا ہے:

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّكِ (مریم: ۱۹)

مائی مریم! میں آدمی نہیں، میں بندہ نہیں، میں جن نہیں، میں مرد نہیں، میں تو رَسُوۡلُ رَبِّكِ. میں تو اللہ کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں، اللہ نے مجھے بھیجا میں تو فرشتہ ہوں، ملائکہ میں سے ہوں، اللہ پاک نے مجھے بھیجا ہے، جبرائیل امین تھے، ملائکہ کا سردار ہوں، سارے آسمانوں کے، عرش کے، زمین کے فرشتوں کا میں تو سردار ہوں۔ پوچھا تو کیسے آیا یہاں؟ جناب کا یہاں کیا کام ہے، میں غسل کررہی ہوں علیحدہ ہو کر، آپ کیوں آئے یہاں؟

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ⑲ (مریم)

تجھے خوش خبری دینے آیا ہوں، بتانے آیا ہوں تجھے ایک لڑکا پیدا ہوگا،

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ⑲ (مریم)

اللہ تجھے ایک لڑکا دے گا۔ یوں نہیں کہا کہ میں دینے آیا ہوں۔

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّكِ ۖ

مجھے بھی رب نے بھیجا، یہ بات بھی مجھے رب نے بتائی اور رب نے مجھے بھیجا ہے، اور یوں کہنے کے لیے بھیجا، لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا. اس خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں تجھے خبر دوں کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا، تیرے پیٹ سے، سیدہ مریم گھبرائیں، پریشان ہوگئی، اور فرمانے لگی: کس طرح ہو جائے گا؟ فرمایا: میں بگڑی ہوئی نہیں، مجھے آج تک کسی مرد نے ہاتھ نہیں لگایا، کسی بندے نے ہاتھ نہیں لگایا، کسی نے چھوا تک نہیں۔ پھر کیسے ہو جائے گا؟

جبرائیل امین نے جواب دیا، خدا کہتا ہے: قَالَ كَذٰلِكِ. اللہ پاک جب کرے گا اس کی مرضی، اس نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا نہیں کیا؟ اس نے حضرت حوا کو بغیر ماں اور بغیر باپ کے پیدا نہیں کیا؟ خدا پر یہ بات آسان ہے وہ کرے گا، میں نے تجھے بتا دیا،

اور خدا کے حکم سے بتایا ہے، خدا کی طرف سے تجھے بتانے آیا ہوں۔ سیدہ مریم علیہا السلام گھبرائیں، پریشان ہوگئیں۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ (مریم: ۲۳)

قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا کرو، یہ قرآن، خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں صرف مردوں کے پڑھنے کے لیے نہیں آیا، مقدمے میں تنگی دور کرنے کے لیے پڑھنے کے لیے نہیں آیا، یہ شبیوں اور بیماریوں کو دور کرنے کے لیے پڑھنے کے لیے نہیں آیا۔ یہ تو برکتوں والی، رحمتوں والی، راہنما قانون کی کتاب ہے یہ تو تعذیرات الٰہی ہے، خدا کا کلام ہے۔

حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کہتی ہے کہ جبرائیل تو اتنی بات کر کے گیا، میرے پیٹ میں بوجھ سا محسوس ہونے لگا، جیسے پیٹ میں بچہ ہو، اللہ، اللہ، شرم والی تھی، غیرت والی تھی، حیا والی تھی، جب پیٹ اپنا بڑھتا ہوا دیکھا تو دوڑی جنگلوں میں، پہاڑوں میں نکل گئی، لوگ مجھے کیا کہیں گے شرم کی ماری پہاڑوں پر چڑھ گئی، اللہ وہاں کھلاتا تھا وہ کھاتی تھی، اللہ کی طرف سے تو پہلے بے موسم کے پھل ملتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت:

اللہ پاک کی قدرت دیکھو! نمونہ دیکھو! سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا وقت آگیا، دائی کوئی نہیں، نرس کوئی نہیں، پاس دوسری عورت کوئی نہیں، سنبھالنے والا کوئی نہیں، دیکھنے والا کوئی نہیں، دوا دارو کرنے والا کوئی نہیں، درد کا انجیکشن لگانے والا کوئی نہیں، پاس بیٹھ کر تھوڑی بہت خدمت کرنے والا کوئی نہیں، اکیلی سیدہ مریم علیہا السلام ہے، بچہ پیدا ہونے کا جب درد ہونے لگا، تکلیف ہونے لگی، تو بھوک بھی لگی، پیاس بھی لگی، ادھر اللہ پاک نے حضرت مریم علیہا السلام کو بچہ دے دیا۔ لڑکا پیدا ہو گیا، یہ بات عورتوں کے مطلب کی ہے، تمہیں کیا خبر؟ جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے، پسینے آتے ہیں، تکلیف ہوتی ہے، سخت پیاس لگتی ہے، بڑی سخت پیاس لگتی ہے ماں کو۔

تو مریم علیہا السلام کو جب بھوک لگی اور پیاس لگی تو اس وقت وہاں کھانے پینے کے لیے کچھ نہ تھا، جب درد ہوا تو حضرت مریم علیہا السلام نے کھجور کا ایک تنا، خشک تنا بالکل سوکھا ہوا ایک تنا کھڑا تھا، اس کو پکڑ کر یوں سہارا لیا حضرت مریم نے، اور جب بھوک لگی، پیاس لگی، تو آواز آئی مریم! اس کو پکڑ کر ذرا ہلا۔

اللہ العالمین پتہ کوئی نہیں، خشک ہے، سبز بھی کوئی نہیں، اس کے ہلانے سے کیا ہوگا؟ اس کو پکڑنے سے کیا ہوگا، اس کے قریب جانے سے کیا ہوگا؟

فرمایا: مریم! اب تو سمجھ جا، جو بغیر باپ کے تیری جھولی میں لڑکا بٹھا سکتا ہے، وہ خشک تنے سے تازہ پکی ہوئی کھجوریں لگا کر تجھے کھلا بھی سکتا ہے۔

بس یہی بات اللہ کا قرآن ہر جگہ پیش کرتا ہے کہ جب اللہ نے تجھے پہلی دفعہ پیدا کردیا، بنادیا اب دوسری مرتبہ قبر میں پیدا کرنا کون سا مشکل ہے، کوئی انجینئر اگر ایک دو کام کرلے اس کے لیے دوبارہ کرنا کون سا مشکل ہے، اور جو خدا اربوں کھربوں، انسان بناتا رہا ہے، تو وہ تجھے اور مجھے قبر میں اٹھا کر نہیں پوچھ سکے گا کہ تو دنیا میں کیا کرتا رہا؟

سیدہ مریم علیہا السلام نے کھجور کے تنے کو پکڑ کو تھوڑی سی حرکت دی۔

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ (مریم)

پکی پکی کھجوریں گر رہی ہیں، مریم نے جھولی بھرلی، پکی پکی کھجوریں کھائیں اور یوں پہاڑ میں سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا، سیدہ مریم نے کھجوریں کھائیں اور پانی پی لیا۔

اب سچی بات یہ ہے سمجھانے کے لیے کہتا ہوں جب آدمی کا پیٹ بھر جاتا ہے، پھر اسے اور باتیں بھی سوجھتی ہیں، پہلے تو بھوک میں مت ماری جاتی ہے۔

جب مریم نے کھالیا، پی لیا، سیر ہوگئیں، اب گود میں لیے بیٹھی ہے عیسیٰ علیہ السلام کو، اللہ کا نبی ہے، اللہ، اللہ گھور گھور کر دیکھ رہی ہے، پریشانی سے دیکھتی ہے۔ ارے تو کہاں سے آگیا؟ میں بدنام ہوگئی، منہ دکھانے کے قابل نہ رہی، کس کا نام لوں کہ تو کس کا ہے؟ کس کا نام رکھوں کہ تو کس کا ہے۔

میں تو پاک ہوں میرا رب جانتا ہے میں پاک ہوں اور مجھے تو پیدا ہونے سے پہلے ہی میری اماں نے مجھے اللہ کی پناہ میں دے دیا تھا، میرا نام بھی میرے خدا نے رکھا۔ تو کیسے پیدا ہوگیا، آواز آئی اے مریم!

فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ (مریم: ۲۶)

اے میری بندی مریم! کھجوریں، کھا، پانی پی۔ اس بچے کو گھور کر نہ دیکھ، آنکھوں کی ٹھنڈک بنا، اسے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا، تجھے کیا پتہ ہے میں نے اس کو کیوں پیدا کیا ہے؟ کس لیے پیدا کیا ہے؟

مریم علیہا السلام نے کھجوریں کھالیں، پانی پی لیا، عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لیے بیٹھی ہے، اب خدا

نے حکم دیا: اس کو گود میں لے کر پہاڑ سے نیچے اتر۔ چل قوم کے پاس، چل برادری کے پاس، چل اپنے علاقے کے لوگوں کے پاس، حضرت مریم علیہا السلام گھبرا گئیں۔ یا اللہ کیسے جاؤں؟ کیا کہوں جا کر؟ کیا جواب دوں گی؟ میرا منہ اس قابل نہیں رہا کہ میں ان کو جا کر دکھاؤں۔ میں اب نہیں جانتی، آواز آئی، یہ لڑکا دیا تو اس لیے ہے کہ وہاں لے کر جائے اور تو فکر کیوں کرتی ہے؟ جو لوگ سوال کریں گے جواب میں خدا دوں گا، جواب تو میں نے دینا ہے تو جواب دینے والی تھوڑی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلا خطاب:

آواز آئی اے مریم: اٹھا اپنے بچے کو گود میں اور پہاڑ کے نیچے اتر، پیار کرتی ہوئی چل ماتھے پر، پیشانی پر بوسے دیتی چل، بچے کو گود میں لے کر نیچے آ، ادھر پہاڑ پر سے کسی کی نظر پڑی، اس زمانے میں نظریں بھی بڑی تیز ہوا کرتی تھیں، دور سے دیکھا کہ بچہ گود میں لیے آ رہی ہے۔ ہائے! ہائے!

نیکی نو کوس بدی سو کوس

تم چاہے کچھ کرتے پھرو۔ امام کا خطیب کا اگر گٹنا بھی کھل جائے تو کفر ہو جاتا ہے، تم رات دن جو کرتے پھرو، اگر کسی مولوی سے غلطی ہو جائے تو اخبار میں، ہوٹلوں پر، بیٹھکوں میں بڑے تکرار ہوتے ہیں۔

جس بندے کی نگاہ پڑی اس نے شور کر دیا، آؤ دیکھو! بھلی بنی پھرتی ہے، نیک بنی پھرتی تھی، اس کو ولیہ کہتے تھے تم اس کو عابدہ کہتے تھے، تم اس کو زاہدہ کہتے تھے، تم اس کو پرہیز گار کہتے تھے، آؤ دیکھو! لڑکا لیے چلی آ رہی ہے۔

جب تک مریم علیہا السلام پہاڑ سے نیچے آئیں، اس نے تو مخلوق اکٹھی کر لی وہاں، اور ایسے موقع پر لوگ اور جلدی آتے ہیں، نماز پڑھنے تھوڑے آتے ہیں تماشہ دیکھنے زیادہ آتے ہیں، کیوں؟ نماز پڑھنے سے کیا فائدہ، تماشہ میں کچھ نہ کچھ مزا آتا ہے۔

اس وقت تو تم نہ جانے کہاں کہاں سے چل کر آئے، کرایہ خرچ کر کے آئے، اس لیے کہ چلو اللہ کا قرآن سنیں گے، لیکن قرب و جوار کے بہت بوڑھے اس وقت بھی حقے کا سر پکڑے بیٹھے ہوں گے، چھوٹے بچے کئی جوا کھیل رہے ہوں گے، انہیں کیا معلوم؟ سیدہ مریم علیہا السلام پہاڑ سے نیچے اتریں، مخلوقات جمع ہے، نہ علیک، نہ سلیک، نہ خیر خبر، نہ کوئی کھانے کی، نہ کوئی پینے کی، کھڑے ہو گئے سارے، کہنے لگے: یا اخت هارون، اے ہارون کی بہن! اے مریم! یا

اخت ھارون، اے ہارون کی ہمشیرہ! اے ہارون کی بہن! اے مریم!

يَٰٓأُخۡتَ هَٰرُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ ٱمۡرَأَ سَوۡءٖ وَمَا كَانَتۡ أُمُّكِ بَغِيّٗا ۝٢٨ (مریم)

اے لڑکی! یہ تو نے کیا کیا، تیری ماں بھی نیک تھی، تیرا باپ بھی نیک تھا، اس لیے نوجوانو! نوجوانوں کی غلط حرکتوں سے ماں باپ بدنام ہوتے ہیں، ماں کی عزت خاک میں ملتی ہے، باپ کی آبرو اترتی ہے، اس لیے ماں باپ کی جس نے عزت بچائی ہو وہ اپنی جوانی کو سنبھال کر چلے۔ مریم علیہا السلام کو قوم نے اس کی ماں کا حوالہ دیا۔ تیری ماں بدکارہ نہیں تھی، تیری ماں بری نہیں تھی، تیرا باپ برا نہیں تھا، یہ تو نے کیا کیا؟ شادی تیری نہیں ہوئی، نکاح تیرا نہیں ہوا، لڑکا گود میں اٹھا کر لے آئی، اللہ، اللہ

ایمان داری سے سوچو اس ولیہ کے، اللہ کی بندی کے جگر پر کیا بیتی ہوگی۔ قوم ساری ایک طرف ہے، ایک اللہ کی بندی عیسیٰ کو سینے سے لگائی کھڑی ہے۔ بول نہیں سکتی، کیا جواب دے؟ آواز آئی اے مریم! گھبرا نہ، فاشارت الیہ ، یہ جو تیری گود میں بچہ ہے یہ تیرا بیٹا ہے، اس کی طرف اشارہ کر، اس کو کہو کہ تو جواب دے خود، مریم علیہا السلام تو اللہ کے قانون کو جانتی تھی، اللہ کے احکام سے واقف تھی، جب قوم بیٹھی ہے چاروں طرف سے کھینچا تانی ہے، بولتی کیوں نہیں؟ بتاتی کیوں نہیں؟ اب جب چپ بیٹھی ہے، اب چپ ہو گئی ہے، جواب دو، جواب دو، چاروں طرف سے ہنگامہ ہے جواب دو، ولیہ بنی پھرتی تھی، بڑی نیک دکھائی دیتی تھی، جواب دے اب، آواز آئی: فاشارت الیہ. اس لڑکے سے پوچھو، خود اس بچے سے پوچھو، واہ، واہ ایک دم تالی لگائی ساری قوم نے، واہ، واہ، جب جواب کوئی نہیں آیا تو بچے کے سر لگاتی ہے، کبھی بچے بھی بولے ہیں؟

قَالُواْ كَيۡفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي ٱلۡمَهۡدِ صَبِيّٗا ۝٢٩ (مریم)

تین چار دن کا بچہ نظر آتا ہے، ہم اس سے کیسے باتیں کریں؟ چھوٹا بچہ ہے یہ کیسے بولے گا؟ یہ کیسے جواب دے گا؟ ہم اس سے پوچھیں؟ تو نہیں بولتی اتنی بڑی، بچے کا نام لے رہی ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا: اے میرے عیسیٰ اب تیری ماں کا دل تنگ ہو رہا ہے، جلدی کر اس قوم کو بتا دے کہ میں اگر بلانے پر آؤں تو تین دن کے بچے سے تقریر کرا دوں، بلانے پر آؤں تو تین دن کا بچہ تقریر جھاڑ دے، سیدہ مریم علیہا السلام کا منہ ذرا پھیکا پھیکا سا ہونے لگا، اب میں کیا جواب دوں؟ یہ بچہ بولتا ہے یا نہیں بولتا؟

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اماں کی جھولی میں لیٹے ہوئے تھے یوں اٹھ کر بیٹھ گئے، جب اٹھ کر بیٹھے

توتھوڑی تھوڑی قوم میں ہلچل مچی، انہوں نے کہا: خود اٹھا ہے یہ، ہاں ہاں خود اٹھا ہے، اس کی ماں نے تو نہیں اٹھایا، نہیں یہ تو خود اٹھا ہے، عیسیٰ علیہ السلام نے انگڑائی لی، انہوں نے کہا یار یہ کیا بات ہے، بچہ تو دو تین دن کا دکھائی دیتا ہے، یہ تو کھڑا ہو رہا ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے، ساری قوم سامنے کھڑی تھی فرمایا: قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ، اے میری قوم کے لوگو! اے برادری! اے علاقے کے لوگو! کیوں تم نے میری ماں کا تماشہ بنایا ہے؟ کیوں تم نے میری ماں کو پریشان کر رکھا ہے؟ کیوں تم نے گھبرادیا میری اماں کو؟ تم نے کھلونا بنایا، آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں میں اللہ کا بندہ ہوں۔

اور یہ بھی مجھ سے سن لو۔ اگر تمہارے دماغ میں جگہ ہے، عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بات کی پہلا کلام، تین دن کا بچہ ہے، پہلا کلام دنیا میں، یہ کیوں کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں؟ جس نے بغیر باپ کے بچہ پیدا کیا، جس نے بچے کو بولنے کی توفیق دی، اسی خدا نے حکم دیا کہ پہلا بول تیرا یہ ہونا چاہیے، عیسیٰ علیہ السلام نے امی کو امی نہیں کہا پہلا کلام تیرا یہ ہونا چاہیے، عبد اللّٰه، میں اللہ کا بندہ ہوں، کیوں؟ کس لیے؟ کس لیے اللہ پاک نے عیسیٰ کی زبان سے یہ کلام کروایا؟ اس لیے کہلوایا کہ تو ایک بغیر باپ کے پیدا ہوا، ایک حضرت مریم علیہا السلام کا بیٹا، دوسرا تین دن کا بیٹا ہے بچہ جب تقریر کر رہا ہے، اب یہ لوگ کہیں میری طرح تجھے خدا نہ ماننے لگ جائیں؟ پہلا کلام جو تیرا ہو وہ ایسا ہونا چاہیے جو تیری ذات کی صفائی کرے اور میری توحید کا پیغام دے۔

فرمایا: قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ میں اللہ کا بندہ ہوں، میرا پیدا کرنے والا اور مجھے تین دن کے بچے کو بلوانے والا اور ہے، میں نہیں بولتا مجھے اس نے بلوایا۔

اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ (مریم)

مجھے اللہ کی کتاب ملے گی، میں نبی بن کر آیا ہوں، میں پیغمبر بن کر آیا ہوں، تم میری ماں کو پریشان نہ کرو۔

قوم کی دو حالتیں:

قوم کی ہمیشہ دو حالتیں رہیں۔ برادریوں کی، قوموں کی ہمیشہ دو کیفیتیں بنیں، دو صورتیں بنیں، دو حالت رہیں، یا تو برائی پر ساری قوم کھڑی ہوگئی، نہ ماننے پر قوم ساری کھڑی ہوگئی، اور اگر ماننے پر آئے تو پھر اتنا مانا کہ کہ آگے کو نکل گئے۔

اب بجائے اس کے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بات مانتے، جب حضرت عیسیٰ نے پہلی دفعہ کہہ

دیا، عبداللہ، میں اللہ کا بندہ ہوں۔

وہ کہنے لگے: اچھا، اچھا، پتہ ہی اب چلا ہے خدا ایک نہیں ہے، خدا تین ہے، مریم خدا کی بیوی ہے، اور جب کسی کا بیٹا نہیں، تو پھر خدا کا بیٹا تو ہے نا۔

لہٰذا تین خدا بنائے عیسائیوں نے، پہلے حضرت مریم کو کہتے تھے، تو بُری ہے تو نے بدکاری کی ہوگی، تم نے زنا کیا ہوگا۔

اور جب عیسیٰ علیہ السلام نے تقریر کردی، اب کہنے لگے: اچھا، اچھا، اب پتہ چل گیا تو خدا کی بیوی ہے اور یہ خدا کا بیٹا ہے، ایک خدا اور دو تم، لہٰذا تین خدا ہیں۔

بعینہ اسی طرح یا تو لوگ محمد عربی ﷺ کو مانتے ہیں، شکل کو تسلیم نہیں کرتے عمل کو تسلیم نہیں کرتے، کردار کو تسلیم نہیں کرتے، اللہ کی طرف سے آئے ہوئے قرآن کو تسلیم نہیں کرتے، اور اگر مانتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ مصطفیٰ کریم کا اب کوئی نہیں، اماں کوئی نہیں، دائی کوئی نہیں، اولاد کوئی نہیں۔

وہ جیسے خدا ایسے بھی مصطفیٰ ہے ﷺ مانتے ہیں تو اس میں مبالغہ کرتے ہیں اس میں زیادتی کرتے ہیں کہ خدا میں سے نکلا ہمارا نبی حضرت محمد ﷺ خدا میں سے نکلا۔

یاد رکھو! میری بات پکا کر کے لے جاؤ، یاد کر کے لے جاؤ، دل کی تختی پر لکھ کر لے جاؤ، اپنے اماموں سے جا کر پوچھو! اپنے خطیبوں سے جا کر پوچھو! قرآن کریم کا ترجمہ جا کر دیکھو! دو چیزیں پکی پلے باندھ لو

خدا کے بعد خدا کوئی نہیں
مصطفیٰ کے بعد نبی کوئی نہیں

خدا اپنی خدائی میں وحدہ لاشریک ہے، اس کے مقابلہ میں خدا کوئی نہیں، مصطفیٰ ﷺ کے مقابلہ میں نبی کوئی نہیں ہوسکتا، خدا کی مثال کوئی نہیں، کالی کملی والے ﷺ کی مثال کوئی نہیں۔

خدا بے نظیر خدا ہے، مصطفیٰ کریم بے نظیر بادشاہ، اب خدا کا باپ کوئی نہیں۔

ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ ہیں، ان شاء اللہ اگلے جمعہ سے سیرت النبی ﷺ کا عنوان شروع ہوجائے گا، آپ اور میں زندہ رہے تو کئی جمعوں تک چلے گا، حضور ﷺ کے رشتہ دار والدین اور مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ آپ لوگ پورا مضمون سننے کی کوشش نہیں کرتے۔ بل کہ بعض لوگ بالکل اخیر میں سر سے اتارنے آتے ہیں۔

جمعہ کی حاضری:

ایک ہے جمعہ کی فضیلت حاصل کرنا، ایک ہے جمعہ پڑھنا، ایک ہے سر سے اتارنا، اس میں بڑا فرق ہے، ایک ہے سر سے اتارنا، اور ایک ہے اس کی فضیلت کا حاصل کرنا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جمعہ کے دن فرشتے دروازے پر کھڑے ہو کر حاضری لگاتے ہیں۔

تمہیں ٹیکسٹائل مل کی حاضری کا تو پتہ ہے، اللہ کی حاضری کا پتہ نہیں، اگر دیر ہو جائے تو گیٹ کیپر واپسی کر سکتا ہے، اگر دیر سے آیا تو یہ فرشتہ نہیں کہتا کہ مفتی اب آیا پیچھے۔ بہت مدت کی بات ہے علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ زندہ تھے، میں کراچی تھا تو حضرت نے مجھے فرمایا: آج جمعہ ہمارے ہاں پڑھا دو، میں ان دنوں وہاں جمعہ پڑھاتا تھا، تو میں جب گیا تو ہم ایک چھوٹے سے دروازے سے داخل ہونے لگے ایک پٹھان کہنے لگا: دوسرے دروازے سے لے چلو، میں بھی ادھر سے جاتا ہوں، میں نے کہا کیوں؟

کہنے لگا: فرشتہ ادھر رجسٹر لیے کھڑا ہے، ادھر سے جاؤ گے تو تمہارا نام نہیں آئے گا۔ اور تمہارا خیال یہ ہے کہ جمعہ کے دن نہ فرشتہ ہے، نہ خدا ہے، کوئی بھی نہیں ہے، اس لیے کہ سیرت النبی ﷺ کا عنوان شروع ہوگا، وقت پر آؤ پورا مضمون سنو تا کہ لطف آئے، دل و دماغ بنے اور عقیدہ میں نے تمہیں بتا دیا۔

لا الہ الا اللہ، خدا کے سوا الہ کوئی نہیں، مشکل کشاء کوئی نہیں، پیدا کرنے والا کوئی نہیں، فصل میں دوکان میں، کارخانے میں اس کے سوا برکت دینے والا کوئی نہیں۔ اور یہ بات بتائی کس نے؟ محمد رسول اللہ ﷺ ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ بات بتائی، خدا کے بعد خدا کوئی نہیں، مصطفیٰ ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں۔ حضور ﷺ کے بعد کوئی کسی قسم کا جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے، دجال ہے، بے ایمان ہے، وہ خنزیر سے بدتر ہے، جو میرے آقا ﷺ کے ختم نبوت کے تاج کو ہاتھ لگائے۔

اللہ پاک مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

دل و دماغ کو سکون پہنچانے والی قرآن و سنت کی دعاؤں کا لاجواب مجموعہ
جدید دور کی مشکلات پریشانیوں ذہنی سکون و اطمینان کے لیے
اس کتاب کا مطالعہ ہر گھر کے لیے بے حد مفید ہے

مستند وظائف خواتین

مع پنج سورہ شریف

بدعا

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

انتخاب و ترتیب

ام محمد احمد
فاضلہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

حافظہ ڈاکٹر ام عبداللہ صاحبہ
ایم بی بی ایس، ماہر امراض نسواں

ALKHAIR BOOKS
الخیر بکس
نزد میزان بنک حاصل پور منڈی
G.mail:alkhairbooks@gmail.com
0321-7853059

اپنی نظر میں حیا پیدا کر
تاکہ تیری ماں، بہن، بیوی اور بیٹی بری نظر سے بچ سکے

بدنظری کا وبال
اور
حجاب کا انعام

ازافادات

حضرۃ مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ
حضرۃ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
حضرۃ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ
حضرۃ مولانا حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ
حضرۃ مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
و دیگر علمائے کرام واکابرین

انتخاب وترتیب
ام محمد احمد
فاضلہ جامعہ حفصہؓ ووفاق المدارس العربیہ

الخیر بکس
ALKHAIR BOOKS
نزد میزان بنک حاصل پور منڈی
G.mail:alkhairbooks@gmail.com
0321-7853059

ملنے کے دیگر پتے

✹ مکتبہ عائشہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور	042-37360541
✹ مکتبہ رحمانیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور	042-37[illegible]228
✹ مکتبہ سید احمد شہید الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور	042-37228196
✹ ادارہ اسلامیات انارکلی بازار لاہور	042-37353255
✹ مکتبہ الفقیر سنت پورہ فیصل آباد	041-2618003
✹ مکتبہ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد	041-8715856
✹ مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان	061-4544965
✹ ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان	061-4540513
✹ کتابستان شاہی بازار بہاول پور	062-2874815
✹ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راول پنڈی	051-5771798
✹ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	081-662263
✹ مکتبہ دار القرآن اردو بازار کراچی	021-32211998
✹ دار الاشاعت اردو بازار کراچی	021-32213768
✹ مکتبہ علمیہ بنوری ٹاؤن کراچی	021-34918946
✹ ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی	021-34914596
✹ دار الاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور	091-2567539
✹ بیت الکتب گلشن اقبال کراچی	021-34975024
✹ مکتبہ علائیہ ناصریہ ہارون آباد	063-2253846
✹ مکتبہ دار القرآن شورکوٹ کینٹ	0333-6268960
✹ دار المطالعہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور	042-37360620
✹ مکتبہ صفدریہ نزد تبلیغی مرکز بہاول پور	

ملک بھر کے ہر چھوٹے بڑے کتب خانے سے طلب فرمائیں

062-2442059-0333-2442059

شعبہ تحقیق وتصنیف

دار المطالعہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

DAR-UL-MUTALIAH
JAMIAH MASJID ALLAH WALI
HASILPUR OLD (BWP.)

AL.KHAIR BOOKS

خطباتِ مکی

خطباتِ سیرت النبی ﷺ لمحہ بہ لمحہ

سیرت النبی کے عنوان پر مکہ مکرمہ میں دیے گئے خطبات کا مجموعہ

خطیبانہ انداز میں منفرد تذکرہ رسولِ کریم ﷺ

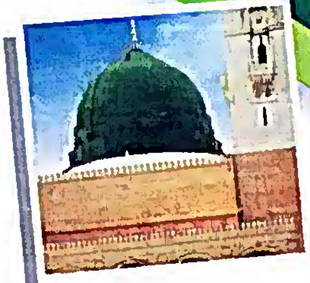

افادات

فضیلۃ الشیخ حضرت اقدس محمد مکی حجازی صاحب دامت برکاتہم شیخ حرم مکہ مکرمہ

انتخاب و ترتیب

مولانا مفتی عبداللہ بن زبیر مدظلہ

فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

الخیر بکس

ALKHAIR BOOKS

نزد میزان بنک حاصل پور منڈی

G.mail:alkhairbooks@gmail.com

0321-7853059 0333-2442059